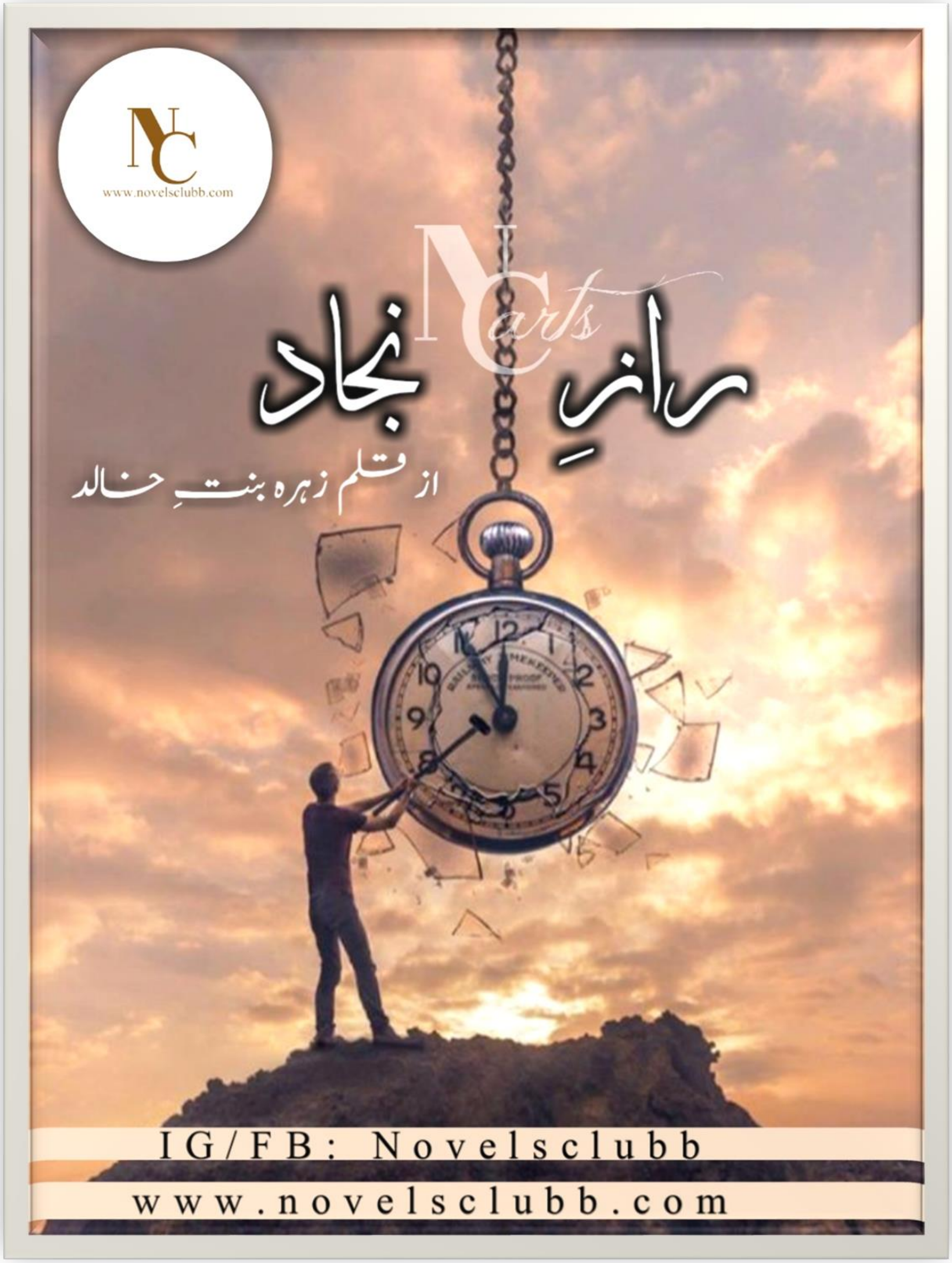
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

"Stranger give a clue"

وہ مہربان جو کہانیوں کی کوکھ میں بڑی ہوئی .

اُسے غرض نہیں کہ کسی نے اُس سے جھوٹ بول کے

تمام عمر کے لیے دلوں میں چھید کر دیے

اُسے غرض نہیں کہ کتنے لوگ

اُس کی چھاؤں میں پلے بڑھے

اُسے غرض نہیں کہ کون اسکا نام استعمال کر کے

رب ذوالجلال سے حرام کو حلال کہہ کر مانگتا ہے

اور سوچتا ہے، اور سوچتا ہے کہ اُس کو کچھ پتا نہیں

اُسے پتا ہے اور اسے سب پتا ہے

مگر وہ اس زماں مکاں کے دائروں سے دور

اپنا ایک ادھورا خواب بن رہی ہے.

جس کو سن کر کائنات اپنی باقیات پر نظر کرے گی
مجھے بھی اس شفیق ہاتھ نے بھنور سے کھینچ کر
طلب تو کچھ نہیں کیا ہے
مگر میں اس کے دل پہ رنگ چھینک کر بتاؤں گا
کہ سچ بہت حسین ہے۔
(تہذیب حافی)

رات کی گہری تاریکی میں سرسراتی ہوا چل رہی تھی۔لاہور کے موسم نے سرما کی آمد پر انگڑائی لی تھی اور ہر طرف سردی نے دستک دے ڈالی تھی۔خود میں ایک تاریخ رکھتا شہر لاہور اس وقت تاریک تھا۔وہ تھکن سے چور بستر پر بیٹھی تھی اور بازؤں کو پیچھے لے جاتی ہاتھوں کو باہم جوڑا تھا۔ہڈیوں کے چٹخنے کی آواز آئی تھی اور وہ گہری سانس بھرتی اب لیپ ٹاپ بند کرتی بستر سے اٹھا کر کمرے میں موجود ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔کمرے میں چھائی تاریکی کے باعث اس کا چہرہ واضح نہ تھا۔وہ

مدھم قدموں سے واشروم میں گھسی تھی اور تھوڑی دیر بعد فریش ہوتی آرام دہ کپڑوں میں اپنے تاریک بستر پر آ بیٹھی تھی۔ تبھی اس کا فون جگمگایا تھا۔وہ موصول ہونے والے پیغام کو دیکھتی ہلکا سا مسکرادی۔موبائل کی روشن سکرین سے اس کے چہرے کے ہلکے ہلکے نقوش واضح ہوئے تھے۔اس کی بادامی نقوش کی بھوری آنکھیں ایک لمحے کے لیے جگمگائی تھیں اور ہونٹوں پر سجنے والی مسکراہٹ بھی خوبصورت تھی۔

کچھ لمحوں بعد فون کال کی آواز کمرے میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔اس نے فون اٹھا کر سپیکر پر رکھا تھا اور خود ٹیبل لیمپ جلاتی سنگھار میز کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔اب کمرہ قدرے روشن تھا لیکن تاریکی میں خلل اس وقت ڈلا جب اس نے ہاتھ بڑھا کر سنگھار میز کے ارد گرد لگے سارے بلب جلا دیے۔فون کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"امید کرتا ہوں کہ پیسے پہنچ گئے ہوں گے۔"

وہ کوئی بھاری مردانہ آواز تھی۔

"یہ بتانے کے لیے تو تم نے بالکل فون نہیں کیا محسن۔ کام بولو۔"

وہ سنگھار میز سے نائٹ کریم اٹھاتی اپنے چہرے پر لگا رہی تھی۔ بھوری آنکھیں، تیکھے اور سرد نقوش۔ سیاہ بالوں میں ایک لال رنگ کی لٹ اس کے بالوں کو پرکشش بنا رہی تھی۔

"ایک اور کام ہے۔"

دوسری جانب سے آواز ابھری تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نے گھیرا کیا۔

"میں بول چکی ہوں۔ یہ آخری کیس تھا جو میں نے تمہارے کہنے پر حل کیا۔ آئیندہ مجھ سے رابطہ کیا تو تمہارا کیس تھانے کے درازوں میں بند ملے گا۔"

مصفرہ نے کہتے ہوئے فون پر لال بٹن دبا کر رابطہ منقطع کر دیا۔ اسے اپنے کام میں مداخلت کرنے والے لوگ نہیں پسند تھے۔ اور محسن اس پر رعب جمانے کے ساتھ ساتھ اس کے کام میں مداخلت بھی کرتا تھا۔ مصفرہ مغل کسی کی حکمرانی خود پر برداشت کرے؟

www.novelsclubb.com

وہ کمرے سے باہر نکلی اور کچن میں گھستی اپنے لیے کچھ اچھا سا کھانے کے لیے بنانے لگی۔ گھر چھوٹا مگر نفیس تھا۔ کچن کی سفید شیلف پر نفاست سے سامان سجا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی خود کو ایک مزے دار کھانے سے سرو کرنے جارہی تھی۔ لاؤنج کے ٹیبل پر چیز پاستا اور کولڈ ڈرنک رکھتی وہ دھپ سے صوفے پر سکون سے بیٹھی تھی اور ٹی وی آن کر گئی تھی۔ وہ اپنے ہر کیس کے کامیاب ہونے کے بعد ایسے ہی خود کو شاباشی دیا کرتی تھی۔

آرام سے کھانے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور سنگھار میز پر پڑا موبائل اٹھایا تو سامنے ایک میسج جگمگا رہا تھا۔ کسی انجان نمبر سے۔۔۔۔۔۔۔

"Hello Red Lady."

www.novelsclubb.com

وہ جواباً آبرو اٹھا گئی تھی۔ ریڈ لیڈی؟؟ سیریسلی؟؟

اس نے جواباً سوالیہ نشان بھیجے تھے اور چلتی ہوئی بستر پر آبیٹھی تھی۔ جواب فوراً آیا تھا۔

"تو آپ ہیں مشہور ڈیٹیکٹو وریڈ لیڈی جو کہ میرے اندازے کے مطابق بالکل بھی مشہور نہیں ہیں۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر آبرو اٹھائے تھے اور پھر لکھنے لگی۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔۔اس چیز سے تمہارا مطلب؟"

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی اس کے سامنے مشکوک ہو رہا تھا۔

"لینڈ لیڈی کیس۔۔۔۔یہی تمہاری شہرت کی وجہ تھا نا؟"

موصوف نے اس کے سوال کو کسی خاطر میں نہیں لیا تھا۔اس نے بستر میں اپنے پاؤں گھسائے تھے اور کہنے لگی۔

"تم جو کوئی بھی ہو مدعے پر آؤ۔"

وہ اس وقت سونا چاہتی تھی۔ایک لمبے کیس کے حل ہو جانے پر سکون کی نیند۔

"میں وہی ہوں جس کی وجہ سے تمہیں شہرت مل سکتی ہے۔"

مصفرہ اس کے الفاظ پر طنزیہ ہنسی تھی جیسے موصوف سامنے بیٹھا ہو۔

"سچ کہوں تو میں نے تم سے مدد نہیں مانگی۔"

وہ کہتی ہوئی سرہانے پر سر پھینک گئی تھی۔

"میرے پاس تمہارے لیے ایک کیس ہے۔"

دوسری جانب موصوف جیسے اسے سننا گناہ سمجھتا ہو۔

"مدعے پر آؤ۔"

"میں چاہتا ہوں تم یہ کیس سلجھاؤ۔"

اسے آج تک جتنے کیس ملے تھے، کیس دینے والے صرف اس سے گزارش کیا کرتے تھے۔ یہ نیا تھا جو اس کی سنے بغیر اسے کیس حل کرنے کو بول رہا تھا۔ یہ بات مصفرہ کو کیسے گوارہ ہو بھائی؟

"کونسا کیس؟"

وہ تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی۔

"The disappearance of Zoya Qureshi."

مصفرہ جھٹکے سے بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔

"زویا قریشی۔ جسے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی قرار دے کر کیس بند کر دیا گیا ہے؟"

وہ جیسے یقین دہانی کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے یہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔"

وہ پہلی بار اپنی رائے پیش کر رہا تھا۔

"بغیر کسی ثبوت کے کیس لینے سے میں خود کو بے وقوف تصور کروں گی۔"

مصفرہ نے بغیر کسی تاثر کے جواب دیا تھا۔

"ثبوت ڈھونڈنا تمہارا کام ہے مس ریڈ لیڈی۔"

اس کے جواب پر مصفرہ کا دل چاہا اس انجان شخص کی گردن اڑا دے۔ مطلب انسان میں تھوڑی سی عقل ہو لیکن نہیں، دنیا تو بے وقوفوں کا ٹھکانہ بنتی جا رہی ہے۔ اس کے جواب نہ دینے پر دوسرا میسج سکرین پر جگمگایا تھا۔

"After all, you are smart enough to get evidences! Detective!”

مصفرہ نے اپنا پہلو بدلا تھا۔ لاہور کے شہر میں کیا پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ختم ہو گئے تھے جو یہ عجیب انسان سب سے عجیب کیس اٹھا کر اس کے پاس چلا آیا ہے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں یہ کیس لوں گی؟"

مصفرہ نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔لبوں پر اسی انداز کی مسکراہٹ کا احاطہ تھا۔

"میرا نہیں خیال تمہارے پاس چوائس ہے۔"

اس جواب پر مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"کیا یہ دھمکی ہے؟"

ہوتی بھی تو وہ نہیں ڈرتی یہ بات دوسری جانب بیٹھا شخص بھی جانتا ہوگا۔

"تم بالکل نہیں چاہو گی جس گھر سے تم بھاگی ہو انہیں تمہارا پتا ملے اور تمہیں پھر سے ایک نئے شہر میں اپنی پہچان بنانی پڑے، وہ بھی ایک نئے نام سے مصفرہ مغل۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کے اندر تک بجلی پیدا ہوئی تھی۔اب وہ سانس ساکن کیے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ایک تو وہ اس کا نام بھی جانتا تھا اور دوسرا اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز بھی۔

"تم ہو کون؟"

وہ کانپتے ہاتھوں سے بس اتنا ہی پوچھ پائی۔گھر واپس جانے کے خیال سے اس کی روح تک میں سنسنی دوڑ جاتی تھی۔وہ وہاں نہیں جائے گی۔ کبھی نہیں۔وہ واپس اس جہنم میں نہیں جلے گی۔

"یہاں زویا کا کیس ڈسکس کیا جائے تو یہ زیادہ مناسب رہے گا۔"

دوسری جانب موجود موصوف جانتا تھا وہ اپنا تیر چلا چکا ہے جو عین نشانے پر لگا ہے۔

"لیکن زویا قریشی کا کیس تمہارے لیے کیوں ضروری ہے؟"

وہ تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی۔

"ڈیٹیکٹو!! گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ رہی ہیں۔میں تمہاری جگہ ہوتا تو اب تک اپنا کام شروع بھی کر چکا ہوتا۔"

مصفرہ نے فون بستر پر پٹخ دیا۔بہت سے سوالات نے اندر جنم لیا تھا۔

یہ کون ہے؟

اس کے بارے میں کیسے جانتا ہے؟

اس کے گھر والوں کے بارے میں؟

ایسا ناممکن سا کیس؟

کیا شہر لاہور کے سارے پرائیویٹ ڈیٹیکٹو مر گئے ہیں؟

وہ ذہن جھٹک کر سر سرہانے پر پھینک گئی۔ وہ آج سونا چاہتی تھی۔ کئی راتوں کے بعد۔ آج وہ زیادہ سوئے گی۔ کھڑکی پر لہراتے پردوں کی اوٹ میں چھپا چاند خاموشی سے اسے نیند کی وادیوں میں اترتا دیکھ رہا تھا۔ وقت کی سوئیاں دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھیں اور سورج کی روشنی کا انتظار کرتی رات سرکنے لگی تھی۔

===========

وہ ایک لمبی سانس بھرتا اپنے کیبن میں داخل ہوا تھا۔ گلے سے سٹریتھو سکوپ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھتا سفید کوٹ کے بٹن کھول گیا تھا۔ بستر پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔ ایک لمبے دن کے بعد اب وہ تھک ہار کر سکون سے بیٹھا تھا۔ سکون کی سانس بھرتا ہوا وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا ہوا باہر کی جانب

چل دیا۔ کیبن سے پارکنگ تک کے رستے پر بہت سے لوگوں نے اسے سلام کیا تھا جسے اس نے سر کے خم سے موصول کیا اور مسکرا کر چل دیا۔ نیوی بلیو کلر کے سکرب پر انگریزی حروف میں 'ڈاکٹر براق مرزا' لکھا ہوا تھا۔اس کی چال مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔سیاہ رنگ آنکھیں کچھ عجیب سی تھیں۔گال میں پڑا ڈمپل مسکرانے پر واضح ہوا تھا۔وہ اپنی مردانہ وجاہت سے بھرپور چال چلتا ہوا گاڑی میں آبیٹھا تھا اور سفید کورٹ اتار کر فرنٹ سیٹ پر اچھالا تھا۔وہ شہر خوشاب کا ایک غیر معروف ہسپتال تھا جہاں مریضوں کی تعداد نہ کم تھی نہ زیادہ۔اس سے پہلے کے وہ گاڑی چلاتا۔اس کے شیشے پر دستک ہوئی تھی۔اس نے کالے رنگ کے شیشوں کے پار دیکھا تھا جہاں وہ مسکراتے ہوئے کھڑی تھی۔اسی نرم اور پیاری مسکراہٹ سے جو اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔

براق کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے لیکن اس نے شیشہ نیچے کرتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی۔

"جی ڈاکٹر فریال۔خیریت؟"

"آپ واپس جا رہے ہیں ڈاکٹر براق؟"

فریال کے پوچھنے پر اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

"جی گاڑی میں اسی نیت سے بیٹھا تھا۔"

اس نے مسکراہٹ کو مزید بڑا کرتے ہوئے کہا تھا۔ فریال کی نظر اس کے ڈمپل سے ہوتے ہوئے اس کی سیاہ رنگ آنکھوں پر گئی تھیں۔ وہ الگ سی تھیں۔ کچھ عجیب سی۔ فریال ہمیشہ انہی میں کھونے کی کوشش کرتی تھی لیکن براق مرزا اسے موقع نہیں دیا کرتا تھا اور اپنی نظریں پھیر لیا کرتا تھا۔

"کیا تم مجھے گھر ڈراپ کر سکتے ہو؟ اکچولی میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔"

فریال کے ساتھ ساتھ براق بھی جانتا تھا کہ یہ صرف اس کے ساتھ وقت گزارنے کا طریقہ ہے لیکن وہ کچھ نہ بولا۔ وہ اس کی کولیگ تھی اسے اتنی فیور دینی پڑے گی۔

"جی آجائیں۔"

اس نے کہتے ہوئے شیشہ دوبارہ چڑھا لیا۔ فریال اپنی خوبصورت چال چلتی ہوئی دوسری جانب کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھنے سے پہلے اس کا سفید کورٹ اٹھا کر اپنی گود

میں رکھنا نہیں بھولی تھی۔اس نے پرپل کلر کا سکرب پہنا ہوا تھا جس پر ڈاکٹر فریال لکھا ہوا تھا۔ سفید کورٹ ایک بازو پر ڈال رکھا تھا جس کے ساتھ ہی اس نے اسی ہاتھ میں سٹریتھو سکوپ پکڑا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس کا پرس تھا۔اب وہ نفاست سے گاڑی میں بیٹھتی دونوں کورٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ چکی تھی۔

براق نے گاڑی چلادی تھی۔

"کیسارہا آپ کا آپریشن ڈے؟"

فریال نے اپنی نرم مسکراہٹ کے ساتھ بات کا آغاز کیا تھا۔

"ہمیشہ کی طرح اچھا لیکن تھکا دینے والا۔"

براق کے جواب پر وہ مسکرادی۔

"میرا بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ میرے خیال سے ہر ڈاکٹر کا ایسا ہی ہوتا ہے۔"

وہ مسکرا رہی تھی یا شاید مسکراہٹ اس کی خاصیت تھی۔ براق کی پوری توجہ سڑک پر تھی۔ کچھ دیر کی ہلکی پھلکی باتوں کے بعد وہ کہنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہاری سیاہ آنکھیں بہت پسند ہیں براق۔ کچھ الگ ہیں، باقی سب سیاہ آنکھوں سے۔"

فریال نے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا۔ گاڑی میں یکدم خاموشی چھا گئی تھی۔

براق نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر ایک گھر کے سامنے گاڑی روک دی تھی۔

اس نے جواباً کچھ نہیں بولا تھا۔

"صبح ملتے ہیں۔"

فریال نے مسکرا کر گاڑی کی بیک سیٹ سے اپنا کورٹ اٹھایا تھا اور اپنا پرس سنبھالتی باہر نکل گئی تھی۔

"خدا حافظ۔"

براق نے ہلکا سا مسکرا کر جواباً کہا تھا۔ فریال مسکرا کر سر ہلاتی اندر چلی گئی تھی اور اس نے اپنی گاڑی زن سے بھگا دی تھی۔ اپنے گھر پہنچنے پر وہ لاک کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔ وہ فریج کھول کر جھکا ہی تھا کہ کوئی کچن میں داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

براق مڑے بغیر کہنے لگا۔

"تمہیں بولا تھا ادھر مت آنا۔"

"پوچھ کر نہیں آنا ڈاکٹر صاحب۔"

حماس نے اسے کھینچ کر گلے لگایا تھا۔وہ اس کا خونی بھائی تھا اور اس سے پوچھے بغیر اس کے گھر آنے کی اجازت رکھتا تھا۔

"حماس یار یوں چپکا مت کر۔تجھے پتا مجھے یہ چپکا چپکی زہر لگتی ہے۔"

براق اسے دور کرتے ہوئے بولا تھا جو کھینچ کر اسے دوبارہ گلے لگا چکا تھا۔

"آئی لو یو شہزادے۔"

حماس اس سے الگ ہوتا ہوا اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کے ماتھے پر بوسا دے چکا تھا۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ براق کو یہ حرکتیں بہت بری لگتی ہیں،اسی لیے تو وہ کر رہا تھا۔وہ بھائی ہی کیا جو آپ کی ناپسندیدہ چیزوں کو جان بوجھ کر آپ پر لاگو نہ کرے۔

براق نے اسے ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیلا تھا۔

"واللہ حماس! تیرا قتل مجھ پر چھٹی بار واجب ہو چکا ہے۔"

اس کی بات سنتا حماس زور سے ہنس دیا تھا اور مزید اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

براق نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا اور جھک کر فریج میں سے ٹھنڈے پانی کی بوتل گٹکی تھی۔

"اتنی سردی میں بھی ٹھنڈا پانی ڈاکٹر صاحب؟"

حماس نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اس کی آنکھیں اس کی خوبصورتی کی وجہ تھی۔وہ ویسے بھی ایک چھبیس سالہ بھرپور مرد تھا لیکن اس کی آنکھیں اس کو بے انتہا پرکشش بناتی تھیں۔وہ براق کا واحد خونی رشتہ تھا جو اس دنیا میں موجود تھا۔

"اندر جب شعلے بھڑک رہے ہوں تو ٹھنڈا پانی بھی ان شعلوں کو بجھانے میں ناکام ہوتا ہے۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی یار ڈائلاگ بعد میں مارنا۔ بھوک لگی ہے کچھ بنادے۔"

"میں ابھی تھکا ہارا آیا ہوں ڈیوٹی سے۔"

حماس کی بات پر اس نے گھورتے ہوئے بولا تھا جس پر حماس کا قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا۔لاؤنج کے ایک طرف اوپن کچن تھا جہاں براق کھڑا اپنے نمونے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

"خدارا بھائی۔ایسے مت کہیں جیسے میں جانتا نہیں کہ آپ وہاں صرف ٹائم پاس کرنے جاتے ہیں۔"

حماس نے صوفے پر اپنے پاؤں پھیلائے تھے۔براق نے وہیں سے بوتل کا ڈھکن اس کی طرف پھینکا تھا جسے وہ مزے سے کیچ کرتا شوز اتار کر دوبارہ اسی پوزیشن میں براجمان ہوا تھا۔

"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں حماس مرزا۔"

اس نے باور کرواتے لہجے میں بولا تھا اور پھر اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔وہ اپارٹمنٹ چاہے چھوٹا تھا لیکن اتنا نفیس تھا کہ دل موہ لینے والا تھا۔اس کی گرے

رنگ کی دیواریں اس کی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔کچھ دیر بعد وہ سیاہ شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے سیڑھیاں اترتا دکھائی دے رہا تھا۔کچھ بدلا تھا اس میں۔۔۔اس کے چہرے میں۔۔۔۔آنکھیں۔۔۔اب اس کی آنکھیں گرے رنگ کی تھیں۔وہ تو ویسا ہی تھا۔ ماتھے پر بکھرے گیلے بال اسے پرکشش بنا رہے تھے۔

"کیا کھاؤ گے؟"

وہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔لاؤنج میں صوفے پر لیٹے حماس نے موبائل ایک طرف رکھا تھا اور چمکتی آنکھوں سے کہنے لگا۔

"چیز پاستہ۔"

www.novelsclubb.com

حماس کی بات پر وہ سر ہلا گیا۔اس کے لیے چیز پاستہ بناتا وہ اب خود کے لیے کچھ اچھا اور صحت مند کھانا بناتے ہوئے آدھے گھنٹے بعد کچن میں موجود ٹیبل پر کھانا لگا رہا تھا۔ٹیبل سیٹ کرنے کے بعد حماس کو ہاتھ دھونے کا بولتا خود بھی چیزیں سمیٹتا ٹیبل پر آبیٹھا۔حماس کے آنے پر وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا گیا۔

"اففففف بھائی! دل کرتا ہے آپ کے ہاتھ چوموں۔"

حماس نے کہتے ہوئے معصومیت سے اسے دیکھا تھا جس کے گھنگرالے بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور اب سوکھ چکے تھے۔اس نے منہ کو جاتے کانٹے کو روکا تھا اور نوالہ منہ میں رکھتا کانٹا اس کے آگے کیا تھا۔

"تم نے ایسا کیا تو میں یہ تمہاری گردن میں گھسا دوں گا۔"

یہ وارننگ تھی۔حماس دل کھول کر ہنس دیا تھا۔جتنا براق کو چڑ تھی کسی کے چھونے سے اتنا ہی حماس کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آتا تھا۔

"بھابی لے آئیں۔یہ کام نہیں کرنے پڑیں گے۔"

براق جب برتن دھونے کے لیے سنک کی طرف بڑھا تھا تو پیچھے سے حماس کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔

"بیوی برتن دھونے کے لیے نہیں ہوتی حماس مرزا۔"

اس نے آبرو اٹھا کر سرد لہجے میں کہا تھا۔ایک تو حماس اس کے بدلتوں لہجوں کا ابھی تک عادی نہیں ہوا تھا اس لیے خاموشی سے دانت نکالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ کام سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آتا لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھا تھا اور اسی پر مصروف ہو گیا تھا۔ اندھیر کمرے میں لیپ ٹاپ کی سکرین اس کی خوبصورت آنکھوں کو مزید بہتر بنا رہی تھیں۔ وہ پوری طرح اپنے کام میں مگن تھا اور پھر آہستہ آہستہ رات نے پر بچھانے شروع کر دیے۔

=======

صبح کے سورج نے پوری زمین کو روشنی بخش کر ہر روز کی طرح اپنا احسان کیا تھا۔ پردے کی اوٹ سے آتی روشنی پر وہ کسمسائی تھی۔ فون کی بیپ پورے سنسان کمرے کے سکوت میں خلل ڈال رہی تھی۔ وہ آنکھیں مسلتے غصے سے اٹھی تھی اور فون اٹھایا تھا۔

"کس کو موت کو دعوت دینی ہے؟"

وہ اپنی خمار بھری آواز میں غصہ سموتی بولی تھی۔ دوسری جانب موجود موصوف کی سانسیں کچھ لمحوں کے لیے تھمی تھیں۔ پھر خود کے تسلسل کو ٹھیک رکھتے وہ بغیر

کچھ کہے فون کاٹ گیا تھا۔ مصفرہ نے حیرت سے فون کو گھورا تھا۔ آنے والے کا نمبر غیر شناسا تھا۔ کچھ سیکنڈز بعد میسج اسی نمبر سے موصول ہوا تو مصفرہ کو اندازہ ہوا کہ یہ کل رات والا شخص ہی ہے۔ اس نے میسج کھولا تھا۔

"Good Morning detective. Parcel will be arrived soon.”

مصفرہ نے اوکے کا میسج لکھ کر وہ انجان نمبر سیو کیا تھا۔

"Weirdo”

کے نام سے۔

وہ بالکل بھی یہ پوچھ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اسے اس کے گھر کا پتہ کیسے ملا اور فلاں فلاں۔ کیونکہ جو شخص اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز جانتا ہوگا وہ ظاہر سی بات ہے سب کچھ جانتا ہوگا۔

وہ فریش ہو کر ٹی شرٹ پر ہوڈی پہن گئی تھی اور نیچے کھلا ٹراؤزر تھا۔ ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہوئی تھی کہ اس کی ڈور بیل بجی تھی۔ وہ برتن کچن میں رکھتی باہر کی

جانب لپکی تھی۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔دروازے کے سامنے ایک ڈبہ پڑا تھا۔
جس پر سفید چٹ لگی تھی۔ مصفرہ نے جھک کر چٹ پر لکھے الفاظ پڑھے تھے۔

"Musfira Mughal."

مصفرہ نے وہ چٹ اتاری تھی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتی وہیں پھینک کر ڈبہ پکڑے اندر لے آئی تھی۔

جب اس نے ڈبہ کھول تو اس میں کچھ کاغذات تھے۔

اس نے ایک فائل کھولی تو زویا قریشی کی کچھ چیزیں اس پر لکھی تھیں۔وہ پڑھنا شروع ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"نام:زویا قریشی

عمر:اٹھارہ سال

تاریخ پیدائش:14 جولائی 2004

رابطہ نمبر:×××××

غائب ہونے کا دن: 31 دسمبر 2022

آخری بار دیکھنے والا: زویا کا والد قریشی

والد کا بیان: "گمشدگی کی رات وہ اپنی دوست مشک کو ملنے گئی تھی۔"

فیملی: والد (قریشی علی)، والدہ (مسز قریشی)، بھائی (عزیر قریشی)

مزید تفصیل: زویا گمشدگی کی رات جب گھر سے مشک کے گھر جانے کے لیے نکلی تھی تو رات آٹھ بجے کا وقت تھا اور اس نے سیاہ جینز کے ساتھ سیاہ فراک پہن رکھا تھا، گلے میں سرخ رنگ کا سٹالر بھی تھا۔"

یہ وہ ساری چیزیں تھیں جو اسے ملی تھیں۔ اس کے ساتھ ایک سٹوڈنٹ کارڈ بھی پارسل کے اندر موجود تھا اور ساتھ ہی ساتھ زویا کی چھ سات تصاویر۔ کچھ تصاویر مزید تھیں۔ اس کی فیملی فوٹوز اور دوستوں کے ساتھ۔۔

مصفرہ نے ناپسندیدگی میں سر ہلایا تھا۔ تبھی میسج کی بیپ سنائی دی تھی۔

"میرا خیال ہے پارسل پہنچ چکا ہے۔"

اس کا میسج پڑھ کر مصفرہ نے بےزاری میں آنکھیں گھمائی تھیں۔

"مجھے یہ چیزیں کہیں سے بھی مل جاتیں۔"

اس کا لہجہ تھکا سا تھا جیسے اسے اس بے جان کیس میں دلچسپی محسوس نہ ہو رہی ہو۔

"ابھی کیس شروع بھی نہیں ہوا اور ڈیٹیکٹو ہمت ہار چکی ہیں۔"

اس کا اگلا میسج پڑھ کر مصفرہ نے ایک بار پھر آنکھیں گھمائی تھیں۔

"بیت شکریہ بکواس کا۔"

"میں کچھ اور بھی بھجوا رہا ہوں۔ لیکن یہ کیس کی سب سے حساس چیز ہے۔احتیاط سے استعمال کرنا۔"

اس کا اگلا میسج کچھ مزید ارلگا تھا۔اس نے دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور اگلے آنے والے پارسل کا انتظار کرنے لگی تھی۔

============

وہ معمول کے مطابق مسکراہٹ لبوں پر سجائے نیلے رنگ کے سکرب پر وائٹ کورٹ پہنے ہسپتال کے کوریڈور میں گھوم رہا تھا۔آتے جاتے مریض اسے سلام کر رہے تھے اور وہ مسکرا کر سر کو خم دے رہا تھا۔جیسے ہی وہ اپنے کیبن میں آکر بیٹھا تھا تو ڈاکٹر فریال اس کے کیبن میں داخل ہوئی تھیں۔

"اسلام علیکم!"

اس نے اپنے ازلی نرم انداز میں بولا تھا، براق مسکرا دیا۔

"وعلیکم السلام۔جی ڈاکٹر فریال کوئی کام تھا؟"

وہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنا سٹریتھوسکوپ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ آج کہیں لنچ کرنے چلیں؟لنچ بریک میں؟"

فریال نے مسکرا کر استفسار کیا تو براق نے مسکراہٹ لبوں سے ہٹائے بغیر اپنے دانت پیسے تھے۔

"شیور کیوں نہیں۔جگہ ڈیسائیڈ کر لیجئے گا۔"

www.novelsclubb.com

فریال مسکرا کر سر ہلاتی چلی گئی تھی تو براق نے آنکھیں گھما کر بے زاری چہرے پر سجائی تھی اور لیپ ٹاپ کھول لیا تھا۔ پھر ہسپتال کا راؤنڈ لیتا مریضوں کو دیکھتا واپس اپنے کیبن میں آبیٹھا تھا۔

==========

وہ کچھ دیر سے بیٹھی لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلانے میں مصروف تھی۔ کوڈنگ اور ڈی کوڈنگ اس کا پسندیدہ کام تھا۔ دوپہر کے چار بجے کا وقت تھا جب اس کی ڈور بیل بجی تھی۔ وہ چونکی تھی لیکن مصفرہ جانتی تھی یہ پارسل ہوگا۔ وہ صوفے سے پیر اتارتی، لاؤنج سے نکلتی باہری دروازے پر آئی تھی۔
دروازہ کھلنے پر ایک بھورے رنگ کا ڈبہ وہاں پڑا تھا۔ ارد گرد نظر دوڑانے پر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ ڈبے پر بڑے بڑے الفاظ میں انگریزی حروف میں "Red Lady" لکھا تھا۔ اس نے مسکرا کر پرچی اتاری تھی اور پھر سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتی پاس پڑے کوڑے دان میں پھینک گئی تھی۔ وہ ڈبہ اٹھاتی اس بار اپنے پرائیوٹ ڈیٹیکٹو کمرے میں آئی تھی۔ جس پر عین سامنے دو لیپ ٹاپ ٹیبل پر

پڑے تھے۔ ٹیبل کے پچھلے طرف کرسی پڑی تھی جس کا رخ دروازے کی جانب تھا۔اور کرسی کی پچھلی طرف ڈیٹیکٹو وبورڈ لگا تھا جس پر ابھی تک پچھلے کیس کی کچھ چیزیں لگی تھیں اور اس پر لگا لال دھاگا ایک تصویر کو دوسری کے ساتھ جوڑ رہا تھا۔ کمرے کے دوسری جانب ایک بک شیلف بنی تھی جس میں سرخ، سیاہ اور نیلے رنگ کی کئی فائلز تھیں۔ یہ وہ تمام کیس تھے جو اس نے سلجھائے تھے۔ پھر اس کے دوسری طرف دو بندوں کے بیٹھنے کے لیے ایک صوفہ تھا جس کے آگے ایک چھوٹا سا ٹیبل تھا اور اس کے ساتھ ہی کونے میں کافی مشین تھی۔ کبھی کسی کیس کو حل کرتے اسے رات ہو جاتی تو وہ کمرے سے نکلنا گوارہ نہ کرتی بلکہ یہیں کافی بناتی اور پی لیتی۔ وہ چلتی ہوئی کمرے کی بتیاں جلاتی اپنی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔ ٹیبل پر ڈبہ رکھتے وہ اسے کھول گئی تھی۔

اندر کچھ کاغذات کو ہٹا کر اسے جو ملا تھا وہ حیران رہ گئی۔ وہاں ایک فون تھا۔ وہ آبرو اٹھائے فون نکال کر آن کر گئی۔ موبائل آن ہونے کی دیر تھی کہ اس پر لگا زویا کی

تصویر کا وال پیپر دیکھ کر مصفرہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی تھی۔اس نے اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاکڈ تھا۔

اس نے اپنا فون اٹھایا اور اس نمبر پر کال ملائی۔اس کی کال کاٹ دی گئی۔فوراً سکرین پر میسج جگمگایا۔

"لگتا ہے پارسل مل گیا؟"

اس کے میسج سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے اس کال کا انتظار تھا۔

"یہ تمہارے پاس کیسے آیا؟"

مصفرہ کے میسج میں بھی حیرت کا واضح ثبوت تھا۔

"سوال کم، کام زیادہ۔"

مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تمہیں معلوم ہے نا کہ یہ پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو تم اس سب میں پھنس سکتے ہو۔"

مصفرہ کے مسیج کا اسے کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنے کام سے کام رکھو ریڈ لیڈی۔ مجھے خود کو بچانا آتا ہے۔"

مصفرہ کا دل چاہا وہ موبائل دیوار میں دے مارے لیکن اس نے گہری سانس بھری اور اپنا موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

"The new case begins Detective! You can do it and you have to do it Musfira."

اس نے ہمیشہ کی طرح خود کو ہمت دی تھی۔ جن لوگوں کے پاس کوئی ہمت دینے کے لیے نہ ہو، انہیں اپنی ہمت خود بننا پڑتا ہے۔ خود کو خود ہمت دینے والے لوگوں سے بچ کر رہنا چاہیے کیونکہ وہ جتنے تنہا ہوتے ہیں اتنے ہی مضبوط ہوتے ہیں۔

مصفرہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور پہلے آیا ہوا ڈبہ بھی ٹیبل پر رکھتی اپنے ہڈی کے بازوؤں کو کہنیوں تک لے گئی تھی۔ پہلے مکمل ہوئے کیس کی چیزیں احتیاط سے ایک فائل میں سمیٹتی وہ شیلف میں باقی فائلز کے ساتھ سجا آئی تھی۔ اس کے بعد اس نے پہلے آئے پارسل میں سے چیزیں نکال کر ڈیٹیکٹو بورڈ پر چپکانا شروع کی تھیں۔ زویا کی تصاویر، اس کے گھر والوں کے تصاویر اور بھی بہت کچھ۔ پھر لال

دھاگے سے ان چیزوں کو ایک دوسرے سے جوڑا تھا۔اپنے کام سے فارغ ہو کر اس نے ٹیبل کے آخری کونے میں پڑے پرنٹر میں سے ایک شخص کی تصویر نکالی تھی جس کے چہرے پر سوالیہ نشان بنا تھا۔اور وہ بھی اس نے اسی بورڈ پر چپکا دی تھی۔ زویا کے کیس کے ساتھ ساتھ اسے اس اجنبی شخص کے بارے میں بھی جاننا تھا۔ پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھتی زویا کا فون اٹھا گئی تھی جو لاکڈ تھا۔اس کا پاسورڈ چار نمبروں پر مشتمل تھا۔مصفرہ نے اسکے سٹوڈنٹ کارڈ کے آخری چار نمبر ڈالے تھے جو کہ غلط ثابت ہوئے تھے۔پھر اس نے بیٹھے بیٹھے ہی اپنی کرسی کا رخ گھما کر ڈیٹیکٹو بورڈ کی طرف کیا تھا جہاں بہت سی چیزوں کے ساتھ اس کی تاریخ پیدائش بھی تھی۔اس نے اس کی تاریخ پیدائش کے نمبر غور سے پڑھے تھے۔

14جولائی2004

یعنی کہ۔۔

"2004-7-14"

وہ مسکرادی اور مکمل اعتماد کے ساتھ کچھ نمبر فون پر دبا گئی جس سے فون کا پاسپورڈ کھل گیا۔

"1474"

ایسے نہ کھلتا تو اس کے پاس اور بھی بہت طریقے تھے۔ لیکن خیر زویا ٹین ایجر تھی اور اسی پرسنٹ ٹین ایجر کے پاسورڈ ان کی تاریخ پیدائش ہوتی ہے یا ان کا نک نیم یا ان کے کسی دوستوں کے گروپ کا نام۔

وہ وہاں بیٹھی اس کی ساری چیٹ کھول کر باری باری پڑھنے لگی۔ جو چیز اسے سب سے زیادہ کھٹکی تھی وہ زویا کی سب سے قریبی دوست 'مشک' کے ڈیلیٹ کیے گئے مسیج تھے جو مشک کی طرف سے ڈیلیٹ ہوئے تھے۔ مصفرہ نے اس کا نمبر لیا تھا اور اپنے ڈیٹیکٹو والے نمبر سے اسے کال کی تھی۔ ایک دو بیل کے بعد فون اٹھا لیا گیا۔

"کون؟"

سب سے پہلے دوسری جانب سے سوال کیا گیا تھا۔

"میں ڈیٹیکٹو وہوں اور تمہاری دوست زویا کے کیس کو حل کرنا چاہتی ہوں۔"

مصفرہ نے بغیر تمہید کے اسے جواباً کہا تھا۔دوسری جانب کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔

"ہم مل کر اس بارے میں بات کر سکتے ہیں؟"

اس کے سوال پر مصفرہ کے منہ تک کا ذائقہ بدمزہ ہوا تھا۔اُف یہ ٹین ایجرز کی بے اعتباریاں۔ عجیب عمر ہے، جن پر اعتبار کرنا ہوتا ہے ان پر کرتے نہیں یہ ٹین ایجرز اور جن پر اعتبار نہیں کرنا ہوتا ان کی اندھوں کی طرح پیروی کرتے رہتے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔لوکیشن بھیج دوں گی۔کل 11 بجے اس جگہ پر آجانا۔"

مصفرہ نے سنجیدہ انداز میں کہہ کر بغیر دوسری جانب موجود مشک کو بولنے کا موقع دیے، فون بند کر دیا اور پھر سے سارے میسج پڑھنے لگی تھی۔

===========

لنچ بریک پر وہ بال سنوارتی ہوئی اپنی ازلی نرم مسکراہٹ سے شاہانہ چال چلتے ہوئے اس کے کیبن میں داخل ہوئی تھی۔ کیبن کو خالی پا کر وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے

لگی۔ پھر کمرے میں کسی کی موجودگی نہ پاکر وہ جلدی سے قدم اٹھاتی براق کے ٹیبل کی جانب آئی تھی اور لیپ ٹاپ کی سکرین اٹھاتی اسے کھول گئی۔ سامنے اسے لاک دیکھ کر اس نے ٹیبل پر مکا جڑا تھا۔ تبھی اس کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"شیشے کا ٹیبل ہے محترمہ! ٹیبل نہ توڑ دیجئے گا۔"

اس کی لاپرواہ لیکن سنجیدہ آواز پر فریال کی سانسیں ساکن ہوئی تھیں۔ وہ سانس روکے وہیں کھڑی رہی تھی۔ ڈھیروں شرمندگی نے اسے گھیرا تھا۔

"میں۔۔۔وہ۔۔۔"

وہ کنفیوز ہوتے ہوئے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئی تھی۔ براق ایک آبرو اٹھائے سنجیدہ تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر انہی تاثرات سے قدم قدم فریال تک آیا تھا اور ہلکا سا جھک کر اس کے پیچھے ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھائی تھیں۔ دونوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا لیکن فریال کو شرمندگی سے اپنا آپ فنا ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"چلیں؟"

وہ سیدھا ہوتا جبڑوں کو کستا آگے بڑھ گیا۔یہ کرنے سے اس کی جالائن جو پہلے سے واضح تھی،مزید واضح ہو گئی۔

فریال نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھیں اور لیپ ٹاپ کی سکرین بند کرتی اس کے پیچھے چل دی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ خاموشی سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بعد خاموش فضا میں لنچ کرنے کے بعد وہ دونوں ہسپتال واپس آئے تھے اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔

===========

لاہور کی فضا میں سورج نے آج انگڑائی لینے سے انکار کر دیا تھا اور خود کو آرام دینے کی نیت سے بادلوں کی اوٹ میں چھپا لیا تھا۔مصفرہ ناشتہ کر کے فارغ ہوتی اب کمرے سے تیار ہوتی نکل رہی تھی۔اس نے سیاہ لیدر کی پینٹ پہن رکھی تھی،اوپر ہلکے بھورے رنگ کی ٹرٹل نیک شرٹ تھی جو پینٹ کے اندر ارسی تھی اور سیاہ بیلٹ واضح نظر آرہی تھی۔نیچے سیاہ بوٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ گلے میں

ہلکے بھورے رنگ کا مفرل لپیٹ رہی تھی۔ بھورے بالوں میں دو سرخ رنگ کی لٹیں تھیں جو اس کے بالوں کو پر کشش بنا رہی تھیں۔ وہ بالوں کو کانوں کے پیچھے ارستی سٹینڈ سے سیاہ رنگ کا کورٹ اتار رہی تھی۔ کورٹ لیتی وہ ایک سیاہ رنگ کا بیگ اپنے کندھے پر ڈال گئی تھی۔ گھر کو لاک کرتی وہ مشک کو بھیجی ہوئی لوکیشن کے لیے نکلی تھی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر مشک کا بھیجا میسج پڑھا تھا۔

"جلدی آجائیں۔ میں پہنچ چکی ہوں۔"

گاڑی سڑک پر دوڑاتی وہ اب بہت کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تو ایک کونے میں مشک بیٹھی تھی۔ وہ پہلے سے اسے دیکھ چکی تھی۔ پہلے باکس میں زویا کی اس کے دوستوں کے ساتھ گروپ فوٹوز دیکھ چکی تھی۔ اس کے علاوہ کل زویا کے موبائل میں بھی اس کی تصاویر دیکھ لی تھیں۔

مصفرہ نے دور سے ہی اسے سر تا پاؤں دیکھا تھا۔ وہ بلیو کھلی جینز کے ساتھ پنک کلر کا شارٹ کھلا سا کرتا پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کو ڈھیلی پونی میں باندھا ہوا تھا جس

میں سے کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ چہرے پر موجود چشمہ اور ہاتھ میں پکڑی کتاب سے ہی معلوم ہو رہا تھا وہ ایک پڑھنے والی بچی ہے۔ نظروں ہی میں چلتے چلتے اسے جج کرتے ہوئے وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی اس کی توجہ حاصل کر چکی تھی۔ وہ فوراً سے کتاب رکھ کر سیدھی ہوئی تھی۔ مصفرہ ٹیبل پر بیگ رکھتی صوفے پر آرام سے بیٹھی تھی۔ ویٹر کو اشارہ کرتے بلایا تھا۔

"You want something?"

مصفرہ کی سنجیدہ آواز پر وہ سیدھی ہوتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"کافی پیتی ہو؟"

اس کے کتاب پڑھنے سے وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ کافی بھی پسند کرتی ہو گی۔

"جی۔"

اس بار اس نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ مصفرہ نے اپنے لیے بلیک کافی منگوائی اور اس کے لیے دوسری نارمل کافی منگوائی تھی۔

"میرا نام جاننا ضروری نہیں ہے۔ تمہارا نام میں جانتی ہوں مشک عالمگیر۔"

مصفرہ کا لہجہ دوٹوک تھا۔ جس کی وجہ سے مشک اس کے رعب میں آگئی۔ وہ ویسے بھی ایک ڈری سہمی فریشر تھی۔

"پولیس نے تو کیس بند کر دیا تھا۔"

اپنا گلا کھنکھارتی وہ بولی تھی۔ مصفرہ دور سے آتے ویٹر کو دیکھ کر خاموش رہی۔ جب وہ ٹیبل پر کافی کے دونوں مگ رکھ گیا تو وہ گویا ہوئی۔

"میرا نہیں خیال وہ گھر سے بھاگی ہے۔"

اس نے اپنا بلیک کافی کا مگ لبوں سے لگایا تھا۔

"زویا میری سب سے اچھی دوست تھی۔ میری اکلوتی دوست۔ میں آپ کے سب سوالوں کے جواب دوں گی۔"

وہ کچھ اداسی سے بولی تھی۔ مصفرہ نے اپنی بھوری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔اور اس کے الفاظ ذہن میں پیسٹ کیے تھے۔

"مجھے کچھ بتاؤ اس کے بارے میں۔ وہ کیسی تھی سب کے ساتھ۔اس کا رویہ۔اس کا انداز۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے کہہ کر پھر سے کپ لبوں کو لگایا تھا۔

"وہ ہمارے کالج کی سب سے خوش مزاج لڑکی تھی۔اپنے ماں باپ کی بہت لاڈلی تھی۔اس کا بھائی اس سے بہت محبت کرتا تھا۔کالج میں ہر ٹیچر کی پسندیدہ بھی تھی۔ خاندان کے سب سے خوبصورت لڑکے سے اس کی منگنی بھی ہو چکی تھی۔"

مشک نے رشک سے کہا تھا۔مصفرہ خاموشی سے اسے سنتی ہوئی اس کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن رہی تھی۔

"اگر اس کی زندگی اتنی ہی پرفیکٹ تھی تو اسے بھاگنے کی کیا ضرورت تھی؟"

مصفرہ نے کپ میز پر رکھا تھا اور اسے کافی پینے کی جانب اشارہ کیا تھا جس پر مشک نے فوراً سر ہلا کر کافی کا مگ ہاتھوں میں تھامتے ہوئے لبوں سے لگایا تھا اور گھونٹ بھرا تھا۔

"ہاں بالکل پرفیکٹ زندگی تھی۔لڑکیاں اس سے جلتی بھی تھیں لیکن میں تو دوست ہوں۔"

مصفرہ نے اس کے الفاظ جیسے ذہن میں سٹور کیے تھے۔وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔اس کا بولنے کا انداز۔اس کا کافی پینے کا انداز۔اس کا بدلتا لہجہ۔اس کا افسردہ لہجہ۔اس کا رشک دیتا لہجہ۔ہر چیز۔

"آخری بار کب دیکھا تھا؟"

مصفرہ نے کافی کا مگ لبوں سے لگانے سے پہلے استفسار کیا تھا۔

"یونیورسٹی میں۔"

اس نے بلاتامل جواب دیا تھا۔یوں کہ وہ منتظر ہو اس سوال کی۔

"اپنی گمشدگی کی رات وہ کہاں گئی تھی؟"

اس نے جواباً نیا سوال داغا تھا۔

"آپ کو نہیں معلوم؟وہ اس رات نیوائیر پارٹی پر گئی تھی۔"

مشک نے حیرت سے بولا تھا۔

"کیسی پارٹی؟"

مصفرہ نے لبوں سے کپ الگ کرتے ہوئے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ دوستوں نے گھر پر ارینج کی تھی۔"

مشک کی بات پر اس نے آبرو اٹھائے تھے۔

"زویا کے گھر والوں نے تمہارے ساتھ رات گزارنے کے بارے میں بتایا ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ اس نے جھوٹ بولا تھا۔"

وہ آسودہ مسکراہٹ سے بولی تھی۔ مصفرہ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔ اس کی نگاہیں مشک کو پریشان کو رہی تھیں۔

"میرے خیال سے رمشہ لوگوں کے ساتھ گئی تھی۔"

مشک کے بتانے پر اس نے بتایا کہ رمشہ زویا کی دوست ہے لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ رمشہ اور مشک کی آپس میں نہیں بنتی۔ کیونکہ دوست کا دوست دشمن ہوتا ہے۔

"تم پارٹی پر انوائیٹڈ نہیں تھی؟"

مصفرہ نے کپ میز پر رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ مشک اپنی جگہ پر سیدھی ہوئی تھی۔

"تھی۔ لیکن نہیں گئی۔"

www.novelsclubb.com

"دوسروں کے ساتھ کم گھلتی ملتی ہو؟"

یہ سوال نہیں تھا۔ مصفرہ کا اندازہ تھا۔

"مجھے عقل مند لوگوں کے ساتھ رہنا پسند ہے۔"

مصفرہ نے اس کا جواب نظر انداز کر دیا۔

"پارٹی کس نے ارینج کی تھی اور کدھر کی تھی؟"

یہ سوال سب سے زیادہ ضروری تھا۔

"ہاں وہ۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کر پاتی، اس کی بات کسی نے کاٹی تھی اور اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی کلاس چھوڑ کر یہاں کسی اجنبی کے ساتھ بیٹھنے کی۔ تمہیں یونیورسٹی پڑھنے بھیجتے ہیں۔ ایسی حرکتیں کرنے نہیں۔ تم چلو آج میرے ساتھ۔ تمہیں تمہارے پاپا ہی بتائیں گے اب۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کی ماں لگ رہی تھی۔ مصفرہ کپ لبوں سے لگائے، سکون سے سارا معاملہ دیکھ رہی تھی۔ مشک نے اپنا بیگ اور کتاب اٹھائی تھی اور اپنی ماں کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔ مصفرہ نے کورٹ کی جیب میں سے موبائل نکالا تھا اور ریکارڈنگ بند کر دی تھی۔ گہرا سانس بھرتی وہ بل پے کرتی وہاں سے نکل آئی تھی۔ آج کے لیے اتنا ملن ملاپ کافی تھا۔ وہ اتنی دیر میں ہی تھک گئی تھی۔ شروع سے تنہا رہ کر وہ عادی ہو گئی تھی۔ اب لوگوں میں بیٹھ کر ان سے بات کرنا اسے سزا لگتا تھا۔ وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھتی گروسری لے کر گھر کو چل دی تھی۔

کتنے عیش سے رہتے ہوں گے کتنے اتراتے ہوں گے
جانے کیسے لوگ وہ ہوں گے جو اس کو بھاتے ہوں گے

"How we met first!"

سورج کی کرنوں نے شہر لاہور پر قبضہ جمایا تھا اور وہ 1معمول سے ہٹ کر آج اپنے ڈیٹیکٹو کمرے میں موجود تھی۔۔۔زویا کے فون کا ڈیٹا اڑھ چکا تھا، اس لیے وہ اس کے موبائل کو ہیک کر کے کچھ کوڈنگ اور ڈی کوڈنگ کے بعد اب تھوڑا بہت ڈیٹا واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"یس!"

ایک کوڈ اور توڑ کر جب اسے کچھ ڈیٹا واپس ملا تو وہ خوشی سے جھومی تھی۔وہ ایسے ہی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر خوش ہوا کرتی تھی۔اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر۔۔۔

جو ڈیٹا اسے حاصل ہوا تھا اس میں دو چیٹ، تین ای میلز اور کچھ تصاویر تھیں۔

تصاویر میں کچھ زویا کی بلی کی تصاویر تھیں اور کچھ اس کی دوستوں کے ساتھ تھیں، اس کے ساتھ ساتھ ایک گاڑی کی تصویر تھی جو اس کے باپ نے اسکی اٹھارویں سالگرہ پر لے کر دی تھی۔مصفرہ نے دیکھ کر عجیب سی شکلیں بنائی تھیں جیسے اسے

www.novelsclubb.com

یہ سب زیادہ لگ رہا تھا۔اتنا بھی کیا بگاڑنا اپنی اولاد کو۔خیر ان کی اولاد ان کی مرضی۔

وہ کمرے سے اٹھ کر کچن میں آئی تھی اور اپنے لیے پین کیک بناتی ساتھ ساتھ زویا کے فون کا ڈیٹا دیکھ رہی تھی۔تصاویر سے فارغ ہو کر اب وہ میلز دیکھ رہی تھی کہ اس کے اپنے فون پر میسج جگمگایا۔وہ اگنور کر گئی لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے پین کیک کی پلیٹ اٹھاتی ڈائنگ ٹیبل پر آبیٹھی اور پین کیک کھاتے ہوئے زویا کا فون ایک طرف رکھتی اپنا اٹھا گئی۔سکرین پر اسی نمبر سے میسج جگمگا رہا تھا۔مصفرہ نے کھولا تھا۔

"کیسا جا رہا ہے پھر کیس؟"

مصفرہ نے آبرو اچکائے جیسے کہہ رہی ہو 'سیریسلی' ابھی وہ دو روز پہلے اس کیس پر کام کرنا شروع ہوئی ہے۔

"جس دن مکمل ہو جائے گا اس دن بتاؤں گی۔"

اس نے میسج لکھتے ہوئے مزے سے پین کیک کا ٹکڑا منہ میں رکھا تھا۔

"میرے اوپر ریسرچ کرنے سے فرصت مل جائے تو کیس پر بھی فوکس کر لو تاکہ ہم دونوں کے راستے الگ ہوں۔"

مصفرہ کے حلق میں پین کیک کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ وہ کھانستے ہوئے حیرت سے سکرین پر جگمگاتا ہوا میسج دوبارہ پڑھنے لگی۔

"کیسے ؟"

وہ پورا جملہ نہیں کر پائی۔ حیرت کے مارے۔

"تم میرے بارے میں اتنا ہی جان پاؤ گی جتنی میں تمہیں اجازت دوں گا۔"

مصفرہ کا حلق کچھ لمحے کے لیے سوکھا تھا۔

"تم اگر اتنے ہی چالاک ہو تو یہ کیس خود کیوں نہیں حل کر لیتے۔"

وہ واقعی جاننا چاہتی تھی۔ پین کیک کا سارا مزا غائب ہو چکا تھا۔ اس کی تمام تر توجہ میسج کی جانب تھی۔ لیکن کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ مصفرہ نے سوالیہ نشان بھیجے تھے۔ پھر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اس کا دل چاہا وہ موبائل دیوار میں دے مارے لیکن خود کے پیسے کا موبائل تھا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ خیر۔۔۔ اپنا

موبائل ایک طرف رکھتی وہ بچے ہوئے پین کیک کچن میں رکھتی اپنے پرائیوٹ کمرے میں چل دی۔ایک بار پھر سے وہ زویا کے موبائل میں گھس گئی تھی۔اس کی میلز دیکھتی ساری ای میلز باری باری پڑھنے لگی۔

:Email"

"University lost a student name Zoya

Commercial mail from find any car'

Email from rimsha for a birthday party

یہ وہ تین ای میلز تھیں جو اس کی نظر میں آئی تھیں۔

اسے نے ساری میلز توجہ سے پڑھی تھیں اور پھر اس نے واٹس ایپ کھولا تھا۔وہ پرائیویسی میں جا کر اس کی لاسٹ سین پہلے ہی بند کر چکی تھی۔اس لیے اس کا آن لائن ہونا کسی کی نظر میں نہیں آسکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

دو چیٹ جو اس نے ری کور کی تھیں وہ ایک اس کے بھائی کی تھی جس میں عام باتوں کے لیے علاوہ کوئی قابل نظر بات نہیں تھی۔ پھر زویا کی دوست رمشا کا ساتھ ساری چیٹ دیکھ کر وہ اسے شروع سے پڑھنے لگی تھی۔

رمشہ: "زویا! پارٹی پر آرہی ہو نا؟"

زویا: "ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

رمشہ: "کیوں کیا ہوا؟"

زویا: "پاپا یار۔۔رات کو لیٹ ہو جاؤں گی کس طرح پوچھوں؟"

رمشہ: "میرا مشورہ مانو تو پوچھوں ہی مت۔"

زویا: "کیا مطلب؟"

رمشہ: "میں ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہوں۔ میرا فیانسی کھڑکی کے باہر کھڑا ہوتا ہے اور میں گھر کے پچھلے گیٹ سے اس کے ساتھ نکل جاتی ہوں۔"

زویا: "سوری۔ میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔"

رمشہ: "میں تو بس مدد کر رہی تھی۔ خیر ملتے ہیں شام آٹھ بجے۔"

زوی: "میں دیکھتی ہوں میں کیا کر سکتی ہوں۔"

رمشہ: "کوئی بہانہ نہیں چلے گا بے بی۔"

(گمشدگی کے دن 3 بجے)

زویا: "کیا زوہیب (رمشہ کا منگیتر) تمہارے ساتھ ہے؟"

رمشہ: "پہلے ساتھ ہی تھا۔ پھر اسے کال آگئی تو وہ کسی ضروری کام سے نکل گیا۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

زویا: "بس ایسے ہی۔ موسی (زویا کا منگیتر) کے بارے میں پوچھنا تھا۔"

رمشہ: "کیا ہوا۔۔۔ موسی نے کچھ کیا؟ اگر اس کے بارے میں پوچھنا ہے تو زوہیب کوئی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ تم جانتی ہو دونوں کی آپس میں نہیں بنتی۔"

زویا: "ہاں میں جانتی ہوں۔"

رمشہ: "اوایم جی۔ کیا موسی تمہارے لیے کوئی سرپرائز پلین کر رہا ہے؟؟ اور تم سے انتظار نہیں ہو رہا؟؟ اس لیے تم زوہیب سے اس بارے میں پوچھنا چاہ رہی ہو؟؟؟ ایسا ہی ہے نا؟؟"

زویا: "یار فلحال نہیں۔۔ میرے پاس اس سب کے لیے ٹائم نہیں ہے۔"

رمشہ: "تم تھوڑی سی بھی اکسائیٹڈ نہیں ہو؟ اگر زوہیب اس کی جگہ ہوتا تو میں تو خوشی سے مر ہی جاتی۔"

زویا: "تم جانتی ہو میرا ان چیزوں کے بارے میں کیسے خیالات ہیں۔"

رمشہ: "مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

(اس کے کچھ وقت بعد)

زویا: "ہیلو۔ تمہارے پاس پارٹی کے کوئی پاس اضافی پڑے ہیں؟"

رمشہ: "میں دیکھ کر بتاتی ہوں۔"

زویا: "اوکے۔"

رمشہ: "ہاں زویا بے بی۔ میرے پاس دو پاس ہیں پارٹی کے۔"

زویا: "کیا تم مجھے دونوں پاس بھیج سکتی ہو؟؟ پلیز۔۔۔"

رمشہ: "کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ یہ کس کے لیے ہیں۔"

زویا: "کچھ دوستوں کے لیے۔"

رمشہ: "مجھے امید ہے وہ مشک نہیں ہے۔"

زویا: "نہیں نہیں مشک نہیں ہے۔"

رمشہ: "ٹھیک ہے میں تمہیں میل کر دیتی ہوں۔ جسے دینا چاہو دے دو سوائے اس مشک کے۔"

زویا: "اوکے ڈیل۔ بھیجو جلدی۔"

(شام 6:12 پر)

رمشہ: "کر لی اپنے پاپا سے بات؟"

زویا: "میں کروں گی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

رمشہ: "کس لیے انتظار کر رہی ہو۔۔۔ جتنا لیٹ پوچھو گی اتنے کم چانسز ہیں ان کے ماننے کے۔"

زویا: "مجھے کچھ ٹائم دو۔ میں پہلے کبھی اس وقت باہر جانے کے لیے نہیں پوچھا۔ اب تو یہ ایک پارٹی ہے وہ بھی لڑکے بھی ہوں گے۔ اُفف کیا کروں کچھ سمجھ میں آ رہا۔"

رمشہ: "بس جلدی پوچھ لو۔"

(کچھ دیر بعد)

زویا: "مجھے 8 بجے مشک کے گھر کے سامنے ملو۔"

رمشہ: "مشک کے؟؟ تمہیں بولا تھا اس لڑکی سے دور رہو۔ ہم جیسی لڑکیاں اس جیسی لڑکیوں کے ساتھ اچھی نہیں لگتی۔"

زویا: "تم اتنی روڈ کیوں ہو جاتی ہو۔ مشک میری دوست ہے۔ اور وہ ہمارے ساتھ نہیں آ رہی۔ اس کے گھر والوں نے اجازت نہیں دی۔"

رمشہ: "اجازت نہیں دی؟؟ اس کو بلایا کس نے تھا۔"

زویا: "رمشہ! میں تمہیں بول چکی ہوں۔ الفاظ کا استعمال احتیاط سے کیا کرو۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی میری دوست ہے۔ میرے لیے مشکل کھڑی نہ کیا کرو۔"

رمشہ: "اوکے اوکے۔ اگر وہ آنہیں رہی تو اس کے گھر کیوں جا رہی ہو؟"

زویا: "میں نے پاپا کو بتایا ہے کہ میں مشک کے گھر رات رہنے والی ہوں۔"

رمشہ: "واہ لڑکی۔ چھا گئی۔ اس کا مطلب تم پوری رات باہر رہ سکتی ہو۔"

زویا: "ہاں لیکن میں پارٹی کے بعد تم لوگوں کو جوائن نہیں کروں گی۔"

رمشہ: "جیسے تمہاری مرضی۔ آئی لو یو لیکن میں پھر بھی اس مردہ روح کے گھر کے سامنے نہیں بھٹکنے والی۔"

زویا: "چلو پھر پارٹی پر ملتے ہیں۔'

مصفرہ نے فون نیچے رکھ دیا تھا۔ کوئی ایک ہی دن میں ایک ہی شخص سے اتنی بات کیسے کر سکتا ہے۔ کم از کم یہ کام مصفرہ نہیں کر سکتی۔

www.novelsclubb.com

وہ اٹھ کر اپنے لیے کافی بنانے لگی تھی۔ اگر وہ چاہے بھی تو وہ کسی کے ساتھ گھل مل نہیں سکتی تھی۔ وہ ایک ایسی لڑکی تھی جو اپنی ماضی کو چھپائے پھرتی تھی۔ وہ لوگوں کے چھوڑ جانے سے ڈرتی ہے۔ وہ مانتی تھی کہ زندگی میں ہر آنے والا انسان صرف جانے کے لیے آتا ہے۔ جتنے کم لوگ اس کی زندگی میں ہوں گے، اتنی کم اذیت سے وہ دوچار ہوگی اور اذیتوں کا سمندر پار کر کے وہ آج ایک پر سکون زندگی گزار رہی تھی۔ اس کے پاس ہنر تھا۔ وہ ساری عمر اکیلے رہ کر گزار سکتی تھی بغیر کسی کی توجہ کے۔ لوگوں کی نظروں میں آنا اسے پسند ہی نہیں تھا۔

ایسا حقیقتوں سے تصادم ہوا کہ پھر
میں تو بچ گئی میرے خواب مر گئے!

==================

شہر خوشاب میں موسم لاہور کی نسبت کچھ ناساز تھا۔بارش کی پیشنگوئی تھی اور ہلکی ہلکی سرد ہوا نے ماحول کو خنک اور اداس سا کر دیا تھا۔لوگ گھروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ایسے میں وہ کاندھے پر سفری بیگ تھامے گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔سیاہ رنگ کے ٹراؤزر پر نیلے رنگ کی ٹی شرٹ پہنے وہ اس پر سیاہ ہی سویٹر پہنے ہوئے تھا۔

دروازہ کھول کر اندر بیٹھتا وہ بیگ فرنٹ سیٹ پر ہی ٹکا گیا تھا جبکہ خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔

کچھ دیر بعد خوشاب کا علاقہ پار کرتا اب ایک خالی سڑک پر گاڑی ڈال گیا تھا۔وہاں سے کچھ موڑ مڑنے کے بعد وہ شہر لاہور کے سفر پر گامزن ہو چکا تھا۔ایک لمبے سفر پر۔۔۔۔۔کچھ دیر بعد فون کی بیپ پر گاڑی کی خاموش فضا میں خلل پیدا ہوا تھا۔وہ ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھاتا ایک ہاتھ سے کان کو لگا گیا تھا۔

"ہاں بولو۔"

"کب آرہے ہو؟"

دوسری جانب سے پوچھا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"رستے میں ہوں۔مزید چار گھنٹے لگیں گے۔"

براق نے سنجیدگی سے جواباً کہا تھا۔

"مس تو کر رہے ہو گے مجھے؟"

حماس نے اپنے ازلی شوخ لہجے میں کہا تھا۔اس کی بات پر براق کے چہرے پر چھوٹی سے مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور اس کے گال میں پڑے ڈمپل کو واضح کر گئی تھی۔

"یقین جانو بہت پر سکون سفر گزر رہا ہے۔"

براق کے کہنے پر دوسری جانب حماس نے گالیاں اپنے اندر اتاری تھیں کیونکہ جانتا تھا وہ اس کے منہ پر بول گیا تو پھر اس کی زبان حلق سے ہمیشہ کے لیے باہر ہی رہے گی۔

"خیریت سے آؤ۔"

وہ ناک پھلاتا، ناراض بچے کی طرح کہتا فون بند کر گیا تھا۔وہ بھی مسکرا کر فون بند کرتا ڈیش بورڈ پر فون رکھتا اب سوچوں کے سفر پر بھی گامزن ہو چکا تھا۔

"جلد ملتے ہیں۔۔۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

حماس اور براق کا آبائی تعلق لاہور سے تھا لیکن جاب کی وجہ سے وہ جگہ بدلتے رہتے تھے۔ابھی بھی وہ کچھ ماہ کی پوسٹنگ پر لاہور آیا تھا۔خاموش رستوں پر خاموشی سے وہ گاڑی چلاتا ہر چیز کے بارے میں سوچ رہا تھا۔وہ بہت کم اتنا لمبا سفر گاڑی پر کیا کرتا تھا ورنہ وہ بائے ائیر ہی آنا جانا پسند کرتا تھا۔

خالی ہے ابھی جام میں کچھ سوچ رہا ہوں
اے گردش ایام میں کچھ سوچ رہا ہوں

www.novelsclubb.com

ساقی تجھے اک تھوڑی سی تکلیف تو ہو گی
ساغر کو ذرا تھام میں کچھ سوچ رہا ہوں

پہلے بڑی رغبت تھی ترے نام سے مجھ کو

اب سن کے ترانام میں کچھ سوچ رہا ہوں

ادراک ابھی پورا تعاون نہیں کرتا
دے بادۂ گلفام میں کچھ سوچ رہا ہوں

حل کچھ تو نکل آئے گا حالات کی ضد کا
اے کثرت آلام میں کچھ سوچ رہا ہوں

پھر آج عدم شام سے غمگیں ہے طبیعت
پھر آج سر شام میں کچھ سوچ رہا ہوں

===========

اسے ایک دو اور کیس بھی موصول ہوئے ہوئے تھے۔ زویا کے کیس سے تھک کر وہ دوسرے کیس دیکھنے لگتی تھی۔ اگلی صبح کا سورج کچھ الگ سا نکلا تھا۔ شہر لاہور

میں سردی کی شدت کو عروج ملا تھا اور بھی شہر لاہور میں کچھ بدلا تھا لیکن بند کمروں کے رہائشی خود کو چار دیواروں کی دنیا میں بند کر کے کبھی کبھی نقصان کی بر پائی بھی کرتے ہیں۔

ہلکا پھلکا ناشتہ کرنے کے بعد وہ اپنے ڈیٹیکٹو کمرے میں آ بیٹھی تھی۔ پرپل کلر کی سویٹ شرٹ کے ساتھ کریم رنگ کی سویٹ پینٹ پہنے ہم رنگ ساکس پہنے پاؤں جھلا رہی تھی۔ اسکے کندھوں تک آتے بال کچھ بل دار تھے اور ان میں جھومتی دو لال لٹیں اس کے سادہ چہرے کو خوبصورت بنا رہی تھیں۔ بھوری آنکھوں میں سوچوں کی گہری لکیریں تھیں۔ سامنے ڈیٹیکٹو بورڈ پر وہ کچھ چیزیں پیسٹ کر چکی تھی۔ اس دن کے بعد مشک سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔

وہ پیسٹ کی ہوئی چیزیں غور سے پڑھنے لگی تھی۔

- اس جگہ کی لوکیشن جہاں پارٹی منعقد کی گئی تھی۔
- زویا کے فیانسی کا نام (موسیٰ)

www.novelsclubb.com

•رمشہ نے پارٹی کے پاس زویا کو میل کے ذریعے بھیجے تھے جس پر لوکیشن درج تھی۔

•زویا مشک کے گھر گئی تھی لیکن مشک نے اس بات سے انکار کیوں کیا؟؟

•لوکیشن سے معلوم ہوتا ہے وہ ڈی ایچ اے (لاہور کا معروف ترین علاقہ، لاہوریوں کی زبان میں۔۔۔امیر لوگوں کا علاقہ) کے کسی ایک مینشن کی لوکیشن ہے۔

مصفرہ نے سارے نکات غور سے دیکھے تھے۔اس نے زویا کا فون اٹھایا تھا اور اس میں سے رمشہ کا نمبر نکالا تھا۔اپنے نمبر پر کال ملاتی اب کال اٹھانے کے انتظار میں تھی۔تیسری بیل پر کال اٹھا لی گئی۔

"رمشہ از ہئیر! کون بات کر رہا ہے؟"

رمشہ نے اپنی باریک نازک آواز میں بولا تھا۔مصفرہ بغیر موقع ضائع کیے مدعے پر آئی تھی۔

"میں پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ہوں اور زویا کا کیس دیکھ رہی ہوں۔"

جبکہ دوسری جانب وہ حیران ہوئی تھی۔

"ڈیٹیکٹو؟؟؟زویا؟؟؟ کیس؟؟"کیا چل رہا ہے؟؟

"میں اس کا کیس دوبارہ کھول رہی ہوں۔"

مصفرہ نے سنجیدگی سے بولا تھا۔

"تم ایک ڈیٹیکٹو ہو۔تم کیس کیسے کھول سکتی ہو؟"

رمشہ نے اپنے دماغ کے سارے گوڑھے دوڑا کر بولا تھا۔مصفرہ نے اپنے دانت پیسے تھے اور مزید سنجیدگی سے کہنے لگی تھی۔

"میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں۔البتہ تمہیں میرے کچھ سوالات کے جواب دینے ہوں گے۔"

مصفرہ کا لہجہ دوٹوک تھا کہ رمشہ کچھ لمحے خاموش رہی جیسے سوچ رہی ہو کیا بولنا ہے۔

"میں کیوں سوالات کے جواب دوں؟"

"تو کیا تم نہیں چاہتی تمہاری کھوئی ہوئی دوست واپس لوٹ آئے؟"

یہ وہ طریقہ تھا جس سے وہ ٹین ایجرز کے دماغ سے کھیل سکتی تھی۔امو شنل طریقے سے۔اندازے کے عین مطابق رمشہ کا لہجہ ڈگمگایا تھا۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔میں ایسا ہی چاہتی ہوں۔لیکن مجھے نہیں لگتا تم اسے ڈھونڈ پاؤ گی۔"

مصفرہ کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔اسے ایسے لوگ بالکل نہیں پسند جو دوسرے کے سٹیمینا پر بات کرے کہ تم یہ کر سکتے ہو یا نہیں۔ہر انسان بہتر جانتا ہے وہ کس حد تک کیا کر سکتا ہے۔دوسرے اپنی رائے دینا جانے کیوں اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

"ایڈریس بھیج رہی ہوں۔ایک بجے وہاں ملو۔اور اگر تم نہ آئی تو تمہاری پرائیویٹ پارٹیوں کی خبریں پولیس تک پہنچ سکتی ہیں۔قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔"

مصفرہ نے کہہ کر بغیر کچھ سنے فون رکھ دیا تھا۔اسے چاہے لوگوں سے ملنا پسند نہیں تھا لیکن کیس کے سلسلے میں اسے ملنا پڑے گا۔کیونکہ یہ سارے معاملات ٹین ایجرز سے منسلک ہیں اور ٹین ایجرز چاہے جتنے بھی سمجھدار ہونے کی کوشش کرلیں لیکن

وہ چیزیں چھپانے کے چکر میں چیزوں کو ابھار دیتے ہیں اور ان کے تاثرات بہت سے سچ خود ہی اگل دیتے ہیں۔

پورے ایک گھنٹے بعد وہ رمشہ کے سامنے بیٹھی تھی۔ سی گرین شرٹ کے ساتھ کریم پینٹ پہنے وہ سی گرین لمبا کورٹ پہنے ہوئے تھی۔ اپنے سنجیدہ تاثرات سے وہ سامنے بیٹھی رمشہ کو دیکھ رہی تھی جس نے سفید ہائی نیک کے ساتھ سیاہ لیدر کی جینز پہنی ہوئی تھیں اور اس پر وہ سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنے ہوئے تھے۔ اپنی عمر سے زیادہ اس نے میک اپ کیا ہوا تھا اور اپنی میٹھی مسکراہٹ سے وہ مصفرہ کو دیکھ رہی تھی۔

"پولیس یہ کیس چھوڑ چکی ہے۔"

رمشہ نے جیسے آگاہ کرنا چاہا تھا لیکن اس بار مصفرہ نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"تمہیں زویا واپس چاہیے یا نہیں؟"

"شہر لاہور اس کے بغیر ادھورا ہے۔ آپ نہیں جانتی مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ میری آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے ہیں راتوں کو اس کے لیے رو رو کر۔ ہر ہفتے مجھے نیا کنسیلر لینا پڑتا ہے۔ جو بھی اس سب کے پیچھے ہے وہ بہت بری موت مرے گا۔"

رمشہ نے دکھی لہجے میں جب بولنا شروع کیا تو مصفرہ اس کی ساری بات خاموشی سے سنتی رہی۔ وہ اس کا ہر انداز اپنی آنکھوں میں کاپی کر رہی تھی۔

"لگتا ہے تم اس کے کافی قریب تھی۔"

وہ بات مزید بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ظاہر سی بات ہے۔ میں اور زویا بہت اچھے والے دوست تھے۔"

وہ ضرورت سے زیادہ ایکسپریشن دے رہی تھی۔

"تو اس کا مطلب مشک اس کی دوست نہیں تھی؟"

مصفرہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ کافی کا مگ وہ وقتاً فوقتاً لبوں سے لگا رہی تھی۔

"مشک کے دوست بھی ہو سکتے ہیں؟؟ ویل، یہ ایک نئی خبر تھی میرے لیے۔"

اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے دوست کیوں نہیں ہیں؟"

مصفرہ نے بغیر کسی تاثر کے استفسار کیا تھا۔

"کیونکہ اس جیسے نمونوں کے دوست بنتے ہی نہیں۔"

وہ طنزیہ ہنستے ہوئے بولی تھی لیکن مصفرہ کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

"اس کا مطلب زویا کے بہت کم دوست تھے۔"

مصفرہ نے جیسے اپنا تجزیہ پیش کیا تھا۔ یہ بات نکلوانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اگلا انسان جو بات کر رہا ہو اس کی بات میں سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتے رہو تاکہ وہ بات جو کھینچتے کھینچتے آپ کی مطلب کی بات بول دے۔

"اس کی صرف ایک دوست تھی۔۔۔ وہ میں ہوں۔"

وہ کچھ جل کر بولی تھی۔ مشک کی نسبت رمشہ کے تاثرات زیادہ گہرے اور ٹھوس تھے۔ وہ ہنس بھی رہی تھی تو زور سے، جل بھی رہی تھی تو اپنے تاثرات قابو نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کا ہر تاثر اضافی تھا۔ ضرورت سے زیادہ۔

"اس کی اکلوتی دوست ہونے کے ناتے تم بھی اس پارٹی میں گئی ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

"بالکل۔ لیکن وہ پارٹی سے پہلے مشک کے گھر گئی تھی کیونکہ اس نے یوناؤ اپنے گھر والوں سے جھوٹ بولا تھا۔"

مصفرہ نے آبرو آچکا کر بات کو تول دیا تھا۔

"لیکن مشک کا کہنا ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں آئی۔"

"ظاہری بات ہے وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ یہاں تک کے اس کے گھر والوں نے بھی پولیس سے یہی بولا تھا۔"

رمشہ نے ہاتھ جھلا کر لاپرواہی سے بولا تھا۔

"آپ جلدی پوچھ لیں میں نے جم جانا ہے۔"

رمشہ نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا تو مصفرہ نے کافی کا مگ لبوں سے ہٹایا تھا۔

"کیا کوئی ہے جسے تم جانتی ہو جو واقعی زویا کے قریب ہے؟"

"میرے علاوہ اس کا فیانسی موسیٰ بھی ہے۔"

مصفرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"زویا جس رات لاپتہ ہوئی وہ کہاں تھا؟"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"آہ۔۔۔میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں تھا۔"

رمشہ کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے اور تم اس ایڈریس کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

مصفرہ نے کہتے ہوئے موبائل پر ایک ایڈریس اس کے سامنے کیا تھا۔

"ویٹ!! آپ کو یہ کیسے ملا؟"

وہ حیرت سے بولی تھی۔

"تم بھول رہی ہو میں ڈیٹیکٹو وہوں۔"

اس کا لہجہ سنجیدہ اور ٹھوس تھا۔ جواباً رمشہ خاموش رہی۔

"تم یہاں گئی ہو، ہے نا؟"

وہ پوچھ نہیں رہی تھی۔۔۔بتا رہی تھی۔

"اہ.. نہیں، میں اپنی زندگی میں یہاں کبھی نہیں گئی ہوں۔"

اس نے صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا تم اس پارٹی کے پاس نہیں دے رہی تھی جو یہاں منعقد کی گئی تھی؟"

مصفرہ نے موبائل کی سکرین بند کرتے ہوئے استفسار کیا تھا۔حالانکہ وہ سچ جانتی تھی۔

"نہیں...میں نہیں تھی۔"

رمشہ کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی اور اس نے نگاہیں چرائی تھیں۔مصفرہ نے جواباً اُسے کاٹ کھانے والی سرد نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"معذرت،مجھے جانا ہوگا...میرا ٹرینر انتظار کر رہا ہے۔"

وہ اپنی چیزیں ٹیبل سے سمیٹتے ہوئے جلدی سے اٹھی تھی۔

"اس کے علاوہ میں آپ کو دور رہنے کا مشورہ دوں گی..تاکہ آپ کو کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔"

وہ لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اب تم جیسی لڑکی مجھے دھمکی دے گی؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ نے ایک آبرو آچکا کر کچھ سرد لہجے میں نخوت سے کہا تھا۔اس کے لہجے کی سرد مہری پر رمشہ کانپی تھی لیکن خود کو مضبوط رکھتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔

مصفرہ نے چشمے آنکھوں پر چڑھائے تھے اور پھر بل پے کرتی وہاں سے باہر نکل آئی تھی۔اب اسے دوسرے کیس کو بھی دیکھنا تھا۔جس کے لیے اسے ہسپتال جانا ہو گا۔اور وہاں وہ کسی سے ملاقات کرنے والی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے دونوں اک لاہور میں یکجا تھے
ایک دفعہ کا ذکر ہے اس کو کبھی مکر نے مت دینا

======

www.novelsclubb.com

شہر لاہور کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے اسے شام ہو گئی تھی۔وہ سیدھا گھر جانے کی بجائے ایک ہسپتال کی طرف گاڑی دوڑا رہا تھا۔کچھ دیر بعد وہ فریش سا لاہور کے ایک غیر معروف ہسپتال میں اپنے کیبن میں بیٹھا تھا۔کپڑے صبح والے ہی تھے البتہ آنکھوں میں تھکان تھی۔اس نے آنکھوں میں سیاہ رنگ کے لینز ڈالے

تھے لیکن تھکاوٹ کے باعث شدید جلن ہو رہی تھی۔ وہ ہسپتال جس کام سے آیا تھا وہ ہو چکا تھا اس لیے براق نے جھنجھلاتے ہوئے آنکھوں سے سیاہ لینز کی چادر ہٹا دی تھی۔ اب اس کی سرمئی رنگ کی آنکھیں اسے پر کشش بنا رہی تھیں۔

وہ جانے کی غرض سے اپنی گاڑی کی چابیاں ٹیبل سے اٹھاتا ہوا اٹھا تھا۔ موبائل پر موصول ہوا میسج بھی ساتھ ہی ساتھ پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ نکلا تھا اور ہاسپٹل کے کوریڈور میں قدم رکھے تھے اور اسی لمحے اسے محسوس ہوا تھا۔ کچھ الگ۔ کچھ عجیب۔ کچھ منفرد۔ وہ کوئی احساس تھا۔ وہ اسی احساس کے تحت دھیرے سے پلٹا تھا اور اس کی نظر خالی کوریڈور سے گزرتی ہوئی اس اکیلی لڑکی پر پڑی تھی۔ جو مکمل اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے ایک پرائیویٹ کمرے کے باہر رکی تھی۔ سن گلاسز اتار کر بالوں پر چڑھائے تھے جس سے اس کے آدھا چہرہ واضح ہوا تھا۔ براق کو محسوس ہوا کہ وہ اسے جانتا ہے۔ وہ اسے پہچانتا ہے۔ اس کے بالوں کی لال لٹ سے اس کے ذہن میں انکشاف ہوا تھا کہ یہ وہی ہے۔ ہاں شاید۔ لیکن یہاں کیوں؟ پھر مصفرہ نے اپنے موبائل پر کچھ دیکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

موبائل سے نگاہیں اٹھا کر پہلے اپنے دائیں جانب دیکھا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ گردن گھما کر بائیں جانب دیکھتی، براق ایک دیوار کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ مصفرہ کو خود پر کسی کی نگاہیں محسوس ہوئی تھیں۔ وہ خالی کوریڈور کو دیکھتی سر جھٹک کر اب کمرے کا دروازہ خاموشی سے کھولتی اندر داخل ہوئی تھی۔ سرمئی آنکھوں نے یہ منظر دیکھا تھا اور بغیر چاپ کے چال چلتا ہوا اس دروازے تک پہنچا تھا۔ اندر اس لڑکی کی آواز گونج رہی تھی۔ شہر لاہور کی فضاؤں نے جھوم کر رقص کیا تھا۔ پہلی ملاقات کا رقص۔ رقص کے دوران جھومتی ہواؤں نے اس سے استفسار کیا تھا کہ ایک دل ہی تو ہے تو کیوں وہ گنوانے چلے ہو؟ لیکن رقص کرتی ہواؤں کا شور نظر انداز کرتا ہوا وہ دروازے سے کان لگائے ان کی گفتگو سننے لگا تھا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ تم اس سب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور تمہیں لگتا ہے میں تمہاری بات پر یقین کروں گی؟"

مصفرہ کا لہجہ کچھ پتھریلا سا تھا۔ مصفرہ بستر پر لیٹے شخص کو گھورتے ہوئے سرد نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھی تھی اور جھک کر اپنے شوز کے پاس سے

پینٹ اونچی کرتی سیاہ رنگ کی پسٹل نکال چکی تھی۔بستر پر لیٹے مریض کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔وہ قدم قدم چل کر اس کے بستر تک پہنچی تھی۔پسٹل کی ٹھنڈی نوک کو اس کے ماتھے پر رکھتے ہوئے وہ سرد انداز میں مسکرائی تھی۔

دروازے کے باہر کھڑا شخص مزید برداشت نہ کر سکا اور نہایت نفاست سے دروازہ کھولا کہ کمرے میں موجود دونوں نفوس کو علم بھی نہ ہو سکا۔مصفرہ کی اس کی جانب پشت تھی جو پسٹل کی نوک اس کے سر پر رکھے ایک جوتا اس کے بستر پر ٹکائے ہوئے اس پر کچھ جھکی ہوئی تھی۔

"ایک گولی تمہاری اس کھوپڑی سے آر پار ہو گی اور یقین کرو اس حالت میں ایک گولی سے زیادہ تم سہہ بھی نہیں پاؤ گے اور ملک الموت سے ملنے کو ترجیح دو گے۔تو بہتر یہی ہے اپنا منہ کھول دو ورنہ مجھے مجبوراً تمہاری ملک الموت سے ملاقات کروانی پڑے گی۔"

وہ انتہائی سرد لہجے میں بول رہی تھی۔براق آرام سے وہاں ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔اس کی موجودگی کا دونوں کو احساس نہیں ہوا تھا کیونکہ بستر پر

لیٹا مریض اس حالت میں نہیں تھا کہ وہ مصفرہ سے نظریں ہٹا پاتا اور مصفرہ ویسے بھی اس کے سامنے آکر پیچھے کا نظارہ ختم کر چکی تھی۔ یہ کہتی ہوئی مصفرہ اس سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی اور سیدھی کھڑی ہوئی تھی۔

"تم۔۔ تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

وہ کچھ ڈرتے ہوئے بولا تھا کیونکہ مصفرہ کا لہجہ حقیقتاً سرد اور کھا جانے والا تھا۔ اس کی بات سنتی مصفرہ بھوکی شیرنی کی طرح اس کی جانب آئی تھی اور اس کا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوچتی اس کے منہ میں پسٹل کا منہ ڈال چکی تھی۔

"crois-moi!!!(یقین کرو)"

"واللہ یقین کرو میرا کہ مجھے وہ لوگ زہر لگتے ہیں جو لڑکیوں کو کمزور سمجھتے ہیں۔ عزت سے منہ کھولو اس سے پہلے کہ یہ منہ زندگی میں کبھی نہ کھلے۔"

مصفرہ کے لہجے میں اس بار تپش بھی تھا۔ اس نے پسٹل اس کے منہ سے نکالی تھی اور اسے بولنے کا اشارہ کیا تھا۔ براق نے ساری کاروائی تھیٹر میں چلتی مفت فلم کی طرح انجوائے کی تھی۔

"ٹھیک ہے میں سب۔۔سب بتاؤں گا۔"

وہ ہکلا کر بولا تو مصفرہ نے اس کی جانب سرد مسکراہٹ اچھالی تھی۔

"نام چاہیے مجھے اس کا۔"

وہ پسٹل والا ہاتھ پیچھے لے جاتے ہوئے بولی تھی۔

"ابو بکر۔اس کا چاچا۔اس نے ہی یہ سب کروایا تھا۔"

باقی جو جو مصفرہ نے پوچھا تھا وہ خاموشی سے بتاتا گیا تھا۔وہ پہلے سے ہی پولیس کی وجہ سے ڈرا ہوا تھا اور اب مصفرہ کا انداز اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا تھا۔

"نئ زندگی مبارک ہو۔"

مصفرہ طنزیہ کہتے ہوئے پسٹل کو دوبارہ پہلے والی جگہ پر ڈالتے ہوئے جیسے ہی مڑی تھی۔وہ ساکت رہ گئی تھی۔وہاں ایک شخص نہایت اعتماد سے کھڑا تھا۔بستر پر موجود مریض اپنی آنکھیں موند چکا تھا۔کیونکہ مصفرہ نے اس کی ڈرپ میں بے

www.novelsclubb.com

ہوشی کی دوا ملائی ہوئی تھی کہ وہ اس کے جانے کے فوراً بعد کسی کو گھبراہٹ میں کچھ بتا نہ دے۔

مصفرہ نہیں جانتی وہ کون ہے۔وہ نہیں جانتی کہ وہ کب اندر داخل ہوا۔وہ نہیں جانتی کہ اس نے کیا دیکھا۔وہ نہیں جانتی کہ اس نے کیا سنا۔

وہ گہری سانس لیتی اپنی دھڑکتی رگوں کو قابو کرنے لگی تھی۔اور دوسری جانب۔۔۔۔براق نے اسے پہلی بار نظر بھر کر دیکھا تھا اور ہر چیز نوٹ کی تھی۔

اس کے چہرے پر موجود شاک پر وہ سمجھ گیا تھا وہ کیا سوچ رہی ہے۔

وہ اسے سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔دیوار سے پہلے کی طرح ہی ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آئیں ذرا۔"

وہ اسے اشارہ کرتا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا تھا لیکن اسے وہیں کھڑا دیکھ کر اپنی سرد آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔مصفرہ کو زندگی میں کبھی کسی کی آنکھیں اس سے زیادہ خوفزدہ نہیں لگی تھیں۔وہ اعتماد کو بحال کرتی اس کے پیچھے چل دی تھی۔

"مکر ہی جانا ہر چیز سے۔ماننا ہی مت۔"

مصفرہ نے گہری سانس بھر کر خود کو سمجھایا تھا اور پھر وہ اس کے پیچھے خاموش کوریڈور سے گزر کر ایک آفس میں آئی تھی۔یہ پرائیویٹ رومز کا ایریا تھا اس لیے ان کے کوریڈور کافی حد تک خالی ہی رہتے تھے۔

وہ آفس میں داخل ہوتا اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا لیکن وہ کندھے لاپرواہی سے جھٹکتی اس کا آفس دیکھنے لگی تھی۔

"اس کمرے میں کیا کر رہی تھیں؟"

براق کا سرد لہجہ۔

" تعویز کروا رہی تھی۔ظاہر سی بات ہے مریض سے ملنے گئی تھی۔"

وہ جواباً چیخ کر بولی تھی۔براق بھی جگہ سے اٹھتا ہوا ٹیبل کے ساتھ پشت ٹکاتا اب اسے دیکھ رہا تھا جو اس کے علاوہ کمرے کی ہر شہ کو دیکھ رہی تھی۔

"کافی پر خلوص اور منفرد طریقہ ہے آپ کے ملنے کا۔"

اس کی بات پر مصفرہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جب براق نے جملہ مکمل کیا۔

"مریض سے۔۔۔"

اس پر وہ کندھے آچکا گئی۔اتنااندازہ تو اسے ہو گیا تھا کہ سامنے کھڑا سر مئی آنکھوں والا مرد ڈاکٹر ہے کیونکہ اس کی کرسی کے پیچھے دیوار پر اس کی گریجویشن کی تصویر بھی لگی تھی۔

"جو بات کرنی ہے جلدی کرو۔وقت نہیں ہے میرے پاس۔"

وہ موبائل پر وقت دیکھتے ہوئے بولی تھی۔براق کے تاثرات مزید سرد ہوئے تھے۔

"تو پھر کب بن رہا ہے پاکستان کا نیا نقشہ۔مس بزی پرائم مسٹریس۔"

براق کا لہجہ طنزیہ تھا۔مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں اور براق نے حیرت سے آبرو آچکائے تھے کہ دنیا میں کوئی ایسا بھی انسان ہے جو اس پر آنکھیں گھما سکے۔

"اپنے پوائنٹ پر آؤ۔"

مصفرہ نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"میں بس پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ کونسی ملاقات ہے جس میں پستل دکھا کر بات کی جا رہی تھی۔"

وہ قدم قدم چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تھا۔ مصفرہ نے اپنی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اس کی سرمئی آنکھوں کو دیکھتی پھر سے ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔ اسے ان آنکھوں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟"

مصفرہ نے اعتماد بحال کرتے ہوئے دو قدم پیچھے کیے تھے۔ براق کے چہرے پر قاتلانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"کون ہو تم؟"

براق کے سوال کے جواب میں اس نے سوال داغا تھا۔

"تمہیں اس سے کیا مطلب؟"

"مس تم میرے ہسپتال میں کھڑی ہو کر میرے مریض کو پستول دکھا کر باتیں اگلوا کر جا رہی ہو۔ وہ بھی بغیر کسی تاثر کے۔۔ تو مجھے جاننا ہے تم کون ہو۔"

براق نے سنجیدگی سے کہا تھا اور اپنی جیبوں میں ہاتھ اڑسے تھے۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو! میں کسی کا کوئی جانی نقصان نہیں کیا نہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ بہتر رہے گا تم بھی اپنا منہ بند رکھو اور مجھے یہاں سے خاموشی سے جانے دو۔"

مصفرہ نے ایک نظر اسے گھورتے ہوئے بولا تھا جس کی سرد نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔

"اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟"

وہ نگاہوں کو مزید اس میں گاڑھے ہوئے بولا تھا۔ مصفرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اس سے قد میں اتنا بڑا تھا کہ اسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"تو تم خود کے لیے خود مشکلیں کھڑی کرو گے۔"

مصفرہ نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے سر اٹھائے کہا تھا۔ براق کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا جو اس کے کندھے کے برابر آتی تھی لیکن اس کا اعتماد قابل نظر تھا۔ وہ اپنے قدم پیچھے کر گیا تھا۔

"کوئی کام کریں تو صفائی سے کرتے ہیں مس۔"

اتنا کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔ مصفرہ کی اٹکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی تھیں اور پھر وہ سر جھٹکتی کیبن سے نکل آئی تھی۔ کوریڈور میں ایک دو لوگ تھے۔اور سفید کوریڈور کے اختتام پر وہ جارہا تھا۔اس کی پشت کو وہ گھورتے ہوئے خود بھی باہر کی جانب چل دی تھی۔

یار دشمن سے ملے سانس کو مفلوج کیا
حوصلہ ہار اگیا جیت کا نقصان کیا

آخری بار ملا پہلی ملاقات میں وہ
ایک ہی شخص نے دوبار تھا حیران کیا

==========

وہ ہسپتال سے سیدھا ہیڈ ڈپارٹمنٹ گیا تھا جہاں ضروری ملاقات کے بعد اب اس کا رخ گھر کی جانب تھا جہاں اس کا اکلوتا خونی رشتہ موجود تھا۔

"اتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں کہاں تھے آپ؟"

حماس نے اسے پیچھے سے ہگ کیا تھا جو ابھی گاڑی سے نکل کر گاڑی کا دروازہ بند کر رہا تھا۔

"حماس یوں چپکا مت کر یار۔"

اس نے کھینچ کر اسے الگ کیا تھا۔

"جب میں مر جاؤں گا تو تب میرے لہگ یاد آئیں گے۔"

حماس نے ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔

"مطلب کچھ بھی؟؟؟"

براق نے بے زار لہجے میں بولتے ہوئے اسے دور کیا تھا اور اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"میں نے آپ کے لیے سپیشل اپنے ان ہاتھوں سے کھانا بنایا ہے۔"

حماس گھر میں پھیلی اشتہا انگیز خوشبو سونگھتے ہوئے کہنے لگا تھا۔ براق نے آبرو آچکائے تھے اور حماس کی بولتی بند ہوئی تھی۔

"میرا مطلب فائزہ بی نے بنایا ہے۔"

براق اس کے بدلتے لہجے پر ہنس دیا تھا۔ پھر فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔اور فریش ہونے کے بعد جب وہ نیچے آیا تو حماس ٹیبل پر کھانا سجا چکا تھا۔ وہ بیٹھا تو دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے باتیں کرنے لگے تھے۔ گھر واپس آنے کا احساس کچھ الگ تھا۔ کچھ اپنا سا۔ درمیان میں اس کا دھیان آج ہوئے واقعے کی جانب گیا تھا لیکن وہ سر جھٹک کر حماس سے باتیں کرنے لگا تھا۔

==========

وہ ہسپتال سے نکل کر سیدھا اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آئی تھی۔ گہری سانس بھرتی وہ اندر کی جانب چل دی تھی۔ شہر لاہور کے موسم کے آج تیور بدلے بدلے تھے۔ وہ خود کے لیے کافی بناتی چھت پر آگئی تھی۔ وہاں گول سی جھولے نما کرسی موجود تھی۔ وہ اس جالی دار جھولے میں بیٹھ کر خاموشی سے کافی کے گھونٹ بھرتے ہوئے غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ کپڑے وہ پہلے ہی بدل چکی تھی اور اب وہ بلیو ہڈی کے ساتھ بلیک سویٹ پینٹ پہنے ہوئے تھی۔ خاموشی سے

غروب ہوتے سورج کو دیکھتی وہ آج ہوئے الگ سے واقع کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جب اس لڑکے کو معلوم تھا کہ اس کے پاس پسٹل ہے اور اس نے ایک مریض کو ڈرایا دھمکایا بھی ہے اور اس کے باجود اس شخص نے اسے اتنے آرام سے جانے کیوں دیا۔ خیر سے وہ بھی کم سرد مہر نہیں تھا۔ عجیب شخص تھا۔ وہ سر جھٹک کر اب اپنے ارد گرد لگے پودوں کو دیکھنے لگی تھی اور اسے اندازہ ہوا کہ اندھیرا کافی ہو چکا ہے۔ اس لیے وہ اٹھی اور جا کر اپنے ڈیٹیکٹو کمرے میں بیٹھ گئی۔ اپنی کرسی پر بیٹھ کر وہ کرسی ڈیٹکٹیکو و بورڈ کی جانب گھما گئی تھی۔

کچھ پوائنٹس لکھ کر لگائے تھے اور اب غور سے انہیں پڑھ رہی تھی۔

"مشک ممکنہ طور پر اس حقیقت کو چھپانے کے لیے ہم سے جھوٹ بول رہی ہے کہ زویا جس رات غائب ہوئی تھی اس کے گھر پر آئی تھی۔

زویا اس کے بعد رمشہ کے ساتھ پارٹی میں گئی، جس کے بارے میں رمشہ بہت رازدارانہ نہیں تھی۔

زویا کے لاپتہ ہونے سے پہلے پارٹی میں کسی نے آخری بار اس سے کوئی بات چیت کی ہوگی۔"

وہ نقات کو غور سے پڑھتی اب کرسی واپس ٹیبل کی جانب گھما گئی تھی۔ پھر اس نے زویا کے موبائل پر اس کی ڈائیری کھولی تھی۔ جس پر ہر ایک پیج پر ایک پہیلی تھی جسے حل کیے بغیر وہ صفحہ کھلنے سے انکاری تھا۔ مصفرہ نے گہری سانس بھری تھی۔ پہیلیاں سلجھانا اسے پسند تھا۔ اس نے پہلا صفحہ کھولا تو اس پر تاریخ رقم تھی۔

22 اگست 2023

I ride down the streets, racing wind so bold "
and swift. Been using it forever, it was the
".one and perfect gift

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے پڑھ کر کوڈ توڑا تھا۔ یہ تو اسے معلوم تھا کہ بات اس گاڑی کی ہو رہی ہے جو مصفرہ کے باپ نے اسے تحفے میں دی تھی۔ اس نے کورڈاینٹر کر کے صفحہ پر لکھے الفاظ پڑھنا شروع کیے تھے۔

"آج میری 18 ویں سالگرہ تھی۔ میں ایک پرفیکٹ زندگی، A گریڈ کی یا ایک خوبصورت کامیاب کیریئر کی خواہش نہیں رکھتی تھی۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ میں لکھنا شروع کروں۔ تو اس لیے میں یہاں ہوں۔ میرے قریبی لوگوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ یہ سالگرہ ابھی تک کی ساری سالگرہ میں سے بہترین رہے۔ خاص بات یقینی طور پر وہ گرے رنگ کی گاڑی تھی جو میرے پاپا نے مجھے تحفے میں دی تھی۔ مشک نے مجھے گرینڈ شپ بینڈ دیا۔ اس نے بالکل ویسا ہی ایک بینڈ اپنے لیے بھی کیا، تو ہم اب سیم ہوں گے۔ رمشہ نے مجھے ایک سویٹر دیا جس پر اس کا نام تھا۔ حیران نہیں۔ موسی نے مجھے اپنی گاڑی سے منسلک کرنے کے لیے ایک چھوٹا ہاؤس تحفے میں دیا۔ میری بلی بھی اب میری لمبی سواریوں پر میرے ساتھ

www.novelsclubb.com

سفر کر سکتی ہے۔اسے اپنے چھوٹے سے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تصور کرتے ہی میرا دل خوش ہو جاتا ہے۔"

اس کے نیچے کچھ نشانات سے جو اس نے ہاتھ سے بنائے ہوئے تھے۔

وہ غور سے ہر چیز پڑھتی اب اس کیس پر صحیح معنوں میں کام کر رہی تھی۔رات کے پہر اس کا سر دکھنے لگا تو وہ اٹھ کر سونے کے ارادے سے اپنے کمرے میں آئی تھی اور بغیر کسی مسئلہ کے اسے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

کسی کی نکھیں تمام قصہ عیاں کریں گی
کسی کے چہرے پہ اور چہرہ چڑھا رہے گا
ہمارے جسموں کے زخم جلدی بھریں گے
ہمارے دل میں شگاف لیکن پڑا رہے گا

===========

Episode 03

“Eyes can talk.”

آغاز اک نئے دن کا تھا اور ایسے میں شہر لاہور کے موسم نے انگڑائی بھری تھی۔ سردی کا زور ٹوٹ رہا تھا کیونکہ فروری کا آغاز ہونے والا تھا۔ ہوائیں ابھی بھی سرد تھی اور فضا میں خنکی بھی موجود تھی۔

ایسے میں وہ ناشتے کے بغیر آج اپنے کمرے میں لیٹی تھی۔ اس کی طبیعت کچھ ناساز تھی لیکن ایک فون کال پر وہ اٹھی تھی۔ صبح ہی صبح اسے مشک کی کال کسی نئے نمبر سے آئی تھی۔ اس روز کے بعد مصفرہ نے مشک سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مشک اس کا نمبر بلاک کر چکی تھی۔ جس کی وجہ سے رابطہ نہ ہو سکا تھا۔ مصفرہ ویسے بھی کیس کے باقی حصوں کو دیکھ رہی تھی اور اس نے مزید رابطہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا لیکن مشک نے کال کر کے اسے بلایا تھا۔ مصفرہ ہمت کرتی گرم پانی سے نہاتی فریش ہو کر بالوں کو سکھانے کے بعد اب کچھ فریش محسوس کر رہی تھی لیکن آج انرجی کچھ کم کم تھی۔ وہ ناشتے کا ارادہ ترک کرتی ایک آخری نظر خود کو

شیشے میں دیکھنے لگی۔اس نے بھورے رنگ کی کارگو پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پہن رکھی تھی جس پر بھورے رنگ کا لمبا کورٹ تھا۔بالوں کو آج اونچی پونی میں باندھا ہوا تھا اور لال رنگ کی دو لٹیں اسی پونی میں بندھی تھیں۔وائٹ جاگرز کے ساتھ اس نے براؤن بیگ کندھے پر ڈالا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مشک کے سامنے بیٹھی اسے سرتاپیر دیکھ رہی تھی۔جس نے گہرے سرخ رنگ کی کرتی کے ساتھ سیاہ رنگ کی کھلی جینز پہن رکھی تھی۔گلے میں سٹالر تھا اور آنکھوں پر چشمہ چڑھا ہوا تھا۔

"ہائے۔"

مشک نے کچھ جھجھکتے ہوئے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔مصفرہ نے آنکھوں کے اشارے سے اسے مزید بولنے کا اشارہ کیا تھا۔جس پر وہ گلا کھنکھارتے ہوئے ہمت جمع کرتی بولنے لگی۔

"پچھلی بار کے لیے معذرت...وہ میری ماں تھیں۔"

مصفرہ نے اپنا انداز سرد ہی رکھا تھا۔وہ اپنی کافی کا سپ لیتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ واقعی عجیب تھا۔۔۔ہماری بات آگے بڑھ رہی تھی۔"

مصفرہ کا سرد اور خشک لہجہ مشک کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا تھا۔

"میرے والدین میری بہت زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔اور اکلوتی بیٹی ہونے کے ناتے کچھ زیادہ سکیور ہیں۔"

مشک کا انداز گھبرایا ہوا تھا۔اسے مصفرہ کی سرد نگاہوں سے خوف آرہا تھا۔

"انہوں نے مجھے کبھی پولیس کی مدد کرنے کی اجازت نہیں دی۔"

مصفرہ نے اپنی نگاہیں اس سے ہٹا کر کافی کے مگ پر مرکوز کی تھیں۔یہ وہ آخری نرم چیز تھی جو وہ مشک کے لیے کر سکتی تھی تاکہ وہ اس سے خوفزدہ نہ ہو۔

"ہمم...شاید یہی وجہ تھی کہ پولیس کو اتنی جلدی کیس بند کرنا پڑا۔"

مصفرہ کا لہجہ ابھی بھی سرد تھا لیکن وہ اس بار کچھ لاپرواہی سے بولی تھی۔

"شاید پولیس نے کبھی اتنی کوشش نہیں کی۔"

مشک نے ہاتھ مڑوڑتے ہوئے اپنی رائے پیش کی تھی۔

"ویسے میں نے رمشہ کے ساتھ بات چیت کی تھی."

مصفرہ کا انداز سادہ تھا لیکن اس کی بات پر مشک چونکی تھی۔

"اور اس نے کیا کہا؟"

مشک اپنی جگہ پر ہی سیدھے ہوتے ہوئے بولی تھی۔ مصفرہ خاموشی سے شیشے کے باہر بہتی سڑک دیکھنے لگی تو مشک دوبارہ گویا ہوئی۔

"اگر میں آپ کی جگہ ہوتی تو میں اسے اپنے مشکوک افراد کی فہرست میں سب سے اوپر رکھتی۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ بھی تمہارے بارے میں ایسی ہی رائے رکھتی تھی۔"

مشک اس کی بات پر اپنے لبوں کو تر کرنے لگی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

مصفرہ نے اپنی سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا تھا۔

"اس نے کہا کہ زویا پارٹی میں جانے سے پہلے تمہارے گھر گئی تھی۔اور.. جہاں تک میرا خیال ہے زویا کبھی بھی کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر نہیں گئی۔ تمہیں مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے مشک۔"

مصفرہ کا لہجہ کچھ نرم پڑا تھا آخر میں۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہوں..."

مصفرہ نے اپنی سرد بھوری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو کہہ رہی تھی۔

"میں نے آپ کو وہ سب کچھ بتایا جو میں جانتی ہوں۔اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ مجھ پر یقین کرنا چاہتی ہیں یا نہیں۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر سر ہلایا تھا جیسے کہہ رہی ہو اس نے اس پر یقین کیا۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ مصفرہ اس دنیا میں خود کے علاوہ کسی پر اعتبار نہیں کرتی تھی۔ کبھی نہیں۔اس نے اپنے کورٹ کی جیب میں سے موبائل نکالا تھا اور کچھ انگلیاں پھیر کر اس کے سامنے سکرین کی تھی۔ وہاں ایک ایڈریس لکھا تھا۔

"کیا تم اس ایڈریس کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟ کیا تم نے اس جگہ کو دیکھا ہے یا کسی کو اس کا ذکر کرتے سنا ہے؟"

مشک نے ایڈریس پڑھا تو اس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق جاگی تھی جسے وہ مہارت سے چھپا گئی تھی۔

"ڈی-ایچ-اے!! نہیں میں یہاں کبھی نہیں گئی۔سنا ہے وہاں شہر لاہور کے امیر ورئیس رہتے ہیں۔"

مصفرہ نے موبائل کی سکرین بند کرتے ہوئے ٹیبل پر موبائل رکھا تھا۔

"کیا زویا نے پارٹی کے حوالے سے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا؟"

اس کے سوال پر مشک نے کندھے اچکائے تھے۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں پارٹی میں نہیں گئی تھی؟ مجھے کس طرح معلوم ہوگا؟ آپ کو رمشہ سے پوچھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔وہ پارٹی کے پاس دے رہی تھی۔"

مشک نے آجا کر ملبہ رمشہ پر ڈال دیا تھا۔

"رمشہ شاید کچھ جانتی ہے۔لیکن وہ بات کرنے کو تیار نہیں ہے۔"

مصفرہ نے اپنے ازلی سرد لہجے میں کہا تھا۔

"ہمم... مجھے سوچنے دیں۔"

مشک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔ مصفرہ اپنی کافی مکمل کرنے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے تو اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں رمشہ واقعی فکر مند ہے تو وہ اس کی ریپوٹیشن ہے۔ اگر آپ اس کی ریپوٹیشن کے خلاف کچھ کریں گی تو وہ آپ کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔"

مشک کی باتوں پر اسے واقعی حیرت ہوئی تھی کہ ایک ٹین ایجر کے دماغ میں ایسی خرافات کیسے آسکتی ہے لیکن ہائے یہ زمانہ بہت اپ ٹو ڈیٹ ہو گیا ہے۔ کچھ بھی ممکن ہے۔

www.novelsclubb.com

"اسے بلیک میل کرنا کہتے ہیں مس مشک۔"

مصفرہ نے الفاظ چباتے ہوئے کہا تھا۔

"جاسوسوں کو کیس حل کرنے کے لیے کوئی بھی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔"

مشک کی بات سے وہ متفق تھی لیکن وہ یہ بات واضح نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"آپ مجھ سے رابطہ کر سکتی ہیں...اگر آپ کو اس کیس کے کسی بھی موقع پر مدد کی ضرورت ہوئی تو میں حاضر ہوں۔

میں آپ کو بتاتی ہوں... میرے پاس اپنے کچھ راستے ہیں۔"

مشک کی بات اس نے تسلی سے سنی تھی۔

"جیسا کہ ہیکنگ؟"

مصفرہ نے ایک نام پیش کیا تھا۔

"ہیکنگ.. یہ کچھ زیادہ ہو جائے گا۔ایسا نہیں ہے لیکن جو بھی آپ کو پسند ہے..."

اس کے بعد مشک نے مزید کچھ باتیں کی تھیں اور مصفرہ نے اس سے مزید کچھ سوالات کیے تھے۔مشک کی کلاس کا ٹائم تھا جس کی وجہ سے وہ چلی گئی تھی اور مصفرہ اپنے لیے کچھ اچھا ناشتہ کرنے کے ارادے سے کسی اور ریسٹورنٹ کی طرف بڑھی تھی۔وہاں اکیلے خاموشی سے بیٹھ کر اس نے ناشتہ کیا تھا لیکن دوسرمئی آنکھوں نے اسے غور سے دیکھا تھا۔جو کھانا کھاتے ہوئے اپنی سوچوں کی دنیا میں مگن تھی۔وہ اس کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ مصفرہ جو کچھ بھی سوچ رہی ہے وہ

اذیت ناک ہے لیکن اس کے باجود وہ سوچ رہی تھی۔ براق نے منظر کو نظرانداز کیا تھااور اپنافون نکال کر آگے بڑھ گیا تھا۔

نظرانداز کر مجھ کو ذرا سا کھل کے جینے دے
کہیں ایسا نہ ہو تیری نگہبانی سے مر جاؤں

بہت سے شعر مجھ سے خون تھکواتے ہیں آمد پر
بہت ممکن ہے میں ایک دن غزل خوانی سے مر جاؤں

==========

www.novelsclubb.com

وہ سبز آنکھوں والا شہزادہ اپنی مغرور چال چلتا ہوا جا رہا تھا۔جب اس کی نظروں میں ایک منظر آیا تھا۔وہ خاموشی سے ایک دیوار کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ریسٹورنٹ میں ہر طرف گہما گہمی تھی۔ناشتے کی اشتہاانگیز خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔حماس چلتا ہوا براق کے عین پیچھے جا کھڑا ہوا تھا جو کسی کو فرصت سے دیکھنے میں مصروف

تھا۔جب وہ موبائل نکال کر پلٹا تو دونوں کی نظریں ملی تھیں لیکن براق کے اشارے پر دونوں باہر کو نکل گئے تھے۔ لیکن جانے سے پہلے حماس نے مڑ کر اس لال لٹوں والی لڑکی کو دیکھا تھا جو اپنے خیالات میں مگن تھی۔اس کی بھوری آنکھیں کافی کے مگ پر ٹکی تھیں اور وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ براق کی آواز پر وہ اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"کون تھی وہ؟"

حماس نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ بولا تھا۔

"Just for case.”

براق کا لہجہ ہموار تھا۔حماس کو یقین نہ آیا لیکن وہ خاموشی سے سر ہلا گیا۔

"ہاسپٹل والے کیس کا کیا ہوا؟"

حماس نے خاموشی میں خلل پیدا کیا تھا۔ براق سکون سے لاہور کی سڑکوں پر گاڑی چلا رہا تھا۔

"Delayed for some reasons.”

(کچھ وجوہات کی بنا پر ملتوی ہو گیا ہے۔)

حماس نے سر ہلا دیا تھا۔

"پھر واپس کب جاؤ گے؟"

"جب بھیجا جائے گا۔"

حماس اس کی بات پر سر ہلا گیا تھا۔

"تم بتاؤ تمہارے مشن کیسے جا رہے ہیں؟"

براق نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"CIA والے بندے کی کوئی زندگی نہیں ویسے۔"

حماس نے سرد آہ کھینچی تھی۔ براق کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

"بولا تھا سوچ لو۔"

براق نے گاڑی گھر کے اندر لے جاتے ہوئے کہا تو حماس نے لمبی سرد آہ بھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے مسلئہ نہیں ہے۔ لیکن آدھا پاکستان ہمیں جاسوس سمجھ لیتا ہے اور آدھا پاکستان ہمیں پولیس سمجھتا ہے۔"

حماس نے اپنا رونا رو دیا تھا۔ براق پھر سے ہنس دیا تھا۔

"چلو آؤ تمہیں کچھ اچھا کھلاتا ہوں اپنے ہاتھوں سے بنا کر۔"

براق نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی غرض سے کہا تھا۔

"بہت شکریہ آفر کا لیکن کھانا بن چکا ہے۔"

حماس نے اس کی آفر رد کی تھی اور دانتوں کی نمائش کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

براق بھی اس کی حرکت پر مسکراتا ہوا اندر بڑھ گیا تھا۔

سی آئی اے، پاکستان کی انٹیلیجنٹ ایجنسیز میں سے ایک ایجنسی تھی۔ آئی ایس آئی سے نیچے لیکن پولیس کی پوسٹ سے بہت اوپر۔ ان کے ذمے لگے کیس خفیہ بھی ہو سکتے تھے اور عوام کی نگاہوں میں بھی۔ لیکن پھر بھی سی آئی اے کے بندے کی پہنچ پولیس سے زیادہ تھی۔ حماس سی آئی اے آفیسر تھا اور اپنے مشنز پر زیادہ تر خفیہ طور پر کام کرتا تھا۔

نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی
بڑی آرزو تھی ملاقات کی

میں چپ تھا تو چلتی ہوا رک گئی
زباں سب سمجھتے ہیں جذبات کی

==========

مصفرہ کیس پر پورے دل ودماغ سے کام کر رہی تھی۔زویا کا کیس دن بہ دن مشکل ہوتا جارہا تھا۔وہ جیسے ہی سمجھتی تھی کہ وہ کیس سلجھانے کے قریب ہے ویسے ہی کوئی نیا کردار آجاتا تھا وہ کیس کو مزید الجھا دیتا تھا۔مصفرہ کو دوبارہ اس انجان انسان کی طرف سے کوئی میسج نہیں آیا تھا نہ اس نے دوبارہ خود رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔فلوقت وہ رمشہ کو بلیک میل کرنے کے لیے کوئی چیز ڈھونڈ رہی تھی جب زویا کے موبائل میں سے اسے رمشہ کی ایک تصویر ملی تھی جس میں وہ منہ کھولے

ہوئے سو رہی تھی۔ وہ تصویر کسی ٹرپ کی تھی۔ جس میں رمشہ کا منہ ادھ کھلا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور میک اپ خراب ہو کر آنکھوں کے نیچے پھیلا ہوا تھا۔ لپ اسٹک پھیلی ہوئی تھی۔ ایک سیکنڈ کے لیے تو مصفرہ اسے پہچان نہیں سکی۔ یہ تصویر زویا کے پرائیویٹ البم میں پڑی تھی۔ مصفرہ ہنس دی تھی۔ اور اس تصویر کو اپنے ں مبر پر بھیجتی، وہاں سے رمشہ کو بھیج چکی تھی۔ نیچے اس نے اگلے دن ملنے کے لیے وقت اور پتہ دیا تھا۔

"Yessss"

وہ خود کو شاباشی دیتی کچن میں آگئی تھی اور اپنے لیے کچھ کھانے کا بناتے لگی تھی۔ کھانے کے لیے کچھ اچھا سا بنا کر وہ کھاتی ہوئی موبائل چلانے لگی تھی۔ کچھ دیر انسٹا سکرول کرنے کے بعد دوبارہ سے سارے گھر میں نظر دوڑاتی اپنے ڈیٹیکٹو کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اس کے پاس اور کوئی مصروفیت نہیں تھی تو وہ کسی اور کیس کو مکمل کرنے لگی۔ یونہی رات سرکی تھی اور مصفرہ رات کے آدھے پہر اپنے کمرے میں آکر نیند کے آغوش میں چلی گئی تھی۔

===========

حماس اور براق ایک ساتھ چلتے ہوئے اپنی ضرورت کی چیزیں ارد گرد ڈھونڈ رہے تھے۔ شیلف پر اپنی مطلوبہ شہ تلاش کرتے ہوئے وہ اپنی اپنی دنیا میں مگن بھی تھے۔ جانی پہچانی آواز پر براق مڑا تھا۔ وہاں وہ ایک کونے میں کھڑی تھی۔ وہاں موجود ورکر پر وہ غصہ کر رہی تھی اور براق کو اس پل محسوس ہوا کہ لاہور بہت چھوٹا ہو گیا ہے۔ لیکن اسے مصفرہ سے ایسی بدتمیزی کی امید نہیں تھی۔ امید؟؟؟ براق مرزا کسی سے امید رکھتا تھا؟؟ یہ کب ہوا؟؟ اس نے اپنا ذھن جھٹکا تھا۔

خیر اسے مصفرہ کا لہجہ پسند نہیں آیا تھا۔ وہ اپنی چیزیں پوری کرتا جب کاؤنٹر کی جانب بڑھا تو وہیں ایک طرف مصفرہ کے ساتھ مال کا منیجر کھڑا معذرت کر رہا تھا۔ مصفرہ نے سرد مہری سے گردن ہلائی تھی اور کچھ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی۔ اسے اس کا انداز ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ وہ حماس اور اس کی چیزوں کا بل پے کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔

دوسری جانب مصفرہ کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا تھا۔جب وہ اپنی مطلوبہ اشیاء کے لیے مال میں گھوم رہی تھی تو اسی پورشن میں ایک بوڑھی خاتون بھی موجود تھیں،جو شاید کچھ تلاش کر رہی تھیں اور انہوں نے مال کے کسی ورکر سے اس چیز کے بارے میں پوچھا تو وہ کچھ بد تمیزی سے بولا تھا جس پر مصفرہ آگے بڑھی تھی اور بزرگ خاتون کو ان کی مطلوبہ شہ ڈھونڈ کر دینے لگی تھی۔خاتون نے اپنی مطلوبہ شہ حاصل کر کے مصفرہ کا شکریہ ادا کیا تھا اور اسے دعائیں دیتی آگے بڑھ گئی تھیں لیکن مصفرہ کی نظریں اس ورکر پر تھیں جو اپنا کام بھی ٹھیک سے نہیں کر رہا تھا۔ پہلے مصفرہ نے اسے اس کے حال پر چھوڑنے کا سوچا تھا لیکن جب کچھ دیر بعد اس نے کسی اور پورشن میں اسی ورکر کو بد تمیزی سے بولتے دیکھا تو وہ خاموش نہیں رہی۔وہ اس سے بات کرنے پہنچ چکی تھی۔

"تمہارا کام یہاں لوگوں کی مدد کرنا ہے نا کہ ان کے ساتھ بد تمیزی کرنا۔"

مصفرہ کی بات پر وہ ورکر اسے گھورنے لگا تھا۔

"بی بی اپنے کام سے کام رکھو۔میں بہتر جانتا ہوں مجھے اپنا کام کیسے کرنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ اس کے لہجے پر تلملائی تھی۔

"تمہاری انتظامیہ ہی تمہیں بتائے گی کہ کام کیسے کرتے ہیں۔"

یہی وہ منظر تھا جو براق کے ذہن میں اس کا برا تاثر چھوڑ گیا تھا۔ مصفرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا اور وہاں سے چلی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہاں کا مینیجر اس سے ورکر کے ان پروفیشنل رویے پر معذرت کر رہا تھا لیکن اس کا موڈ برباد ہو چکا تھا جس پر وہ فقط سرد مہری سے سر ہلا کر آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی جب اس کی نظر پارکنگ میں کھڑے اس شخص پر گئی تھی جو گاڑی کا پچھلا دروازہ بند کیے اب فرنٹ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ماسک تھا اور وہ بھورے رنگ کے سویٹر کے ساتھ سیاہ رنگ کی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ ماتھے پر گھنگرالے بال بکھرے تھے لیکن وہ اسے پہچان گئی تھی۔ اس کی گہری آنکھوں سے۔ جو بیس قدم کے فاصلے سے بھی اسے پرکشش لگی تھیں اور کچھ خوفزدہ بھی۔ اس کے ساتھ ایک اور لڑکا موجود تھا جو اب فرنٹ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا لیکن ساتھ ہی وہ براق سے کچھ کہہ بھی رہا تھا۔ حماس نے خود پر کسی کی

نگاہیں محسوس کی تو سامنے کی جانب دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی۔ تبھی مصفرہ نے دیکھا کہ دوسرے شخص کی آنکھیں سبز ہیں۔ کانچ جیسی سبز لیکن خوبصورت۔ ہلکی سبز۔ براق اب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا لیکن حماس کو خاموش دیکھ کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں اسے وہ نظر آئی جو پہلے حماس کو دیکھ رہی تھی اور پھر اسے دیکھ کر وہ چند لمحے رکی تھی لیکن دو پل ہی گزرے تھے کہ اس کے قدم پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔ براق کی نظروں نے اس کا تعاقب کیا تھا۔اس کی سرمئی آنکھوں نے اسے مکمل طور پر جیسے جذب کرنا چاہا تھا جس نے سیاہ رنگ کی کارگو پینٹ کے ساتھ سرمئی رنگ کا سویٹر پہن رکھا تھا، ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا اور گلے میں سلور کلر کی باریک نازک چین تھی۔ بالوں کی دو سرخ لٹیں آج آوارہ تھیں اور بال آدھ کھلے تھے۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"

حماس نے پوچھا تو براق چونکا تھا اور سیٹ بیلٹ لگاتا گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔

"تمھیں ایسا کیوں لگا؟"

www.novelsclubb.com

براق نے الٹا اس سے سوال کیا تھا۔

"اس لڑکی نے رک کر بغور تمہیں دیکھا تھا اور پھر تمہاری آنکھوں میں بھی شناسائی کی رمق محسوس ہوئی تھی۔"

حماس نے بھی سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاسپٹل میں دیکھا ہوگا شاید۔"

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بول گیا تھا۔ حماس بھی خاموشی سے سر ہلا گیا۔ اس کا بھائی کہہ رہا تھا تو پھر ایسا ہی ہوگا۔ لیکن وہ پہچان چکا تھا کہ یہ ریسٹورنٹ والی لڑکی ہی ہے۔ نا جانے اس کا بھائی اسے اتنے غور سے کیوں دیکھتا ہے۔ خیر اسے کیا۔

===============

مصفرہ مال سے نکل کر گاڑی میں بیٹھتی ایک ہوٹل میں آئی تھی جہاں رمشہ بے چینی اور بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ یہ تصویر دیکھنے کے بعد سے ہی

پریشان تھی۔ مصفرہ پرنٹ کی ہوئی تصویر کو اس کے سامنے رکھتی ہوئی ٹیبل پر بیگ رکھتی سامنے والی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔

"تو پھر لڑکی! تمہیں یہ تصویر کیسی لگی؟؟؟"

مصفرہ نے جلی مسکراہٹ اسے پیش کرتے ہوئے بولا تھا۔

"آپ نے مجھے یہ کس مقصد کے تحت بھیجی ہے؟ میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ مجھے دوبارہ کبھی ٹیکسٹ مت کرنا۔"

رمشہ کا انداز پریشان کن تھا۔ اسے سچ میں اپنی امیج خراب ہونے کا ڈر تھا۔ اس سوچ پر مصفرہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"پھر بات شروع کرتے ہیں، تم اس پتے کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

مصفرہ نے موبائل کی سکرین آگے رکھتے ہوئے پارٹی کا ایڈریس اسے دکھایا تھا۔

لیکن رمشہ نے اس کا سوال نظر انداز کر دیا تھا۔ اسے اپنی تصویر کی فکر تھی۔ اس نے تصویر پر انگلی رکھی اور کہنے لگی۔

"آپ اس کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتیں!!"

www.novelsclubb.com

مصفرہ اس کی بات پر مسکرادی تھی۔

"اور تمہیں لگتا ہے تم مجھے ڈرا سکتی ہو؟"

مصفرہ کی مسکراہٹ سمٹ کر اب سنجیدہ تاثرات آچکے تھے۔ جو سرد اور خشک تھے۔ رمشہ کچھ نہ بولی۔

"شاید مشک کو اس طرح کی چیز میں دلچسپی ہو۔"

مصفرہ نے تصویر اپنی جانب کھینچتے ہوئے جیسے اپنی رائے پیش کی تھی۔

"وہ بیوقوف اب مجھے بلیک میل کرے گا؟"

رمشہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔ لیکن مصفرہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ اس کے پاس تم سے بدلہ لینے کی بہت سی وجوہات ہیں۔"

مصفرہ کی بات پر رمشہ کا گلہ خشک ہوا تھا۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی۔ مشک اور رمشہ ایک دوسرے کو برداشت ہی کہاں کرتی تھیں۔

"آپ مجھے اس طرح ڈرا نہیں سکتیں۔"

رمشہ کا انداز سنجیدہ تھا۔

"ٹرائے می۔"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ اور ٹھوس تھا۔ چیلنجنگ بھی۔ جس پر رمشہ خاموش ہو گئی۔ پھر کچھ دیر بعد وہ ڈرتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیا آپ نے اسے تصویر بھیجی ہے؟"

مصفرہ اس کی بات پر خاموش رہی اور شیشے کے باہر لاہور کی بہتی سڑک کو دیکھنے لگی۔ رمشہ اس کی خاموشی سے ڈر گئی۔

"مس؟"

"پہلے میرے سوالوں کا جواب دو۔"

مصفرہ کا انداز اب کی بار کچھ مزید خشک تھا۔ رمشہ خاموش ہو گئی لیکن پھر کہنے لگی۔

"آپ کو یہ تصویر کس نے دی؟ یہ ناممکن ہے کہ آپ اسے خود سے حاصل کریں۔"

رمشہ کا انداز پریشان کن تھا۔

"مجھے جواب چاہیے رمشہ!!"

مصفرہ کا تلخ لہجہ سن کر رمشہ اپنی جگہ سن ہوئی تھی۔اس سردی میں بھی اسے پسینہ آرہا تھا۔

"ٹھیک ہے.. ٹھیک ہے میں آپ کو سب کچھ بتادوں گی جو میں جانتی ہوں۔"

رمشہ کی بات پر مصفرہ نے بغیر کچھ کہے ایڈریس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اس کے بارے میں واقعی بتانے کو کچھ خاص نہیں ہے۔یہ صرف پارٹی کے لیے منتخب کردہ جگہ تھی۔"

رمشہ نے پھر سے انجان بننے کی کوشش کی تھی۔

"تم وہ ہو جس نے پارٹی کے پاسز دیئے۔"

مصفرہ کا لہجہ اب بھی سنجیدہ ہی تھا۔

"نہیں! وہ میں تو نہیں تھی۔۔میرا اعتبار کریں."

اس نے رمشہ کی بات پر اپنی آنکھیں موندی تھیں اور اپنے اندر برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہ.. مجھے تم پر بھروسہ ہے۔تو وہ جگہ کس کی تھی؟"

مصفرہ نے جیسے اس بات سے اپنی جان چھڑائی تھی کیونکہ سچ تو وہ جانتی تھی اور مزید جھوٹ وہ سن نہیں سکتی تھی۔

"مجھے یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔میرا مطلب ہے...مجھے صرف جگہ کے بارے میں بتایا گیا تھا۔"

رمشہ کی جھوٹی صفائیاں سن کر مصفرہ کا دل چاہ رہا تھا وہ سامنے پڑا کافی کا مگ اس کے منہ پر الٹ دے۔لیکن اسے صبر سے کام لینا تھا۔

"تو تمہیں اس جگہ کے بارے میں کس نے بتایا؟"

اس سوال پر رمشہ گڑبڑائی تھی لیکن اپنی جھوٹی مسکراہٹ اسے پیش کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"زویا...ہاں اس نے مجھے مدعو کیا تھا۔"

"سیریسلی؟؟تم مزید کتنا جھوٹ بول سکتی ہو؟"

مصفرہ نے اپنی غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے پوچھا تھا۔

"میرا یقین کریں..میں جھوٹ کیوں بولوں گی؟"

رمشہ نے یقین دلانا چاہا تھا۔جس پر مصفرہ نے اسے گھورا تھا کہ بس کر دوں اب۔

"اہ..وہ زوہیب تھا۔وہ زوہیب کے انکل کا گھر تھا۔"

رمشہ اب کی بار مدعے پر آئی تھی۔

"یہ زوہیب کون ہے؟"

مصفرہ جانتے ہوئے بھی انجان بنی۔

"وہ ہماری یونی میں ہے اور میرا منگیتر بھی ہے۔اور میں جانتی ہوں کہ اس کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔"

رمشہ نے اس کا دفاع کیا تھا۔

"کیا زوہیب کے پاس اس رات کے لیے کوئی الیبی (گواہی) ہے؟"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"ہاں وہ رات بھر میرے ساتھ تھا اور ہم لوگ پارٹی کے بعد بھی ایک ساتھ ہی تھے۔"

www.novelsclubb.com

رمشہ نے بغیر جھجھکے بتایا تھا۔

"کیا اس کے انکل کو اس پارٹی کا علم تھا؟"

مصفرہ نے استفسار کیا تو رمشہ کندھے اچکا گئی۔

"انہوں نے یہ جگہ اسے تحفے میں دی تھی۔اس کی پچھلی سالگرہ پر۔انہیں واقعی اس کی پرواہ نہیں ہے کہ زوہیب اس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔کیا آپ یقین کر سکتی ہیں؟میرا مطلب ہے کہ وہ بہت کمال ہیں۔ صحیح کہا نا؟"

رمشہ جیسے کسی فینٹسی مووی کا کوئی سین بتا رہی تھی اور مصفرہ جیسی حقیقت پسند بندی اس چیز سے بور ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے ! مجھے ذوہیب کا نمبر چاہیے۔"

مصفرہ کی بات پر وہ چونکی تھی۔

"مجھے اس بات کا فسوس ہے کہ میں مزید آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی !"

رمشہ نے نمبر دینے سے انکار کیا تھا۔

"رمشہ ! تم جانتی ہو کہ یہاں کیا داؤ پر لگا ہوا ہے، ہے نا؟"

مصفرہ کا اشارہ اس کی تصویر کی جانب تھا۔

"نہیں میں سیریس ہوں۔ میں اس کا نمبر اس طرح نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اس نے منع کیا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے رشتہ توڑ دے گا۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔ پلیز!!"

مصفرہ نے سر ہلا کر اسے جانے کا اشارہ کیا تھا کیونکہ وہ مزید اس لڑکی کو برداشت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ رمشہ بھی اشارہ ملنے پر وہاں سے فوراً نکلی تھی کبھی دوبارہ نہ ملنے کا پختہ ارادہ کر کے۔ مصفرہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اس کے بعد وہ بھی اپنے طریقے سے نمبر ڈھونڈنے کا سوچ چکی تھی۔ کونسا کسی کا نمبر نکلوانا مشکل کام تھا اس کے لیے۔ لاہور کی گہما گہمی میں وہ خاموش سی اپنی گاڑی میں واپس گھر لوٹ رہی تھی۔ گھر؟؟ نہیں نہیں!! اپنے اپارٹمنٹ میں۔ کیونکہ گھر تو لوگوں سے ہوا کرتے ہیں اور وہ تو اکیلی تھی۔

نہ حریف جاں نہ شریک غم شب انتظار کوئی تو ہو

کسے بزم شوق میں لائیں ہم دل بے قرار کوئی تو ہو

کسے زندگی ہے عزیز اب کسے آرزوئے شب طرب
مگر اے نگار وفا طلب ترا اعتبار کوئی تو ہو

کہیں تار دامن گل ملے تو یہ مان لیں کہ چمن کھلے
کہ نشان فصل بہار کا سر شاخسار کوئی تو ہو

یہ اداس اداس سے بام و در یہ اجاڑ اجاڑ سی رہگزر
چلو ہم نہیں نہ سہی مگر سر کوئے یار کوئی تو ہو

یہ سکون جاں کی گھڑی ڈھلے تو چراغ دل ہی نہ بجھ چلے
وہ بلا سے ہو غم عشق یا غم روزگار کوئی تو ہو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سر مقتل شب آرزو رہے کچھ تو عشق کی آبرو
جو نہیں عدو تو فراز تو کہ نصیب دار کوئی تو ہو

==========

وہ معمول کے مطابق ہسپتال میں اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ابھی وہ ہسپتال کے وارڈ کا چکر لگا کر آیا تھا۔چیزیں ویسی ہی چل رہی تھیں جیسی اس نے سوچی ہوئی تھیں۔ بس اسے وقت گزرنے کا انتظار تھا کہ وہ دوبارہ سے شہر خوشاب کا رخ کر سکے۔ انتظار سچ میں عجیب جذبہ ہوتا ہے۔آپ کو برا بھی لگتا ہے اور کبھی کبھار کچھ مواقع ایسے آتے ہیں کہ وہ انتظار رحمت بھی لگتا ہے۔

انتظار نام کا ہو، شام کا ہو یا کسی کام کا۔انتظار سزا لگتا ہے
انتظار صبح کا ہو، زوال کا ہو یا غروب آفتاب کا۔انتظار سزا لگتا ہے

==========

مصفرہ دن بہ دن کیس میں آگے بڑھ رہی تھی۔ایک نئ پہیلی کو سلجھاتے ہوئے۔ آج جب وہ صبح اٹھی تو اسی انجان نمبر سے اسے کال آئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Weirdo”

اس شخص نے بغیر کچھ کہے اس کا فون واپس بند کر دیا تھا۔وہ شاید صرف اسے اٹھانے کے لیے فون کیا گیا تھا۔اس نے دیکھا تو سکرین پر میسج جگمگا رہا تھا۔

"Receive your parcel from downstairs.”

مصفرہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔

Downstairs??

وہ کیسے جانتا ہے کہ اس کا کمرہ دوسری منزل پر ہے؟؟اس کی ساری نیند کی خماری کہیں دور سوئی تھی۔وہ مکمل ہوش میں آتی فریش ہونے کے لیے واشروم میں گھسی تھی اور آرام دہ کپڑوں میں ملبوس ہوتی باہر نکلی تھی۔دروازے کے باہر ہی ایک پارسل پڑا تھا۔اس بار اس پر کوئی پرچی نہیں لگی تھی لیکن مصفرہ جانتی تھی وہ اس کے لیے ہی ہے۔وہ پارسل اٹھاتی دروازہ اچھے سے لاک کرتی ڈیٹیکٹو کمرے میں آ بیٹھی تھی۔کرسی پر دونوں پاؤں اوپر چڑھاتی وہ تجسس سے بھرپور نگاہوں سے اسے ٹیبل پر پڑے ڈبے کو دیکھ رہی تھی۔اس نے گہری سانس بھری تھی اور

ڈبہ کھولا تھا۔ پورا ڈبہ خالی تھا سوائے ایک لفافے کے۔ اس نے آنکھیں گھمائی تھیں لیکن پھر لفافہ کھولا تو اس میں دو کاغذ باہر نکلے تھے۔ ایک زویا کی تصویر تھی جس کی پشت تھی اور وہ کسی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔ گاڑی کا نمبر بھی واضح طور پر موجود تھا۔ زویا کے کپڑوں کی وجہ سے وہ جان گئی تھی کہ یہ گمشدگی کی رات کی تصویر ہے۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی اور دوسرے کاغذ کو دیکھنے لگی تھی جو کوڑا تھا۔ مصفرہ نے اپنا ٹیبل لیمپ جلایا تھا اور اس کے نیچے کیا تھا لیکن کچھ نظر نہ آیا۔ پھر وہ اٹھ کر ایک کیمیکل لائی تھی جو پانی کے جیسا تھا لیکن جیسے ہی وہ کاغذ پر پڑا، اس پر لکھے الفاظ واضح ہونے لگے۔ اس پر کوئی نمبر لکھا تھا اور کوئی نام بھی تھا۔

مصفرہ نے اسے ایک طرف رکھا تھا اور گاڑی کی نمبر پلیٹ سے وہ گاڑی کس کی ملکیت تھی یہ پتا کروایا تھا۔ اس کے بعد اس نے چٹ پر موجود نام پڑھا تھا جو سیم تھے۔ مصفرہ جان گئی کہ یہ ڈرائیور کا نام اور نمبر تھا۔ اس نے وہ نمبر ٹریس کروایا تھا اور پھر بغیر کچھ سوچے سمجھے اس لوکیشن پر پہنچی تھی جہاں وہ نمبر بتا رہا تھا۔ وہ کسی پارک کی لوکیشن تھی جہاں وہ اویس نامی لڑکا اپنی کسی دوست کے ساتھ بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

آمنے سامنے کرسیاں لگی ہوئی تھیں اور درمیان میں ٹیبل تھا۔ماحول پر سکون تھا کیونکہ شام ہونے والی تھی اور بچے اپنے گھروں کو لپک گئے تھے۔ویسے بھی وہ سب سے سنسان جگہ پر بیٹھا تھا کیونکہ زیادہ تر گناہ تنہائی اور سنسان جگہوں پر ہی ہوتے ہیں۔وہ تیسری کرسی پر جا کر بیٹھی تو دونوں اسے اچنبے سے دیکھنے لگے۔

مصفرہ نے اپنا تعارف کروایا تھا۔

"ہائے اویس۔میں ایک پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ہوں۔میں زویا کے کیس کی تحقیقات کر رہی ہوں۔کچھ دیر اکیلے میں بات ہو سکتی ہے؟"

مصفرہ نے شائستگی کے ساتھ ساتھ سنجیدگی سے کہا تھا۔اس کی بات سنتی وہ لڑکی خاموشی سے اٹھ گئی تھی۔

"اوکے اویس میں چلتی ہوں۔ویسے بھی شام ہو گئی ہے،مجھے چلنا چاہیے۔"

وہ لڑکی مسکرا کر کہتی ہوئی اویس کو خدا حافظ کہتی وہاں سے نکل گئی تھی۔وہ پوری طرح مصفرہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"زویا قریشی؟"

www.novelsclubb.com

اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں، کیا تم کسی اور زویا کو جانتے ہو؟"

مصفرہ کا لہجہ کچھ طنزیہ تھا۔

"وہ صرف میری کلاس فیلو تھی۔ ہماری زیادہ بات چیت نہیں ہوئی کبھی۔"

"تم لوگ اس رات بھی ملے تھے جس رات وہ غائب ہوئی تھی۔ ہے نا؟"

مصفرہ نے استفسار کیا تھا۔اویس نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی۔ شہر لاہور کی دم توڑتی سردی بھی غروبِ آفتاب کے وقت تازہ ہونے لگتی تھی۔

"کیا آپ کو شک ہے کہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے؟"

اویس کچھ سہم کر بولا تھا۔مصفرہ کا سنجیدہ لہجہ اسے ڈرا رہا تھا۔اور اس کا یوں ڈرنا مصفرہ کی چھٹی حس کو جگا رہا تھا کہ کچھ غلط ہے۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے چند سوالوں کے جواب دو۔"

اس نے اپنے آنے کا مدعہ پیش کیا تھا۔

"سوال... میں آپ کے سوالات کا جواب کیوں دوں؟ میں آپ سے خوفزدہ نہیں ہوں۔"

مصفرہ اس کی بات پر ہلکا سا ہنسی تھی۔ وہ اس سے کتنا خوفزدہ تھا وہ سمجھ رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں کہ وہ تمہاری گاڑی میں بیٹھی تھی۔"

"میرا اس سب میں کسی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ ہم نے زیادہ بات بھی نہیں کی تھی۔"

پرندوں کی چڑ چڑانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

شام ڈھل رہی تھی۔ ایسے میں وہ دونوں نفوس پارک میں کھلی فضا میں درختوں تلے ان کرسیوں پر بیٹھے بات کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم اس بارے میں کیا کہنا چاہو گے؟؟؟"

مصفرہ نے وہی تصویر اس کے آگے بڑھائی جو اسے آج صبح موصول ہوئی تھی۔

"آپ کو یہ کس نے دی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں۔"

اویس پریشانی میں ہنستے ہوئے بولا تھا۔ جیسے اپنی حیرت چھپا رہا ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Drop the act now !!"

مصفرہ نے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا تو اویس نے مدھم ہوتی روشنی میں اسے دیکھا تھا جو انتہائی سنجیدہ تھی۔

"لیکن اس کے لاپتہ ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔میں نے اسے اپنی کار میں بلایا صرف اس کی مدد کے لیے۔

وہ اس رات سڑک پر اکیلی بیٹھی تھی۔میں نے دیکھا کہ وہ پریشان تھی اور میں نے اس کی مدد کرنا چاہی تھی۔"

اویس کی بات پر اس نے ایسا تاثر دیا تھا کہ ہو گیا تمہارا؟

"سیدھی طرح بولنا شروع کرو ورنہ میرے پاس جو طریقے ہیں وہ ہرگز تمہیں پسند نہیں آئیں گے۔"

مصفرہ نے سرد لہجے کو مزید سرد بناتے ہوئے بولا تھا۔اویس نے سر جھکا کر کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے تھے۔

"میں اسے ہمیشہ سے پسند کرتا تھا۔تو میرے دل میں اس کے لیے نرم جگہ تھی۔اس لیے میں مدد کرنا چاہتا تھا۔"

اویس نے دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"وہ کیوں پریشان تھی؟"

مصفرہ نے اس کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"موسیٰ..اس کا فیانسے۔مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا... لیکن، میں نے سنا ہے کہ ان کی کسی بات پر بہت بری بحث ہوئی تھی۔تو میں نے اسے اس رات اکیلا پایا،اور میں نے سوچا کہ میں اس کی کچھ مدد کر سکتا ہوں۔"

اویس کا سرا بھی تک جھکا ہوا تھا۔وہ نظریں چرا رہا تھا۔

"اور تم نے کس طرح کی مدد کی؟"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"میں صرف اسے اموشنل سپورٹ فراہم کرنا چاہتا تھا۔میں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے اور اسے کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔"

اویس نے جھجکتے ہوئے بولا تھا۔

"اور تمہیں کس چیز نے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ وہ واقعی تمہارے سامنے کھل جائے گی؟"

مصفرہ واقعی جاننا چاہتی تھی۔

"اس نے اپنے اور موسی کے تعلقات کے بارے میں تھوڑا سا بتایا تھا۔ کہ وہ اسے بہت پسند کرتی تھی لیکن حال ہی میں موسی کا رویہ اس کے ارد گرد بہت بدل گیا ہے اور وہ اب ویسا نہیں رہا جیسا وہ اسے سمجھتی تھی۔ بس یہی بات ہوئی اور پھر وہ چلی گئی۔"

"بس اتنا اور وہ چلی گئی؟"

مصفرہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا تھا۔

"میں آپ کو وہی بتا رہا ہوں جو ہوا تھا۔"

"میں پوری سچائی جاننا چاہتی ہوں اویس۔ میرے ساتھ گڑبڑ مت کرو۔ بہت پچھتاؤ گے۔"

مصفرہ کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔

"کیا میں آپ کو مجھ پر یقین کرنے کے لئے کیا کہہ سکتا ہوں؟"

اویس نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہیں اندازہ نہیں ہو گا کہ اگر وہ تصویر سامنے آتی ہے تو تمہارے ساتھ کیا کیا ہو سکتا ہے۔یقین کرو کہ اکیلی تصویر تمہیں اور تمہارے مستقبل کو مکمل طور پر برباد کر سکتی ہے۔"

مصفرہ نے وہ تصویر ایک بار پھر اس کے سامنے لہرائی تھی۔اویس کی سانسیں حلق میں اٹکی تھیں۔

"نہیں نہیں نہیں...رکیں...میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہوا...

میں واقعی میں اسے پسند کرتا تھا، لیکن اس کا موسی کے ساتھ رشتہ ہو گیا...اس بات نے پہلے تو میرا دل توڑ دیا لیکن..جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس رشتے سے خوش نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ مجھے ایک بار کوشش کرنی چاہیے اور۔۔۔۔"

اویس لمبے لمبے وقفوں کے بعد اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔

"اور؟"

مصفرہ نے اسے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"ایک سکینڈ کے لیے جب میں نے اس کے ہاتھ پکڑے تھے تو اسے اموشنل سپورٹ دینے کی نیت سے پکڑے تھے لیکن اس رات کے اندھیرے میں میں شیطانی سوچوں میں گرفتار ہو گیا اور اس کی موجودگی کا غلط استعمال کرنے کی کوشش کی۔"

اویس نے مدھم لہجے میں اپنا جرم قبول کیا تھا۔ مصفرہ کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلی تھیں۔

"پلیز... اویس رک جاؤ۔ مزید مت بولنا۔"

وہ لبوں پر ہاتھ رکھے اس چیز کو ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مجھے اپنی غلطی کا جلد ہی احساس ہو گیا تھا۔۔۔ میں نے معذرت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مجھے تھپڑ مار کر وہاں سے چلی گئی۔"

اویس کی گردن شرمندگی سے جھکی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے خوشی ہے کہ اس نے ایسا کیا۔ تم اسی چیز کے مستحق تھے۔"

مصفرہ نے کاٹ دار لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے اپنی حرکت پر شرمندگی ہے۔۔۔آپ پلیز اس تصویر کو کسی کے ساتھ شیئر نہ کریئے گا۔"

اویس نے منت کی تھی۔ مصفرہ اب اپنے شاک کے فیز سے نکل کر دوبارہ سے نارمل ہونے کی کوشش میں تھی۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں کوئی اندازہ ہے کہ یہ تصویر کس نے کلک کی ہے؟"

مصفرہ کی بات پر اویس نے اپنے کندھے اچکائے تھے۔

"مجھے کیسے پتہ چلے گا... کسی نے مجھے فریم کرنے کے لیے ایسا کیا ہو گا۔"

اویس کے تاثرات انجان تھے۔ مصفرہ نے ٹاپک بدلا تھا۔

"کیا تم ذوہیب کو جانتے ہو؟"

مصفرہ کا رخ اب رمشہ کے فیانسے کی جانب تھا۔

"ہاں، وہ فٹ بال ٹیم کا حصہ ہے ہماری یونی میں۔ لیکن ہماری کبھی زیادہ بات چیت نہیں ہوئی۔"

"کیا تم مجھے کسی طرح اس کا نمبر لا کر دے سکتے ہو؟"

"میرا نہیں خیال۔ ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کام اس کی منگیتر رمشہ سے کروا سکیں۔ وہ ذوہیب کی سب سے قریبی دوست بھی ہے۔"

اویس نے اپنی رائے پیش کی تھی۔

"ٹھیک ہے، پھر کیا تم رمشہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"اس کی اپنی ایک کلا تھنگ برینڈ ہے جس کی میلز وہ ہر دوسرے دن ہر ایک کو بھیجتی رہتی ہے۔"

اویس جیسے اس کی اس حرکت سے بہت تنگ تھا۔ مصفرہ نے ابرو آچکائے۔

"یونی کے فرسٹ ائیر کی لڑکی کی اپنی کلا تھنگ برینڈ کیسے ہو سکتی ہے؟"

مصفرہ نے عجیب لہجے میں استفسار کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کافی امیر ہے اور ویسے بھی اس کی بہت بڑی فین فالونگ ہے۔ان جیسے لوگوں کے لیے کوئی برینڈ لانچ کرنا مشکل کام نہیں ہے۔"

اویس نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔کچھ حسد اور کچھ ستائش کے ساتھ۔

"ٹھیک ہے... کیا کچھ اور ہے جو تم جانتے ہو؟"

مصفرہ کی بات پر وہ سوچنے لگا تھا۔

"وہ ہر جمعہ کو کسی بھی ریسٹورنٹ میں اکٹھے ہوتی ہے اور اپنی کچھ دوستوں کے ساتھ وقت گزارتی ہے۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر سر ہلا دیا تھا۔اور اٹھنے کی تیاری کرنے لگی تھی۔

"مجھے امید ہے کہ یہ تصویر سامنے نہیں آئے گی۔"

اویس نے ڈرتے ہوئے بولا تھا۔

"اویس میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ کبھی بھی جذباتی طور پر کمزور شخص کا فائدہ مت اٹھانا۔ہمیں نہیں معلوم ہوتا کہ انسان اپنے اندر کتنی جنگیں لڑ رہا ہوتا ہے اس

www.novelsclubb.com

لیے لوگوں سے نرمی سے پیش آیا کرو اور دوسروں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھانا بہت گری ہوئی حرکت ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ سمجھانے والا تھا۔ وہ لڑکا اچھا تھا لیکن نہ سمجھ تھا۔

"میرا یقین کریں آپ، میں ایک اچھا آدمی بنوں گا۔ ایسا کبھی نہیں۔ ہو گا دوبارہ۔ بہت شکریہ آپ کا۔"

اس نے کچھ شرمندگی اور کچھ احترام سے کہا تھا۔ مصفرہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی اور چہچہاتے پرندے بھی اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اب ویرانیاں ہی بچی تھیں جو ہر سمت پھیلا گئی تھیں۔ اندھیرے کے ساتھ ساتھ ویرانیاں بھی شہر لاہور میں پھیل چکی تھیں۔

یونہی بے سبب نہ پھرا کرو، کوئی شام گھر بھی رہا کرو
وہ غزل کی سچی کتاب ہے اسے چپکے چپکے پڑھا کرو

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا جو گلے ملو گے تپاک سے

یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو

=============

“Real eyes,realize,real lies”

شہر لاہور میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا تھا۔لیکن یہ صبح ہر صبح سے جدا تھی۔کچھ منفرد تھی۔کیا شہر لاہور کے مکینوں کو معلوم تھا کہ مصفرہ مغل کی زندگی اس منفرد سی صبح میں پلٹنے والی ہے؟بلکہ نہیں!کیا مصفرہ مغل کو معلوم تھا کہ اس کی زندگی اس منفرد صبح میں پلٹنے والی ہے؟؟

زویا قریشی کی گمشدگی کے تین ماہ آج پورے ہو چکے تھے اور مصفرہ کے ہاتھ میں یہ کیس آئے بھی دو ہفتے آج مکمل ہوئے تھے۔آج وہ جب اٹھی تو کچھ عجیب اور بوجھل سی تھی۔بستر پر لیٹے لیٹے ہی موبائل اٹھایا اور ای میلز چیک کرنے لگی۔پھر

کچھ لمحے سکرولنگ کرنے لگی اور ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اسے ایک میسج موصول ہوا۔وہ اگنور کر دیتی اگر سکرین پر لکھا ہوا "وئیر ڈو" نہ پڑھ لیتی۔اس نے فوراً میسج کھولا تھا۔اس میں کچھ نہیں تھا سوائے دو جملوں کے۔

"کبھی کبھی ہم چیزوں میں اتنا اندر تک دھنس جاتے ہیں کہ ہم ان کی بیرونی سطح کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ہم باریکی ڈھونڈھنے کی تگ ودو میں چیزوں کی موٹائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔"

مصفرہ کو لمحے لگے تھے سمجھنے میں اور وہ جھٹ سے بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔وہ بستر سے نکلی تھی اور فوراً واشروم میں فریش ہونے کے لیے بھاگی تھی۔بغیر کپڑے تبدیل کئے اپنے ڈیٹیکٹو کمرے میں آئی تھی۔اور دروازہ اپنے پیچھے بند کرتی وہ وہیں کھڑے ہو کر اپنا ڈیٹیکٹو بورڈ دیکھنے لگی تھی۔اسے کم از کم اس کیس کو باریکی سے نہیں دیکھنا تھا۔یہ 'ٹین ایجرز' کا کیس تھا۔اس میں 'ٹین ایجرز' انوالو تھے۔اور 'ٹین ایجرز' کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ وہ باریکیوں کو نہیں سوچتے وہ بس موٹائی کو چھپاتے ہیں۔اسے کیس کی موٹائی دیکھنی تھی۔وہ اتنے دنوں سے غلط طریقے سے مسلئہ

حل کر رہی تھی۔اس کو تختہ پلٹ کر خود کو ان کی جگہ پر رکھ کر کیس حل کرنا تھا۔ جب ساری چیز کی سمجھ آئی تو وہ نقطے سے نقطہ ملانے لگی اور ساری حقیقت سامنے آگئی۔سوائے ایک دو باتوں کے۔وہ سب سمجھ گئی تھی۔وہ اپنا موبائل پکڑتی کسی کو کال ملا کر ضروری ہدایات دینے لگی اور خود ساتھ ساتھ اپنے کمرے کی جانب تقریباً بھاگی تھی۔اب مزید دیر نہیں کرنی تھی۔وہ بات ختم کرتی اپنے کپڑے نکالتی واشروم میں گھسی تھی۔کچھ دیر بعد وہ فریش سی سیاہ کار گو پینٹ کے ساتھ سیاہ ٹاپ پہنے ہوئی تھی۔بالوں کو سکھا کر اس نے ہائی ٹیل میں باندھا تھا اور بلیک شوز پہنتی وہ شوز کے اندرونی حصے میں گن چھپا گئی تھی۔کمرے سے نکل کر کچن میں آتی کچھ ہلکا پھلکا کھا کر وہ باہر جانے کے ارادے سے نکل گئی تھی۔

==========

وہ ناشتہ کر رہا تھا جس وقت اسے ایک کال موصول ہوئی تھی۔وہ نمبر دیکھ کر ناشتے سے ہاتھ روکتا حماس کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا کال اٹھا گیا تھا۔دوسری جانب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے اسے جو کہا گیا تھا وہ فقط سر ہی ہلا سکا تھا۔۔فون بند کرتا وہ ناشتہ کرتے ہوئے اب کی بار کچھ سوچ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

حماس نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔حماس آج معمول سے ہٹ کر بلیو ڈریس شرٹ کے ساتھ نیوی بلیو ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔وہ آج اپنے آفس جا رہا تھا،جو کہ مہینے میں ایک بار ہی شاید ہوتا تھا۔اس کا کام زیادہ تر باہر ہی ہوتا تھا۔

"کسی کیس کے مکمل ہونے کا۔۔۔اور کسی کیس کے شروع ہونے کا وقت آچکا ہے۔"

برہان کی بات اس کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔

"خیر امید ہے کسی کی موت نہیں آئی ہو گی۔باقی میں نکل رہا ہوں۔خیال رکھنا اپنا۔"

حماس کہتا ہوا اپنی ٹائی درست کرتا نکل گیا تھا۔ برہان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے موبائل اٹھایا اور کسی کو میسج کیا۔ گہری سوچ میں مبتلا وہ خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آج کا پورا دن ہسپتال میں کشمکش میں گزرنے والا تھا۔

تو کیا ہوا جو آپ کے شمار میں نہیں رہا
میں مختلف سا شخص تھا، ہزار میں نہیں رہا

فقط یہ آپ کا گلہ نہیں ہے میرے محترم!
ہمارے ساتھ جو رہا، قرار میں نہیں رہا

==========

www.novelsclubb.com

ہواؤں کا زور اپنے عروج پر تھا۔ وہ آج چاہتی تو اپنے ساتھ کچھ ساتھیوں کو لے آتی لیکن وہ ہمیشہ تنہا کام کرنا پسند کرتی تھی۔ وہ ایک ریستوران کے باہر پارکنگ میں کھڑی تھی۔ یہ غیر معروف ریسٹورنٹ تھا لیکن مصفرہ نے احتیاط سے اس جگہ گاڑی کھڑی کی تھی جہاں کیمرہ کی پہنچ سب سے کم ہو۔ وہ سر پر کیپ پہنے ہوئی تھی

اور منہ پر ماسک چڑھایا ہوا تھا۔اس طرح اس کے منہ کا آدھے سے زیادہ حصہ چھپ چکا تھا۔کچھ دیر بعد ایک لڑکا اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باہر نکلا تھا اور ہنستے مسکراتے ہوئے وہ ایک دوسرے کو الوداع کرتے اب اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب جا رہے تھے۔مصفرہ اور موسی کی گاڑی ساتھ ساتھ پارک تھی اور موسی جب اپنی ڈریوانگ سیٹ کے پاس پہنچا تو مصفرہ نے پاؤں کی کک سے دروازہ بند کر دیا۔

"مس یہ کیا حرکت ہے؟"

مصفرہ نے اس کی آواز پر اپنی بھوری آنکھیں اٹھائی تھیں جو کیپ کی وجہ سے بمشکل نظر آرہی تھی۔

"تمہارے پاس دو آپشن ہیں۔یا عزت سے خود میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ یا مجھے میرے طریقے سے بٹھانا پڑے گا۔"

مصفرہ کی بات پر موسی (زویا کا فیانسی) ہنسا تھا۔

"ایک چھٹانک برابر لڑکی مجھے دھمکی دے رہی ہے۔"

اس کے طنز پر موسی نے دانت پیسے تھے۔

"مسٹر موسیٰ میرا صبر آزمانے سے بہتر ہے اپنے آپشنز پر غور کرو۔"

مصفرہ کی بات پر وہ مزے سے اپنی گاڑی کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا تو وہ اب آمنے سامنے تھے۔ جیسے کوئی دوسناشائی اتفاقاً مل گئے ہوں۔

"اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟"

موسیٰ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"یہ آپشنز میں نہیں آتا۔"

"جلدی چوز کرو کیونکہ میں وقت کا ضیاع کرنے والوں کو پسند نہیں کرتی تو تمہاری موت کی وجوہات میں ایک واضح وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ اب کی بار حد درجے سرد تھا اور اس نے بات کے آخر میں اپنی سیاہ جیکٹ کو زرا ایک طرف کر کے اسے پسٹل دکھائی تھی۔ پھر اس پر ہاتھ رکھ کر اسے نکالا تھا اور لوڈ کیا تھا۔

دو قدم آگے چلتی وہ عین اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی اور پسٹل کی نوک اس کے پیٹ کے نازک حصے پر ٹکائی تھی۔۔ موسیٰ کا سانس اسی پل سوکھ چکا تھا۔ وہ اس

کے پسٹل پکڑنے کے انداز سے جان ہی چکا تھا کہ اس کا پالا کسی اناڑی سے نہیں پڑا اور وہ جلدی جلدی سر ہلاتا مان گیا تھا۔

"گڈ بوائے۔"

وہ طنز سے کہتی اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتی خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک چکی تھی۔ اس کا اپارٹمنٹ ویسے بھی ایسے علاقے میں تھا جہاں آبادی اور ٹریفک بھی کم ہوا کرتی تھی۔ ارد گرد کم و بیش دکانیں اور مکان تھے جو اپارٹمنٹ سے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ گاڑی سے نکلنے سے پہلے اس کے ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگا چکی تھی۔ اس کے منہ میں ایک بڑا سا رومال بھی گھسا دیا تھا اور دوسری جانب سے نکلتی آنکھوں پر گاگلز چڑھاتی وہ اب فرنٹ سیٹ سے موسیٰ کو تقریباً کھینچتے ہوئے نکال رہی تھی۔ موسیٰ بھی کٹی پتنگ کی طرح اس کے پیچھے تھا۔ وہ سب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور پسٹل لوڈڈ دیکھ کر وہ ڈر گیا تھا۔ پھر مصفرہ کا انداز بھی کچھ ایسا تھا کہ اس کا خوفزدہ ہونا بنتا تھا۔ مصفرہ اسے سیدھا بیسمنٹ میں لائی تھی۔ وہاں اس کے ڈیٹیکٹو کمرے کے

ساتھ ایک کمرہ موجود تھا۔اس نے کھینچ کر اسے ایک کرسی پر بٹھایا تھا۔اور ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے رومال نکالا تھا۔

"تم ہو کون اور یہ سب کیوں کر رہی ہو؟"

وہ حیرت اور تعجب سے پوچھ رہا تھا۔مصفرہ نے ماسک اور کیپ اتاری تھی اور گاگلز تو وہ حال وے میں اتار چکی تھی۔

"جو تم کر چکے ہو۔۔۔میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل بھی کر سکتی ہوں۔"

مصفرہ نے زبردستی اس کا منہ پکڑا تھا اور لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔موسیٰ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔مصفرہ نے کرسی کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔

اس نے خود کو چھڑوانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا۔اس سارے وقت میں مصفرہ ایک بات تو جان چکی تھی کہ موسیٰ نہایت ہی ڈرپوک اور بزدل قسم کا انسان ہے جو صرف مضبوط ہونے کا دکھاوا کرتا ہے۔

"زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ نے تحمل سے پوچھا تھا۔

"کون زویا؟"

وہ نہایت اعتماد سے جھوٹ بول گیا تھا۔

"زویا کدھر ہے موسیٰ؟"

اب کی بار وہ کچھ چیخی تھی۔

"میں کسی زویا کا نہیں جانتا۔"

وہ لاپرواہی سے جھوٹ بول رہا تھا۔ مصفرہ نے گہری سانس بھر کر کمرے کے چکر لگاتے ہوئے اپنے غصے کو قابو میں کیا تھا۔ سخت زہر لگتے ہیں اسے وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں۔

"تم اس کے منگیتر تھے۔"

مصفرہ نے اسے یاد کروایا تھا۔

"زویا کدھر ہے؟"

اس بار مصفرہ نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تھا۔

"میں نہیں جانتا وہ کدھر ہے۔ بھاگ گئی ہو گی اپنے کسی یار کے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی بات پر مصفرہ کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے گال پر گہرے نشان چھوڑ گیا تھا۔

موسیٰ کو آج اندازہ ہوا کہ کسی لڑکی کا ہاتھ اتنا بھاری بھی ہو سکا تھا۔

"میں چاہتی تھی تم عزت سے خود ہی سب اگل دو لیکن نہیں تمہیں تو شوق ہے موت کو گلے لگانے کا۔"

مصفرہ کہتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی اور ایک چاقو کے ساتھ واپس آئی تھی۔اس کے دوسرے ہاتھ میں کوئی ڈبی تھی۔ایک پاکٹ سائز چاقو کسی کا کیا ہی بگاڑ لے گا۔

موسیٰ یہ سوچ کر ہنس دیا۔ وہ اس کے نزدیک آئی تھی اور اس کے بازو پر ہلکا سا چاقو رکھتی کہنے لگی۔

"Choose between 1 and 2."

مصفرہ کی بات پر وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگا تھا کہ کیا وہ کوئی گیم کھیل رہے ہیں؟

مصفرہ کی سرد نگاہوں نے جب اسے گھورا تو وہ ہکلا کر دوسرا آپشن چوز کر گیا۔

مصفرہ نے کندھے اچکائے۔

"جیسے تمہاری مرضی۔"

اور اسی چاقو سے اس نے موسیٰ کی دائیں ٹانگ پر چاقو پھیر دیا جس سے اس کی پینٹ اس جگہ سے پھٹ گئی۔ وہ چیخ ہی سکا تھا۔

اس کے بعد مصفرہ نے چاقو کی ٹھنڈی نوک اس کی ظاہر ہوئے ماس پر رکھی تھی اور ایک ہی جگہ دباؤ ڈالا تھا۔ موسیٰ کی چیخ کمرے میں گونجی تھی۔

"بتاؤ اب زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ کی بات پر وہ درد سے کراہا تھا لیکن بولا کچھ نہیں۔ مصفرہ نے چاقو اس کی پوری تھائی پر پھیر دیا تھا۔ موسیٰ کی چیخ کمرے میں پھر گونجی تھی اور وہ درد سے کراہا تھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں سچ میں نہیں جانتا۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔ وہ۔ مشک اور۔۔۔۔ رمشہ جانتی ہیں۔"

موسیٰ کہتے ہوئے نڈھال ہو گیا تھا اور کرسی پر بے جان سا گر پڑا تھا۔۔ مصفرہ نے افسوس سے اسے دیکھا تھا اور ایک نظر اس کی تھائی کو۔۔۔ جہاں سے آہستہ آہستہ خون ابل رہا تھا۔

وہ اسے کمرے میں بند کرتی باہر نکل گئی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ لوٹی تو اس کے ساتھ وہ دونوں تھیں۔ مشک اور رمشہ۔

اس نے دونوں کو زمین پر لا پٹکا تھا۔ اور وہ بھی ایک طرف گری تھیں۔ ان کے ہاتھ بھی ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

"اب جب کے سب اکٹھے ہو چکے ہیں تو عزت سے اپنا اپنا رول بتاؤ۔"

مصفرہ کی بات پر مشک اور رمشہ نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور جب کمرے میں کراہنے کی آواز سنائی دی تو دونوں نے پلٹ کر دیکھا جہاں موسیٰ کی حالت دیکھ کر ان کی آنکھیں باہر آئی تھیں۔ وہ دونوں شاک سے چیخی تھیں۔ کیونکہ موسیٰ کی ٹانگ سے نکلنے والا خون اس کی پوری پینٹ بھگو چکا تھا اور کرسی سے قطرہ قطرہ نیچے گر رہا تھا۔ جیسے وہ آہستہ آہستہ مر رہا ہو۔

"زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ کا سوال کمرے میں گونجا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"دیکھیں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ہم تو زویا کے اچھے دوست۔۔۔۔"

مشک کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی کیونکہ مصفرہ نے اس کے بالوں کو جھٹکا تھا۔

"تم لوگ کیوں نہیں مان جاتے عزت سے۔لگتا ہے تم لوگوں کو اپنا پارٹنر عزیز نہیں ہے۔"

مصفرہ نے غصے سے کہتے ہوئے موسیٰ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔اور دوبارہ سے اپنا چاقو نکالتی اس کے سامنے آئی تھی۔اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر موسیٰ کی دبی دبی چیخیں نکلی تھیں۔وہ پہلے سے بنے زخم کو مزید گہرا کرتے ہوئے چاقو کو گہرائی میں چلا گئی تھی۔موسیٰ کی چیخیں سنتیں مشک اور رمشہ سہم گئی تھیں۔اس کے پاس کے اندر تک وہ چاقو دھنسا تھا۔

"کہاں ہے زویا؟؟"

مصفرہ نے دوبارہ استفسار کیا تھا۔جواب ندار پا کر وہ پہلے سے لائی ایک ڈبی کو کھولنے لگی تھی۔کمرے میں صرف موسیٰ کی دبی دبی چیخیں تھیں۔مصفرہ نے نمک کی اس

ڈبی میں سے نمک نکالا تھااور موسی کے تازہ بنے زخم میں وہ نمک مٹھی بڑھ کر ڈالا تھا۔موسیٰ کی چیخیں پورے کمرے میں گونجی تھیں۔درد کی شدت سے وہ نڈھال ہو گیا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"تم لوگ دومنٹ کے اندر نہ بولے تو میں اس کا یہ زخم سی دوں گی اور واللہ تم لوگ بھی جانتے ہو میں یہ کام کتنے شوق سے کروں گی۔"

مصفرہ کا سرد اور خشک لہجہ سنتی وہ دونوں لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھنے لگی تھیں۔

مشک نے ایک نظر موسیٰ کو دیکھا تھا جو انہیں بولنے کی التجا کر رہا تھا لیکن درد کی شدت سے اس کے گلے سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں بتاتی ہوں۔"

مشک نے سہمی سے آواز میں کہا تھا۔

========

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کچھ دیر بعد لاہور سے تھوڑا سا آگے نکل آئے تھے۔چاہے اس علاقے کا شمار لاہور میں ہوتا تھا لیکن لاہوریوں نے کبھی اس علاقے کو لاہور کا حصہ ماننا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

وہ ایک سنسار سڑک پر گاڑی روک چکی تھی۔آریئاں کے اس علاقے میں آبادی کہیں کہیں ہی موجود تھی۔اس جگہ زیادہ تر یونیورسٹیاں پائی جاتی تھیں اور اب چونکہ اندھیرا ہونے والا تھا تو یہ حصہ سنسان ہی تھا۔اکا دکا بچے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔وہ گاڑی کو ایک طرف روکے اب اپنی کچھ ٹیم کے ساتھ تھی۔ تین مزید بھروسے مند لوگ۔۔۔چاہے وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتی تھی لیکن ایسے شعبے میں آپ کو تعلقات بہتر رکھنے ہی ہوتے ہیں۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی فنزا اسے رستہ سمجھانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ پیچھے دو لڑکے تھے، جن میں سے ایک لیپ ٹاپ پر ساتھ ہی ساتھ کچھ دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک مزید لڑکا تھا جو فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ ساتھ اپنی گن بھی لوڈ کر رہا تھا۔

وہ چاروں ایک ساتھ گاڑی سے باہر نکلے تھے اور چوکنا انداز میں ایک فارم ہاؤس کے اندر بڑھے تھے۔ وہ ایک کھنڈر سا فارم ہاؤس تھا جہاں گرد اور اندھیرے کے علاوہ کسی ذی روح کا نام و نشان موجود نہیں تھا۔

"علی اوپر دیکھو۔ فنزا پچھلی طرف دیکھو، سبحان تم اس فلور پر دیکھو اور میں بیسمنٹ کی طرف جا رہی ہوں۔"

مصفرہ ان کو گائڈ کرتی نیچے جانے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔ اندر داخل ہونے کی دیر تھی کہ اس کے نتھنوں سے دوائیوں کی بو ٹکرائی تھی۔ مصفرہ نے ناک چڑھایا تھا۔ وہ جیسے کسی ہسپتال میں موجود تھی۔ اس کھنڈال پڑی بیسمنٹ میں چلتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ میں ٹارچ پکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں پسٹل تھی۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ کچھ کمرے اسے نظر آئے تو وہ باری باری سب کمرے دیکھنے لگی۔ آخری کمرے کے سامنے جب وہ رکی تو وہ لاکڈ ملا۔ مصفرہ نے اپنے بالوں میں سے پن نکالی اور لاک میں گھسانے لگی۔

ہائی ٹیل سے نکلی کچھ آوارہ لٹیں جو اس پن کی سربراہی میں قید تھی۔ وہ بکھر کر سامنے آ گئی تھیں۔۔

اس نے ٹارچ کو دانتوں میں دباتے ہوئے اس ہاتھ سے پن کو کھولا تھا اور لاک کے اندر گھسایا تھا۔ کچھ دیر کی مشقت کے بعد لاک کھل چکا تھا۔ وہ فوراً سے چوکنا ہوتی اس پسٹل کو دونوں ہاتھوں میں دباتی دروازہ کھول گئی تھی۔ لیکن سامنے نظر آنے والے منظر پر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں اور صدمے کے مارے وہ بس اس کا نام ہی لے پائی تھی۔

"زویا!"

اس کے بولنے کی وجہ سے ٹارچ اس کے منہ سے نکل کر زمین بوس ہوئی تھی لیکن اس کی مدھم مدھم روشنی کمرے کو روشن کر رہی تھی۔ اس کی آواز سنتے باقی تینوں بھی بیسمنٹ کی طرف بھاگے تھے۔ مصفرہ لائٹ جلانے کے بٹن ڈھونڈ رہی تھی۔ جو کہ اسے نہ ملے تھے، وہ جھک کر ٹارچ پکڑتی اس کے پاس نیچے زمین پر آ بیٹھی تھی جو قریباً بے ہوش تھی۔ مصفرہ کبھی بھی اسے پہچان نہ پاتی اگر وہ اسکی ہر اینگل میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تصاویر دیکھ نہ چکی تھی۔وہ زمین پر یوں لیٹی تھی جیسے مردہ ہو۔لیکن مصفرہ نے جب اس کی نبضیں ٹٹولیں تو انہیں مدھم سروں میں چلتے پایا۔اتنے میں باقی تینوں بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"سبحان! فرسٹ ایڈ باکس لاؤ۔علی ایمبولینس کو بلاؤ۔"

دونوں لڑکے باہر کی جانب بھاگے تھے کیونکہ نیچے سگنل بھی موجود نہ تھے۔فزا زویا کو ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی تھی جبکہ مصفرہ اب پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔کمرے میں ایک بیڈ بھی موجود تھا لیکن وہ زمین پر کیوں تھی؟ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر کچھ دوائیاں تھیں اور انجیکشن تھے۔اس نے دوائی کا نام پڑھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"Desipramine”

وہ ایک اینٹی ڈیپریسنٹ ڈرگ تھی۔لیکن جس تعداد میں وہ وہاں موجود تھی مصفرہ کا دماغ ٹھٹھکا تھا۔اس نے سب چیزوں کے سیمپل اکٹھے کیے تھے اور کچھ تصاویر لی تھیں۔اس کے علاوہ کمرے میں ایک اٹیچ واشروم تھا۔جہاں کچھ بھی خاص موجود

نہیں تھا۔ کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ زویا کا ہوش میں آنا ممکن نہیں لگ رہا تھا۔ اسے ایمبولنس میں لٹاتے ہوئے مصفرہ اور علی ساتھ تھے۔ باقی دونوں وہاں کی پوری چھان بین کرنے والے تھے۔ جانے سے پہلے مصفرہ کہنا نہیں بھولی تھی۔

"پتا کرو یہ فارم ہاؤس کس کے نام ہے اور شام تک وہ شخص ہمارے پاس ہو۔"

سبحان اور فضا نے سر ہلا دیا تھا۔ وہ کسی پرائیویٹ ہاسپٹل کی جانب بڑھے تھے جہاں کم سے کم لوگ ہوں کیونکہ یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس بن رہا تھا۔ وہ پولیس کیس نہیں بنوانا چاہتے تھے کیونکہ زویا قریشی کا کیس پولیس بند کر چکی تھی۔

ہاسپٹل پہنچ کر زویا کو داخل کروایا تھا اور علی نے باقی کے معاملات دیکھے تھے۔

مصفرہ سیدھا ہاسپٹل کے فارماسسٹ (دوائیوں کے ڈاکٹر) کے پاس آئی تھی۔ اس نے وہ دوائی اسے دکھائی تھی۔

"یہ اینٹی ڈیپریسنٹ ڈرگ ہے۔ جو ڈپریشن کے مریضوں کو دی جاتی ہے یا پھر ڈپریشن کی طرف جاتے ہوئے مریضوں کو۔"

مصفرہ نے سر ہلایا تھا۔ وہ پہلے ہی اسے اپنا پرائیویٹ ڈیٹیکٹو و کارڈ دکھا چکی تھی اس لیے اس کے خاموش رہنے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

"اگر اس کا ضرورت سے زیادہ استعمال کیا جائے تو کیا ہوتا ہے؟"

مصفرہ کے اگلے سوال پر وہ غور سے ڈبی کو دیکھنے لگا تھا۔ جیسے یاد کر رہا ہو۔

"ہر دوائی کا کوئی نہ کوئی سائیڈ ایفیکٹ ضرور ہوتا ہے۔ یہ منحصر کرتا ہے کہ پیشنٹ کو کس ڈوز میں دیا جا رہا ہے۔ اس والی کے زیادہ استعمال سے بہت سے مسائل ہوتے ہیں۔

غنودگی طاری رہنا کیونکہ ذہنی سکون کے لیے دی جاتی ہے تو ضرورت سے زیادہ دیں گے تو ہر وقت بے ہوشی کی حالت میں رہنا بھی ہو سکتا ہے۔

اس کا زیادہ استعمال آواز پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں آواز بیٹھنا شروع ہو گی اور اگر اسے کی ڈوز کو کم نہ کیا گیا تو مکمل طور بھی آواز جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ۔۔۔ میرے خیال سے اگر زیادہ دی جائے گی تو دماغی پور پر انسان ٹھیک ہونے کی بجائے باتیں بھلانے لگے گا اور ذہنی مریض بنتا جائے گا۔

باقی جو آپ تصویر میں انجیکشن وغیرہ دکھا رہی ہیں وہ بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ مطلب ان سب کو ملا کر مشترکہ طور پر مجھے یہی صورتیں نظر آ رہی ہیں۔"

مصفرہ نے سر ہلا دیا تھا۔اسے جیسے چپ لگ گئی تھی۔کوئی اپنی ہی دوست کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہے یار۔وہ شکر ادا کر رہی تھی کہ اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ دوستیاں کیا ایسی ہوتی ہیں؟؟؟اسے اچانک کچھ یاد آیا تھا وہ سر جھٹکتی حال کی کرسیوں پر بیٹھتی موبائل نکال گئی تھی۔وئیر ڈو کا نمبر نکالتی وہ اسے میسج کر گئی تھی۔

"Case is done from my side.”

وہ لکھ کر میسج بھیج چکی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ جب تک وہ ساری کہانی بیان نہیں کر دیتی،ملزمان کو سزا نہیں سنا دیتی وہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔اس کے پاس جتنے گمشدگی کے کیس آئے تھے اس میں ملنے والا انسان یا تو مر چکا ہوتا تھا یا ملک چھوڑ کر بھاگا ہوتا تھا۔

وہ سر جھٹک کر اب کمرے کی جانب بڑھی تھی جہاں زویا کو ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا۔

"ہم جتنا کر سکتے تھے ہم نے کیا ہے۔اس سے زیادہ اگر ان کی باڈی کے ساتھ کچھ کیا گیا تو یہ سہہ نہیں پائیں گی۔ یہ ذہنی اور جسمانی طور پر حد درجہ تک کمزور ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ کچھ ماہ سے انہوں سے ٹھیک سے کھایا بھی نہیں ہے۔اور دوائیوں کا حد سے زیادہ استعمال ان کو ذہنی طور پر مفلوج کر چکا ہے۔"

ڈاکٹر کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ علی خاموشی سے سب سن رہا تھا۔

مصفرہ بستر کی جانب بڑھی تھی جہاں زویا کا نالیوں میں لپٹا وجود بستر پر پڑا تھا۔ وہ بہت زیادہ کمزور دکھ رہی تھی۔ کیا اسے اس کے گھر والوں کو بتانا چاہیے ؟؟ وہ سر جھٹک گئی۔ جو کیس حل کروا رہا ہے شخص شاید وہی اس کے گھر والوں میں سے ہو۔

اس نے زویا کے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ جو دوائیاں اسے دی جا رہی تھیں، اس کے اثر کی بدولت یہ اپنی آواز گنوا چکی ہو گی یا نہیں ؟"

ڈاکٹر نے اس کی بات پر سر ہلایا تھا۔

"میرے خیال سے یہ اپنی آواز کے ساتھ ساتھ اپنی نظر بھی کچھ حد تک گنوا چکی ہوں گی۔ لیکن کچھ کہا نہیں جا سکتا جب تک پیشنٹ کو مکمل ہوش نہیں آ جاتا۔"

ڈاکٹر کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا اور پھر ڈاکٹر کی جانب مڑتی کہنے لگی۔

"اور کب تک ہوش آنے کے چانسز ہیں؟"

"یہ بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پیشنٹ جسمانی اور ذہنی طور پر بہت کمزور ہو چکی ہے کہ ہمیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے تین سے چار بار سوچنا پڑ رہا ہے۔"

مصفرہ ڈاکٹر کی بات پر سر ہلا گئی تھی۔ ڈاکٹر اور اس کے ساتھ موجود باقی کے لوگ بھی باہر نکل گئے تھے۔ ایک نرس تھی جو زویا کی ڈرپ کو دیکھنے لگی تھی۔ علی مصفرہ کی جانب بڑھا تھا۔ اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔

"اب کیا کرنا چاہیے؟"

علی کی بات پر وہ گردن گھما کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم ادھر کسی اور کو بھیجو جو قابل بھروسہ ہو تمہارے نزدیک اور میرے ساتھ چلو ہماری جگہ پر جہاں ان تین نمونوں کو شفٹ کیا گیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کہتی ہوئی ایک نظر زویا پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی اور علی بھی اس کے پیچھے ہی نکلا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ زویا سروایو کر پائے گی؟"

"اس نے مرنا ہوتا تو اب تک مر چکی ہوتی۔ جس کے دل میں راز دفن ہوں انہیں موت بھی مشکل سے آتی ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ سپاٹ اور سنجیدہ تھا۔ وہ سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھی تھی تو علی فرنٹ سیٹ پر آبیٹھا تھا۔ پھر وہ گاڑی گھماتی اس جگہ چل دی جوان کا خفیہ ٹھکانہ تھا۔

ستاروں سے الجھتا جا رہا ہوں
شب فرقت بہت گھبرا رہا ہوں

یقیں یہ ہے حقیقت کھل رہی ہے
گماں یہ ہے کہ دھوکے کھا رہا ہوں

www.novelsclubb.com

اثر بھی لے رہا ہوں تیری چپ کا
تجھے قائل بھی کرتا جا رہا ہوں

جو الجھی تھی کبھی آدم کے ہاتھوں
وہ گتھی آج تک سلجھا رہا ہوں

============

رات کی تاریکی چاروں جانب پھیل رہی تھی۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ چہچہاہٹ کی آواز ہر جانب تھی۔ وہ اور علی گاڑی سے نکلے تھے اور اندر کی جانب بڑھے تھے۔ مصفرہ سارے رستے بس یہی سوچتی آئی تھی کہ کوئی دوست کے ساتھ کیسے یہ سب کر سکتا ہے۔ پولیس میں غدار موجود تھے اس لیے وہ لوگ یہ کیس سی آئی اے کے ہاتھوں میں دے گئے تھے۔

اندر کی جانب بڑھتے ہوئے انہیں سی آئی اے کے کچھ بندے بھی نظر آئے تھے۔

وہ سر کے خم سے انہیں سلام کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔ ابھی تک وہ صبح والے کپڑوں میں ہی موجود تھی۔ اس کی سیاہ کارگو پینٹ پر کچھ گرد موجود تھی لیکن پرواہ کسے تھی۔ وہ جب حال میں داخل ہوئی تو ایک طرف بہت سے کمپیوٹر پڑے ہوئے نظر آئے جن پر سبحان سی آئی اے کے کچھ بندوں کے ساتھ جھکا ہوا تھا۔ علی فنزا کی جانب بڑھا تھا اور اسے ساری بات بتانے لگا تھا۔ فنزا بھی باقی معاملات سے اسے روشناس کروانے لگی۔

"کس کا تھا وہ فارم ہاؤس۔"

مصفرہ نے استفسار کیا تو حماس اس کی آواز پر پلٹا تھا۔ لیکن جواب سبحان کی طرف سے آیا تھا۔

"زوہیب کا۔ تمہارا انداز ٹھیک تھا۔"

سبحان کے کہنے پر وہ سر کو خم دے گئی تھی۔

"آل سیٹ؟"

مصفرہ کی بات پر سبحان نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ حماس مرزا ہیں۔ سی آئی اے آفیسر۔اور حماس یہ مصفرہ ہیں، پرائیویٹ ڈیٹیکٹو۔ زویا کا کیس مکمل طور پر انہوں نے حل کیا ہے۔"

حماس نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا تو مصفرہ نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ ملایا تھا۔

"مجھے لگتا ہے میں آپ کو دیکھ چکی ہوں۔"

مصفرہ کا لہجہ کچھ سنجیدہ تھا۔ جیسے وہ ذہن پر زور ڈال رہی ہو کہ کہاں دیکھا تھا۔ وہ ان سبز آنکھوں کو پہچانتی تھی۔ حماس مسکرا دیا۔

"مال کی پارکنگ میں؟"

حماس کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔

"یس۔"

حماس بھی مسکرا کر پیچھے ہٹا تھا۔ لیکن مصفرہ کا ذہن اس کے ساتھ موجود ان گرے آنکھوں والے ڈاکٹر پر گیا تھا۔ پھر اپنی پہلی ہوئی ملاقات یاد آئی لیکن فوراً ذہن کو جھٹک گئی۔

"میرے خیال سے مجھے اندر چلنا چاہیے اب۔"

وہ سب کو دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے سر کو خم دیا۔اور اپنی اپنی پوزیشن سنبھالی۔

وہ اندر کی جانب بڑھی تو حماس اس کے ہمراہ تھا۔۔

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تھے جو چاروں جانب سے بند تھا لیکن ایک دیوار شیشے کی تھی۔ جس سے ہم اندر تو دیکھ اور سن سکتے تھے لیکن اندر والا باہر نہیں دیکھ سکتا تھا نہ سن سکتا تھا۔

کمرے میں ایک ٹیبل تھا جس کے ایک جانب چار کرسیوں پر زوہیب، مشک، رمشہ اور موسیٰ بیٹھے تھے۔ موسیٰ کے زخم پر اب پٹی بندھی تھی اور اب وہ کچھ بہتر حالت میں لگ رہا تھا لیکن درد تو ابھی بھی تھی۔ ٹیبل کے دوسری جانب دو کرسیاں تھیں۔ جس پر اب مصفرہ اور حماس بیٹھ رہے تھے۔

وہ خوشدل سا حماس اس وقت حد درجہ سنجیدہ تھا۔

تو شروع کرتے ہیں اب زویا کے کیس کی مکمل تحقیق۔۔

مصفرہ نے ہاتھ باندھ کر بولنا شروع کیا تھا۔

"تم لوگوں نے بہت اچھا کور کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں بتاتی چلوں کہ جس دن میں مشک سے ملی تھی مجھے اسی دن معلوم ہو گئی تھیں کچھ باتیں۔۔۔

وہ یہ کہ مشک جھوٹ بول رہی ہے۔اس کی سٹیٹمنٹ ایک نہیں تھی۔اس کے جھوٹ اسے ہی پھنسا رہے تھے۔ جھوٹوں کی بہت سی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جن میں سے تین بھی اگر ایک انسان میں پوری ہو جائیں تو میں سمجھ جاتی ہوں وہ جھوٹا ہے۔"

مصفرہ نے مشک سے ہوئی دونوں ملاقاتیں یاد کی تھیں۔اس کا بات کرتے ہوئے بار بار منہ کو ہاتھ لگانا، لبوں کو تر کرنا، آنکھوں کا کم جھپکنا، ٹیبل کے نیچے پاؤں کا ادھر سے ادھر کرنا اور سب سے بڑی نشانی، بار بار موضوع کو بدلنا۔وہ مسلسل موضوع کو اپنے اوپر سے ہٹا کر رمشہ کی جانب لے جاتی تھی۔

"اس کے بعد جب میں رمشہ سے ملی تب بھی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بھی جھوٹ بول رہی ہے۔"

مصفرہ نے رمشہ سے ہوئی دونوں ملاقاتیں یاد کی تھیں۔اس کا ضرورت سے زیادہ جذبات کا اظہار کرنا، چیزوں کی ضرورت سے زیادہ وضاحت کرنا، بار بار یہ کہنا کہ میرا یقین کریں۔یہ سب جھوٹوں کی نشانیوں میں آتا تھا۔

"تم چاروں نے اپنا اپنا ایک کردار چنا تھا۔مشک اس ساری کہانی میں اچھی اور معصوم بننے کا کردار ادا کر رہی تھی۔دوسری جانب رمشہ مغروری، بدتمیز اور برا بننے کا کردار ادا کر رہی تھی۔ لیکن تم دونوں میں بہت سی چیزیں مشابہت رکھتی تھیں۔جیسے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہ کرنے کا دکھاوا کرتی تھیں اور یہ دکھاوا زویا کے سامنے بھی ہوتا تھا۔تم دونوں ایک دوسرے کی طرف میرا دھیان بٹاتی تھی تاکہ کہانی کے تیسرے کردار پر میرا دھیان نہ جائے۔"

مصفرہ نے کہہ کر گہرا سانس بھرا تھا۔حماس خاموش بیٹھا ساری کاروائی سن اور دیکھ رہا تھا۔اس نے یہ کیس آگے ہینڈل کرنا تھا اس لیے اس کا یہاں ہونا ضروری تھا۔

اب مصفرہ کی نظر موسیٰ پر تھی۔

"اور تم تھے اس سب کی وجہ۔اس کہانی کا مرکزی کردار۔ نہیں بلکہ کہانی کے ولن۔"

مصفرہ کی بات پر موسیٰ نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

"تم زویا کو کبھی پسند کرتے ہی نہیں تھے۔ تم نے زویا سے منگنی اپنے ماں باپ کے دباؤ میں آکر کی تھی۔اور تمہارے ماں باپ نے بھی منگنی صرف زویا کے باپ سے تعلقات ٹھیک کرنے کے لیے کی تھی۔تاکہ وہ کسی بڑی ڈیل کے لیے زویا کے باپ قریشی کا استعمال کر سکیں اور تم بھی ان کے دباؤ میں آگئے تھے کیونکہ تمہیں بھی پیسے سے اتنا ہی پیار تھا۔"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ اور تلخ تھا۔حماس نے ابرو اچکا کر حیرت سے موسی کو دیکھا تھا۔اسے ابھی بھی اس کیس میں کچھ باتوں کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اب بچا آخری کردار۔جو اس کہانی میں صرف استعمال کیا گیا ہے۔ مسٹر زوہیب تمہیں کیا لگتا ہے تم نے بہت کوئی نیک کام کیا اپنی معشوقہ کی مدد کر کے۔ یہ بات

بھی مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ رمشہ تمہاری منگیتر نہیں تھی صرف معشوقہ تھی۔"

مصفرہ کا لہجہ کچھ پتھریلا تھا۔حماس نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھا تھا جو بالکل باس لیڈی تھی۔اسے ایسی لڑکیاں پسند تھیں لیکن پھر وہ سر جھٹک گیا کیونکہ وہ براق کو اسے دیکھتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

"لیکن میرے علم کے مطابق یہ چاروں زویا کے دوست تھے۔"

حماس پہلی بار اس سب میں بولا تھا۔

"وہ ہمیں دوست سمجھتی تھی لیکن ہم نے اسے کبھی دوست نہیں سمجھا۔"

مشک نے کچھ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔اس کے بعد مشک نے پھر بولنا شروع کیا تھا۔

"وہ ہم سب میں سے زیادہ پڑھنے والی تھی۔اس کے پاس ہر چیز تھی۔میری پسندیدہ چیز بھی۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے موسیٰ کی جانب دیکھا تھا اور موسیٰ نے بھی اسے دیکھا تھا۔۔ مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"میں پسند کرتی تھی موسیٰ کو۔ بہت پہلے سے۔ لیکن زویا کی اور موسی کی منگنی ہو گئی۔ میں اس رات بہت روئی تھی۔ دل کی بات دل میں ہی رہ گئی تھی۔ لیکن کچھ عرصے بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ موسیٰ نے منگنی صرف مجبوری میں کی تھی تو میں موسیٰ سے بہانے بہانے سے باتیں کرنے لگی۔ موسیٰ بھی زویا کے ساتھ خوش نہیں تھا۔ مرد کو خوش رکھنے کے طور طریقے ہوتے ہیں جو زویا نہیں جانتی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے مشک کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ وہ بالکل شرمندہ نہیں تھی۔ کیسی جنزیشن تھی یہ۔ حرام کو حلال سمجھ کر کتنے آرام سے چار لوگوں کے سامنے اعتراف کر رہی تھی۔

"پھر موسیٰ بھی مجھے پسند کرنے لگا لیکن یہ بات اس رات زویا کو معلوم ہو گئی تھی۔ پارٹی کی رات اسے جب معلوم ہوا تو وہ غصے سے وہاں سے نکل گئی۔"

مشک یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔ مصفرہ نے اس کی بات پوری کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور پھر وہ وہاں سے نکلی تو اویس ملا تھا جو اس سے بات کرنے کے ارادے سے سنسان علاقے میں گاڑی لے گیا تھا۔ کیونکہ اس کی نیت میں بھی کھوٹ تھا۔ اس کے بعد جب وہ وہاں سے نکلی اور اس سنسان علاقے میں اکیلے واپسی کا رستہ تلاش کرنے لگی تو موسی نے اور تم نے اسے ڈھونڈ لیا لیکن موسیٰ چاہتا تھا کہ یہ بات اس کے گھر والوں تک نہ جائے اور منگنی کسی طرح نہ ٹوٹے، اس لیے اس نے زویا کو جان سے مارنے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی اس پر چلادی۔ زویا کو گاڑی ہٹ کی اور وہ بے ہوش ہو کر سڑک کے ایک طرف گر گئی۔ لیکن اسے مرا ہوا نہ پا کر تم لوگ اسے اس کھنڈر جگہ پر لے گئے۔ اور یکدم مارنے کی بجائے اسے ذہنی مریض بنادیا۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ گہری سانس بھر کر خاموش ہوئی تو حماس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ کہ ایسے بھی دوست ہوتے ہیں۔

"کچھ ایسی ادویات دینے لگے جس سے وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو جائے اور یہاں تک کہ وہ گونگی یا پھر اندھی ہو جائے۔ بس کسی طرح اس رات کا راز نہ اگلا جائے۔"

مصفرہ کی بات پر موسیٰ نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔

"میں مجبور تھا۔ میرے والدین مجھے زندہ نہ چھوڑتے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ میری وجہ سے وہ منگنی توڑ رہی ہے۔ انہیں قریشی انکل سے بہت سے مطلب تھے۔"

موسیٰ کے جواب پر وہ صرف افسوس سے اسے دیکھ سکے تھے۔

"اس سب میں رمشہ نے ساتھ کیوں دیا؟"

حماس نے رمشہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو رمشہ کہنے لگی۔

"میرے پاس زویا سے زیادہ پیسہ تھا، زویا سے زیادہ میں کامیاب تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنی عقلمندی کی وجہ سے پہلے پورے کالج اور پھر پورے کیمپس میں مشہور تھی۔ میں کبھی بھی اسے کمپیٹ نہیں کر سکی۔ مجھے وہ ہرگز پسند نہیں تھی۔ میں تو صرف اس کے ساتھ رہ کر دوسروں کی نظروں میں آنا جانتی تھی۔"

رمشہ کے لہجے میں نفرت تھی۔ مصفرہ اسے بس گھور ہی سکی تھی۔

"اور زوہیب؟"

حماس کے اگلے سوال کا جواب مصفرہ نے دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"صرف استعمال کیا گیا ہے۔رمشہ چاہے جتنی بھی امیر تھی لیکن اس کے نام کوئی پراپرٹی نہیں تھی۔وہ کسی اور کی پراپرٹی میں زویا کو رکھ کر رسک نہیں لینا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے اس سب میں زوہیب کو بھی شامل کیا تھا اور اس کے نام جو فارم ہاؤس تھا اسے استعمال کیا تا کہ کوئی رسک نہ لیا جائے۔"

مصفرہ کے جواب پر حماس نے باری باری چاروں کو دیکھا تھا کہ اتنی صفائی سے کام کرنے کے باوجود بھی وہ آج ان کی پکڑ میں تھے۔کچھ دیر اور سوال وجواب ہوئے تھے اور اس کے بعد حماس نے اپنی سی آئی اے کے باقی آفیسرز کو بلا کر چاروں کو لے جانے کا کہا تھا۔باقی کا کام وہ کرنے والے تھے۔

"اس ناممکن سے کیس کو حل کرنے کا شکریہ۔باقی کا کام اب ہم سنبھال لیں گے۔"

حماس نے خوش مزاجی سے کہتے ہوئے سر ہلایا تھا۔تو مصفرہ بھی مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"یور ویلکم۔ان کی عقل بس ٹھکانے آنی چاہیے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ کی بات پر وہ سر کو خم دے گیا تھا۔ باقی ٹیم میمبرز بھی اپنے اپنے رستے کو ہو لیے تھے۔ مصفرہ نے سب کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جب وہ گاڑی میں بیٹھ رہی تھی تو سبحان نے پیچھے سے آواز دے کر اسے روکا تھا۔۔

"تم نے زویا کے گھر والوں کو اطلاع دے دی؟"

سبحان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور گاڑی میں آ بیٹھی تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھتی ہاسپٹل کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے وئیرڈو کا نمبر ملایا تھا۔ دوسری جانب سے فون نہ اٹھایا گیا۔ اس نے آنکھیں گھما کر فون بند کیا اور زویا کے وارڈ کی جانب بڑھی تھی۔ اسے پرائیویٹ کمرے میں رکھا گیا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچی تو ایک خاتون اور دو مرد کمرے میں موجود تھے۔

"السلام علیکم!"

مصفرہ نے تفتیشی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا تو ڈاکٹر نے ان کا تعارف کروایا۔

"مصفرہ یہ زویا کے والدین ہیں اور یہ اس کا بھائی۔اور یہ مصفرہ ہیں جنہوں نے زویا کا کیس حل کیا ہے اور انہیں بچایا ہے۔"

ڈاکٹر کی بات پر وہ کچھ اطمینان میں آئی تھی لیکن اپنی تعریف سنتی وہ خجل ہوئی تھی۔

"بیٹا ہم لوگ تمہارا شکریہ کبھی بھی ادا نہیں کر سکتے۔تم نے زویا کو نہیں بچایا تم نے ہماری امید کو بچایا ہے۔"

زویا کی ماں نے اسے گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تھا۔مصفرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔زندگی میں شاید پہلی بار کسی نے اسے گلے لگایا تھا۔

"بیٹا اللہ تعالیٰ تمہاری ساری مشکلات کو آسان کریں۔تمہیں زندگی میں کبھی بھی کسی بھی مقام پر کسی طرح کی بھی مدد کی ضرورت ہوئی تو ہم حاضر ہوں گے۔تم نے مدد نہیں لینی، تم نے حکم کرنا ہے۔ہم تمہارے تا عمر قرض دار رہیں گے۔"

زویا کے والد بھی اس کے سر پر شفقت اور محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے تھے۔مصفرہ کی نظر اس کے بھائی پر گئی تھی جو بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس کی

زبان اس کے جذبات کی ترجمانی نہیں کر پا رہی تھی۔وہ خاموشی سے بس آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لیے کھڑا تھا۔ مصفرہ نے ایک مدھم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی جس پر اس کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگے تھے۔ مصفرہ کے لیے یہ سب نیا تھا۔ کیا والدین اپنی اولاد کو لے کر اتنے نرم دل ہوتے ہیں؟ کیا بھائی اپنی بہن کے لیے ایسے بھی رو سکتا ہے؟ وہ ان سوالات کے جواب نہیں دے سکتی تھی کیونکہ نہ تو اس کے والدین تھے جو اس کے لیے پریشان ہوتے اور نہ اس کا کوئی بھائی تھا جو اسکی گمشدگی پر آدھا ہو جاتا اور اس کے ملنے پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیتا۔ مصفرہ نے ان کی محبت کا جواب نرمی سے دیا تھا اور پھر زویا کی کنڈیشن کو لے کر ڈاکٹر سے بات کرنے لگی تھی۔

تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

www.novelsclubb.com

اب وہ پھرتے ہیں اسی شہر میں تنہا لیے دل کو
اک زمانے میں مزاج ان کا سر عرش بریں تھا

چھوڑنا گھر کا ہمیں یاد ہے جالب نہیں بھولے
تھا وطن ذہن میں اپنے کوئی زنداں تو نہیں تھا

==========

کچھ دیر پہلے تھکی ہاری اپنے اپارٹمنٹ میں لوٹی تھی۔ وہ بس اب آرام کرنا چاہتی تھی۔ کمرے کی طرف بڑھنے سے پہلے وہ اپنے شوز اتار چکی تھی۔ جیکٹ بازوں پر ڈال رکھی تھی اور دھیمے قدموں سے چلتی وہ اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ آج کا دن جہاں تھکا دینے والا تھا وہاں مصفرہ کے جذبات کی تازہ ہونے کا بھی دن تھا۔ وہ فریش ہو کر جب بستر پر لیٹی تو پورے دن کو ذہن میں گھمانے لگی۔ اسے کیس کے مکمل ہونے پر پیسے مل چکے تھے لیکن اس بار اسے خوشی نہیں ہوئی تھی۔ وہ جن جذبات سے گزر رہی تھی اس کے لیے زویا کے والدین کا وہ پیار اور دعائیں

ہی کافی تھیں اور اسے پہلی بار لگا تھا کہ وہ کوئی نیک کام کر کے آئی ہے۔ کوئی اچھا کام۔ لیکن شدت سے اسے اپنے مرے ہوئے ماں باپ کی یاد آ رہی تھی۔ اس نے تو اپنے ماں باپ کو کبھی حقیقت میں دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن اسے ان کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔ نا جانے کیوں آج اس کا دل چاہ رہا تھا اس کی زندگی میں کوئی تو ہوتا جسے وہ اپنے دل کی بات چاہے نہ بتا پاتی لیکن اس سے بات ضرور کرتی۔ وہ اس بند چار دیواری میں کئی کئی دن پڑی رہتی تھی۔ کیا اس کی زندگی ایسے ہی گزرنے والی تھی؟ اسے احساس ہوا کہ ایک دن آئے گا وہ ان چار دیواری میں موت کی آغوش میں سو جائے گی اور کئی دن کیا کئی ماہ تک اس کے مرنے کی کسی کو خبر نہ ہو گی۔ یہ احساس بہت جان لیوا تھا۔ اس کے مرنے پر کوئی رونے والا نہیں ہو گا۔ کوئی اسے غسل دینے والا نہ ہو گا۔ کوئی اس کی میت کو کاندھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جانے والا نہ ہو گا۔ اور نماز جنازہ میں شرکت کوئی کیوں کرے گا؟ تنہائی اچھی تھی لیکن یہ احساسات وانکشافات اس کے سینے میں درد کی ٹھیسیں اٹھا رہے تھے۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہہ کر اس کے گال بھگو گیا تھا۔ اسے نہیں یاد وہ آخری بار

کب روئی تھی لیکن آج اس نے خود کو سمجھایا تھا کہ کبھی کبھی رو لینا بہتر ہوتا ہے۔
اسے زویا سے بہت انسیت سی محسوس ہوئی تھی۔ ناجانے کیوں اسے لگا تھا زویا کے پاس ہر چیز تھی لیکن اچھے دوست نہیں تھے۔ وہ تو اس کے پاس بھی نہیں تھے۔
اسے محسوس ہوا تھا زویا کو اپنوں نے ڈسا تھا۔ اسے بھی تو اپنوں نے ہی ڈسا تھا۔ زویا کسی غلطی کے بغیر ہی سزا بھگت رہی ہے۔ وہ بھی کوئی غلطی کیے بغیر ہی سزا بھگت رہی تھی ں ما۔
وہ یہی باتیں سوچتے ہوئے سو گئی تھی۔ آج کی شام اذیتوں کے ں ام۔

دل کے کسی کونے میں۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں کہ چاہی جاؤں
اور محسوس کروں اس جذبے کو
جب کوئی سراہے مجھے میرے اچھا کرنے پر

کتاب کے صفحات کے درمیان۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں کہ
کسی کہانی کا مرکزی کردار بنوں
نہ کہ کسی اور کی کہانی کا تیسرا کردار

ہر بس کے سٹاپ پر۔۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں کہ بنوں
کسی اور کی منزل کا راستہ

www.novelsclubb.com

ہر نظم اور غزل میں۔۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بنوں
کسی شاعر کی شاعری کا عنوان

ہر کہانی کے اختتام پر
میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بنوں
کیسی کہانی کا خوبصورت اختتام
جسے پڑھنے والا پڑھ کر بھلا نہ پائے

چاہے میں ایک لمبے عرصے سے
محبت پر اعتبار کھو چکی ہوں
لیکن دور اندر۔۔۔
میرے دل کے چھوٹے سے حصے میں
میں کرنا چاہتی ہوں ایک بار۔۔۔
وہی جسے اہل زمانہ محبت کہتے ہیں

اور دور اندر میں یہ بھی جانتی ہوں

ہم سب محبت کرنا چاہتے ہیں

==========

شہر لاہور پر ایک نئ صبح کا آغاز ہوا تھا۔ بارش کی آواز کھڑکی سے محسوس کرتی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ وقت دیکھا تو صبح کے سات بجے تھے۔ وہ فوراً سے جوتا پاؤں میں اڑستی چھت کی جانب بھاگی تھی۔ رات والے آرام دہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور چھت پر پہنچتے ہی اس نے گہری اور لمبی سانس بھری تھی اور مٹی کی تازہ خوشبو کو محسوس کیا تھا۔ اس کے منہ پر ایک بڑی سی مسکراہٹ کا راج تھا۔ وہ مسکرا دی۔ خوشدلی تھی۔ یوں کہ برستی بارش اسے مسکراتا دیکھ کر بادلوں کے سنگ جھومی اور پھر سے اپنی رفتار پکڑی۔ مصفرہ نے پاؤں جوتے میں سے نکالے اور برستی بارش کے نیچے آکھڑی ہوئی۔ وہ آنکھیں بند کیے، بانہیں پھیلائے مسکرا کر بارش کے قطروں کو خود پر گرتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ بارش کی شدت زیادہ تھی اور ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی بھی موجود تھی۔ لیکن پرواہ کیسے تھی؟؟ وہ مسکراتے ہوئے

بارش کے ٹھنڈے قطروں کو خود پر گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ مسکراہٹ تھی کہ سمٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ بارش کم از کم قدرت کی وہ نعمت تھی جو ہر ایک کو پسند تھی۔ اور جو کہتے ہیں انہیں بارش نہیں پسند، ان کے لیے مصفرہ مغل دل سے برا محسوس کرتی تھی کہ وہ قدرت کی سب سے خوبصورت نعمت میں سے ایک نعمت کو انجوائے کرنا نہیں جانتے۔ بارش میں کھل کر نہانے اور خوش ہونے کے بعد جب بارش کی رفتار سست پڑ گئی اور سردی جسم کی ہڈیوں کو ٹھٹھارنے لگی تو مصفرہ نے فیصلہ کیا کہ وہ اب اندر جائے گی۔ یہ شاید سب سے مشکل فیصلہ تھا۔ خیر وہ نیچے جاتی فریش ہو کر نہاتی اب دوبارہ سے آرام دہ کپڑوں میں موجود تھی۔ سردی کی وجہ سے اس نے ہوڈی کے ساتھ سویٹ پینٹ پہنی تھی۔ بالوں کو یونہی گیلا چھوڑے وہ ہوڈی کی کیپ کو سر پر ڈالے ہوئے تھی۔ پاؤں میں جرابیں اڑستی وہ مکمل پیک تھی۔ کچن میں آتی اپنے لیے اچھا سا کھانے کو بنانے کے بعد اب وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھے کھانا کھا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

جب اس کے موبائل پر کال آئی تھی۔اس نے ٹی وی کی آواز کا گلہ گھونٹا تھا اور موبائل پکڑا تھا۔ویئرڈو کا نام دیکھ کر اس کا نوالہ حلق میں اٹک گیا تھا۔وہ کھانستے ہوئے پانی پینے لگی اور خود کو سٹیبل کرتی اب اس کی کال اٹھا گئی تھی۔اسے لگا تھا کہ وہ کال کاٹ دے گا ہمیشہ کی طرح لیکن نہیں۔۔۔آج وہ بولا تھا۔اور مصفرہ مغل نے پہلی بار اس کی آواز سنی تھی۔

"Let's meet miss red lady.”

یہ کہہ کر وہ فون کاٹ چکا تھا اور مصفرہ صدمے میں صرف فون کو گھور ہی سکی تھی۔ اسے کیس کے پیسے مل چکے تھے لیکن اب اس کے ملنے کا کیا تک بنتا تھا؟؟اتنے میں ایک میسج موصول ہوا تھا جس پر ملنے کی جگہ اور وقت لکھا آرہا تھا۔مصفرہ چاہتی تو اسے انکار کر دیتی لیکن وہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے اور اس نے یہ کیس کیوں حل کروایا۔وہ مصفرہ کے بارے میں اتنا کیسے جانتا ہے۔اور وہ زویا کے کیس میں اتنا انٹرسٹڈ کیوں ہے؟

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے میسج پر وقت دیکھا تو دوپہر دو بجے کا تھا۔ وہ جگہ دیکھنے لگی تو کوئی ریسٹورنٹ تھا۔ پبلک پلیس پر ملنے میں کوئی مسلئہ نہیں تھا۔ گھڑی پر وقت دیکھا تو ابھی دس بجا رہی تھی۔ وہ واپس ٹی وی دیکھنے میں مگن ہو گئی۔

=========

شہر لاہور کے باسیوں میں خوشی کا سماں تھا۔ بارش نے ہر جانب خوشی کی لہر دوڑا دی تھی۔ گرمیوں کی آمد کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اور ہمیشہ کی طرح شہر لاہور میں رونق موجود تھی۔ ایسے میں وہ اپنے کمرے سے نکلا تو آج کچھ الگ سا لگ رہا تھا۔

حماس نے سر تا پیر اسے دیکھا تھا اور ایک بار گھڑی کو دیکھا جو ایک بجا رہی تھی۔ وہ اجنبی سے اسے دیکھتا اس کے سامنے آیا تھا۔ براق نے ابرو اچکا کر حماس کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو کیا تکلیف ہے۔ وہ بھی سامنے کھڑا اسے سر تا پیر دیکھ رہا تھا جس نے آج بلیو ڈریس پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی، گھنگرالے بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور گرے آنکھوں میں اکتاہٹ تھی۔

"کدھر؟"

حماس نے بیویوں کی طرح شکی لہجے میں استفسار کیا تو براق نے اپنی سرمئی آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تمہارے ولیمے پر۔"

"میرے بغیر ہی؟"

حماس نے منہ لٹکا کر جواباً کہا تو براق اپنی ہنسی نا روک سکا۔

"میٹنگ ہے ایک۔وہاں جا رہا ہوں۔"

براق نے سنجیدگی سے اسے بتایا تو حماس ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"تیاری سے تو لگ رہا ہے ڈیٹ پر جا رہے ہو لیکن خیر اب اتنی سنجیدگی سے کہہ رہے ہو تو مان لیتا ہوں۔"

وہ معصومانہ انداز میں کہنے لگا تو براق مسکرا دیا۔

"یہ تم نے کیا گند مچا رکھا ہے حماس۔"

براق اس کے پاس سے گزرتا ہوا ٹیبل کو دیکھنے لگا جہاں حماس نے جگہ جگہ کاغذ پھیلا رکھے تھے۔

"وہ کل ہی ایک کیس ہاتھ آیا ہے تو دو دن میں اسے وائنڈ آپ کرنا ہے۔۔اسی سلسلے میں کیس کے ضروری نکات دیکھ رہا تھا۔"

براق پانی پیتے ہوئے حماس کی بات سن رہا تھا لیکن اسے اچھو تو تب لگا جب کاغذوں کے درمیان اسے زویا کی تصویر نظر آئی۔

"یہ کیا ہے؟؟"

براق نے زویا کی تصویر کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو حماس اس کے پاس چل کر آیا تھا۔

"میرے علم کے مطابق اسے تصویر کہتے ہیں۔"

حماس کی بات پر براق نے اسے گھورا تھا۔

"زویا قریشی کا کیس تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟"

براق نے پھر سوال داغا تھا۔

"تم جانتے ہو اس کیس کے بارے میں؟"

www.novelsclubb.com

حماس نے جواباً اُس سے سوال پوچھا تھا۔۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔اب بتاؤ یہ تمہارے پاس کیا کر رہا اور کب سے ہے؟"

"ابھی کل ہی ہینڈ اوور کیا گیا ہے۔کیس مکمل طرح سے سالو ہے، ہمیں بس ملزمان کے ساتھ انصاف سے بے انصافی کرنی ہے۔"

حماس کی بات پر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہیں یہ کیس نے ہینڈ اوور کیا ہے؟"

براق کا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔

"اسی نے جسے آپ اس دن ریسٹورنٹ میں دیکھ رہے تھے۔"

حماس کی بات پر براق نے نظریں گھمائی تھیں۔

"مجھے چھوڑ کر تم اس کیس پر فوکس کرو۔"

وہ کہتا ہوا باہر نکلنے لگا تھا جب وہ پیچھے سے بولا۔

"ویسے وہ تھیں بہت کمال۔آپ کہ چوائس اچھی ہے۔"

www.novelsclubb.com

براق نے ٹیبل پر پڑا اسیب اس کی طرف اچھالا تھا جسے حماس نے ہنستے ہوئے بڑی مہارت سے کیچ کیا تھا۔

براق منہ ہی منہ میں اسے القابات سے نوازتا گاڑی کی چابی پکڑتا باہر نکل گیا تھا۔

براق مرزا ابھی جانتا نہیں تھا کہ وہ جس سے ملنے جا رہا ہے وہ اپنا اسیر کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ لیکن اسیر ہونے والا بھی کم پتھر دل نہیں تھا۔ دیکھتے ہیں یہ کہانی اب کہاں نیا موڑ لینے والی ہے۔

=========

فضاؤں میں ملاقات کے خوشبو رچی بسی تھی۔ مصفرہ ایک آخری نظر خود کو شیشے میں دیکھنے لگی تھی جس نے جینز کے ساتھ بلیک ٹاپ پہن رکھا تھا اور اس پر سفید رنگ کی بٹنوں والی اوور سائز شرٹ تھی اور ساتھ سفید ہی جاگرز پہن رکھے تھے۔ بالوں کو ہائی ٹیل میں باندھے وہ اب گلے میں باریک سی سلور چین ڈال رہی تھی۔

گاڑی کی چابی اٹھاتی وہ نکل گئی تھی۔

=======

وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تو ٹیبل نمبر بارہ کا پوچھنے لگی۔ ویٹر نے اسے رستہ دکھایا تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتی خود چل دی۔ وہ چلتی ہوئی ٹیبل کے نزدیک آ پہنچی۔

ارد گرد کے ٹیبلز میں کافی فاصلہ تھا۔ وہاں جو بھی شخص موجود تھا اس کی مصفرہ کی جانب پشت تھی۔ ایک لمحے کو مصفرہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں اور پھر وہ اس کے پاس سے گزر کر سامنے آ بیٹھی تھی۔ لیکن نظریں اٹھانے پر جب دونوں کی نظریں ملیں تو مصفرہ سانس نہ لے سکی۔ اس کا سانس تھم گیا۔ وہ جہاں تھیں وہیں رہ گئی۔ اسے ان سرمئی آنکھوں سے زیادہ خوفناک منظر کوئی نہ لگتا تھا۔ براق اسے دیکھ کر مسکرا دیا لیکن وہ مسکرا نہ سکی۔۔

"Hello red lady.”

اس کی آواز جب مصفرہ کے کانوں میں گونجی تو وہ پلک جھپکتے اسے دیکھنے لگی۔ براق نے پانی کا گلاس اس کے آگے کیا تو اس نے دھیرے سے پانی کا گلاس تھاما اور تین گھونٹ میں گلاس خالی کر گئی۔ براق کا چہرہ اب سنجیدہ تھا۔

"کیوں؟"

مصفرہ پانی پینے کے بعد کچھ صدمے سے نکلی تھی تو پہلا سوال براق کی جانب اچھالا تھا۔

"لمبی بات ہے۔پہلے کچھ آرڈر کر لیں؟"

براق مینیو دیکھتے ہوئے مزے سے بولا تھا۔مصفرہ کا دل چاہا وہ اسے اپنے لمبے ناخنوں سے زخمی کر دے کیونکہ یہاں وہ اس کے ساتھ بات کرنے آئی تھی ناکہ بیٹھ کر کھانے پینے۔اس نے اسکے ہاتھ سے مینیو پکڑ کر بند کیا تھا۔

"میں یہاں ڈیٹ مارنے نہیں آئی تمہارے ساتھ۔"

مصفرہ کا لہجہ سرد اور کھا جانے والا تھا۔

"انٹرسٹنگ۔"

وہ ویٹر کو اشارہ کرتا دو کپ کافی کا آرڈر دے گیا تھا۔

"میں آئی ایس آئی ایجنٹ ہوں۔"

براق نے نہایت تحمل سے بولا تھا۔

"نائس میں بھی مس پاکستان ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ نے اس کی بات کو مزاق میں اڑایا تھا۔ براق کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"یہ کیس تمہیں ٹیسٹ کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ اگر تو یہ کیس تم حل کر لیتی تو میں اپنے سینیئر کی بات مان کر تمہیں اگلے کیس میں اپنے ساتھ شامل کر لیتا لیکن تم اگر ناکام ہوتی تو میں بہت خوشی سے اپنی ٹیم کے ساتھ یہ کیس کرتا۔"

براق کی آواز نہایت مدھم اور سنجیدہ تھی۔ مصفرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"نہیں تم مجھے جج نہیں کر سکتی کہ میں سچ بول رہا ہوں یا جھوٹ۔"

براق کی بات پر اس نے اپنی محنت کو ترک کیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی آیا کہ اس پر یقین کرے یا نہیں۔

"تمہیں لگتا ہے میں ایک ایسے انسان کا یقین کروں گی جس کا میں نام تک نہیں جانتی؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ نے ابرو اچکا کر استفسار کیا تھا۔ براق نے ہلکا سا مسکرا کر اپنے ڈمپل دکھائے تھے اور دونوں ہاتھ باندھ کر ٹیبل پر رکھتا ہلکا سا جھکا تھا۔

"چلو شروع سے شروع کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو اپنا اپنا تعارف کرواتے ہیں۔"

براق کی بات پر مصفرہ بھی سیدھا ہو کر بیٹھی تھی اور اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو 'تم تو میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے نہ"۔

"میں مصفرہ مغل ہوں۔ جو مجھ سے پیار سے بات کرے اسے سونے میں تول دیتی ہوں اور جو اوقات دکھائے اس کی نسلیں رول دیتی ہوں۔"

مصفرہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو براق کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی تھی۔

"میں براق مرزا ہوں۔ مجھ سے ایمان داری کرو گے تو مجھ سا ایمان دار کوئی نہیں اور اگر غداری پر اترو گے تو مجھ سے بڑا بے رحم کوئی نہیں۔"

براق کا لہجہ بھی سفاق اور سنجیدہ تھا۔اس کی چھوٹی سی مسکراہٹ زہریلی ہو چکی تھی۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

براق نے کافی لبوں سے لگائی تھی جسے ویٹر ابھی رکھ کر گیا تھا۔

"اور میں تمہارے ساتھ کیوں چلوں گی؟"

مصفرہ نے بھی کپ اپنی جانب گھسیٹتے ہوئے پوچھا تھا۔کافی سے کوئی گلہ نہیں۔

"کیونکہ تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔"

براق کی بات پر وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی اور کافی کا کپ لبوں سے لگانے سے پہلی بولی۔

"تمہاری سوچ ہے۔"

براق نے ایک نظر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تم ڈر رہی ہو ریڈ لیڈی؟"

مصفرہ نے کافی کا دوسرا سپ بھرا تھا۔

"یووش۔"

www.novelsclubb.com

وہ کہہ کر کافی پینے میں مصروف ہو گئی تھی۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی ٹھہری۔

"تمہیں خود کل تک ایجنسی سے کال آجائے گی اور تمہیں ہر صورت وہاں پہنچنا پڑے لگا لیکن کل جو بھی تم فیصلہ کرو وہ سوچ سمجھ کر کرنا۔"

براق کی بات پر مصفرہ نے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ماتھے پر بکھرے اس کے گھنگرالے بال اسے خوبصورت بناتے تھے۔

"تم کیا چاہتے ہو میرا جواب کیا ہو؟مسٹر وئیرڈو؟"

اس کے پوچھنے پر براق نے کپ لبوں سے الگ کیا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم انکار کردو۔"

اس کی بات پر مصفرہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"تم جیسا چاہ رہے ہو ویسا کبھی نہیں ہو گا۔میرا یقین کرو۔"

اس کے مسکرا کر کہنے پر براق کی نظر اس کی ہائی ٹیل میں قید ان دو لال لٹوں پر گئی تھی۔وہ سر جھٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

"سوچ سمجھ کر چننا۔اپنے لیے مشکلات چنو گی۔"

براق نے اسے وارن کیا تھا۔

"آسان راستے مصفرہ کو پسند نہیں۔"

مصفرہ نے بھی ایک ادا سے کہا تھا۔ براق فقط اسے بے وقوف ہونے کا لقب ہی دے سکا تھا۔

"فوج مزاق نہیں ہے۔"

"مصفرہ کو ہلکا مت لیں مسٹر جاسوس۔"

مصفرہ نے کہہ کر مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔وہ اسے نظر انداز کر گیا تھا۔

براق تو بس سوچ رہا تھا کہ وہ ان چند منٹوں میں اس لڑکی سے اتنا تنگ آگیا ہے تو وہ کیسے اس کے ساتھ ایک اتنا حساس کیس حل کرے گا۔وہ سوچتے ہوئے سر جھٹک گیا جب مصفرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ بھی کھڑا ہوا تھا۔

"کل ملاقات ہوتی ہے پھر۔"

مصفرہ نے کہا تو براق مسکرا دیا۔ایک طنزیہ مسکراہٹ۔

"اب تو روز ہی ملاقات ہو گی۔"

اس کی بات پر مصفرہ سر جھٹک گئی اور اس کے پاس سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔ وہ اس کے جانے کے بعد کچھ دیر وہاں بیٹھ کر موبائل پر کوئی کام کر رہا تھا۔ پھر گہری سانس بھرتا ویٹر کو بل کا اشارہ کیا تو ویٹر کہنے لگا۔

"سر وہ میم بل پے کر چکی ہیں۔"

براق نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"کونسی میم؟"

"جو آپ کے ساتھ تھیں سر۔"

براق میں ایک دم غصے کی لہر دوڑی تھی۔ وہ ویٹر کو اشارہ کرتا غصہ ضبط کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ مصفرہ جانتے بوجھتے اس کی انا کو ضرب لگا گئی تھی۔ اور مرد اپنی انا کا سب سے بڑا پجاری ہوتا ہے۔ وہ انجانے میں ہی سہی، ایک بار پھر اسے پسند نہیں آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ضروری نہیں کہ ہر بات کی تصدیق بھی ہو
وہ جو نزدیک نظر آتا ہے نزدیک بھی ہو

تم اگر صاحب رائے ہو تو لازم تو نہیں
تم جسے ٹھیک سمجھتے ہو وہ ٹھیک بھی ہو۔

=========

"So many thoughts go unsaid"

www.novelsclubb.com

شہر لاہور میں موسم کے تیور بدل رہے تھے۔ گرمی آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلانا شروع کر چکی تھی۔اور اس کی گرفت میں شہر لاہور کے مکین سب سے پہلے پھستے ہیں۔ براق اور مصفرہ کی ملاقات کے بعد وہ کسی بھی فیصلے پر نہیں پہنچی تھی۔ وہ ایسے تو کسی پر یقین نہیں کر سکتی تھی نا۔۔۔سو اس نے اس بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔

اگلی صبح کے آغاز پر مصفرہ کی آنکھ اذان کی آواز پر کھلی تھی۔ وہ نمازوں کے معاملے میں معمول کبھی نہیں بنا پائی تھی۔ جب تک اس کی خواہشات تھیں، ایک خواب تھا۔۔۔ تب تک وہ خواب کے پورا ہونے کے لیے بہت نمازیں پڑھا کرتی تھی، بہت دعائیں کیا کرتی تھی۔ لیکن جب وہ خواب کرچی کرچی ہوا تو پھر دعاؤں کے ساتھ ساتھ نمازیں بھی چھوٹ گئیں۔ اب کچھ مانگنے کو ہوتا ہی نہیں تھا اس کے پاس۔ وہ نماز پڑھ بھی لیتی تو دعا کے لیے اٹھے اپنے خالی ہاتھوں کو کئی ساعتوں تک تکتی رہتی۔ آج بھی فجر کی نماز کے بعد وہ بستر میں نہیں گھسی تھی بلکہ خود کے لیے کافی بنا کر اپنے آرٹ والے کمرے میں آگئی تھی۔ وہ پینٹر نہیں تھی لیکن وہ رنگوں سے کھیلنا جانتی تھی۔ اپنے اندر کی دنیا کو باہر لانے کا طریقہ ہر انسان کا مختلف ہوتا ہے۔ کوئی قلم اٹھاتا ہے اور الفاظ پرو دیتا ہے۔ کوئی برش اٹھاتا ہے تو کینوس پر اپنے اندر کے رنگ اتار دیتا ہے۔ کوئی کھانے کی خوشبوؤں سے اپنا غم دبا دیتا ہے۔ کوئی بیکنگ سے دل کو خوش کرتا ہے۔

www.novelsclubb.com

اسی طرح مصفرہ بھی برش اٹھائے اب کینوس پر کوئی رنگ لگانے لگی تھی۔ لیکن یہیں آکر وہ رک جایا کرتی تھی۔ ایک عرصے سے اس نے کینوس پر رنگ بکھیرنا چھوڑ رکھا تھا کیونکہ وہ جب جب رنگوں کی جانب ہاتھ بڑھاتی تو اس کا برش صرف سیاہ اور سفید پر ٹک جاتا۔۔۔ وہ کسی کی شکل نہیں بناتی تھی لیکن وہ اندر جو کچھ بھی ہو، بس بنا دیتی تھی۔

اس نے گہری سانس بھر کر ہمیشہ کی طرح سیاہ رنگ سے برش بھرا تھا اور بغیر کچھ سوچے سمجھے، کینوس کے ایک حصے پر لکیریں کھینچنا شروع کر دی تھیں۔ برش کی سیاہی کینوس کی سفیدی کو آہستہ آہستہ ختم کرنے لگی۔ اور پھر مصفرہ مغل نے ایک لمبے عرصے بعد اپنے اندر کی گھٹن کو کم ہوتے ہوئے محسوس کیا۔

============

وہ نیلی شرٹ کے ساتھ نیلی ہی ڈریس پینٹ پہنے کھڑا تھا۔کمرے میں ہر جانب خاموشی تھی۔صرف اس کی بارعب آواز گونج رہی تھی۔وہ اپنی بات مکمل کرتا ہوا جب اپنی نشست پر بیٹھا تو ایک آفیسر نے سوال کیا۔

"اگر یہ سب ہم خود کر سکتے ہیں تو ہمیں ڈپارٹمنٹ کے باہر کے لوگوں کی کیوں ضرورت ہے؟"

اس کا سوال بجا تھا۔اور یہی سوال وہ اپنے سینئیر سے کر چکا تھا۔

"کچھ فیصلے ہمارے سینئیرز لیتے ہیں اور ہمیں ان فیصلوں پر عمل درآمد کرنا ہوتا ہے۔"

براق کی بات پر کمرے میں موجود چاروں لوگوں نے سر ہلایا تھا۔پھر مزید کچھ باتیں ڈسکس ہوئی تھیں اور تب ہی ایک سینئر کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

سب کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھی تھیں جہاں سے میجر شہروز اندر داخل ہو رہے تھے۔وہ پانچوں ایک ساتھ احتراماً کھڑے ہو کر سیلوٹ کرنے لگے تو میجر شہروز نے انہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔وہ حکم کی تعمیل کرتے بیٹھ گئے۔

"ساری بنیادی چیزیں ڈسکس ہو گئی ہیں؟"

میجر شہروز اپنے آرمی یونیفارم میں مکمل رعب دار لگ رہے تھے۔

"یس سر!"

جواب سب نے یکجا ہو کر دیا تھا۔

"یہ کیس بہت حساس ہے اور مزید حساس اس لیے ہوا ہے کہ ہم اس کیس میں تین لوگوں کو باہر سے داخل کر رہے ہیں۔ایسا کرنے کے پیچھے بہت سی وجوہات ہیں جن کو میں یہاں بتانا مناسب نہیں سمجھتا۔ان تین لوگوں کا بیک گراؤنڈ چیک اپ ایک لمبے عرصے سے جاری تھا اور وہ ہمارے معیار کے مطابق ہیں۔اس کے علاوہ کسی کا کوئی سوال ہو تو بولے؟"

میجر کی بات پر سب نے ایک دوسرے کی شکلوں کو دیکھا تھا۔بس وہاں مطمئن بیٹھا تھا تو براق مرزا، جسے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔یا اگر تھا تو وہ اس اختلاف پر مزید دیر ڈٹا نہیں رہ سکا تھا۔

"کیا ان تین لوگوں کی ٹریننگ ہو گی؟"

www.novelsclubb.com

سوال ایک اور آفیسر کی جانب سے تھا۔

"ویسے تو ان تینوں کا کام اندر کا ہے لیکن ان کی سیفٹی ٹریننگ تو ضرور ہو گی جسے جلد از جلد وائنڈ آپ کرنا ہو گا۔ٹریننگ کے ساتھ ساتھ ہی کیس بھی چلے گا۔تاکہ مزید کوئی دیری نہ ہو۔"

میجر شہروز نے کہا تو براق خاموشی سے انہیں تکنے لگا۔وہ جانتا تھا اگلی بات کیا ہو گی۔

"ایجنٹ بلیک!!ٹریننگ کی زمیداری تم پر ہے۔"

براق نے زور سے آنکھیں میچیں تھیں۔وہ جانتا تھا یہی ہو گا۔سئنیرز کا فیورٹ ہونا کبھی کبھی نقصان کا باعث بنتا ہے۔اسے ٹریننگ دینے میں مسئلہ نہیں تھا۔اسے بس یہ مسلئہ تھا کہ اسے ٹریننگ دینی بھی سب سے ضدی ترین لڑکی کو ہے۔دا گریٹ مصفرہ مغل۔۔

"ٹریننگ کہاں ہو گی؟"

ایک اور آفیسر نے سوال کیا تو براق نے اسے سر تا پیر دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تم ایجنٹ ہی ہو نا؟اتنا بے وقوفانہ سوال۔

"جب سر بول رہے ہیں کہ ٹریننگ کے ساتھ ساتھ کیس بھی چلے گا تو پھر میرے خیال سے ٹریننگ خوشاب کے جنگلات میں ہی ہو گی۔ کیا خیال ہے ایجنٹ سی-84؟"

براق کی بات پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا تھا۔ باقی سب آفیسرز نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"کسی کا مزید کوئی سوال؟"

میجر شہروز نے ایک بار پھر استفسار کیا تھا۔

"وہی تین کیوں؟"

جو آفیسر تب سے خاموش بیٹھا تھا، سوال اس کی جانب سے تھا۔ اس کی بات پر میجر شہروز اور براق کی نظریں ملی تھیں۔ براق کی نظروں میں بھی ایک الگ سا تاثر

www.novelsclubb.com

تھا۔میجر شہروز نے اس کی سرمئی آنکھوں سے نظریں ہٹائیں اور آفیسر کو نظروں میں رکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"ان کی قابلیت کی بناپر۔جلد تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔"

وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے اور کسی اور سوال کے منتظر تھے لیکن کسی کی جانب سے کوئی سوال نہ پا کر وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

“Meeting is dismissed.Pack your luggages for another case. Tomorrow is your departure.”

(میٹنگ برخاست کر دی گئی ہے اپنا سامان ایک اور کیس کے لیے پیک کریں۔کل آپ کی روانگی ہے۔")

میجر شہروز نے آخری حکم براق کو سنایا تھا۔وہ کہہ کر اپنا کالر سیدھا کرتے باہر نکل آئے تھے لیکن جانے سے پہلے ان میں سے دو آفیسرز کو نیا حکم سنا کر گئے تھے۔

"یہ تین لوگوں کو آفس میں لاؤ اور ہر چیز سمجھاؤ جس طریقے سے بہتر لگے۔تینوں ہی سمجھدار ہیں اور کیس کی نوعیت کو سمجھ جائیں گے۔"

میجر شہروزان دو آفیسرز کو بولتے ہوئے ان کی جانب ڈیٹیلز کی فائل بڑھا گئے تھے اور براق کو اپنے آفس آنے کا اشارہ کیا تھا۔

ابھی سے پاؤں کے چھالے نہ دیکھو

ابھی یارو سفر کی ابتدا ہے۔۔۔

===========

مصفرہ ناشتے کی غرض سے اٹھتی ہوئی کمرے سے نکل آئی تھی۔ لیکن پھر کچھ دیر بعد ناشتے سے فارغ ہو کر دوبارہ اپنی پینٹنگ پر کام کرنے لگی تھی۔وہ ایک ٹوٹے ہوئے کانچ کی تصویر تھی جو نہایت باریک بینی سے بنائی گئی تھی۔کانچ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے اتنی صفائی سے بنائے گئے تھے کہ ان کے اصل ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ وہ برش کی باریک نب سے اسے مزید نکھار رہی تھی۔

ہماری ذات ایک کانچ کی مانند ہوتی ہے۔ زراسی غلطی سرزد ہوئی اور تکلیف ہونے پر کانچ کی طرح ہماری ذات میں بھی دڑاڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس دڑار پر ہم جو مرہم چاہے لگالیں لیکن وہ کبھی پہلے جیسا شفاف نہیں رہے گا۔ ہاں ہم اس دڑار کے ساتھ جینا سیکھ جائیں گے لیکن اس پر کسی مرہم کا اثر نہیں ہوگا۔

وہ اپنی بھوری آنکھوں میں پرسوچ تاثرات لیے پینٹنگ پر کام کر رہی تھی۔ اردگرد خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صرف کینوس پر برش پھیرنے کی آواز تھی اور مصفرہ کی مدھم سروں میں چلتی سانسیں تھیں۔

تمام تر سکوت کو جام شہادت نوش کروانے والی آواز دروازے پر بیل کی تھی۔

مصفرہ بری طرح چونکی تھی۔ جیسے کسی گہرے سراب سے حقیقت کا سفر کیا ہو۔ وہ برش رکھتی گھڑی پر وقت دیکھتی ایک نظر خود کے حلیے پر ڈالتی باہر نکلی تھی۔ سفید کھلے فلیپر کے ساتھ پرپل کلر کی کھلی سی ڈھیلی ڈھالی شرٹ تھی۔ لاؤنج سے گزرتے ہوئے اس نے گلے میں سٹالر ڈالا تھا۔ اور دروازہ کھولتی وہ اب سامنے

کھڑے دو آفیسرز کو دیکھ رہی تھی جو فوج کے یونیفارم میں موجود تھے۔ مصفرہ نے اچنبے سے آبرو اچکائے تھے۔

"مصفرہ مغل۔ دس از کیپٹن فرحان اینڈ سبحان۔ ہمیں آپ کا کچھ وقت چاہیے۔"

مصفرہ نے سر کے اشارے سے بولتے رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"ڈیٹیل گفتگو ہیڈ آفس میں ہو گی۔ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔"

دوسرا آفیسر نہایت مؤدبانہ انداز میں بولا تھا۔ اس سے پہلے کہ مصفرہ کوئی جواب دیتی، دونوں نے اپنے پولیس کارڈز اس کے آگے کیے تھے اور ایک آفیشیل لیٹر بھی تھا۔ مصفرہ نے بغیر اسے ہاتھ میں لیے اپنا سر ہلایا تھا۔ وہ دیکھ چکی تھی کہ یہ آفیشل ہے۔ بس اتنا ہی بہت تھا۔ باقی کے جوابات وہ ہیڈ آفس جا کر لے سکتی تھی۔

"دس منٹ انتظار کرنا ہو گا آپ کو۔"

مصفرہ نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔ اور دروازہ کھول کر اندر آنے کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن وہ دوںوں آفیسرز پروفیشنل انداز میں وہیں کھڑے رہے۔

"بہت شکریہ۔ ہم یہیں انتظار کر لیتے ہیں۔"

کیپٹن فرحان نے نرمی کے ساتھ ساتھ پروفیشنل انداز کو بھی ترجیح دیتے ہوئے گویا ہوئے۔

مصفرہ سر ہلا کر چھت کی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی اور دس منٹ میں وہ واقعی دروازے پر ان کے سامنے کھڑی تھی جو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئے تھے۔اس نے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں آفیسرز چھوٹے سے لان کو عبور کر کے گھر کے مین گیٹ پر آ پہنچے۔

کیپٹن سجان نے پچھلی سیٹ کر دروازہ کھولا تو مصفرہ شکریہ ادا کرتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔آفیسر فرحان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تو دوسرا آفیسر بھی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا اور پھر گاڑی منزل کی جانب روانہ ہو گئی۔ایک الگ اور انوکھی منزل۔ مصفرہ مغل کی زندگی کی سب سے یادگار منزل۔ایک ایسی منزل جہاں سے ایک نیا سفر شروع ہو گا۔سب سے یادگار؟سب سے منفرد؟

مصفرہ بغیر کسی نتیجے پر پہنچے ان کے ساتھ جا رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا، کیوں ہو رہا، کس بنیاد پر ہو رہا۔ بہت سے سوال تھے لیکن جواب فلوقت کوئی نہیں تھا۔

فیصلے کا وقت ابھی بھی تھا یا شاید صرف اسے لگتا تھا۔ دل کے کہیں دور اندر وہ کچھ نیا کرنا چاہتی تھی۔ کچھ ایسا جسے کرنے سے لوگ ڈرتے ہیں۔ جسے کرنے کے لیے جگرہ چاہیے ہوتا ہے۔

وہ خاموشی سے کھڑکی کے پار بہتی سڑک دیکھ رہی تھی۔ اور آنے والے وقت کو لے کر سوچ رہی تھی۔

ڈر ہم کو بھی لگتا ہے رستے کے سناٹے سے
لیکن ایک سفر پر اے دل اب جانا تو ہو گا

==========

"لیکن سرکل ہی نکلنا ہو گا؟"

براق نے سوال دہرایا تھا۔ وہ میجر شہروز کے آفس میں ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

"ہاں۔ میں بتا چکا ہوں۔ کل تم پانچ لوگ اس مشن کے لیے خوشاب کا سفر طے کرو گے۔۔۔ باقی کی مشن کی زمیداری تم پر ہے۔ جو تین لوگوں کو شامل کر رہے ہیں، ان کی تمام تر حفاظت کی زمیداری بھی فوج کی ہے۔ اس لیے ان کو اندرونی چیزوں کے لیے اگر رکھو تو مناسب رہے گا۔ لیکن تم مشن کو لیڈ کرو گے اور ٹریننگ بھی دو گے تو تمہیں بہتر معلوم ہے کس کو کیا ڈیوٹی آسائن کرنی ہے۔"

میجر شہروز اپنی کرسی پر بیٹھے نہایت سنجیدگی سے بول رہے تھے۔

"ان تین لوگوں کو کس طرح سے منایا جائے گا اس مشن میں شامل ہونے کے لیے ؟اور سر سوری ٹو سے لیکن ہم ایسے کیسے بھروسہ کریں گے۔"

براق کی بات پر وہ سر ہلا گئے تھے۔

"ان ساری چیزوں پر سوچ بچار کے بعد ہی ہم نے قدم اٹھایا ہے۔ ہمیں نوجوان نسل کی ضرورت ہے۔ ہمارا دشمن بہت شاطر ہے۔ سن رکھا ہے کہ وہ ایک عرصے تک ایجنٹ رہ چکا ہے۔۔۔ اور اسے ایجنٹس کو پہچاننا بھی آتا ہے۔ ہم ایسے لوگ مشن

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں پلاٹ کر رہے ہیں جو ینگ ہیں اور آرمی کی کسی ٹریننگ سے نہیں گزرے۔
انہیں ایجنٹ بننے کی تراکیب معلوم ہی نہیں ہیں اور نہ وہ ایجنٹ ہوں گے، نہ ہی کسی
کو ان پر شک ہو گا۔"
میجر شہروز نے لمبی بحث کے بعد اسے سمجھایا تھا۔ وہ کسی کو جواب دہ نہیں تھے لیکن
براق کو مطمئن کرنا ضروری تھا۔ براق اتنی لمبی گفتگو کے بعد بھی بس سر ہلا پایا تھا۔
وہ جانتا تھا کچھ اور بھی ہے جو ان کے سینئیر ان سے چھپا رہے ہیں۔
ہر راہ پر راز، ہر موڑ پر راز، ہر قدم پر راز۔
"وہ تینوں کچھ دیر میں ادھر پہنچ جائیں گے۔ میں ان سے ایک عدد میٹنگ کروں گا
اور اس کے بعد کل صبح ہر صورت میں شہر خوشاب کی طرف روانگی ہے۔"
براق نے سنجیدگی سے سر ہلایا تھا۔
"یس سر۔"
اس کے بعد وہ کچھ دیر تک بیٹھے مشن کے بارے میں ہی ڈسکس کرتے رہے تھے۔
پھر آفیسر سبحان کے آنے پر میجر شہروز وہاں سے چلے گئے تھے۔ براق نے بے

www.novelsclubb.com

چینی سے پہلو بدلا تھا۔ وہ اس وقت اس آفس میں موجود تھی۔ اس کا فیصلہ کیا ہوگا۔ یا آگے کیا ہونے والا تھا۔ یہ سوچ کر تو وہ خود بھی پریشان تھا۔ وہ نہیں جانتا میجر شہروز نے ان سے کیا بات کی تھی لیکن مصفرہ کے ساتھ ساتھ باقی دو دوں لوگ بھی مشن کا حصہ تھے اور کل ہی ان کی روانگی تھی۔ باقی کا کام اب براق کا تھا۔ میجر شہروز کے واپس آنے پر وہ بھی اجازت طلب کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

=======

وہ اپنا بیگ پیک کر کے فریش ہو کر نہاتی اب بستر پر لیٹی تو ٹھنڈی سانس بھر گئی۔ آنکھیں موندیں تو میجر شہروز کے ساتھ ہونے والی گفتگو یاد آئی۔ وہ کسی ایسے مشن کی بات کر رہے تھے جو رازدارانہ تھا۔ ایک آئی ایس آئی کا ایجنٹ، جس نے پاکستانی فوج سے بغاوت کر کے دشمن کے ساتھ مل کر گھناؤنے کام سرانجام دینا شروع کر دیے۔ اس ایجنٹ کے بارے میں کوئی بھی کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ بس یہی بات سن رکھی تھی کہ وہ فوج میں رہ چکا ہے اور فوج کے بہت سے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ اس مشن میں ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جن پر شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دو آفیسرز پہلے سے مشن میں موجود تھے اور اب ان میں تین نئے لوگ شامل ہو رہے تھے۔ان تین لوگوں میں ایک مصفرہ تھی،ایک منسا تھی اور ایک باہس تھا۔۔وہ تینوں میجر شہروز کے ساتھ ہی موجود تھے۔جس کمرے میں ان کی میٹنگ ہوئی تھی وہاں صرف وہ تین اور میجر شہروز تھے۔ جو تین لوگ شامل کیے گئے ہیں وہ ان کی کولیٹیز کی وجہ سے ہی کیے گئے ہیں۔ان کا چیزوں کو پرکھنے کا انداز ۔۔اور سوچ وغیرہ کی وجہ سے۔۔۔

میجر شہروز نے اور بھی بہت سی حساس چیزوں سے آگاہ کیا تھا۔ان کا بات کرنے کا انداز اتنا پراثر اور جاذب تھا کہ مصفرہ کو لگا وہ انہیں انکار کر ہی نہیں سکتی۔

میجر شہروز نے آج سوال کیا تھا کہ ان کے ہونے سے اب تک انسانیت کو کیا فائدہ ہوا ہے؟

وہ اس سوال پر اش اش کر اٹھی تھی۔سوال اس قدر بھاری تھا کہ وہ اس کا جواب کسی طور پر نہیں دے پا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے پاس صلاحیتیں تھیں، خوبیاں تھیں۔۔۔۔لیکن اس کی ان خوبیوں یا صلاحیتوں نے آج تک مصفرہ کے علاوہ کسے فائدہ پہنچایا تھا؟؟ کسی ایک انسان کو بھی نہیں!! پیسے مل جانا فائدہ پہچانا نہیں ہوتا۔پیسے تو ضرورت ہوتا ہے جو بعد میں خواہش بن جاتا ہے۔۔۔۔

وہ انسانیت کے لیے کچھ نہ کر پائی تو اس کی زندگی بھی باقی ہر عام انسان کی طرح ہوئی نا۔وہ انسانیت پر اگر اپنی چھاپ نہیں چھوڑ سکی تو فائدہ۔ہر انسان کی طرح اس کا بھی دل کرتا تھا وہ انسانیت کی خدمت کرے اور دنیا سے مسائل ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔۔۔لیکن اسی فیصد لوگوں کی یہ خواہش ان کے ساتھ قبر میں جاتی ہے۔

اسے موقع مل رہا تھا تو وہ ضرور اس موقع کا فائدہ اٹھائے گی۔

پھر ساری سوچوں کو جھٹک کر وہ آنکھیں موندیں نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی تھی۔

کل ایک نیا سفر شروع ہونے والا تھا۔شہر لاہور کے مکینوں کا شہر خوشاب کی جانب سفر۔انجان لوگوں کا محبت کی جانب سفر۔نفرت کا اظہار تشکر کی جانب سفر۔ملک کے دشمنوں کا وصل جہنم کی طرف سفر۔

اپنے سامان کو باندھے ہوئے اس سوچ میں ہوں

جو کہیں کے نہیں رہتے، وہ کہاں جاتے ہیں؟؟

=========

وہ لاؤنج میں لیپ ٹاپ گود میں رکھے بیٹھا کام سے ہاتھ روکے ہوئے تھا۔ گہری سوچ میں گم وہ لیپ ٹاپ سکرین کو گھور رہا تھا لیکن اپنے سوچوں کے سفر میں وہ کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ اس کے صوفے کے اوٹ میں لگی کھڑکی سے گہری کالی رات میں چمکتا ہوا چاند نظر آ رہا تھا۔ مدھم سر میں ہوا چل رہی تھی جس کے باعث لاؤنج کی کھڑکی سے ہی لان میں لگے درختوں کے حرکت کرتے پتے نظر آ رہے تھے۔ وہ صوفے سے ٹیک لگائے رف سے حلیے میں ٹانگیں سامنے موجود ٹیبل پر رکھے ہوئے تھا۔ گود میں کشن تھا جس پر لیپ ٹاپ کی سکرین جل رہی تھی۔ ارد گرد ٹیبل پر کچھ کاغذات بھی بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی سوچوں کی کڑی کو حماس کی آواز نے توڑا تھا۔

"پیکنگ کرلی؟"

حماس سامنے والے سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔اس کے ہاتھ میں کھانے کی پلیٹ تھی۔چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں لے جاتے ہوئے بولا تھا۔

"ہاں ہوگئی۔"

براق چونک کر بولا اور حماس کو دیکھنے لگا۔

"تمہاری؟"

براق کے سوال پر وہ کندھے اچکا گیا۔

"ہر ٹائم ایک بیگ پیک ہوتا۔ تین ماہ کی پوسٹنگ ہے ویسے بھی۔واپس ادھر ہی آنا تو زیادہ سامان مناسب نہیں۔"

حماس کی بات پر وہ گہرہ سانس بھر گیا۔

"ایک فوجی کو اگلے لمحے کی خبر نہیں ہوتی اور تم تین ماہ کی تیاری کر کے بیٹھے ہو۔"

"ہاں تو مرنا بھی ہوا تو کیا سامان لے کر مروں گا؟"

www.novelsclubb.com

حماس نے یوں سوال کیا جیسے اس کی عقل پر ماتم کر رہا ہو۔ براق بس اسے دیکھتا رہ گیا کہ کیا چیز تھا یہ۔

"چھوڑیں۔۔آپ بتائیں۔آپ تو اس کیس کے لیے کافی پرجوش ہوں گے؟"

حماس کے لہجے میں شرارت بھانپ کر وہ بس گہری سانس ہی بھر چکا تھا۔

"میں ہر کیس کے لیے پرجوش ہوتا ہوں حماس۔"

براق دانت کچکچا کر بولا تھا اور لیپ ٹاپ کی سکرین بند کرتا، کشن ایک طرف رکھتا، لیپ ٹاپ سامنے ٹیبل پر دھر دیا۔

"ویسے آپ ان تین لوگوں کو سات دن میں ٹرین کیسے کریں گے۔"

حماس نے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالنے سے پہلے استفسار کیا تو براق نے کچھ کاغذات اس کی جانب بڑھائے۔

"فلوقت کے لیے تو یہی پلین ہے۔باقی ضرورت کے تحت اس میں ردوبدل کر لوں گا۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حماس نے دور سے ہی صفحات کو دیکھا تھا اور پھر کھانے کی جانب دوبارہ متوجہ ہو گیا تھا۔ براق نے آنکھیں گھما کر کاغذات میز پر ہی دھر دیے۔

"ویسے یہ میری زندگی کا سب سے یادگار کیس ہونے والا ہے۔"

حماس کھانے کے ساتھ ہی چمکتی آنکھوں سے بولا تو براق نے کاغذات سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"ایسا کیوں؟"

براق کی بات پر وہ سیدھا ہوا اور میز پر کھانے کی پلیٹ رکھ کر پانی پینے لگا۔ پھر کچھ لمحوں بعد گویا ہوا۔

"پانچ لوگ ہی اتنے دلچسپ ہیں۔ مطلب یہ کہ ہمارے سینئیرز نے ہمیں چن کر اکٹھا کیا ہے۔ ایک ایجنٹ (براق)، ایک سی آئی اے آفیسر (حماس) اور تین بالکل ہی انجان لوگ جن میں سے ایک پرائیویٹ ڈیٹیکٹو (مصفرہ)، ایک آئی-ٹی کی سٹوڈنٹ (منسا) اور ایک آوارہ دربدر پھرتا جنگلات کا شیدائی (باہس)۔"

حماس کی بات پر براق بس سر ہی ہلا سکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کافی مزہ آنے والا ہے۔ قسم سے دشمن کو اپنی خیر منانی چاہیے۔"

حماس نے ہنستے ہوئے دوبارہ اپنی پلیٹ اٹھالی تھی۔ براق خاموشی سے کاغذات کے پنڈال پر سر جھکا چکا تھا۔

"تم پریشان ہو؟"

حماس نے دونوں پاؤں صوفے پر رکھتے ہوئے مزے سے کھاتے ہوئے پوچھا۔

براق نے نفی میں سر ہلادیا۔

"جھوٹ."

حماس نے جھٹ بولا تھا۔

"تم پریشان ہو اور تم ہمیشہ کی طرح مجھے نہیں بتاؤ گے۔ کیوں؟"

حماس کی بات پر براق نے اسے دیکھا تھا جو کیسے اتنا بے پرواہ رہ لیتا تھا، اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"حماس! جنگ تب آسان ہو جاتی ہے جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہمارا دشمن کون ہے۔ ہمارا خوف مر جاتا ہے کیونکہ ہم جب یہ جان لیتے ہیں کہ دشمن ہے کون، تو یہ بھی جان جاتے ہیں کہ وہ کس حد تک دشمنی نبھا سکتا ہے۔"

براق نے کہتے ہوئے گہری سانس بھری تھی اور دوبارہ گویا ہوا۔

"لیکن جب ہمیں معلوم ہی نہ ہو کہ ہمارا دشمن کون ہے تو چیزیں مشکل ہو جاتی ہیں۔ ہم دشمن کی چال کو سمجھ ہی نہیں پاتے جب تک اس کی شناخت ہی معلوم نہیں۔ ہم ایک سراب سے لڑنے والے ہیں۔"

براق کی بات پر حماس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"تم اتنا پریشان کیوں رہتے ہو یار؟"

حماس کے سوال پر براق نے اپنی سرمئی آنکھیں گھمائی تھیں۔

"میں تمہاری طرح بے پرواہ نہیں رہ سکتا نا۔"

اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر بے پرواہ رہنے سے پریشانیاں دور رہتی ہیں تو کبھی کبھی کچھ چیزوں سے بے پرواہ ہو جانا چاہیے۔"

حماس نے کندھے آچکائے تھے۔

"ہمیں نہیں معلوم آگے کیا ہونے والا ہے۔"

براق نے اپنا مدعا پیش کیا تھا، اپنی پریشانی کی وجہ۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ 'ہمیں نہیں معلوم آگے کیا ہونے والا ہے'۔ تو جو ہو رہا ہے اسی کا مزہ لیتے ہیں نا؟"

حماس کی بات پر براق جامد ہو گیا تھا۔ حماس مسکرا کر دوبارہ کھانے کی پلیٹ اٹھا چکا تھا۔ براق کے کندھوں پر ناموجود سا بوجھ جیسے یکدم سرکا تھا۔ وہ کندھوں کو ڈھیلا چھوڑ گیا۔ اس کے تاثرات نرم پڑ گئے۔ وہ اپنی سرمئی آنکھوں سے اب حماس کی سبز آنکھوں کو دیکھ رہا تھا جو کھانے کی پلیٹ پر مرکوز تھیں۔ ایک مدھم مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ وہ اب آرام دہ پوزیشن میں بیٹھتا دوبارہ اپنے کام کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانب متوجہ ہو گیا تھا۔فرق صرف اتنا تھا کہ اب وہ کسی بارے میں سوچ کر پریشان نہیں تھا۔سوچ وہ اب بھی رہا تھا لیکن اپنے پلین کے بارے میں۔۔۔۔

زندگی کا کوئی مقام ایسا نہیں ہوتا جہاں انسان پریشان نہ ہو۔۔۔ہر مقام کی اپنی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ہر آنے والا لمحہ اپنے ساتھ ایک نیا مسلئہ لائے گا اور اگر ہم مسئلوں میں گھر کر اس چیز کا انتظار کریں کہ یہ مسلئہ ختم ہو جائے پھر سب سیٹ ہے یا پھر زندگی کھل کر جی لیں گے تو ایسی سوچ غلط ہے۔جینا ہے تو لمحے جیو۔۔۔۔ جہاں ہو وہ جگہ یادگار بناؤ۔۔۔جس مسلئہ میں ہو اس مسئلہ میں جیو۔۔۔اور مسئلہ ختم ہو جائے گا۔کیونکہ قدرت کا اصول ہے،ہر چیز کو اس کی جگہ پر واپس لوٹنا ہوتا ہے۔۔اس لیے مسئلوں میں رو تو ہر کوئی لیتا لیکن مسکرا کر مسئلے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے شکست دینا کوئی کوئی جانتا ہے۔

تجھے دشمنوں کی خبر نہ تھی مجھے دوستوں کا پتا نہیں
تری داستاں کوئی اور تھی مرا واقعہ کوئی اور ہے

==============

فجر کو قضا ہوئے گھنٹا ہونے کو تھا۔۔وہ چار لوگ وہاں کھڑے اب اپنے آخری ساتھی کا انتظار کر رہے تھے۔منسا ان میں سے لیٹ تھی۔مصفرہ سکن کلر کی کارگو پینٹ کے ساتھ وائٹ ٹاپ پہنے ہوئے تھی۔اس پر سکن باریک شرٹ بھی تھی جس کے بٹن کھلے تھے۔ہائی ٹیل کر رکھی تھی جس سے اس کی دو لال لٹیں آج قید تھیں۔گاگلز آنکھوں پر چڑھائے وہ کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھ رہی تھی۔انتظار میں جاگرز کو زمین پر رگڑ رہی تھی جب اس کی نظر براق پر اٹھی۔ان کے مابین کوئی بات نہیں ہوئی تھی لیکن مصفرہ جانتی تھی زیادہ دیر وہ دونوں ایک دوسرے سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔بہت سے سوالات تھے جن کے جواب صرف براق ہی دے سکتا تھا۔وہ ان تینوں سے تھوڑی دور فون پر مصروف تھا۔مصفرہ کے برعکس وہ کافی سادہ حلیے میں تھا۔جینز پر پرپل ٹی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اس کے ورزش شدہ بازو باہر جھلک رہے تھے۔وہ اپنی دیکھ بھال کا منہ بولتا ثبوت دے رہے تھے۔اس کے گھنگرالے بال ماتھے پر بکھرے تھے اور اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی آنکھیں۔۔۔اس کی آنکھیں آج سیاہ تھیں۔۔۔وہ کانٹیکٹ لینسز یوز کرتا ہے ،اتنا مصفرہ کو اندازہ ہو گیا تھا لیکن کیوں ؟ایک اور سوال ؟؟مصفرہ اور اس کا تجسس

اف !!

مصفرہ نے کئی ثانیوں تک اس کا جائزہ لینے کے بعد اپنی نظروں کا رخ باقی کھڑے دونوں لڑکوں پر کیا تھا۔حماس نہایت بے زار سا گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا لیکن باہس کی ساری بات کو توجہ سے سننے کی کوشش کر رہا تھا۔باہس اور منسا اس کے ساتھ اس مشن میں ہونے والے تھے۔ان سے ملاقات کل ہی ہوئی تھی، میجر شہروز کے ساتھ ہی۔منسا ایک آئی ٹی کی سٹوڈنٹ کی تھی اور باہس پچیس سالہ نوجوان تھا جس کا واحد جنون تھا جنگلات اور اس کی اسٹڈی۔جنگلات میں موجود ہر طرح کا پودہ، وہاں موجود ہر قسم کی نباتات اور یہی نہیں۔۔۔وہ جنگلات کے بہت سے رازوں سے بھی واقف تھا۔

مصفرہ کی صرف باہس سے تھوڑی سی بات ہوئی تھی اور حماس نے بس اس سے اس کا حال احوال پوچھا تھا۔فلوقت حماس بھی گہری نیند میں محسوس ہو رہا تھا اور

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی بیٹری چارج نہیں تھی لیکن وہ جانتی تھی ایک بار اس کی بیٹری چارج ہو گئی تو پھر مشکل ہے کہ اس کے یا پھر کسی اور کے کان سلامت رہیں۔

اسی دوران منسا پارکنگ لاٹ میں داخل ہوئی تھی۔ مصفرہ کی نظر اٹھی تو پلٹنا بھول گئی۔اس نے پہلے بھی منسا کو ایک بار دیکھا تھا لیکن اس دن وہ ماسک میں تھی وہ زیادہ توجہ نہ دے پائی لیکن آج وہ صرف حجاب میں تھی۔ماسک وہ لگا کر نہیں آئی تھی یا شاید ایک دن ہی لگایا تھا وہ نہیں جانتی۔ لیکن اتنا وہ جانتی تھی کہ منسا خوبصورتی کے ہر معیار پر پورا اترتی تھی۔ وہی معیار جو دنیا والوں نے سیٹ کیے تھے لیکن مصفرہ نے اس سے خوبصورت لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی۔اس نے مہرون رنگ کا کرتا پہن رکھا تھا اور ساتھ سفید شلوار تھی۔میک اپ سے پاک چہرے کے ساتھ سفید حجاب۔۔۔ہاں وہ اس کا حجاب تھا جو اسے خوبصورت بنا رہا تھا۔ مصفرہ نے حجاب میں شاید پہلی بار غور سے کسی کو دیکھا تھا۔

"السلام علیکم ! بہت معذرت۔ میری والدہ نے آخری ٹائم پر اموشنل بلیک میلنگ شروع کردی تھی۔"

منسا مسکرا کر معذرت خواہانہ انداز میں بولی تھی۔ مصفرہ مسکرا دی۔ براق بھی فون کاٹتا چلتا ہوا ان تک آ گیا۔

"ہم سمجھ سکتے ہیں۔ ہم آپ کی والدہ کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے آپ کو اجازت دے دی۔"

حماس نے اپنے ازلی شوخ انداز میں کہا تو براق اور مصفرہ نے ایک ساتھ حماس کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں کے ایک ساتھ دیکھنے پر گھبرا کر گلہ کھنکار گیا۔ مصفرہ اور براق کی نظریں ملی تھیں اور اگلے ہی پل وہ نظریں پھیرتا سب کو گاڑی میں بیٹھنے کی اشارہ کر گیا تھا۔

وہ گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ سب کا سامان گاڑی میں رکھا تھا اور براق گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ حماس نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا اپنا حق سمجھا تو مصفرہ اور منسا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ باہس ان دونوں سے پیچھے جو سیٹ تھی اس پر براجمان ہو گیا۔ اس کے پاس تھوڑا بہت سامان بھی سیٹ پر موجود تھا۔ مصفرہ

حماس کے عین پیچھے بیٹھی تھی۔اس لیے فرنٹ مرر سے براق اور مصفرہ کی نظریں وقتاً فوقتاً مل رہی تھیں۔سفر شروع ہو چکا تھا۔

"سفر آج سے شروع ہوتا ہے۔امید کرتا ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی سے نوازیں اور میری کوشش ہو گی کہ ہم پانچ لوگ جا رہے ہیں تو پانچ ہی واپس آئیں باقی اگر شہادت کسی کے مقدر میں ہوئی تو وہ ہم میں سے سب زیادہ خوش نصیب ہو گا۔"

براق نے گاڑی چلانے سے پہلے ایک بار مڑ کر بولا تھا۔سب نے سر ہلائے تھے اور آمین کہا تھا۔مڑنے سے پہلے براق کی نظریں مصفرہ سے جا ملی تھیں۔کچھ لمحے نظروں کا تبادلہ ہوا تھا پھر حماس کے گلہ کھنکھارنے پر وہ مڑ کر گاڑی کا انجن آن کر گیا۔

مصفرہ نے گہری سانس بھر کر کھڑکی کے پار دیکھا تھا۔وہ جب آج گھر سے نکلی تھی تو اسے محسوس ہوا کہ اسے الوداع کرنے والا کوئی نہیں تھا۔وہ لوٹے گی یا نہیں اسے نہیں معلوم لیکن اسے یہ معلوم تھا اس کے جنازے پر شرکت کرنے والا کوئی

اپنا نہیں ہوگا۔اپارٹمنٹ سے نکلتے ہوئے بھی اس کا دل سرد ہو چکا تھا۔وہ اس اپارٹمنٹ کو کبھی گھر نہیں بنا پائی تھی۔دروازہ لاک کرتے ہوئے وہ ایک بات قبول کر چکی تھی کہ اس کے مرنے یا جینے سے اگر کسی کو فرق نہیں پڑتا تو کیوں نہ مرنے سے پہلے ایک بار جی لیا جائے؟

وقفے وقفے سے حماس، منسا اور باہس کے مابین کوئی گفتگو ہو رہی تھی۔جس میں زیادہ تر سوالات باہس اور منسا کی جانب سے تھے۔براق البتہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔مصفرہ کی کبھی بیک ویو مرر پر نظر پڑتی تھی تو وہ فوکسڈ سا سامنے دیکھ رہا ہوتا تھا لیکن مصفرہ کی نظریں فوراً محسوس کر کے بیک ویو مرر میں دیکھتا تھا۔یوں دونوں کے مابین نظروں کا تبادلہ ہی وہ واحد چیز تھی جو موضوع گفتگو تھی۔حماس اور منسا رستے میں سو چکے تھے جبکہ باہس آرام دہ پوزیشن میں ٹانگیں پھیلائے ان پر لیپ ٹاپ رکھے کوئی ڈاکومنٹری دیکھ رہا تھا۔مصفرہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔شہر خوشاب کی حدود میں داخل ہونے تک گاڑی میں خاموشی

تھی۔ باہس کانوں میں ائیر پورڈ لگائے فل فوکسڈ تھا۔ مصفرہ کچھ دیر کمر سیدھی کرنا چاہتی تھی لیکن کچھ جھجک رہی تھی۔اس کی نظریں براق پر پڑیں تو اس بار وہ بول پڑا۔

"کچھ چاہیے؟"

اس کی آواز میں نہ نرمی تھی اور نہ ہی سختی۔ متوازن طریقے سے پوچھا گیا سوال۔

"ریسٹ روم؟"

مصفرہ نے یک لفظی سوال پوچھا تھا۔ براق نے جب کوئی جواب نہ دیا تو مصفرہ کو لگا اس نے سنا ہی نہیں۔ سر جھٹکتی وہ بھی آنکھیں موند گئی۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ مصفرہ جو جاگ رہی تھی فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔

"ٹیم! ہم شہر خوشاب کی حدود میں داخل ہونے والے ہیں۔ کوئی فریش ہونا چاہے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن دس منٹ کے اندر واپسی واجب ہے۔"

براق کی رعب دار اور سنجیدہ آواز پر باقی تینوں بھی متوجہ ہوئے تھے۔ سب سیدھے ہوتے،۔جمائیاں لیتے گاڑی میں سے باہر نکلے تھے۔ مصفرہ کے لبوں پر ایک

www.novelsclubb.com

خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔ لیکن وہ جلد ہی اسے چھپا گئی۔ ریسٹ روم سے فریش ہو کر وہ پانچ منٹ میں ہی واپس آچکی تھی۔ براق گاڑی کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا، اپنے جاگرز سے زمین کو مسل رہا تھا۔ مصفرہ اس کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر سامنے دیکھنے لگی۔ براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"جو بات کرنا چاہتی ہو کر لو۔ یوں غبار اندر بھرنے سے نقصان تمہارا ہو گا۔ میرا تو ویسے بھی کچھ نہیں جائے گا۔"

براق کی بات پر مصفرہ نے اس کی لینز شدہ سیاہ آنکھیں دیکھی تھیں۔ وہ کچھ لمحے خاموش رہی۔

"تم کانٹیکٹ لینز کیوں استعمال کرتے ہو؟"

اس کے سوال پر براق چند ساعتیے تک کچھ بول نہ سکا۔ وہ اس سوال کی امید نہیں کرتا تھا۔ پھر سامنے نظر گھماتے ہوئے کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"انسان اپنی آنکھوں سے پہچانہ جاتا۔ کوئی آپ کی آنکھوں کا اصل رنگ نہ جانتا ہو تو وہ آپ کو پہچاننے میں غلطی کر جاتا ہے۔"

براق کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا۔

"پھر تو تم آنکھوں کی زبان پر بھی یقین رکھتے ہو گے؟"

یہ سوال نہیں تھا، یہ رائے تھی۔ براق جانتا تھا۔اس نے سامنے موجود درختوں سے نظر ہٹا کر ایک بار پھر اسے دیکھا۔اس کی بھوری آنکھیں۔۔۔دھوپ سوا نیزے پر تھی لیکن چھاؤں میں گاڑی کھڑی کرنے کی وجہ سے وہ بھی سائے میں تھے۔ مصفرہ کے گردن گھمانے پر اس کی بھوری آنکھوں میں سورج کی کرنیں گئی تھیں اور اسے چمکدار بنا گئیں۔وہ ان آنکھوں کی چمک پر حیران ہوا تھا۔

"ابھی تک نہیں تھا لیکن کچھ لوگ اتنی سکت رکھتے ہیں کہ ہر بے اعتباری کو یقین میں بدل دیتے ہیں۔"

اس نے ہلکا سا مسکرا کر جواباً کہا تھا اور مصفرہ کو لگا وہ دوبارہ اس سے نظر نہیں ملا پائے گی۔ان سیاہ آنکھوں کا اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھنا یوں تھا جیسے وہ آنکھیں اس

www.novelsclubb.com

کے اندر کے سارے راز سے واقف ہیں اور اگر وہ ان رازوں سے واقف نہیں ہیں جو وہ اپنے اندر دبائے پھرتی ہے تو کم از کم وہ آنکھیں اور وہ نظر۔۔۔ تمام راز اگلوانے کی سکت رکھتی ہیں۔ مصفرہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں پھیر لے۔ براق ہلکا سا مسکرا کر اپنے ڈمپل دکھاتا چہرے کا رخ پھیر گیا تھا۔ اسے تنگ کرنے میں براق کو مزہ آیا تھا۔ وہ مزید اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

نظر ملاؤں تو تم جیسے سات پشتوں تک
اس نظر کا قرض چکائیں، ہم اتنے دلکش ہیں

سب کے لوٹنے پر سفر دوبارہ شروع ہو گیا تھا۔ اب کی بار دونوں کے درمیان جو ان دیکھا سا تناؤ تھا وہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ شہر خوشاب میں داخل ہو چکے تھے۔ منسا اور باھس کی آپس میں گفتگو ہو رہی تھی جس میں سے وقفے وقفے سے حماس بھی ٹانگیں اڑا رہا تھا۔ البتہ براق اور مصفرہ ایک سے تھے، خاموشی سے ان کی گفتگو سنتے رہے یا پھر اپنے خیالات میں۔ جس وقت ان کی گاڑی ایک اپارٹمنٹ کے سامنے رکی تھی، اس وقت سورج سوا نیزے پر تھا۔ مصفرہ جو اپنے بال سفر کے دوران کھول

www.novelsclubb.com

چکی تھی،اب کس کے ہائی ٹیل میں باندھ گئی تھی۔منسا بھی اپنی چیزیں گاڑی میں سے سمیٹنے لگی۔سب براق کے پیچھے باری باری گاڑی سے نکلے تھے اور براق کے پیچھے کھڑے ہو گئے تھے۔سفر کی تھکاوٹ ہلکی ہلکی محسوس ہو رہی تھی۔براق نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا تھا اور سب باری باری اس کے پیچھے داخل ہوئے تھے۔

"اس پورے مشن کے لیے باہس اور حماس کمرہ شئیر کریں گے اور منسا اور مصفرہ۔"

براق کی بات پر سب نے سر ہلایا تھا جب کہ مصفرہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔وہ شروع سے اکیلی رہی تھی اب یکدم اتنا بڑا چیلنج؟

"آپ دونوں کا کمرہ اوپر ہے۔باہس اور حماس کا کمرہ میرے کمرے کے عین بغل میں ہو گا جو کہ یہ رہا۔"

براق نے کچن کے بائیں جانب اشارہ کر کے بولا تھا۔وہ سب لوگ اس وقت ہال میں کھڑے تھے اور براق کی ہدایات سن رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کمروں میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے لیکن اگر کسی کو کچھ چاہیے ہو گا تو وہ مجھے بتا سکتا ہے لیکن سکیورٹی اشوز کی وجہ سے بغیر اجازت کے یہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر آنکھیں گھمائی تھیں جسے براق نے بخوبی نوٹ کیا تھا اور جواباً کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا تھا۔ حماس نے دونوں کی حرکات دیکھ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"اب آپ لوگوں کے پاس آدھا گھنٹا ہے فریش ہونے کے لئے۔ پورے ایک بجے ڈائننگ ٹیبل پر موجود ہوں سب۔ اور ہاں ذہن میں رہے کہ اس کے بعد ہمیں ٹیم آفس میں جانا ہے تو اس کے لحاظ سے تیار ہوئے گا۔ کھانے کے بعد صرف دس منٹ ہوں گے نکلنے کے لیے۔"

براق گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا تو سب سر ہلا کر آگے بڑھ گئے۔ براق نے سیڑھیاں چڑھ کر مصفرہ اور منسا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ منسا کا سامان وہ اٹھا چکا

تھا لیکن مصفرہ کے سامان پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے مصفرہ اپنا سامان اچک چکی تھی۔ یہ اس کے غصے کا اظہار تھا۔

براق سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا تو دائیں اور بائیں جانب دو کمرے تھے۔ اس نے دائیں جانب کے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔

"یہ آپ لوگوں کا کمرہ ہے۔۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے انفارم کر دینا۔"

منسا نے شکریہ ادا کیا تو براق آگے بڑھ کر سامان اندر رکھ گیا۔ مصفرہ نے ایک بستر دیکھا تو مزید گھٹن سی محسوس کرنے لگی۔ وہ بس سرد قدموں سے وہیں کھڑی رہی۔ براق ایک نظر اسے دیکھتا نیچے چل دیا تو وہ مردہ قدم اٹھاتی کمرے میں داخل ہو گئی۔ منسا خوشی سے کمرہ دیکھ رہی تھی جس میں آرام و آسائش کی ہر سہولت موجود تھی لیکن اسے یہ آزادی ایک قید لگ رہی تھی۔

"میں فریش ہو جاؤں یا آپ پہلے ہوں گی؟"

منسا کی مٹھاس سے بھرپور آواز اس کے کانوں میں رس گھول گئی تھی۔

"تم فریش ہو جاؤ منسا۔اور میرا نام مصفرہ ہے۔نام سے بلاؤ گی تو میرے لیے دوستی کی طرف قدم بڑھانا آسان ہو گا۔"

مصفرہ نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا تو منسا نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ٹھیک ہے مصفرہ۔"

اس کی بات پر مصفرہ بھی مسکرا دی۔منسا کمرے کا دروازہ بند کرتی، زمین پر بیٹھ کر اپنا سامان کھول چکی تھی۔

"ہمیں پہلے سامان سیٹ کرنا چاہیے یا فریش ہونا چاہیے؟"

منسا کی بات پر مصفرہ جو اپنے خیالات میں تھی وہ چونکی۔

"مسٹر کھڑوس نے پہلے ہی تیس منٹ دیے ہیں، اس لیے جلدی سے فریش ہو جاتے ہیں۔"

مصفرہ کہہ کر خود بھی کارپٹ پر بیٹھی تھی اور اپنا سامان کھول چکی تھی۔جبکہ اس کی بات پر منسا خوب دل کھول کر ہنسی تھی۔

"تم نے سر کو مسٹر کھڑوس بولا؟ ہاہاہا مصفرہ۔"

وہ یوں دل کھول کر ہنسی تو مصفرہ نے مسکرا کر ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

"میں اسے اور بھی بہت کچھ بول سکتی ہوں۔ ہنہنہ ویئرڈو۔"

منسا پھر سے ہنسنے لگی تو مصفرہ اپنے کپڑے نکال کر کھڑی ہو گئی۔

"تم ہنس لو۔ میں فریش ہو آتی ہوں۔"

مصفرہ کے کہنے پر وہ ہنسی کے دوران بولی۔

"ہاں ٹھیک ہے تم ہو جاؤ فریش۔ میں بالوں میں آیا پسینہ خشک کر کے ہی نہاؤں گی۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر اس کا خوبصورت سا حجاب دیکھا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔"

وہ کہہ کر نہانے کے لیے واشروم میں گھس گئی۔ تو منسا بھی سر سے حجاب اتار گئی اور بالوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ پنکھے کے عین نیچے کھڑے ہو کر اس نے آنکھیں موند لیں تھیں۔ وہ تھکی تھی لیکن وہ ظاہر نہیں کرتی تھی۔ آج گھر سے نکلتے ہوئے اسے ماں نے ایک آخری بار روکا تھا جس پر اس نے بولا تھا کہ۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر وطن کے لیے شہید ہو جاؤں تو آپ سر فخر سے بلند کر کے ساری عمر جی لیں گی لیکن اگر میں پوری زندگی آپ کے آنچل سے بندھ کر رہ گئی اور اپنے وطن کے لیے کچھ نہ کر پائی تو یہ غم میری جوانی کھا جائے گا ماں۔"

منسا کی والدہ نے دل پر ڈھیروں پتھر رکھ کر اپنی اکلوتی اولاد اور اپنی اکلوتی امید اور آس کو اپنے سے دور کیا تھا۔

"افففف لڑکی تم کس قدر حسین ہو۔"

مصفرہ کی آواز پر اس نے اپنی آنکھیں جھٹ سے کھولی تھیں اور اپنے خیالات کی وادی سے باہر آ ٹپکی۔

"آپ بھی۔"

وہ مسکرا کر اپنے کپڑے اٹھاتے ہوئے واشروم میں جا گھسی۔ مصفرہ اس کے لمبے، گھنے اور خوبصورت بال دیکھ کر دھنگ رہ گئی تھی۔ اسے لمبے بالوں کا شوق نہیں تھا اس لیے وہ وقتاً فوقتاً کٹواتی رہتی تھی لیکن منسا کے اس قدر حسین بال دیکھ کر اس کا جی چاہ رہا تھا وہ اب مزید کٹوانے کا ارادہ ترک کر دے۔ سر جھٹک کر وہ بیگ سے ہیئر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈرائیر نکالتی اب بال خشک کرنے لگی تھی۔جب تک وہ تیار ہوئی تب تک منسا بھی اپنے بالوں کو ٹاول سے جھٹکتی باہر آنکلی تھی۔دونوں کے درمیان مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا تھا۔منسا اپنے بیگ میں کچھ تلاشنے لگی اور شدید جھنجھلاہٹ میں کپڑے ادھر سے ادھر کرنے لگی۔

"کیا ہوا؟کچھ ڈھونڈ رہی ہو؟"

مصفرہ نے آدھے بالوں کو کھلا چھوڑا تھا اور آدھے بالوں کا جوڑا کر رکھا تھا۔سرخ رنگ کی دو آوارہ لٹیں اس کے باندھے ہوئے جوڑے کے اندر سمٹی ہوئی تھیں۔بالوں پر پن لگاتے ہوئے اس نے پوچھا تو منسا جھنجھلائی ہوئی ٹائم دیکھتی کہنے لگی۔

"مجھے لگتا ہے میں ہیئر ڈرائیر بھول گئی۔سارا فوکس حجاب رکھنے پر تھا۔اب میں گیلے بالوں میں تو حجاب نہیں کر سکتی۔"

منسا جیسے رو دینے کو تھی۔وقت بھی کم تھا اور ابھی تیار بھی ہونا تھا۔اتنے لمبے بال سوکھنے میں اتنا وقت لیتے تھے۔

"تم میرا استعمال کر سکتی ہو۔۔۔۔۔اگر چاہو تو۔۔۔"

منسا اس کی بات پر جھٹ سے سر اٹھا کر مشکور نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تھینک یو سو مچ۔"

وہ مشکور نگاہوں سے دیکھتی اٹھ کر اس کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل پر آ گئی تھی۔ مصفرہ وہاں سے ہٹ گئی۔ کیونکہ وہ تیار تھی۔ بس ٹی شرٹ کے اوپر اوور سائز بٹن والی شرٹ پہنی تھی اور شوز بھی۔

"شکریہ کی ضرورت نہیں۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

وہ کہہ کر بستر پر بیٹھ کر شوز کے تسمے بند کرنے لگی۔ دس منٹ کے اندر اندر منسا بھی تیار ہو چکی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ کمرے سے نکل کر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے تو براق کے ساتھ ساتھ حماس بھی وہاں موجود تھا۔ وہ دونوں کوئی بات کر رہے تھے اور براق اوون میں سے گرم ہوا کھانا نکال رہا تھا۔

منسا نے آگے بڑھ کر جگ اور گلاس ٹیبل پر سجائے تھے۔ تب تک باہس بھی آ چکا تھا۔ مصفرہ وہیں دروازے کے پاس کھڑی سب کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اکیلے کھانا کھانے کی عادی تھی۔ کتنی چیزیں بدلنی پڑ رہی تھیں اسے۔ اس نے اپنی پوری

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زندگی میں آج تک سب کے درمیان بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا تھا۔سب فریش فریش سے تھے۔یہاں تک کہ براق بھی اب حماس کی کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔اس نے لینز اتار دیے تھے۔وہ اب اپنی گرے آنکھوں کے ساتھ اس کے دل کو گھائل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ماتھے پر بکھرے گھنگرالے بال ہلکے نم تھے۔براق نے سربراہی کرسی تھامی تو سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھالی تھی۔مصفرہ کے گلے میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔براق کی نظریں اس پر پڑیں تو اسے کنفیوز سا کھڑا دیکھ کر آنکھوں میں سوال کیا لیکن مصفرہ سر جھٹک کر منسا کے برابر والی کرسی پر جا بیٹھی۔

"مجھے نہیں معلوم کیس کب تک مکمل ہو گا لیکن ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک مضبوط رشتے قائم کریں گے تو ٹیم ورک میں آسانی ہو گی۔میں جانتا ہوں یکدم ماحول،علاقہ،موسم۔۔بہت کچھ تبدیل ہو گیا ہے آپ سب کے لیے لیکن یہ چھوٹی چھوٹی قربانیاں تو وطن کے لیے دینی پڑیں گی کیونکہ فوج کے راستے پر

چلنا آسان نہیں ہوتا۔ مشن کے دوران ہم اچھے ٹیم میٹس ہیں، ویسے ہم دوست بن سکتے ہیں، بغیر جھجھک کے آپ لوگ کچھ بھی بول سکتے ہیں۔"

براق کا لہجہ اب کی بار کچھ نرم سا تھا۔ وہ سربراہی کرسی پر بیٹھا جچ رہا تھا۔ یوں جیسے وہ بنا ہی سربراہی کرنے کے لیے ہو۔ وہ تو براق کے منہ سے ایسے شہد جیسے الفاظ سن کر دھنگ رہ گئی تھی۔ پھر اپنی سوچوں کو جھٹک کر اس کی بات سننے لگی۔

"کھانا شروع کرتے ہیں۔ پھر ہمیں ٹیم آفس بھی جانا ہے۔"

براق نے مسکرا کر بولا تو سب کھانے کی جانب متوجہ ہو گئے۔ براق نے حماس کو گھورا جو منسا کو حفظ کرنے کی تگ ودو میں مصروف تھا۔ اس کے گھورنے پر وہ دانتوں کی نمائش کرتا کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ ہلکے پھلکے ماحول میں کھانا کھا کر وہ لوگ ٹیم آفس چلے گئے اور وہاں سے واپس آکر سب ہال میں بیٹھ کر آپس میں گپ شپ کر رہے تھے اور کیس کے معمالات کو ڈسکس کر رہے تھے۔ میٹنگ میں ہونے والی چیزوں کو زیر بحث لایا جا رہا تھا اور معاملات کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسی پہر رات ہو گئی تو پھر رات کے کھانے کے بعد سب آرام کی غرض سے اپنے کمروں کو چل دیے تھے۔

=======

براق ابھی فریش ہو کر واشروم سے نکلا ہی تھا کہ حماس اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"تو پھر آ گیا میرے کان کھانے۔"

براق کی بات پر اس نے اسے گھورا تھا۔

"آپ ذرا بتائیں۔۔۔۔آپ نے ٹیم کو رکھنے کے لیے اپنا ہی گھر کیوں چنا؟"

حماس مزے سے کہتا ہوا بستر پر جا بیٹھا۔

"پہلی بات! یہ گھر نہیں اپارٹمنٹ ہے۔ دوسری بات! یہ سب سے سیف جگہ پر ہے۔ تیسری بات! اس کی بیسمنٹ میں آلریڈی ہر چیز موجود ہے تو ہمیں باہر نہیں جانا پڑے گا۔ ٹیم اسی اپارٹمنٹ کی چار دیواری میں رہ کر بہت کچھ کر سکتی ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق نے تفصیلاً جواب دے کر بالوں میں برش پھیرا تھا۔وہ اب رف سے حلیے میں موجود تھا۔آنکھوں میں نمایاں تھکاوٹ تھی۔

"آپ اپنے کمرے میں کیوں نہیں رہ رہے؟ادھر کیوں شفٹ ہو گئے؟"

حماس کا اگلا سوال آیا تھا۔یہ لڑکا سوالوں کا ایک پورا ٹوکرا اٹھائے اپنے سر پر گھوما کرتا تھا۔

"کیونکہ دونوں لڑکیوں کے آرام اور سیفٹی کے لیے انہیں اوپر والا کمرہ دیا ہے۔اب ان کے بغل کے کمرے میں میں رہوں گا تو وہ شاید کنفرٹیبل نہ ہوں۔۔"

براق کہتا ہوا بستر پر آ بیٹھا تھا۔وہ اب سونا چاہتا تھا۔اس نے لیٹتے ہوئے آنکھیں موند لیں اور ٹیبل لیمپ بھی بجھا دیا۔واحد روشنی جواب کمرے میں موجود تھی وہ دوسری سائیڈ کے ٹیبل لیمپ کی تھی۔یہ واضح اشارہ تھا کہ تم اب دفع ہو جاؤ۔

حماس ناک منہ بسورتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں آپ کے ساتھ سو جاؤں؟"

حماس اس کا جواب جانتا تھا لیکن جان بوجھ کر تنگ کرنے کے لیے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تاکہ میں آدھی رات کو تکیہ تمہارے منہ پر رکھ کر تمہارا گلہ گھونٹ دوں؟"
براق نے بغیر آنکھیں کھولے اسے جواب دیا تھا۔ وہ اس کی بات پر ہنس دیا۔ اور دروازے کی جانب قدم بڑھائے۔

"ہاں حماس! باہس کو بھی بتا دینا کہ چاہے جتنا بھی ضروری کام کیوں نہ ہو۔۔۔ رات نو کے بعد کوئی بھی سیڑھیوں کا رخ نہیں کرے گا۔"

حماس اس کی بات پر مسکرا دیا اور عزت سے اوکے کرتا وہاں سے نکل آیا۔ وہ اپنے بھائی کی سوچ پر مسکرا دیا۔ چاہے ان کی زندگی میں کوئی عورت نہیں تھی۔ نہ ماں، نہ بہن، نہ بیوی۔ لیکن وہ لڑکیوں کی عزت ضرور کرتا تھا۔ ان کے کمفرٹ کا خیال رکھنا اس کی اولین ترجیح تھی۔ وہ اپنا کمرہ کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اب چھوڑ رہا تھا، صرف اس لیے کہ لڑکیوں کا کمرہ ساتھ ہو گا تو وہ غیر آرام دہ نہ ہوں اس کی موجودگی سے۔ وہ مسکرا کر اپنے کمرے میں آ گیا اور باہس کو بھی حکم سنا دیا۔ باہس بھی حکم کی تعمیل کرنا جانتا تھا۔ پھر دونوں کے درمیان کافی گپ شپ ہوئی اور تھکاوٹ کے باعث دونوں سو گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس اپارٹمنٹ کے سارے مکین سو چکے تھے سوائے ایک کے۔ مصفرہ مغل کی آنکھوں میں نیند کہیں نہیں تھی۔ نئی جگہ کا مسئلہ نہیں تھا۔ مسئلہ تھا کہ وہ عادی تھی اندھیروں میں رہنے کی۔ اب اسے اجالے دیکھنے پڑ رہے تھے۔ وہ ایک ناپسندیدہ کردار ادا کرتی آئی تھی سب کی زندگیوں میں۔ لیکن اب وہ ان پانچ لوگوں کے مشن کا حصہ تھی اور اہم کردار ادا کرنے جا رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا وہ پہلی بار کچھ اچھا کرنے جا رہی تھی۔ وہ اپنی عادات کے خلاف کام کر رہی تھی۔ اکیلے سونے کی عادت تھی تو اب کسی کی موجودگی میں نیند آنا ناممکن سا تھا۔۔ اوپر سے بیڈ بھی ایک تھا۔ منسا ایک کونے میں لیٹی، کب کی سو چکی تھی۔ لیکن مصفرہ کے لیے عادات کے خلاف جانا عذاب سے کم نہ تھا۔ اسے منسا سے مسئلہ نہیں تھا بالکل بھی نہیں۔ منسا تو بہت اچھی لڑکی تھی۔ مسکراتی، زندہ دل سی۔۔۔ اور خوبصورت بھی۔ یہ بات مصفرہ نے اس کے بالوں کو دیکھ کر بولی تھی جو اس وقت ڈھیلی سی چٹیا میں مقید تھے لیکن اس کی کمر سے نیچے تک گر رہے تھے۔ مصفرہ نے آنکھیں موندیں لیکن اس قدر تھکاوٹ کے باعث وہ اس رات سو نہ سکی۔ رات آنکھوں میں گزار دی۔

www.novelsclubb.com

ہر کام جب خلاف معمول ہو تو پھر راتوں کی نیندیں حرام ہو جایا کرتی ہیں۔

ہم کو ہماری نیند بھی پوری نہیں ملی

لوگوں کو اُن کے خواب جگا کر دیے گئے

*****

"WRITTEN IN STARS"

خوشاب کا موسم شہر لاہور کے موسم سے کچھ بہتر تھا۔ جون کا آغاز تھا اس لیے گرمی شدید تھی۔ ایسے میں شہر خوشاب سے کچھ فاصلے پر موجود اس اپارٹمنٹ کی صبح آج معمول سے بھی جلدی ہوئی تھی۔ فجر کی نماز کے لیے منسا نے اٹھایا تو وہ غائب دماغی سے بستر پر اٹھ بیٹھی۔ رات کے ناجانے کون سے پہر اس کی آنکھ لگی تھی لیکن تہجد سے کچھ وقت پہلے تک تو وہ جاگ رہی تھی۔ منسا وضو کر کے نکلی تو تب تک وہ بھی بالوں کو جوڑے میں قید کرتی اٹھ گئی تھی۔ وہ وضو کر کے جب باہر

نکلی تو منسا اس وقت دعا مانگ رہی تھی۔اسے اتنی توجہ سے دعا مانگتے دیکھا تو مصفرہ بس اداسی سے مسکرا کر رہ گئی۔

اس کی زندگی میں مانگنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔کچھ خواب ٹوٹ گئے تو پھر ایسے ٹوٹے کہ اس کے بعد دوبارہ کوئی خواب بنا ہی نہیں۔۔خواب دیکھنے سے ڈر گئی۔

اس نے منسا کے ساتھ جائے نماز بچھایا اور فجر ادا کی۔باہر ماحول میں ابھی خاموشی اور سکوت تھا۔اندھیرا ابھی چھایا ہوا تھا۔نماز کے بعد وہ بغیر دعا مانگے جائے نماز سمیٹ گئی تو منسا نے بہت غور سے اسے دیکھا۔مصفرہ اس سے نظریں چرا گئی۔وہ دونوں تیار ہوتی نیچے آ گئیں جہاں وہ تینوں لڑکے ناشتہ بنانے میں مصروف تھے۔ حماس نیند میں محسوس ہو رہا تھا۔البتہ براق اور باہس مکمل طور پر فریش تھے۔

"السلام علیکم۔"

منسا نے سب کو سلام کیا تو سب نے یکجا مسکرا کر سلام کا جواب دیا۔منسا اور مصفرہ نے مل کر ٹیبل پر برتن سجائے تھے اور پھر ہلکے پھلکے ماحول میں ناشتہ شروع ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر آج سے آپ لوگوں کی ٹریننگ شروع ہے۔ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟"

براق نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے پوچھا تو باہس کہنے لگا۔

"کچھ ڈر بھی لگ رہا کہ پتا نہیں کر پاؤں گا یا نہیں لیکن چیزیں سیکھنے کا خواہش مند بھی ہوں۔"

باہس کی بات پر براق مسکرا کر اپنے ڈمپل دکھا گیا۔ مصفرہ بس دیکھتی رہ گئی۔ وہ بلاشبہ ایک حسین مرد تھا جو کم از کم حسن کے تمام معیاروں پر پورا اترتا تھا۔

"چیزیں مشکل نہیں ہوتیں، چیزیں مختلف ہوتی ہیں۔"

براق کی بات پر سب سمجھتے ہوئے سر ہلا گئے۔

"میں بس کنفیوز ہوں کہ سب کیسے مینیج ہو گا لیکن ایکسائٹڈ بھی ہوں۔"

منسا کی آواز پر سب نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔

"اگر تم کہہ رہی ہو کہ تم کر لو گی تو پھر تم واقعی کر لو گی۔ اٹس آل اباوٹ مائنڈ سیٹ۔"

براق نے نرمی سے کہا تو وہ بھی مسکرا کر تائید میں سر ہلا گئی۔اب سب کی نظر مصفرہ پر تھی جو سر جھکائے کھانے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔وہ جذبات کے اظہار میں کمزور تھی۔اور یوں کبھی وہ کھل کے کسی کے سامنے اپنے جذبات بیان نہیں کر پائی تھی۔

"مم۔۔۔اچھا محسوس کر رہی ہوں؟"

وہ کنفیوز سا بولی تو براق بس گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی بات پر سب نے مسکرا کر اسے حوصلہ دیا تھا۔پھر سب ہلکی پھلکی گپ شپ کے ساتھ ناشتہ کرنے لگے لیکن مصفرہ ٹھیک سے کچھ کھا نہ پائی۔وہ جذبات کے اظہار میں بہت کمزور تھی۔اس لیے اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا۔

"آل رائٹ۔آپ تینوں دس منٹ میں فریش ہو کر نیچے آجائیں۔میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔"

ناشتے کے بعد براق نے بولا تو وہ تینوں اٹھ کر اپنے کمروں سے ضرورت کی چیزیں لینے چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

"اور تم حماس۔ خوشاب کے سارے ہاسپٹلز میں موجود ڈاکٹرز کا بیک گراؤنڈ چیک اپ کرو گے۔۔۔۔ کچھ بھی مشکوک ہوا تو بتانا۔ جانتا ہوں یہ کام لمبا ہے لیکن جتنی جلدی ہو سکے تمہیں کرنا ہو گا۔"

براق نے حماس کو سمجھایا تو وہ سر ہلا گیا۔ تب ہی منسا اور مصفرہ نیچے آئی تھیں۔ دونوں نے بلیک ٹراؤزر شرٹ پہن رکھے تھے جو خاص طور پر ٹریننگ کے لیے بنے تھے۔ مصفرہ نے ہائی ٹیل کر رکھی تھی اور منسا نے بلیک حجاب اچھے سے اوڑھ رکھا تھا۔ تبھی باہس بھی سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں باہر آیا تو براق نے حماس کو الوداع کرتے تینوں کو باہر کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا۔

باہر تپتی ہوئی دھوپ نے ان کا استقبال کیا۔

"تم تینوں کی ٹریننگ جنگلات میں ہوا کرے گی۔ اس کا فاصلہ ہمارے اپارٹمنٹ سے آدھے گھنٹے پر ہے، اگر ہم پیدل چلیں تو پینتالیس منٹ اور اگر بھاگ کر جائیں تو پندرہ سے بیس منٹ۔"

براق نے سڑک پر چلتے ہوئے انہیں اشارہ کرتے ہوئے سمجھایا تھا۔

"اور اگر ہم گاڑی پر جائیں تو؟"

مصفرہ نے عادتاً سوال کیا تھا۔

"ایسا کوئی آپشن ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔"

براق نے دانت کچکچا کر اسے جوابا کہا تو وہ بھی گھور کر کندھے اچکا گئی۔اور ایک نظر اسے دیکھا جو خود سکائے بلیو شرٹ کے ساتھ پینٹ پہنے ہوا تھا۔آنکھیں آج گرے ہی تھیں اس لیے مصفرہ کی بولتی کچھ دیر کے لیے بند ہو گئی۔وہ کچھ کہہ رہا تھا۔

مصفرہ نے سر جھٹک کر اسے سننا شروع کیا۔

"راستہ میں سمجھا چکا ہوں۔بیس منٹ میں جنگل کے پاس ملتے ہیں۔"

براق نے کہہ کر خود بھی دوڑنا شروع کر دیا اور باقیوں کو بھی اشارہ کیا۔مصفرہ اپنی غائب دماغی پر لعنت بھیجتی باقیوں کے ساتھ پھرتی سے بھاگنے لگی۔کچھ ہی دیر میں وہ تینوں نڈھال ہو چکے تھے اور براق ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

"آگے سے کہاں تھا؟؟"

منسا نے گھٹنوں پر ہاتھ ٹکا کر جھک کر گہرے سانس لیتے ہوئے پوچھا تو وہ دونوں بھی رک کر گہرے سانس بھرنے لگے۔

اب وہ تینوں ایک سڑک پر کھڑے تھے جہاں دو رستے نکلتے تھے۔دائیں اور بائیں جانب۔ مصفرہ نے تو خیر سے سنا ہی نہیں تھا اور منسا رستہ بھول چکی تھی۔ایسے میں وہ دونوں اب باہس کو دیکھ رہی تھیں جو کچھ یاد کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بائیں جانب۔"

اس کے کہنے کے ساتھ ہی وہ تینوں دوبارہ بھاگنا شروع کر چکے تھے کیونکہ ان کے پاس وقت تھوڑا رہ گیا تھا۔

"اب بائیں جانب۔"

اسی طرح باہس انہیں رستہ بتاتا رہا اور وہ دونوں اسے فالو کرتے ہوئے بھاگتے گئے۔

یہ علاقہ شہر خوشاب سے کچھ فاصلے پر واقع تھا اور چونکہ جنگل جانے کے لیے سنسان راستہ اختیار کیا گیا تھا تو اس لیے رستے میں اکا دکا لوگوں کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں تھا۔پورے بیس منٹ پر وہ لوگ جنگل کے سامنے تھے جہاں دور سے

انہیں براق کھڑا نظر آیا تھا۔ وہ نہایت آرام دہ انداز میں کھڑا تھا جیسے کب کا پہنچ چکا ہو۔ گھڑی پر وقت دیکھتا ہوا ان تک پہنچا تھا۔

"ناٹ ایمپریسڈ۔ کل سے اٹھارہ منٹ میں پہنچنا ہو گا۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا جو گہرے سانس بھرتے بس گر جانے کو تھے۔ ٹانگیں تو ابھی سے جواب دینے کو تھیں اور اوپر سے گرمی کی شدت بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ تینوں مایوسی سے ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے اور پھر ایک ساتھ براق کی پشت کو دیکھا جو لمبے لمبے قدم بڑھا رہا تھا۔

"یہ رستہ یاد کرنا تم لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ کل سے ہم ڈائریکٹ ٹریننگ ایریا میں ملیں گے۔"

براق نے لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ لوگ بھی جھاڑیوں میں سے رستہ بناتے ہوئے اس کی پیروی کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک کھلے سے میدان میں تھے جہاں ٹریننگ سے متعلقہ ہر شہ موجود تھی۔

www.novelsclubb.com

"فیلڈ تیار ہے اور اس کی ہر مشکل سے گزر کر واپس اس جگہ پہنچنا آپ کا کام ہے۔ میں ٹائم نوٹ کر رہا ہوں۔ اگر پندرہ منٹ سے اوپر کسی کو لگے تو وہ دوبارہ یہ ٹریننگ کرے گا۔"

براق نے کہہ کر گاگلز آنکھوں پر چڑھائے تھے اور فیلڈ کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"اور ہاں جو آخر پر پہنچے گا وہ بھی یہ ٹریننگ دوبارہ کرے گا۔ اور آپ کا وقت شروع ہوتا ہے اب۔"

براق نے یکدم شروع کیا تو وہ ہڑبڑا کر دوڑنا شروع ہو گئے۔

ارگرد موجود درختوں کی وجہ سے گرمی کی تپش کم محسوس ہوتی تھی لیکن بھاگنے کے بعد تو وہ دھوپ چب رہی تھی۔ ایسے میں وہ چھاؤں میں کھڑا انہیں چیلنجز کو پورا کرتا دیکھ رہا تھا۔

مصفرہ کچھ اونچے ڈنڈوں کو پھلانگ کر آگے بڑھ رہی تھی، جبکہ منسا اونچی نیچی سیڑھیوں سے گزرتے ہوئے گر گئی تھی، دوسری طرف باہس اب تاروں کے نیچے زمین میں کہنیوں کے بل گیلی مٹی میں رینگ رہا تھا۔

اب کی بار مصفرہ اونچی دیوار پر چڑھنے کی تگ ودو میں گری تھی لیکن منسا نے پیچھے سے آکر اسے دیوار پر چڑھایا تھا اور وہ دوسری جانب رسی سے اترتی اونچی دیوار پھلانگ گئی تھی۔اس کے بعد اس نے رسی کو منسا کی جانب اچھال دیا تھا جس کی مدد سے وہ بھی دیوار پھلانگ گئی۔اسی طرح منسا نے اپنی رسی باہس کی جانب اچھال دی تھی۔

مصفرہ اب کی بار ایک رسی کی مدد سے درخت پر چڑھی تھی جو پہلے سے درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔درخت پر چڑھ کر وہ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے شاخ کے سہارے سے درخت پر کھڑی ہو گئی۔اور اس رسی پر لٹک گئی جو دو درختوں کو آپس میں جوڑ رہی تھی۔رسی کی مدد سے دوسرے درخت پر آکر وہ جب اترنے لگی تو پاؤں بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے وہ درخت سے گر گئی۔جسم پر کچھ خراشیں آئیں لیکن وہ اٹھ گئی۔منسا اب کی بار مصفرہ سے آگے تھی۔

"ہری اپ گائز۔صرف ڈیڑھ منٹ باقی ہے۔"

www.novelsclubb.com

جب براق کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی تو اس وقت وہ اپنے بالوں کی پونی کو ڈھیلا کرتی دوسری بار زمین پر رینگنے کے لیے تیار ہوئی تھی۔ کیونکہ پہلی بار گزرنے پر اس کے بال تاروں میں الجھ کر ٹوٹ بھی گئے تھے۔

باہس ان کے پیچھے ہی موجود تھا۔ رینگنے کے بعد کچھ آگے بھاگ کر جب وہ آخری ڈنڈے پھلانگنے لگی تھی تو باہس اس سے آگے نکل چکا تھا۔

وہ سب سے آخر پر اختتامی مراحل طے کر پائی تھی۔

"جب درخت پر بیلنس رکھنے کے لیے سہارہ لیں تو کوشش کریں کہ سہارا کسی مضبوط تنے کا ہو۔۔۔نہ کہ کسی کمزور شاخ کا۔"

اس نے سمجھانے والے انداز میں بولا تو مصفرہ کے ساتھ باقی دو بھی گہرے سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا گئے۔ براق نے سب کی غلطیوں کو دہرایا اور مصفرہ کے ساتھ ساتھ باقی دو کو بھی دوسری بار بھیجا تھا۔ اب کی بار آدھے رستے میں ان کی ٹانگیں جواب دینے کو تھیں لیکن وہ ہمت کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ اور اس

بار سب ہی پندرہ منٹ اور کچھ سیکنڈ میں پہنچے تھے۔ جس کی وجہ سے سزا کے طور پر انہیں تیسری بار بھی بھیجا گیا تو اس بار مصفرہ کو غصہ چڑھ گیا۔

وہ بھاگتے ہوئے باہس سے گلے شکوے کرنے لگی۔

"خود تو سٹیل مل چھاؤں میں کھڑا ہے اور ہمیں بھگا بھگا کر آدھا کر دیا ہے۔ کیا ہو گیا تھا اگر کچھ سیکنڈ لیٹ ہوئے تھے تو۔"

وہ ہانپتی ہوئی بولی تو باہس ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

"فوکس مصفرہ فوکس۔ اب چوتھی بار یہ ٹریننگ نہ کرنی پڑ جائے۔"

باہس نے بھی ہانپتی ہوئی آواز میں بولا تو مصفرہ چوتھی بار نہ کرنے کا ارادہ کر کے مزید تیز بھاگنے لگی۔ اس بار وہ تینوں نڈھال سے چودہ منٹ اور کچھ سیکنڈ میں اختتامی مراحل طے کر پائے تھے۔

"بہت خوب جوانو!! آپ کا وارم اپ سیشن ختم ہوا۔ اب دس منٹ بعد میں ٹریننگ شروع ہو گی۔ تب تک پانی پی لیں۔"

www.novelsclubb.com

براق کہہ کر موبائل پر کال ملاتا ایک طرف ہو گیا۔ وہ تینوں صدمے سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"یہ صرف وارم اپ سیشن تھا؟؟"

منسا رو دینے کو تھی۔

"اگر یہ وارم اپ تھا تو ٹریننگ کیسی ہو گی؟"

باہس ڈرتے لہجے میں بولتے ہوئے وہیں زمین پر لیٹ گیا۔

"مجھے نہیں رہنا اس گولا میں۔"

مصفرہ بھی تھکی سی آواز میں رونے کی اداکاری کرتی زمین پر ڈھ گئی۔ دونوں کو لیٹا دیکھ کر منسا بھی اپنا سر مصفرہ کے پیٹ پر رکھتی زمین پر ڈھے گئی۔ مصفرہ اس کی حرکت پر مسکرا دی۔

پانی پینے کے کچھ دیر بعد براق لوٹا تو وہ تینوں زمین سے اٹھ کر سیدھے ہو بیٹھے۔

دھوپ اب سوا نیزے پر تھی۔ ٹریننگ کے لیے بنے میدان کے ارد گرد ہی درخت

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھے، جبکہ درمیان میں کچھ بھی موجود نہیں تھا۔اس لیے دھوپ سیدھا سر پر لگ رہی تھی۔

براق انہیں پیچھے آنے کا اشارہ کرتا اب میدان کے عین وسط میں آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔وہ تینوں بھی لائن بناتے اس کے عین پیچھے آ کھڑے ہوئے۔وہاں کچھ بھاری سے ٹائر تھے اور کچھ فاصلے پر مٹی نم تھی۔وہ پلٹا تھا اور آنکھوں سے گاگلز اتارتا کہنے لگا۔

"آج ٹریننگ کا آغاز ہے۔اس لیے بس آج آسان سے آسان ٹریننگ دی جائے گی۔تو اب تم تینوں نے سب سے آسان کام کرنے ہے۔وہ یہ کہ اس ٹائر کی سائیڈیں پلٹنی ہیں اور اسی طرح پورے گراؤنڈ کا راؤنڈ لینا ہے۔"

وہ تینوں سمجھ تو گئے تھے لیکن منہ کھولے براق کو دیکھنے لگے۔

براق نے ان کے کھلے منہ دیکھے تو ایک ٹائر کی جانب بڑھا تھا۔اسے اٹھا کر ایک سے دو بار پلٹا تھا اور اسی طرح آگے چلتا گیا تھا۔

"بالکل اس طرح۔"

براق کے کہنے پر منسااور مصفرہ نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔وہ شاید ایک ٹرک کا ٹائر تھا۔اور ٹرک کے ٹائر کا وزن پینتیس سے اسی کلو گرام ہوتا ہے۔

"چلو شاباش شروع ہو جاؤ۔"

براق انہیں باقی کی چیزیں سمجھا کر ایک طرف ہو گیا تھااور جا کر چھاؤں میں کھڑا ہوا۔جبکہ وہ تینوں ابھی سوچ رہے تھے کہ یہ کیسے ہو گا۔

"اس کا وزن قریباً کتنا ہو گا؟"

منسانے ٹائر کو دیکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں پوچھا۔

"لگ تو ٹرک کا ٹائر رہا ہے۔"

مصفرہ نے جواباً کہا تو باہس آگے بڑھااور ٹائر کو اٹھانے کی کوشش کی۔پہلی بار میں نہ ہو سکا تو سانس لینے کو رکا۔۔

"قریباً ساٹھ سے ستر کلو گرام تو ہو گا۔۔"

باہس کی بات پر مصفرہ اور منسانے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

"میرا تو خود کا وزن اتنا نہیں ہے۔"

منسا نے رونی شکل بنا کر مصفرہ کو بولا تو وہ اس کے کندھے پر تسلی آمیز ہاتھ رکھ گئی۔

"ہمارا دکھ سانجھا ہے۔"

مصفرہ نے کہتے ہوئے گہری سانس بھر کر ٹائر کی جانب قدم بڑھائے۔تینوں نے اپنی پوزیشن لی اور براق نے سیٹی ماری تو وہ لوگ 'اللہ اکبر' کہتے تگ ودو کرنے لگے۔

"چیزیں مشکل نہیں ہوتیں۔۔۔چیزیں مختلف ہوتی ہیں۔"

براق کی آواز پیچھے سے گونجی تھی تو تینوں نے ایک ساتھ ٹائر کو پلٹا تھا۔

باہس کے لیے آسان تھا کیونکہ وہ جم وغیرہ کا شوقین تھا۔منسا نے ایک عرصہ ہوا جم چھوڑی ہوئی تھی اور مصفرہ نے کبھی فیزیکل ایکٹیویٹی پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

"کون کہتا ہے ہم کوئی کام نہیں کر سکتے؟؟اگر کوئی کہتا ہے تو وہ کیسے آپ کی صلاحیتوں پر انگلی اٹھا سکتا ہے؟"

براق کی آواز ماحول میں گونج رہی تھی۔پرندے گرمی کے عوض اپنے گھونسلوں میں دبکے بیٹھے تھے اور کچھ کے چہچہانے کی آوازیں آرہی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں۔اس کا فیصلہ کرنے والے دوسرے کون ہوتے ہیں؟"

اب کی بار براق کی آواز پر سب نے یکجا 'اللہ اکبر' کہا تھا اور ٹائر کو پلٹنے کا عمل جاری رکھا تھا۔۔مٹی گیلی تھی اور پاؤں مٹی کے اندر کچھ حد تک دھنس رہے تھے۔جس کی وجہ سے مشکل زیادہ ہو رہی تھی۔

"ہماری صلاحیتوں کا اندازہ ہمیں خود بھی نہیں ہوتا اس لیے ہم دوسروں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔تم کیا ہو اور کیا کر سکتے ہو۔۔۔کس حد تک لڑ سکتے ہو۔۔۔کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہو۔۔۔یہ بتانے کا وقت ہے۔خود کو خود حیران کرنے کا وقت ہے۔"

براق کی حوصلہ دیتی آواز سے وہ تینوں بھی قدم قدم آگے بڑھ رہے تھے۔شروع کرنا مشکل تھا۔اب کم مشکل لگ رہا تھا۔

"جب تک تمہیں یہی معلوم نہیں ہوگا کہ تمہارا 'ایکسٹریم' کیا ہے۔۔۔تمہاری 'انتہا' کیا ہے۔تم کیسے آگے بڑھ سکو گے؟"

www.novelsclubb.com

براق کی باتیں ماحول میں ایک ہمت اور حوصلے کی فضا قائم کر رہی تھیں۔

"اپنی 'انتہا' کو جاننے کا وقت ہے۔ تو اٹھو اور خود کو بھی حیران کر دو۔ خود کو حیران کرنے کا وقت ہے۔"

براق نے کہہ کر اپنی بات مکمل کی تھی اور تب تک وہ تینوں بھی لائن میں آ گئے تھے۔ اور جان گئے تھے انہیں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے۔ براق اب خاموشی سے انہیں تپتی دھوپ میں ٹریننگ کرتا دیکھ رہا تھا۔ اسے وہاں کھڑے اپنے ٹریننگ کے دن یاد آئے تھے اور ایک انمول دوست بھی جو اب شہید ہو چکا تھا۔ وہ آسودگی سے مسکرا دیا اور آسمان کو دیکھ کر اس کے لیے دعا کر دی۔

وہ اب سر جھٹک کر تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ سینئیرز کی چوائس پر فخر بھی محسوس ہوا کیونکہ یہ تینوں سچ میں خاص تھے۔ کوئی عام انسان ہوتا تو صبح کی دوڑ سے ہی تھک جاتا۔ کیونکہ وہ اس کے معمول کا حصہ نہ ہوتی۔ لیکن ان کے حوصلے بلند تھے اور براق کو نہ چاہتے ہوئے بھی یہ ماننا پڑا کہ وہ انہیں ٹریننگ دیتے ہوئے فخر محسوس کر رہا تھا۔

قریباً گھنٹے میں وہ ایک گراؤنڈ کا ایک راؤنڈ پورا کر چکے تھے اور ان کے بدن کا ہر حصہ دکھ رہا تھا۔ انہیں دس منٹ کی بریک ملی تو وہ چھاؤں میں آ بیٹھے اور بیٹھنے کے ساتھ ہی تینوں زمین پر ڈھ گئے۔ پسینے سے شرابور وہ اب گہرے گہرے سانس بھر رہے تھے اور ٹریننگ کے ختم ہونے کی دعا کر رہے تھے۔ دس منٹ بعد براق ان کے سر پر تھا۔

"دس منٹ مکمل ہوئے۔ اٹھ جاؤ۔"

براق کی بات پر وہ تینوں بے دلی سے اٹھ بیٹھے لیکن کھڑے نہ ہوئے۔

"سر پلیز دس منٹ اور۔"

مصفرہ نے معصومیت سے بولا تو براق نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ وہ اس کے منہ سے 'سر' کا لفظ سننے کی امید نہیں رکھتا تھا۔ بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے لیے اسے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبانا پڑا تھا۔ پروفیشنل ازم اپنی جگہ اور یہ خوشی اپنی جگہ۔

"فوج آپ کے قانون کے مطابق نہیں چلتی ریڈ لیڈی۔"

براق کی بات پر مصفرہ نے اسے اپنی ازلی سرد آنکھوں سے گھورا تھا۔وہ تینوں بے دلی سے اٹھ گئے۔

براق نے سنجیدگی سے انہیں اگلا ٹاسک سمجھایا تھا۔جو کہ باکسنگ کی کچھ ٹیکنیکس تھیں۔اب انہیں میدان کے اس حصے میں لے جایا گیا جدھر کچھ کچھ فاصلے پر باکسنگ بیگز لٹکے تھے۔
براق نے انہیں مارنے کے کچھ طریقے بتائے اور کچھ ٹیکنیکس سیفٹی کے لیے جس سے وہ سامنے والے کا مقابلہ بھی کر سکتے تھے اور منہ توڑ جواب بھی دے سکتے تھے۔
"جان لگادو جوانو!!"
وہ کہہ کر مسکرا کر انہیں حوصلہ دیتا انہیں شروع کرنے کا اشارہ دے گیا۔
وہ تینوں اب براق کے بتائے گئے طریقے سے اس باکسنگ بیگ پر وار کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"ایسے نہیں بابس۔۔۔ بائیں ٹانگ سے مارنا ہے اور دائیاں مکا آنکھ میں اور خود جھکنا ہے۔"

براق نے اسے دوبارہ کرکے بتایا تو وہ سمجھتا ہوا سر ہلا گیا۔

"اتنے پیار سے مارو گی دشمن کو منسا بچے؟"

وہ منسا کے وار پر چوٹ کرتا بولا تو منسا شرمندہ سی ہوگئی لیکن مصفرہ تو حیرت میں مبتلا کھڑی رہ گئی کہ باقیوں سے بات کرتے اس کے منہ میں کیسے شکر گھل جاتی ہے اور مصفرہ سے بات کرتے کیا زہر کا پیالہ پی کر آتا؟

وہ سر جھٹک کر باکسنگ بیگ پر فوکس کرنے لگی۔ پورے دن کی مشقت کے بعد اب ان کے بازو جواب دینے کو تھے لیکن ادھر پرواہ کسے تھی۔

"اور زور سے۔۔"

براق کی آواز اس کے پیچھے سے گونجی تو اس نے باکسنگ بیگ پر اور زور سے مکا جڑا۔

"کسی ناپسندیدہ انسان کا تصور کرو اور اسے باکسنگ بیگ کی جگہ رکھ کر پھر پریکٹس کرو۔"

براق کہتا ہوا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا ایسے کہ اس کا رخ مصفرہ کی جانب تھا۔ مصفرہ نے ایک نظر اس کی گرے آنکھوں کو دیکھا تھا اور پھر اس کے چہرے کو۔۔اس کے بعد جو مکا باکسنگ بیگ پر پڑا تھا، اس سے براق کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ اس کے منہ پر پڑا ہے۔ وہ 'سس' کی آواز کے ساتھ چہرے کے درد سے بھرپور تاثرات بناتا باقی دونوں کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ مصفرہ نے اب کی بار جتنے مکے مارے تھے وہ براق کو تصور کر کے ہی مارے تھے۔

یونہی پورا دن پریکٹس میں گزر گیا تھا۔ ہر پریکٹس کے بعد دس منٹ کی بریک ملتی تھی جس میں وہ تینوں فریش ہو کر سانس ہموار کرتے تھے اور براق کی سختی پر سر پیٹتے تھے اور ساتھ ہی براق نازل ہو جاتا تھا۔ درمیان میں صرف ایک بار انہیں بیس منٹ کی بریک ملی تھی۔۔ وہ بھی تب جب حماس ان کے کھانے کے لیے سینڈوچ اور جوس وغیرہ لایا تھا۔ اس کے ساتھ فریش کٹے ہوئے فروٹس بھی تھے

اور پانی کی بوتلیں بھی۔اس وقت براق اور حماس کوئی بات کرنے لگ پڑے تھے تو غلطی سے انہیں بیس منٹ کی بریک مل گئی۔سکون سے کھانا کھا کر کمر سیدھی کی تھی لیکن براق جلد ہی ان کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

دن بھر کی سخت ترین ٹریننگ کے بعد اب شام کے سات بج رہے تھے۔سورج غروب ہو چکا تھا۔ابھی بھی وہ آج کے دن کی آخری پریکٹس کر رہے تھے اور اب ہمت جواب دینے کو تھی۔پریکٹس ختم ہوئی تو اندھیرا چھانے لگا۔وہ تینوں براق کو فالو کرتے جنگل سے باہر نکلنے لگے۔رستے میں براق بہت سی چیزیں سمجھا رہا تھا جنہیں وہ دن بھر کی تھکن کے باوجود بھی نہایت توجہ سے سن رہے تھے۔وہ اب جنگل کے باہر کھڑے تھے جدھر صبح براق کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"اب ہم اپارٹمنٹ کے باہر ملتے ہیں۔جو بیس منٹ سے لیٹ ہوا کل اسکی ڈبل ٹریننگ ہو گی۔اور یاد رہے۔۔۔منزل پر پہنچنے کے بہت سے رستے ہوتے ہیں سو اگر ایک راستہ بھول جاؤ تو دوسرا تلاش کر لینا۔"

براق کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ان تینوں نے بھی بھاگنا شروع کیا تھا۔ لیکن وہ دن بھر کے تھکے ہوئے تھے، بدن تھکن سے چور تھا۔اٹھنے بیٹھنے سے بھی ٹانگیں دکھ رہی تھیں۔اور اب دوڑنے کی ہمت تو بالکل نہیں تھی۔ لیکن ہمت کرتے ہوئے 'اللہ اکبر' کہہ کر وہ براق کے پیچھے بھاگے تھے جواب کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔منسا اور باہس کو تو رستہ یاد ہو گیا تھا لیکن مصفرہ کو ہمیشہ سے رستے یاد کرنے میں مشکل رہی تھی۔وہ دوڑ بھی آہستہ رہی تھی کیونکہ اتنی مشقت اس کی روٹین کا حصہ کبھی بھی نہیں رہی تھی۔ منسا بار بار رفتار آہستہ کرتی اس کے برابر آرہی تھی تو مصفرہ نے اسے جلدی جانے کا اشارہ کیا۔

"میری ڈبل ٹریننگ کی خیر ہے۔میری وجہ سے تم ڈبل ٹریننگ نہ کر لینا۔"

اس کی بات پر منسا ہنس دی اور سر ہلا کر باہس کے پیچھے چل دی۔سب سے آگے باہس تھا،اس کے پیچھے ہی منسا تھی اور مصفرہ پھولے سانس کے ساتھ سب سے پیچھے تھی۔

معمول سے ہٹ کر چیزیں یوں ہی تھکا دیتی ہیں۔

وہ سانس لینے کے لیے دوپل کے لیے رکی تھی،یوں محسوس ہورہا تھا کہ ایک قدم بھی چلی تو گر جائے گی۔ٹانگیں تھکاوٹ سے کپکپا رہی تھیں لیکن پھر سے ہمت کرتی وہ سیدھی ہو کر دوڑنے لگی تو کچھ دیر بھاگتے رہنے کے باوجود جب اسے منسااور باہس نظر نہ آئے تو وہ سمجھ گئی کہ وہ انہیں کھو چکی ہے۔رک کر اپنے چاروں اطراف میں دیکھا تو اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔کوئی بھی بندہ نہ اس کی ذات تھی۔عام حالات میں اسے یہ سب سے پر سکون اور دلفریب لگتا لیکن اب کھو جانے کا خدشہ اس کے دماغ میں بیٹھا تو وہ کنفیوز سی چاروں اطراف میں دیکھنے لگی۔ٹائم دیکھا تو بیس منٹ پورے ہونے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔مطلب ابھی آدھا رستہ ہی وہ طہ کر پائی تھی۔وہ دوڑنے کی بجائے اب چلنے لگی تھی اور راستے کا تعین کرنے لگی لیکن کچھ بھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔گھپ اندھیرا اور سناٹا ایسے تھا کہ ہو کا عالم ہو۔

وہ رستہ بھول گئی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور رستہ تلاش کرتی، اسے کچھ قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ چھپ کر درخت کی اوٹ میں ہو گئی تو دو لوگوں کے قدم مدھم ہو گئے۔

"ایسے کیسے کھو دیا تم نے اسے؟"

باہس کی پریشان سی آواز سنی تو مصفرہ کی سانسیں درست ہوئیں۔ وہ درخت کی اوٹ سے باہر آئی۔

"اس نے بولا تھا کہ میں چلی جاؤں۔۔۔ میں ضد کرتی تو برا لگتا۔"

منسا کی روہانسی آواز پر مصفرہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھا رہے تھے۔ اور مصفرہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلنے لگی۔

"اس نے منع کیا تھا تو کم از کم تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ انہیں رستہ بھول گیا تو؟؟"

باہس نے کچھ سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔

"گائز تم لوگوں کو نہیں آنا چاہیے تھا۔ اب میری وجہ سے تم لوگ بھی لیٹ ہو جاؤ گے۔"

مصفرہ کی آواز پر وہ دونوں پلٹے تھے اور منسا نے شکر ادا کرتے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"ہم تو ڈر ہی گئے تھے کہ کہیں تم کسی جنگلی جانور کے رات کا کھانا نہ بن گئی ہو۔" باہس نے مزاحیہ انداز میں کہا تو مصفرہ ہنس دی جبکہ منسا نے اپنی ٹانگ باہس کے گٹنے پر ماری تھی۔ وہ کراہا تو دونوں ہنس دیے۔

"چلو اب جلدی بھاگو۔"

مصفرہ کی بات پر وہ ہنستے ہوئے سر ہلاتے بھاگنے لگے اور اس بار باہس آگے تھا جبکہ منسا اور مصفرہ اکٹھے دوڑ رہی تھیں۔ قریباً دس منٹ بعد وہ اپارٹمنٹ کے سامنے تھے۔ براق اور حماس پریشانی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔ انہیں دور سے آتا دیکھ کر وہ سکھ کے سانس لیتے آگے بڑھے تھے۔ اور تینوں جیسے ہی اپارٹمنٹ کی حدود میں داخل ہوئے، وہ غصے سے برس پڑا تھا۔

"کوئی مجھے بتانا پسند کرے گا کہ بیس منٹ کے رستے کے لیے سینتالیس منٹ سے اوپر کا ٹائم کیسے لگا؟"

براق کی گرج دار آواز پر وہ لوگ گہرے سانس بھرتے خاموش ہو گئے۔حماس نے آگے بڑھ کر اسے پانی پلایا تھا۔وہ کچھ تحمل کا مظاہرہ کرتا ہوا،ان کے سامنے آیا تھا۔ وہ فکر مند تھا ان کے لیے اور آج ان کا اس علاقے میں پہلا دن تھا تو لیٹ ہونے پر طرح طرح کے خیالات ذہن میں آرہے تھے کیونکہ علاقہ بہت سنسان تھا اور تینوں علاقے سے انجان بھی تھے۔

"کوئی کچھ بتائے گا؟"

اب کی بار اس نے کچھ سنجیدگی سے استفسار کیا تو تینوں میں سے کوئی بھی نہ بولا۔وہ کچھ سکینڈ پہلے کیے گئے غصے کی وجہ سے ڈر گئے تھے۔مصفرہ ہمت مجتمع کرتی آگے بڑھی تو براق نے اپنی سرد پتھریلی نظریں اس پر جمائی تھیں۔مصفرہ کا حلق تک خشک ہوا تھا۔ایک تو اس کی آنکھوں کا رنگ سرمئی تھا اور رات کے اندھیرے میں تو اور ڈروانا لگ رہا تھا۔

"سر تاخیر سے آنے کے لیے معذرت،لیکن اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

مصفرہ نے معذرت خواہانہ انداز میں بولا تو براق کا غصہ اس کے 'سر' کہنے پر جھاگ کہ طرح بیٹھا تھا۔

"غلطی میری ہے کیونکہ میں رستہ بھول گئی تھی۔مجھے رستے یاد نہیں ہوتے۔میں سب سے پیچھے تھی تو میں کھو گئی اور مجھے ڈھونڈنے کے لیے یہ دونوں واپس پیچھے گئے تھے اس لیے یہ بھی تاخیر سے پہنچے۔"

مصفرہ نے نرم مزاج رکھتے ہوئے اپنی ساری غلطی مانی تھی۔ براق نے تینوں کو باری باری دیکھا تھا۔

"دس منٹ میں کھانے کے ٹیبل پر موجود ہو۔"

براق کہہ کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔اس نے خود بھی کپڑے تبدیل نہیں کیے ہوئے تھے۔وہ انہی کے انتظار میں تھا۔حماس نے عزت سے کھانا گرم کیا جوان کا کک بنا کر گیا تھا۔اور ٹیبل پر کھانے کے برتن سجانے لگا جب سب باری باری کچن میں آکر اس کی مدد کروانے لگے۔

مصفرہ نے اب رات کے لیے آرام دہ سا کھلا سا کرتا پہن رکھا تھا جس کے ساتھ کھلے پانچوں والا سفید رنگ کا ٹراؤزر تھا۔ نہانے کی وجہ سے بال گیلے تھے جو ٹائم کم ہونے کی وجہ سے وہ سکھا نہیں پائی تھی۔ وہ آکر منسا کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی جس نے شلوار قمیض کے ساتھ سیاہ رنگ کا حجاب لیا ہوا تھا لیکن اب کی بار حجاب ڈھیلا ڈھالا سا تھا کیونکہ پورا دن ٹائٹ سا حجاب رکھنے کی وجہ سے سر دکھ رہا تھا۔

باہس بھی تھکا تھکا سا لیکن فریش ہو کر اب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا تھا۔

براق کسی کا فون سنتے ہوئے کمرے سے نکلا تو مصفرہ کی سب سے پہلے نظر اٹھی تھی۔ وہ مہرون ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا۔ گھنگرالے بال ماتھے پر بکھرے تھے اور چہرے پر سنجیدہ تاثرات تھے۔

آج وہ سچ میں اس کے غصے سے ڈر گئی تھی۔ وہ نہیں جانتی اب کل ان کی ٹریننگ ڈبل ہو گی یا نہیں لیکن وہ یہ جانتی تھی کہ براق میں غصہ انتہائی تھا جسے وہ کم و بیش ہی قابو کر پاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

کھانے کے ٹیبل پر کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔جب سب اٹھنے لگے تو منسا نے استفسار کیا۔

"چائے پیے گا کوئی؟"

منسا کی غیر معمولی بات پر سب اسے دیکھنے لگے تو وہ کنفیوز سی مسکرا کر کہنے لگی۔

"اصل میں مجھے رات کے ٹائم کھانے کے بعد چائے پینے کی عادت ہے۔۔۔تو اگر کوئی اور پینا چاہے تو؟"

منسا نے تفصیلاً کہا تو سب مسکرا دیے۔

"میں بلیک کافی لوں گا۔"

براق نے سب کے حامی بھرنے کے بعد کہا تو مصفرہ نے اسے دیکھا تھا جس کا موڈ اب بہتر لگ رہا تھا۔

"اسی لیے اتنا جلا ہوا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بڑبڑائی تو براق نے یکدم اس کی جانب دیکھا۔ وہ اس کے پاس ہی کھڑا تھا لیکن اتنا پاس نہیں کہ اس کہ بربراہٹ سن سکتا۔ سب ٹیبل سے اٹھ کر باہر چلنے لگے تو براق جو مصفرہ کے پیچھے تھا وہ پیچھے سے ہی کان کے قریب جھک کر بولا۔

"جو خود جلے ہوئے ہوں وہ دوسروں کو بولتے اچھے نہیں لگتے۔"

وہ کہہ کر آگے نکل گیا کیونکہ مصفرہ حیرت سے وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔ براق نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا اور ایک تمسخرانہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔ اس کا دل چاہا اس کے ڈمپل نوچ دے۔ غصے سے پیر پٹختی وہ بھی ان کے پیچھے آگئی۔ وہ سب اب لاؤنج کے صوفوں پر براجمان تھے۔ وہ چائے کا انتظار کرتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حماس ان سے آج کی ٹریننگ کا پوچھ رہا تھا۔ اور وہ دونوں براق کی سختیوں کو بھی انگلیوں پر گنوا رہے تھے۔ وہ بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ اس ٹائم وہ باس نہیں تھا بس ٹیم میمبر تھا۔

اتنے میں منسا چائے لے آئی تو سب چائے پینے لگے کہ جب براق نے بولنا شروع کیا۔

"لوگوں کو لگتا ہے کہ ایک فوجی پتھر دل ہوتا ہے۔اس میں اموشنز نہیں ہوتے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فوجی کیا کچھ کھونے کے بعد اس پتھر دل ہونے کے مقام پر پہنچا ہوتا ہے۔"

براق نے کہہ کر اپنی بدذائقہ بلیک کافی کا گھونٹ بھرا تھا۔

"اگر مجھے دیکھا جائے تو۔۔۔۔مجھے جب کوئی کہے کہ تم بہت پتھر دل ہو تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔کیونکہ یہ وہ مقام ہوتا ہے جب انسان اپنے اموشنز کو کنٹرول کرنا سیکھ چکا ہوتا ہے۔اور فوج ہمیں یہی سکھاتی ہے۔"

سب صوفوں پر آرام دہ پوزیشن میں بیٹھے تھے۔اے سی کی ٹھنڈک پورے لاؤنج کا ماحول بہتر بنا چکی تھی۔ہاتھوں میں چائے کے کپ پکڑے وہ نہایت توجہ سے اس کی بات سن رہے تھے۔

"اموشنلی انٹیلیجنٹ ہونا بہت ضروری ہے۔ایک فوجی کے لیے تو بہت زیادہ۔ اب جبکہ آپ لوگ ایک مشن پر ہو تو تب تک آپ بھی ایک فوجی ہو۔ہر چیز میں جو سب سے بڑا مسلئہ ہوتے ہیں وہ اموشنز ہوتے ہیں۔"

براق نے کہتے ہوئے مصفرہ کی جانب دیکھا تھا جس کی نظریں اسی پر جمی تھیں اور حماس کی نظریں غیر ارادی طور پر بھی منسا کی جانب اٹھی تھیں لیکن منسا اور باہس مکمل طور پر براق کی جانب متوجہ تھے۔

"ہمارا سینہ اگر درد سے پھٹ رہا ہے، اس پل بھی اپنے مشن سے نہیں ہٹنا۔ رونا چیخنا چلانا ویسے بھی کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتے تو خود کے اموشنز کو کنٹرول کر کے آپ نے مشن پر فوکس کرنا ہے۔"

براق کی بات پر سب نے یس سر کہا تھا۔ اور پھر وہ سب چائے پی کر آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں میں چل دیے تھے۔ لیکن مصفرہ وہاں سے نہیں اٹھی۔

براق اٹھنے لگا تو مصفرہ نے روک دیا۔

"مجھے بات کرنی ہے۔"

مصفرہ کی بات پر وہ دوبارہ سے بیٹھا تھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے اور درمیان میں شیشے کا ٹیبل تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ ہر چیز میری زندگی کے بارے میں جانتے ہیں تو پھر یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں تن تنہا رہنے کی عادی تھی۔آپ چاہتے تو الگ کمرہ دے سکتے تھے مجھے۔"

مصفرہ نے بات نرمی سے کرنا مناسب سمجھا تھا کیونکہ آج وہ پتا نہیں کیوں لیکن تھوڑا سا ڈر گئی تھی۔ براق اس کے "آپ" کہنے پر جس قدر مشکل سے مسکراہٹ ضبط کیے بیٹھا تھا، یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"منسا سے کوئی مسلئہ ہے؟"

اس کی بات کا جواب دینے کہ بجائے وہ جوابا سوال کرنے لگا تو اس نے گھورا۔

"مجھے یہاں موجود باقی تینوں میں سے کسی سے مسلئہ نہیں ہے۔ان فیکٹ مجھے مسلئہ صرف تم سے ہے۔"

مصفرہ کے گھور کر بولنے پر براق نا چاہتے ہوئے بھی ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔اس کی گال میں پڑا ڈمپل دیکھ کر مصفرہ چڑ گئی۔

"دیکھو ایسے مسکراؤ مت۔۔میں تمہارے ڈمپل نوچ دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

وہ انگلی دکھا کر وارننگ دیتے لہجے میں بولی تو براق پھر مسکرادیا اور کچھ متاثر کن تاثرات سے اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے تھوڑی معلوم کہ تم ہمیشہ سے اکیلی رہی ہو وغیرہ وغیرہ۔"

براق نے واضح طور پر جھوٹ بولا تھا۔ لیکن اب کی بار وہ مسکراہٹ ضبط کر چکا تھا۔

"میں مان ہی نہیں سکتی جو انسان میری زندگی کا۔۔۔"

مصفرہ نے رک کر الفاظ ٹٹولے تھے۔ پھر بولی تو آواز بھی مدھم تھی۔

"جو۔۔ میری زندگی کا سب سے بڑا راز جانتا ہوگا وہ یہ بات نہیں جانتا ہوگا۔"

مصفرہ کی آواز مدھم ہوگئی تھی۔ نرمی نہیں تھا۔ نہ ہی اداسی تھی۔ بس کوئی عجیب سا احساس تھا جس کے تحت وہ ڈھیلی ہوئی تھی۔ اور سامنے بیٹھا چہرہ شناس شخص جانتا تھا کہ اس کے چہرے پر کون کون سے تاثرات آئے ہیں۔ وہ صوفے پر ذرا سا جھک کر بیٹھا اور سنجیدہ مگر نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"دیکھو مصفرہ! ہر چیز بدل رہی ہے۔ تمہارے اپارٹمنٹ کی چار دیواری کی اندر زندگی اور طرح کی تھی لیکن اب زندگی اور طرح کی ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے اپنے سرخ بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا اور اس کی گرے آنکھوں میں دیکھ کر توجہ سے اس کی بات سننے لگی۔

"جب کچھ نیا ہو رہا ہو زندگی میں تو اسے ایڈوینچر سمجھ کر قبول کر لیا کرو۔ اس طرح کافی حد تک زندگی آسان ہو جائے گی۔"

براق کے گھنگرالے بال اس کے ماتھے پر گر رہے تھے اور لاؤنج میں صرف اس کی پر اثر انداز میں بولے گئے الفاظ گونج رہے تھے اور ہوا میں تحلیل ہو کر ہمیشہ کے لیے اپنا عکس چھوڑ رہے تھے۔

"اس راستے پر چلنے کا حوصلہ ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا کیونکہ راستے منزل پر پہنچنے سے پہلے مسافر کو اتنا تھکا دیتے ہیں کہ اس کے قدم ڈگمگانے لگ جاتے ہیں۔ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے خود کا ہاتھ سب سے پہلے پہنچتا ہے تو خود کو پہچانو۔"

براق کے الفاظ مصفرہ کے جسم میں سنسنی پیدا کر رہے تھے۔

"جب تک تمہیں معلوم ہی نہیں ہو گا تم کس قابل ہو تو پھر تمہاری قابلیت کسی کام کی نہیں۔"

مصفرہ الفاظ کو ایک ایک کر کے اپنے ذہن میں نقش کر رہی تھی۔

"خود کو پہچانو مصفرہ۔ تم ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل میں کیوں خود کو الجھا رہی ہو؟؟ کچھ چیزوں کو وقت کی دھار پر چھوڑو اور پھر خود کو پہچانو۔"

وہ کہہ کر ایک نرم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ مصفرہ کچھ دیر بیٹھ کر اس کے الفاظ اپنے اندر تک اتارتی رہی اور خود کو پہچاننے کے حوصلے سے اٹھ کر کمرے کی جانب آ گئی۔

منسا اور مصفرہ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ اس کے دوران ہی منسا سو چکی تھی اور مصفرہ نے وقت دیکھا تو رات کے گیارہ تھے۔ وہ خود بھی بہت تھکی ہوئی تھی۔ پورے جسم کے ہر جوڑ میں درد تھا لیکن بستر پر لیٹ کر بھی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ کچھ دیر بستر پر کروٹیں بدلتی رہی لیکن بے سود۔ پچھلی رات بھی وہ صرف دو گھنٹے سو پائی تھی۔ اور ابھی بھی یہی سب۔ وہ سونا چاہتی تھی۔ تنگ آکر بستر سے اٹھ گئی اور ٹیبل لیمپ کی روشنی میں سائیڈ ٹیبل کے خانے میں کچھ ٹٹولنے لگی۔ وہاں کچھ نہ ملا تو اٹھ کر ڈریسنگ کے درازوں میں ہاتھ مارے۔ پھر اپنے بیگ کی

جانب آئی جو قریباً خالی پڑا تھا۔ لیکن کچھ چیزیں موجود ہونے کی وجہ سے وہ ابھی تک اٹھا نہیں پائی تھی۔ اس نے بیگ میں بھی ٹٹولا لیکن بے سود۔ پھر اپنے بیگ پیک میں اسے اپنی مطلوبہ شہ مل گئی۔

وہ بستر پر آبیٹھی اور دوائی کی ڈبی کھولی۔ دوائی کھانے کے بعد وہ بستر پر لیٹ گئی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی دوائی کی ڈبی کو دیکھا جس میں صرف دو سے تین گولیاں باقی رہ گئی تھیں۔ اسے فارمیسی پر جلد ہی جانا پڑے گا۔ انہیں خیالات میں وہ نیند کہ وادی میں اتر گئی تھی۔

دیکھیں فضول شے کا بیاں چھوڑ دیجئے۔
ہم سے محبتوں کا گماں چھوڑ دیجئے

چاہت ہے دل کی بات، یہ جبر اکی شے نہیں
جو چھوڑ دے جہاں پر وہاں چھوڑ دیجئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گر مجھ سے مشورہ کریں گے اس جہان کا
تو میں یہی کہوں گا کہ جہاں چھوڑ دیجئے.....

===========

ٹریننگ کا دوسرا دن پہلے کے مقابلے میں سخت تھا۔ آج وہ تینوں اکیلے ٹریننگ ایریا تک آئے تھے کیونکہ براق کچھ عرصے پہلے ہی نکل چکا تھا۔ وہ کسی اور کام کو نبٹا کر وہاں پہنچنے والا تھا اور تب تک حماس نے انہیں گائیڈ کرنا تھا۔ کل والے وارم اپ سیشن کے بعد جب باکسنگ کے دو راؤنڈ مکمل ہوئے تو براق انہیں جوائن کر چکا تھا۔ براق نے انہیں گائیڈ کرنا شروع کیا اور ہر ممکنہ چیز سے ہتھیار بنانا سکھائے۔ جسم کے کچھ پریشر پوائنٹس بتائے اور چھڑی چلانے کے بہت سے ہتھکنڈے بھی۔ اس کے علاوہ دوبارہ سے ٹائر کو گھمانے کا فریضہ سرانجام دیا گیا۔ پورا دن اس سب

میں گزر گیا اور دن بھر کی سخت ترین ٹریننگ کے بعد وہ اب نڈھال اور ڈھیلے سے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

"ویسے آپس کی بات ہے تم کھانا بہت بدذائقہ بناتے ہو حماس۔"

باہس نے مزاحیہ انداز میں سچ بولا تو منسا جو پانی پی رہی تھی غوطہ کھا کر ہنسنے لگی۔

مصفرہ کا قہقہہ بھی گونجا تو براق بھی ہنس دیا۔ باہس اور حماس کی کافی اچھی دوستی ہو چکی تھی۔ وجہ دونوں کا ایک سا خوشدل سا مزاج تھا۔

"ابے نمک حرام! اتنی گرمی میں کھانا بنایا اور تو نے ذرا سا بھی دل نہیں رکھا میرا۔"

حماس دل پر ہاتھ رکھ کر ڈرامائی انداز میں بولا تھا۔ باقی سب ابھی تک ہنس رہے تھے۔

"کہنا تو نہیں چاہیے لیکن۔۔۔"

اس سے پہلے کہ منسا اپنا جملہ مکمل کرتی حماس نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تو مت کہو رہنے دو پھر۔ میرا دل پہلے ہی درد سے پھٹنے کو ہے۔"

حماس ڈرامائی انداز میں دل پر ہاتھ رکھ کر اسے مسلنے لگا تھا۔مصفرہ کا ہنس ہنس کر منہ لال ہو گیا اور براق کی نظر جب اس پر پڑی تو بس نگاہیں جھکا کر مسکرا دیا۔

اسے معلوم تھا وہ زندگی میں پہلی بار ایسے کھل کر ہنس رہی تھی۔اسے معلوم تھا۔۔۔اسے معلوم نہیں تھا تو پھر کسے معلوم تھا؟؟

"چلو خاموشی سے کھانا کھاؤ۔"

براق نے حماس کو کمر پر ایک چپت لگاتے ہوئے سیدھا کیا تو وہ کراہ کر سیدھا ہوتا کھانا کھانے لگا۔باہس نظروں ہی نظروں میں حماس سے معافی مانگنے لگا اور منسا مصفرہ سے کوئی بات کرنے لگی۔جبکہ براق کے بولنے پر مصفرہ نے واضح طور پر آنکھیں گھمائی تھیں۔کھانے کے بعد معمول کے مطابق چائے کے انتظار میں وہ چاروں لاؤنج میں آبیٹھے اور منسا چائے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

"ویسے تم شروع سے اتنے سڑیل ہو؟"

مصفرہ جو اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھی تھی ذرا سا اس کی جانب جھک کر بولی کہ باقی دونوں کو آواز نہ جائے۔

"نہیں تمہیں دیکھ کر الفاظ سے مٹھاس غائب ہو جاتی ہے۔"

براق بھی ذرا سا جھک کر رازدارانہ انداز میں بولا تھا۔وہ ناک منہ سکوڑتی آنکھیں گھما گئی۔وہ مسکرا دیا۔

"ویسے تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

وہ مسکرا کر اسے دیکھتا ہوا بولا تو مصفرہ نے اس کے گھنگرالے بال دیکھے جو اس کے ماتھے پر گر رہے تھے اور اس کی آنکھیں جو اسے غیر معمولی حسن دیتی تھیں اور رعب بھی اور کچھ حد تک خوف بھی۔

"ایسے ہی جنرل نالج کے لیے۔"

وہ کندھے اچکا کر منسا کی لائی ہوئی کافی اور چائے سرو کرنے لگی اور معمول کے مطابق سب باتیں کرنے لگے۔وہ کچھ سوچتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو براق نے گہری سانس بھر کر اسے بولنے کا اشارہ کیا۔

"میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے زویا قریشی کا کیس کیوں دیا۔"

براق اس کے سوال پر پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر گہری سانس بھر کر صوفے پر آرام دہ ہوتا گویا ہوا۔

"جس رات میجر شہروز نے مجھے اپنے آفس بلا کر سارا پلین بتایا تھا کہ کس طرح وہ تین انجان لوگوں کو مشن میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو میں نے بہت اعتراض اٹھایا۔"

اس کی بات پر سب مگ اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کی جانب متوجہ ہوئے جیسے وہ کوئی کہانی سنا رہا ہو۔۔۔۔

تو پھر کیوں نا یہ کہانی کی طرح ہی بتایا جائے ؟؟؟

میجر شہروز اپنی آفس چیئر پر مکمل یونیفارم میں بیٹھے تھے۔وہ ابھی کسی میٹنگ سے آئے تھے اور اب براق ان کے سامنے کرسی پر فارمل ڈریسنگ میں موجود تھا۔

"لیکن سر یہ بہت بڑا رسک ہے۔"

براق اپنی بات پر ڈٹا تھا۔

"دیکھو نوجوان! فیصلہ ہو چکا ہے۔ مشن تم لیڈ کرنے والے ہو تو اپنے طور پر ان تینوں کی انفار میشن نکلوا سکتے ہو لیکن یہ مشن تم انہی تین لوگوں کے ساتھ لیڈ کرو گے۔انڈر سٹینڈ؟"

میجر شہروز نے اپنے ازلی پر اثر انداز میں حکم دیا تو وہ کچھ سوچنے لگا۔

"ٹھیک ہے سر لیکن اس مشن کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے میری ایک شرط ہے۔"

براق کی بات پر انہوں نے ابرو اچکائے اور بولتے رہنے کا اشارہ کیا۔

"میں تینوں کو ایک ایک ٹاسک دوں گا۔ اگر تو وہ یہ ٹاسک کر سکے تو میں انہیں ٹیم میں شامل کر لوں گا ورنہ آپ کو آئی ایس آئی آفیسرز کو ہی میری ٹیم میں لانا ہو گا۔"

براق کی بات پر وہ کچھ سوچنے لگے۔ کچھ دیر خاموش رہے اور سوچ سمجھ کر کہنے لگے۔

"ٹھیک ہے۔ جو دل چاہے کرو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہوں نے مسکرا کر براق کو اجازت دی تو وہ شکریہ ادا کرتا اٹھ گیا۔اس عزم کے ساتھ کہ وہ کسی انجان کو ٹیم میں آنے نہیں دے گا لیکن قسمت کو شاید یہ منظور نا تھا۔

---------—

"میں تم لوگوں کو اس طرح ٹیسٹ کرنا چاہتا تھا کہ تم تینوں کو خود بھی معلوم نہ ہو کہ تم لوگوں کا ٹیسٹ چل رہا۔"

براق کی بات پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"تو یونیورسٹی کے سیکیوریٹی سسٹم اور سٹوڈنٹس کے پورٹل کو ہیک کروانے والا کام کسی ایچ اوڈی نے نہیں آپ نے کروایا تھا؟"

منسا نے حیرت سے پوچھا تو وہ سر ہلا گیا۔

"اس کا مطلب اسٹریلیا کے جنگلات میں جو سب ہوا وہ بھی آپ نے؟؟"

باہس نے بھی حیرت سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔

"لیکن زویا قریشی کا ہی کیس کیوں؟"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے سوال کیا تو وہ ابرو اچکا کر رازدارانہ خفیہ مسکراہٹ پیش کر گیا۔

"کچھ سوالات کے جوابات وقت کو دینے دو مصفرہ۔ایسے قدرت کے نظام کا چارم ختم ہو جائے گا۔"

وہ کچھ سمجھ تو نہ سکی لیکن سر ہلا دیا۔اس کے بعد ان لوگوں نے مشن پر بات شروع کی اور سب نے مل کر ایک پلین ترتیب دینا شروع کیا۔ جس میں زیادہ تر ہاتھ براق کا تھا۔ باقی سب اپنی اپنی رائے پیش کر رہے تھے اور پلین کو مزید مضبوط کر رہے تھے۔

یونہی رات کا اندھیرا گہرا ہونے لگا تو سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔اس رات مصفرہ نیند کی سیکنڈ لاسٹ گولی جو ڈبی میں موجود تھی وہ نگل گئی اور خالی ڈبی کو افسوس کے ساتھ دیکھ کر دراز میں پھینک دیا۔اسے فارمیسی جانے کا وقت ہی نہیں مل سکا تھا۔ کل پریکٹس سے واپس آ کر وہ شاید لینے چلی جائے۔۔ نیند کی دیوی اس پر جلد ہی مہربان ہو گئی تھی۔ دماغ نے چلنا بند کر دیا تھا اور آنکھوں کی تہوں پر اندھیرا چھا گیا تھا۔اور اندھیرے کے بعد۔۔۔ گہرا سکوت!!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پہلے کہتا ہے کہ افلاک سے آگے دیکھو
پھر کہیں بیچ میں مہتاب لگا دیتا ہے

رات دیتا ہے تھکے دن کو تھپکنے کے لیے
پھر تعاقب میں کوئی خواب لگا دیتا ہے

=======

ٹریننگ کا تیسرا دن بھی معمول کے مطابق شروع ہوا تھا۔وارم اپ سیشن کے بعد آج ان کی شوٹنگ کی پریکٹس تھی۔شوٹنگ کی پریکٹس کے لیے سب سے زیادہ مصفرہ پرجوش تھی۔

کیونکہ بندوقوں سے کھیلنے کا شوق پالنے والے ہاتھ میں بندوق لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

آج ٹریننگ دینے کے لیے حماس بھی ساتھ تھا۔باہس کو زیادہ مشکل نہیں ہوئی کیونکہ وہ جنگلات میں بھی اپنے ساتھ سیفٹی کے لیے پستول رکھتا تھا۔ان دونوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے برعکس منسا کو شوٹنگ نہیں آتی تھی۔وہ پستول پکڑنا بھی نہیں جانتی تھی۔براق نے گھنٹہ بھر لگا کر انہیں سمجھایا تھا اور ٹیکٹیکس بتائی تھیں۔ان تینوں میں خاص بات یہ تھی کہ تینوں ہی جلد سیکھ جاتے تھے۔ایک بار بتائی گئی بات کو دوسری بار بتانا نہ پڑتا تھا۔اسی لیے منسا نے جلد ہی چلانا سیکھ لی۔شروع کے ایک دو نشانوں میں وہ ڈری بھی، سہمی بھی،اور چیخی بھی لیکن براق کے الفاظ انہیں حوصلہ دینے کے لیے مثبت ثابت ہوتے۔

"گولی تب تک نہ چلاؤ جب تک اگلا انسان آپ پر گولی سے وار نہیں کر رہا۔"

براق نیوی بلیو سویٹ شرٹ اور پینٹ میں تھا۔ہاتھ میں پستول تھی لیکن وہ چلا نہیں رہا تھا۔انہیں نشانہ باندھنا سکھا رہا تھا اور مختلف اینگل بھی۔پھر اس نے انہیں کچھ اصول سمجھائے۔

"اصول نمبر ایک۔"

حماس نے بولا تو براق نے اصول بولا۔

"مزل کو ہمیشہ محفوظ سمت میں رکھنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

تینوں نے سمجھ کر سر ہلایا اور مزل کی سائیڈ ٹارگٹ والی سائیڈ پر کی۔ پھر حماس بولا۔

"اصول نمبر دو۔"

"اپنی بندوق کی "سیفٹی" پر بھروسہ نہیں کرنا۔"

براق نے اصول بولا تو سب نے سر ہلایا اور ہاتھ میں پکڑی پستول کی سیفٹی کو دیکھا۔

"اصول نمبر تین۔"

حماس نے پھر کہا تو براق نے ایک نظر اسے دیکھ کر اگلا اصول بولا۔

"اپنے ٹارگٹ کے بارے میں شیور ہوں اور اس سے آگے کیا ہے اس سے بھی۔"

سب نے یکجا یس سر کہا تھا۔

"اصول نمبر چار۔"

حماس پھر بولا تو براق نے اسے گھورا۔ یہ کچھ زیادہ پرجوش نہیں؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر ٹرگر کھینچنے پر بندوق فائر کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے، تو احتیاط سے ہینڈل کریں۔"

براق کی بات پر سب نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی بندوق کو ایک نظر دیکھا تھا اور اس کے ٹرگر کو بھی۔

"اصول نمبر پانچ۔"

حماس نے بولا تو براق نے اسکے گھٹنے پر جا گرز سے وار کیا تھا۔ وہ کراہ اٹھا۔

"ارے بھائی کیا ہے؟"

وہ کراہتا ہوا بولا۔

"مزید کوئی اصول نہیں ہے اب۔"

براق کے چڑ کر کہنے پر باقی تینوں ہنس دیے جبکہ حماس جھوٹے آنسو صاف کرنے لگا۔

"تو ایک اور اصول بنالیں۔ پورے ہو جائیں گے پانچ۔"

اس نے جیسے مشورہ دیا۔ حماس جیسا عقلمند ہے بھلا کوئی؟

www.novelsclubb.com

"براق نے جواباً اُسے صرف گھورا تھا۔ باقی تینوں ہنس دیے تو وہ بھی دانتوں کی نمائش کر گیا۔

"چلیں اب یہ کانوں میں پہنیں اور آنکھوں پر چشمے لگائیں اور ٹریننگ پر فوکس کریں۔"

براق نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر سر ہلا کر کانوں پر ہیڈ فونز چڑھا لیے اور آنکھوں پر ٹریننگ گلاسسز۔ اور پھر اسی طرح وہ ٹریننگ میں مصروف ہو گئے۔

آج شہر خوشاب کا موسم نہایت خوشگوار تھا۔ اس لیے وہ کچھ بہتر محسوس کر رہے تھے لیکن دن بھر کی محنت سے بھرپور ٹریننگ کے دوران گرمی لگنا واجب تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں سے پتے سرسرا رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ کہیں آس پاس بارش ہوئی ہے اور اسی وجہ سے موسم خوشگوار ہے۔

تین گھنٹے کی لگاتار پریکٹس کے بعد وہ تینوں اب اس جگہ کھڑے تھے جہاں براق انہیں لے کر آیا تھا۔ وہ ٹریننگ ایریا سے کچھ فاصلے پر جنگل کے اندر ہی پہاڑ کی چوٹی

تھی۔حماس ان کے لیے کچھ کھانے پینے کا بندوست کرنے کے لیے اپارٹمنٹ گیا تھا۔اور باقی اب وہ تینوں براق کے پیچھے کھڑے، کمر پر ہاتھ باندھے ایک ہی سٹائل میں سر اٹھائے پہاڑ کی چوٹی کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ ٹاسک سب سے آسان ہے۔"

براق ان کی جانب گھوما تو وہ تینوں فوراً سیدھے ہوئے۔

"ہم نے یقین کر لیا۔"

مصفرہ نے آنکھیں معصومیت سے جھپک کر کہا،ایسے جیسے سچ میں یقین کر لیا ہو۔

براق نے سر گھما کر پہلے اسے دیکھا اور واپس مڑ کر پہاڑ کی چوٹی کو دیکھنے لگا۔سچ تو یہ تھا وہ اپنی مسکراہٹ ضبط نہیں کر پایا تھا،اس لیے رخ موڑ گیا۔

"تم لوگوں کو بس یہ پہاڑ چڑھنا ہے۔باقی پھر پہاڑ کی دوسری سائیڈ پھر جھانکو گے تو میں تمھیں وہیں ملوں گا۔"

براق نے سادا الفاظ میں کہا تو تینوں نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا کہ واقعی ؟؟بس؟؟ کیونکہ وہ تینوں جو ابھی تک کر چکے تھے وہ مشکل تھا اس سے یہ سب کچھ آسان لگا تھا۔ وہ پر جوش سے سر ہلا کر چوٹی چڑھنے لگے۔

تیز ہوائیں منہ پر تھپڑ کی طرح لگ رہی تھیں لیکن ان کے دماغ میں ایک چیز موجود تھی۔

"یہ تو آسان ہے، یہ تو ہم کر سکتے ہیں۔"

اس لیے تیس منٹ کے اندر اندر ہی وہ پہاڑ کی چوٹی چڑھ چکے تھے۔ لیکن اس میں ان لوگوں نے ایک دوسرے کی بہت مدد کی تھی۔ اس کے بعد وہ تینوں خوشی سے یس کرتے جب آگے بڑھے تو پہاڑ کی دوسری سائیڈ پر نیچے کہیں بھی انہیں براق نظر نہ آیا۔ انہوں نے حیرت اور اچنبے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تبھی وہاں ہوا کے ساتھ ایک اور آواز گونجی۔

"رسی پہلے سے لگی ہے۔ الٹا لٹک کر آنا زیادہ آسان رہے گا۔ ملتے ہیں دوسرے پہاڑ پر۔"

سب نے آواز کی جانب دیکھا تھا اور نیچے کو جھکے تھے جہاں براق مزے سے ایک درخت کی مضبوط ٹہنی پر بیٹھا تھا اور پانی پیتے ہوئے اشارہ کر کے سمجھا رہا تھا۔سب نے رسی کو دیکھا جو اس پہار پر کسی بڑے سے کیل کی مدد سے لگی ہوئی تھی اور اسی طرح دوسرے پہاڑ پر بھی۔وہ رسی مضبوط تو لگ رہی تھی لیکن الٹا لٹکنا؟؟

حیرت سے براق کی جانب دیکھا جو اب وہاں نہیں تھا۔

"ہم نے کیسے یقین کر لیا کہ واقعی کوئی ٹاسک اتنا آسان ہو سکتا ہے۔"

مصفرہ نے افسوس سے کہا تھا۔باقی دو بھی گہرے سانس بھر کر صدمے سے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"پہلے میں جاؤں گی۔"

منسا نے صدمے کی کیفیت سے نکل کر بولا۔

"جاؤ پہلے تمہاری قربانی ہو گی۔"

باہس نے بھی اسے جانے کا اشارہ کیا تو منسا نے ٹانگ اس کے گھٹنے پر ماری تھی ، بالکل اسی طرح جس طرح براق نے حماس کو ماری تھی۔

"اچھا سنو مصفرہ۔"

منسا جاتے جاتے پیچھے مڑی تھی۔ مصفرہ نے ابرو اچکائے۔

"میں اس کھائی میں گر کر مر گئی تو میری ماں کو فون کر کے بتا دینا۔"

منسا نے ڈرامائی انداز میں کہا اور اپنے نہ موجود آنسو صاف کیے لیکن اس کی بات پر مصفرہ کو چپ لگ گئی۔ منسا جب اللہ اللہ کرتے دوسرے پہاڑ پر پہنچی تو انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ وہ تینوں ایک ساتھ جانے کا رسک نہیں لے رہے تھے کیونکہ رسی جتنی بھی مضبوطی سے بندھی ہو لیکن اتنا اعتبار نہیں تھا انہیں۔

"لیڈیز فرسٹ۔"

باہس نے اسے دیکھ کر بولا تو مصفرہ دانت کچکچا کر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کر رسی کی جانب بڑھ گئی۔

"دیکھیں میں مر ور گیا تو میرے باپ کو فون کر دیجیے گا۔"

باہس نے پیچھے سے بولا تو وہ ہنس دی۔ اس نے قدم رسی کی جانب بڑھائے اور اللہ اکبر کرتی اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ رسی پر لٹک گئی۔ ٹانگیں لٹکیں تو وہ ڈر گئی۔ دل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ پھر اس نے ٹانگیں بھی رسی پر لپیٹ دیں اور گہری سانس بھری۔

"اچھا آپ مر گئیں تو کسے فون کرنا ہے؟؟"

باہس نے جھک کر اس کی جانب پوچھا تو مصفرہ کی گرفت رسی پر یکدم ڈھیلی ہوئی اور اس نے اپنا بیلنس کھو دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی، باہس نے آگے بڑھ کر رسی کو تھاما تھا اور اسے بیلنس کرنے میں مدد دی تھی۔

"تمہاری بکواس کے بعد تو واقعی مر جانا ہے میں نے۔"

مصفرہ نے غصے سے بولا تو وہ ڈرتا ہوا پیچھے ہو گیا۔

"میں کسی کی موت کا ذمہ اپنے سر نہیں لے سکتا سوری۔"

اس کے کہنے پر مصفرہ نے اسے گھورا تھا اور پھر فوکس کرتی رسی پر الٹا لٹکتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ ایک بات اس کے دماغ میں ابھی بھی چل رہی تھی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

اگر وہ مر گئی تو بتانے کے لیے کوئی اور شخص بھی دنیا پر موجود نہیں۔ لیکن یہ اکیلا پن تو اس نے خود چنا تھا اپنے لیے؟؟ یا شاید اس کا مقدر اسے اکیلا ہی رکھنا چاہتا تھا۔ جو بھی تھا لیکن مصفرہ مغل کا دل ایک بار پھر کمزور پڑ گیا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی!!

ٹریننگ کے بعد باقی دو دنوں کی ٹریننگ والے ٹاسک بھی ایک ایک بار کروائے گا لیکن ان سب میں بھی مصفرہ غیر حاضر دماغ تھی۔ اور اس چیز کو براق نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

"مصفرہ! کدھر کھوئی ہوئی ہو؟"

براق نے سنجیدگی سے استفسار کیا تو وہ چونکی تھی۔

"سر وہ کچھ نہیں۔۔بس اموشنلی تھوڑا ڈاؤن فیل کر رہی ہوں۔"

وہ نہیں جانتی اس نے ایسا کیوں بولا اور کس طرح سے الفاظ اس کے منہ سے ادا ہوئے لیکن وہ فوراً سے اپنے الفاظ کے چناؤ پر پچھتائی تھی۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر اسے احساس ہو گیا تھا اس نے غلط بولا ہے یا کم از کم اسے یہ بات براق کے سامنے

نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پلیز براق اب اسے کچھ نہ بولے ورنہ وہ شرمندگی اور بے وقوفی کی وجہ سے رو دے گی۔

"اموشنز اور فوج کا کوئی واسطہ نہیں ہے مصفرہ مغل۔ آئندہ کبھی ایسا ہو تو اموشنز کو کچڑے کے ڈبے میں پھینک کر آئیں اور ٹریننگ پر فوکس کریں۔ فوج کو آپ کے اموشنز نہیں چاہیے، آپ کی سکلز چاہیے، جو اموشنز جیسی فضول شہ کے نیچے دب جاتی ہیں۔ مہربانی فرما کر فوکس کریں۔"

براق نے کڑوے ترین الفاظ کا چناؤ کرنا اپنا ذاتی فرض سمجھا تھا۔ مصفرہ کے آنسو آنکھوں میں آئے کھڑے تھے لیکن ضد کی وجہ سے وہ انہیں مسلسل پینے کی کوشش کر رہی تھی۔ پلک تب جھپکنے سے وہ آنسو گر سکتے تھے اس لیے وہ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھی۔

"جی سر۔ سوری۔ آئندہ نہیں ہو گا۔"

مصفرہ جانتی تھی کہ کس ہمت سے اس نے الفاظ ادا کیے تھے لیکن اس کی آواز کا لڑکھڑانا براق نے واضح طور پر محسوس کیا تھا۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا تھا اور مصفرہ کے

بالوں کے آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر بکھیر گیا تھا اور مصفرہ نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں انہیں اپنے چہرے سے پڑے دھکیلا تھا۔ براق کی نظروں نے واضح طور پر سارا منظر دیکھا تھا اور پھر جبڑے سختی سے بھینچتا وہ باقی دونوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔ مصفرہ رخ موڑ کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی اور خود کو کمپوز کرتی ٹریننگ کی جانب واپس متوجہ ہو گئی۔ کیوں وہ اتنی کمزور محسوس کر رہی تھی۔ آخر کیوں اس سے مضبوط ہونے کا دکھاوا نہیں ہو رہا تھا۔ ایسے کیسے اس کا خول ٹوٹ سکتا ہے؟

بعض اوقات کسی اور کے مِلنے سے عدم
اپنی ہستی سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے

========

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رات کی تاریکی گہری ہو رہی تھی۔ آج وہ لوگ لیٹ ہو گئے تھے۔ تھکن سے چور بدن کے ساتھ وہ تینوں اب بھاگتے ہوئے گھر جا رہے تھے۔ ہوا میں تیزی آگئی تھی اور بارش کسی بھی وقت برسنے کو تیار تھی۔ آسمان کی جانب دیکھ کر وہ گہرا سانس بھرتی رکی تھی۔

آج وہ جسمانی طور پر کمزور محسوس نہیں کر رہی تھی لیکن ذہنی طور پر ہاں بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا میں اس نے گہرے سانس بھرے تھے اور پھر سیدھے ہوتے دوبارہ دوڑنے لگی تھی۔ کچھ دور جا کر اسے احساس ہوا کہ رستہ جانا پہچانا نہیں ہے۔ وہ گڑبڑا کر چاروں اطراف دیکھنے لگی۔ کچھ آگے پہنچی تو سڑک دو اطراف کو جا رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ سوچتی کہ کس جانب جانا ہے۔

بارش کے قطروں نے زمین پر اپنا جال بچھایا تھا۔ مصفرہ نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا تھا اور پھر وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ آنسو اس کی آنکھوں سے لگاتار بہنے لگے۔ لیکن یہ آنسو آج دوبارہ سے گم ہو جانے کے نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

اندر جو غبار ایک عرصے سے جما ہو رہا تھا وہ آنسوؤں کی صورت نکلنے لگا تھا۔خاموش آنسو آہستہ آہستہ ہچکیوں میں تبدیل ہو گئے اور مصفرہ مغل زندگی میں شاید پہلی بار ہچکیوں کے ساتھ روئی تھی۔بے بسی کی انتہا ہی تھی کہ وہ اس قدر شدت سے رو رہی تھی۔

"کیوں بابا!! آپ نے مجھے کیوں چھوڑا بابا۔"

بارش کے عوض اس کا سارا ٹریک سوٹ بھی بھیگ چکا تھا۔بالوں کی آوارہ لٹیں منہ پر چپک رہی تھیں اور پونی ڈھیلی ہو چکی تھی۔

"دیکھیں نا بابا۔میں ہمیشہ رستے بھٹک جاتی ہوں۔۔۔"

اس نے روتے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ کر ہچکیوں میں بولا تھا۔

"مجھے رستہ دکھانے کے لیے بھی کوئی نہیں ہے بابا۔۔۔بابا۔۔۔آپ نے کیوں مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔"

وہ ابھی بھی آسمان کو دیکھ کر بول رہی تھی۔رونے کی آواز بارش کی آواز کو مات دے رہی تھی۔اس کی جانب بڑھتے قدم بھی مدھم پڑ گئے۔بارش نے قدموں کی آواز کو پی لیا۔

"بابا میں مر گئی تو آپ سے ملوں گی لیکن میں مر گئی تو مجھے قبر میں اتارنے والا کوئی نہیں ہے بابا۔مجھے کیوں اتنا اکیلا کر دیا آپ نے؟؟؟"

مصفرہ اب سر گھٹنوں پر گرائے اس انجان سڑک پر رو رہی تھی جس پر صرف بارش برسنے کی آواز تھی اور بادلوں کے گرجنے کی۔پیچھے کھڑا انفوس اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔وہ خاموشی سے اس کی جانب قدم بڑھاتا،کچھ دیر پہلے کہے گئے اپنے الفاظ پر پچھتا بھی رہا تھا۔براق آگے بڑھ کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا اور اس کا سر گھٹنوں سے اٹھایا تھا۔مصفرہ کی لال ہوتی آنکھیں پہلی کھلی تھیں اور پھر ان میں حیرت سموئی۔اور حیرت کے بعد اگلا تاثر شرمندگی کا تھا۔وہ سر جھکا گئی۔ براق کے گھنگرالے بال ماتھے پر گر رہے تھے۔

"مصفرہ میری طرف دیکھو۔"

اس نے نرمی سے اسے کہا تو مصفرہ نے نا چاہتے ہوئے بھی آہستہ سے نظریں اٹھائی تھیں۔

"میں براق مرزا۔۔ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا جنازہ اتنا عظیم ہو گا کہ وہ دنیاوی حدود میں رہتے ہوئے تمہاری موت کا حق ادا کر دے۔"

مصفرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔اس کی آنکھیں بالوں سے چھپ رہی تھیں لیکن براق نے گیلے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کر دیا۔اب اس کی آنکھوں کا منظر واضح تھا۔اس کی پلکیں مڑی ہوئی تھیں اور براق نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے چہرے پر چپکے بال پیچھے کیے تھے۔وہ اب رو نہیں رہی تھی۔بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہچکیاں ابھی بھی بندھی ہوئی تھیں۔

"تم وعدے سے مکر تو نہیں جاؤ گے؟"

مصفرہ نے نہایت مدھم آواز میں بولا تھا۔اور کچھ بارش نے اس کی آواز مزید مدھم کر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری گردن تمہارے حوالے اگر میں وعدہ خلافی کروں۔"

براق نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر یقین دلوایا تھا۔ مصفرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ آج اسے ان آنکھوں سے خوف نہیں آیا تھا۔ پہلی بار اسے ان آنکھوں میں نرمی اور ملائمت کا جذبہ نظر آیا تھا۔

"لیکن تم تو مجھ سے نفرت کرتے ہو، پھر تم کیوں ایسا کوئی وعدہ کرو گے۔"

مصفرہ کی آنکھ سے نکلنے والے آنسو بارش کے اندر غائب ہوئے تھے۔ آسمان پر بجلی چمکی تھی اور بارش مزید تیز ہو گئی تھی۔ جو ہلکی سی روشنی پیدا ہوئی اس روشنی میں براق نے مصفرہ کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر اعتراف کیا تھا۔

"مصفرہ مغل۔ میں چاہ کر بھی تم سے نفرت نہیں کر سکتا۔ تم سے کوئی کیسے نفرت کر سکتا ہے؟؟"

براق نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا تو مصفرہ کے آنسو تھم گئے۔

"تم مجھ سے نفرت نہیں کرتے؟"

مصفرہ نے پوچھا تو وہ ہلکا سا نفی میں سر ہلا گیا۔

"لیکن میں تمہیں پسند بھی نہیں کرتا۔"

براق نے کہہ کر نگاہیں پھیری تھیں اور اپنا ابھرنے والا ڈمپل بھی چھپایا تھا۔ مصفرہ روتے روتے ہنس دی۔

"میں بھی تمہیں بالکل پسند نہیں کرتی جلے ہوئے شتر مرغ۔"

مصفرہ کی بات پر اس نے آنکھیں کھولے حیرت سے اسے دیکھا جو نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔ کیا دھوپ چھاؤں کا منظر تھا۔

یہی تو وہ منظر تھا جس پر شاعر کئی غزلیں لکھ ڈالیں۔

اور وہ مکمل غزل کا منظر اس کے سامنے زمین پر بیٹھی تھی جس نے براق مرزا کو بھی گھٹنوں کے بل بیٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"چلو اٹھو شاباش۔ گھر چلو۔ بہت نہا لیا بارش میں۔ بیمار ہوئی تو بیماری کی حالت میں ٹریننگ کرواؤں گا۔"

www.novelsclubb.com

براق نے اٹھتے ہوئے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا تھا اور وہ بھی اس کا ہاتھ تھامتی اٹھ گئی تھی۔ پھر جب وہ دونوں چلنے لگے تو مصفرہ گویا ہوئی۔۔

"تم واقعی اپنا وعدہ نبھاؤ گے؟"

مصفرہ نے جیسے آخری بار یقین کرنا چاہا۔

"ہاں لیکن اس کے لیے تمہیں پہلے مرنا ہوگا۔"

براق نے کہہ کر ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کیے تو مصفرہ نے اسے گھور کر سڑک پر موجود پانی پاؤں کی چھپاک سے اس کی جانب اچھالا۔

"ابے میں تو پہلے ہی بھیگ چکا ہوں، اب اس کا کیا فائدہ۔ ہاں لیکن اگر تم نے دوبارہ ایسے کیا تو میں تمہیں یہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

براق کے وارننگ دینے پر وہ سٹپٹاتی ہوئی شریف بنتی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

کچھ آگے جا کر براق نے پاؤں کی چھپاک سے پانی اس کی جانب اچھالا تھا۔ اور وہ حیرت و تعجب سے براق کو دیکھنے لگی جو اب بھاگنے کی تیاری میں تھا۔

"براق مرزا!!!"

وہ چیخ کر اس کے پیچھے بھاگی تھی لیکن ایک جگہ پر کیچڑ ہونے کی وجہ سے وہ بری طرح پھسلی تھی اور زمین بوس ہوئی۔ واپس مرنے پر جو نظارہ براق نے دیکھا تھا اس پر اس کا فلک شگاف قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ ہنستا ہوا آگے بڑھا اور اسے اٹھنے میں مدد دی لیکن مصفرہ اسے اپنے ساتھ ہی نیچے کھینچ چکی تھی۔ دونوں ایک دم سے پانی میں گرے اور مصفرہ کا قہقہہ بارش کی آواز میں ایک موسیقی کا کردار ادا کر گیا۔ اس کے ہنسنے پر براق بھی سر جھٹک کر ہنس دیا۔

اور پھر دونوں اس برستی بارش میں گھر کی جانب چل دیے۔

دور کھڑے بارش میں نہاتے درخت خوشی سے دونوں کو ہنستا ہوا ایک ساتھ جاتا دیکھ رہے تھے اور قدرت سے دعا کر رہے تھے کہ ان کی خوشی سلامت رہے۔

بارش ابھی بھی زور و شور سے ہو رہی تھی اور فلک خوشی سے جھوم رہا تھا۔ بادل رقص کر رہے تھے اور مینہ کے قطرے ابرِ رحمت بن کر دھرتی کو امر کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

تمام رات نہایا تھا شہر بارش میں

وہ رنگ اتر ہی گئے جو اترنے والے تھے

==========

"All beauty has a tragedy"

خوشاب کا وہ علاقہ بارش کے برسنے کے بعد بہت خوشگوار لگ رہا تھا۔ بارش نے بہت کچھ اپنے ساتھ بہا دیا۔ بہت سی باتیں وہ اپنے ساتھ بہا کر لے گئی۔ اس رات مصفرہ دوا کھا کر جب نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی تو وہ مسکرا رہی تھی۔ منسا نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا تو وہ اسے گھورتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

دوسری جانب براق مرزا بستر پر لیٹے ہوئے، سر کے نیچے ہاتھ رکھے گہری سوچ میں مبتلا تھا لیکن ایک خوبصورت سے تبسم نے اس کے لبوں کا احاطہ کر رکھا تھا۔ دل گدگدا رہا تھا۔ اور وہ خود کے دل سے ہی نظریں چرا کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

اپنی سڑک پر کی ہوئی حرکت یاد آئی تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔یقین کرنا مشکل تھا کہ احساسات کے معاملے میں کمزور انسان کیسے مصفرہ کے سامنے ایک بچہ بن گیا تھا۔ایک تیس سالہ مرد بالکل ٹین ایجرز کی طرح ہنس گا رہا تھا۔

اور یونہی وہ مسکرا کر آنکھیں موند گیا لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ منظر لہرانے لگے۔ جس میں ایک دس سالہ بچہ اپنے گھنگرالے بال اس سات سالہ لڑکی کے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ بچی کی ننھی ننھی مضبوط مٹھیاں اپنی گرفت سے اس کے بال آزاد نہ کرنے پر بضد تھیں۔

"اس طرح تو میں گنجا ہو جاؤں گا۔"

وہ قریباً روتے ہوئے بولا تھا اور اس کے رونے کے انداز پر بچی نے اپنی بھوری آنکھوں میں حیرت سموئے اسے دیکھتے ہوئے آہستگی سے اپنی ننھی مٹھیوں کی گرفت میں سے اس کے گھنگرالے بال آزاد کر دیے اور وہ بالوں کو آزادی ملتے ہی

www.novelsclubb.com

تشکر سے اسے دیکھتے ہوئے پانچ سالہ بچے کو اس کے سامنے بٹھا کر خود دو گز کے فاصلے پر جا بیٹھا تھا۔

براق نے آنکھیں کھولیں اور پھر مسکرا کر سونے کے ارادے سے دوبارہ آنکھیں موند گیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے بہت اذیت دی یا فلاں شخص میری خوشی کی وجہ ہے۔ لیکن جذبات کی روانی کو محسوس کرتے ہوئے میرے دل نے کچھ الفاظ کی صدا دی کہ کبھی بھی کوئی شخص ہمیں اذیت نہیں دیتا، یہ اس سے جڑی یادیں ہوتی ہیں جو ہمیں سوگوار کرتی ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی شخص ہماری خوشی نہیں ہوتا، یہ اس کے ساتھ بتایا ہوا اچھا وقت ہوتا ہے جو ہمیں خوشی دیتا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ مزید اچھی یادیں بنانے کے لیے ان کا ساتھ درکار ہوتا ہے۔

ہائے وہ وقت کہ طاری تھی محبت ہم پر
ہم بھی چونک اٹھتے تھے اک نام سے، پہلے پہلے

ہم بھی سوتے تھے کوئی یاد سرہانے رکھ کر
ہاں مگر گردشِ ایام سے پہلے پہلے

======

اگلے دن کا آغاز بھی بارش کی خوبصورت آواز سے ہوا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد اس نے معمول کے مطابق دعا نہیں مانگی اور ہمیشہ کی طرح آج بھی منسا نے بغور اسے دیکھا جو اپنی نظریں چرا گئی۔

"آج ٹریننگ کدھر ہو گی؟ بارش تو کافی تیز ہے۔"

منسا نے کھڑکی کے پردے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا تو باہر سیاہی نے آفاق پر اپنی چادر اوڑھ رکھی تھی اور کچھ آفاق کو گھیرے ہوئے سیاہ بادل ماحول مزید خواب ناک بنا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"معلوم نہیں۔نیچے جا کر ہی معلوم ہو گا۔"

مصفرہ نے کہتے ہوئے اپنے بال باندھے تھے۔اور اپنی دو سرخ آوارہ لٹیں بھی ہائی ٹیل میں قید کر دی تھیں۔منسا نے وقت دیکھا اور بالوں کا جوڑا باندھنے لگی، پھر سٹالر سر پر اچھے سے لپیٹ کر شوز پہننے لگی۔دونوں تیار سی کمرے سے باہر نکلیں اور سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آوازیں سن سکتی تھیں۔

براق اور حماس کسی بات پر بحث کر رہے تھے جبکہ باہس ابھی وہاں موجود نہیں تھا۔

"سر کیا آج ہماری ٹریننگ ہو گی؟"

سلام کے بعد منسا نے ٹیبل پر برتن سجاتے ہوئے بولا تھا۔حماس چائے بنا رہا تھا اور براق کھانا گرم کر رہا تھا۔

"ہاں ضرور۔بارش کے رکنے کا انتظار کرنا فضول ہے تو ہم آج مینٹل ٹریننگ کریں گے۔"

براق کے کہنے کی دیر تھی، ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے باہس نے حیرانی سے براق کو دیکھا اور پھر باقی تینوں کو۔

"تم بیٹھو میں لاتی ہوں چائے۔"

مصفرہ نے حماس کو کہا تو وہ دانتوں کی نمائش کر کے شکریہ ادا کرتا جگہ پر آ بیٹھا۔

براق نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھا جو یونیفارم میں موجود تھی اور اس کے ہلکے ہلکے نم بال پونی میں بندھے تھے۔ وہ توجہ سے کپوں میں چائے انڈیل رہی تھی اور جیسے ہی وہ ٹرے لے کر پلٹی، براق کی نظروں کو خود پر دیکھ کر ڈگمگا گئی۔ لیکن کپوں کو سنبھالتے ہوئے فوراً سیدھی بھی ہو گئی۔ براق نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔ کیا وہ سچ میں اس پر اتنا اثر رکھتا ہے؟؟ لیکن پھر وہ اپنی ہی سوچ پر مسکرا دیا۔

دوسری جانب مصفرہ سنبھل کر ناشتے کی ٹیبل پر آئی اور پھر سب نے توجہ اور بے دلی سے ناشتہ کیا۔ حلق سے نوالے نہیں اترتے تھے لیکن براق سے بے عزت ہونے کا کسی کا کوئی ارادہ نہیں تھا سو وہ چپ کر کے کھاتے رہے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناشتے کے بعد براق انہیں بیسمنٹ میں لے آیا۔گھر میں بیسمنٹ بھی موجود تھی؟

یہ وہ پہلا سوال تھا جو تینوں نے ایک ساتھ کیا تھا۔

بیسمنٹ میں کچھ۔کمپیوٹرز تھے اور دو الگ کمرے تھے۔ایک کمرہ کافی بڑا تھا جو پورے ہال کے نیچے تھا۔اس کمرے میں ٹیبل کرسیاں لگی تھیں اور پروجیکٹر بھی آن تھا۔ براق نے منسا کو کمپیوٹرز کی جانب بھیج دیا تھا اور کسی ہسپتال کا سکیوریٹی سسٹم ہیک کرنے کو بولا تھا۔

دوسری طرف باہس کو اس نے جنگل کا نقشہ دیا تھا اور اسے کچھ خفیہ راستوں کا پتہ معلوم کرنے کا بولا تھا۔

مصفرہ کو اس نے ایک کیس اسٹڈی کرنے کے لیے بولا اور باہس ہسپتالوں کی لسٹ دیکھ رہا تھا۔وہ پانچوں میٹنگ روم میں ہی موجود تھے۔خود براق لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا۔

"براق! مجھے ان ہسپتالوں میں کوئی بھی غیر معمولی سر گرمی نظر نہیں آئی۔"

حماس نے اس کے سامنے کچھ کاغذات کی فہرست رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

براق کے بولنے سے پہلے مصفرہ نے سر اٹھایا تھا۔جواب نارمل گھر کے کپڑوں میں موجود تھی کیونکہ یونیفارم سے ان تینوں کو عجیب سی چڑ ہو گئی تھی۔وہ تینوں ناشتے کے بعد براق سے اجازت لے کر اب آرام دہ کپڑوں میں موجود تھے۔

"سر! آپ اتنے شیور کیسے ہیں کہ اسی علاقے کے ہسپتالوں میں مسلئہ ہے؟"

براق نے بائیں ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے اس کی بات سنی تو ناک رگڑتے ہوئے کہنے لگا۔وہ بولنے لگا تو سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"میں اس کیس پر پہلے سے کام کر رہا تھا۔دشمن کے لیے آرگن سمگلنگ اس علاقے میں زیادہ منافع بخش ثابت ہو گی جہاں آرمی کے ناتے کم ہوں گے،لوگوں میں آرگن سمگلنگ کے بارے میں شعور بھی کم ہو گا اور کوئی خاموش راستہ انہیں اپنے کالے کرتوت چھپانے میں مدد دے گا مطلب جنگلات۔"

براق لفظ ٹٹول ٹٹول کر بول رہا تھا۔

"اس کے علاوہ میرے اپنے کچھ ذرائع ہیں جن کے ذریعے یہ بات کنفرم ہو گئی تھی کہ اس سمگلنگ میں سب سے مضبوط جڑ یہیں سے شروع ہوتی ہے۔"

مصفرہ کے ساتھ باقی سب بھی دلچسپی سے سن رہے تھے۔

"لیکن اس کے لیے ہمیں پتہ ہونا چاہیئے کہ ایسا ہو کس ہسپتال سے رہا ہے، اس لیے میں نے خوشاب کے ارد گرد کے تمام ہسپتالوں میں وزیٹر ڈاکٹر کی حیثیت سے دو دو ماہ کام کیا اور میری خفیہ ٹیم میرے راہ ہموار کرتی گئی۔"

براق کی بات پر منسا نے جواباً کہا۔

"سر ہم اس مشن میں پورے طور پر محنت کریں گے اور ٹیم کی حیثیت سے ہمیشہ آپ کے راستے ہموار کرنے کی کوشش کریں گے۔"

منسا کی بات پر مصفرہ، باہس اور حماس نے بھی "انشاءاللہ" کہا تھا جس پر براق نے مسکرا کر اپنے ڈمپل ان کی خدمت میں پیش کر دیے تھے۔ مصفرہ نے ایک نظر اس کے ڈمپلز کو دیکھ کر نظریں پھیر لی تھیں۔ دل الگ ہی لے پر دھڑک اٹھتا تھا اس ظالم کے ڈمپل دیکھ کر۔

"لیکن آپ پچھلے ہسپتال میں تین ماہ سے زیادہ رکے ہیں۔ ایسا کیوں؟"

حماس کے سوال پر سب دوبارہ براق کی جانب متوجہ ہوئے جو پر سوچ لہجے میں کہنے لگا۔

"وہاں ایک ڈاکٹر پر مجھے شک ہے۔اور اس کی حرکات مجھے مسلسل اس پر شک کرنے پر مجبور کر رہی تھیں۔میں ابھی بھی اس کے بارے میں مشکوک ہوں۔"

وہ دھیمے مگر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا اور سب وہی کر رہے تھے جو ان پر فرض تھا،اسے بغور سننا۔

"آپ کو لگتا ہے وہ وہی ایجنٹ ہے جس نے فوج سے غداری کی؟"

سوال باہس کی جانب سے تھا۔مصفرہ بھی اس کے جواب کے انتظار میں اسے دیکھنے لگی۔حماس اب باہس کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔

"نہیں! وہ ایجنٹ نہیں ہے لیکن اس سارے پلان میں کہیں نا کہیں اپنا کردار ادا ضرور کر رہی ہے۔"

اس سے پہلے کہ کوئی بھی کچھ بولتا مصفرہ نے زور دے کر بولا تھا۔

"رہی ہے؟؟؟مطلب وہ لڑکی ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کے بولنے پر اس نے نظروں کا زاویہ اس کی جانب موڑا تھا جو آج سادہ سے حلیے میں بیٹھی تھی لیکن اس کی دو سرخ لٹیں ڈھیلی پونی کے باعث باہر نکلی ہوئی تھیں جنہیں وہ وقتاً فوقتاً کان کے پیچھے اڑستی تھی۔

"ہاں۔ لیکن اس کی ڈگری وغیرہ سب سچ ہے میں پتا کروا چکا ہوں، اسی لیے یہ ہضم کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ ایک ڈاکٹر ہوتے ہوئے کوئی انسانیت کا برا کیسے سوچ سکتا ہے۔"

براق کی نظریں ابھی بھی مصفرہ پر تھیں جو اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی نظروں کا رخ موڑ گئی تھی اور براق اس کے یوں نظریں پھیرنے پر بس اپنے ڈمپلز کو دبا کر رہ گیا تھا جو نمودار ہونے کو تیار تھے۔

"سر ہم اپنی پوری کوشش کریں گے اور اس مشن کو ہر حد تک مکمل کریں گے، چاہے اپنی جان ہی کیوں نہ گنوانی پڑے۔"

باہس نے پر عزم لہجے میں کہا تھا جس پر ملسا، مصفرہ اور حماس تینوں نے انشاءاللہ بولا تھا۔ براق انہیں بدلے میں مسکراہٹ دیتا اپنے کام پر لگ گیا تھا اور باقی اپنے ٹاسکس

پر۔ براق کی نظریں کچھ پل کے لیے اٹھی تھیں جب مصفرہ نے فائل میں موجود کوئی کوڈڈی کوڈ کرنے کے لیے پنسل اٹھائی تھی۔ تبھی مصفرہ کی نگاہوں نے بھی براق کی جانب رخ کیا تھا۔اسے پہلے سے خود کی جانب دیکھتا پاکر وہ شرمندہ سی سر جھٹک کر کیس فائل کی جانب متوجہ ہوگئی۔ جبکہ براق بس اسے دیکھتا رہ گیا جو ایسے شرمندہ ہوئی تھی جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔

=========

سیاہی اور برائی کا جوڑ ایسا ہے جیسے جسم کے ساتھ سائے کا ہونا۔ برائی ہمیشہ سیاہی میں سر اٹھاتی ہے اور سیاہی برائی کو جنم دینے میں مثبت ثابت ہوتی ہے۔

ایسی ہی ایک سیاہ رات میں سیاہ لبادہ اوڑھے ہوئے وہ سیاہ ماسک کی تہہ میں منہ کو چھپائے جب اس تاریکی میں ڈوبے سیاہ و سرخ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا جس میں آنکھوں نے ساتھ نہ دیا۔ منہ پر ماسک ہونے کی وجہ سے وہ مسکراہٹ ایک پراسرار راز کی طرح اس ماسک تلے ہی دب کر اپنی موجودگی کو فنا کر گئی۔ وہ چلتا ہوا ایک سٹریچر کی جانب آیا۔ کمرے کی تاریک فضا

میں واحد بلب اس سٹریچر کے اوپر ہی موجود تھا۔ جس کی وجہ سے کمرے میں مدھم سی روشنی بکھری تھی۔ پاس کھڑے دو لوگ سر جھکا کر کھڑے تھے جیسے کوئی بادشاہ کے سامنے پیشی دے رہے ہوں۔ اس نے سٹریچر سے چادر ہٹائی تھی اور ہر سائز کے گردے اس سٹریچر پر موجود تھے جنہیں ایک سلیقے سے ترتیب دے کر رکھا گیا تھا۔ ان پر لگا خون ابھی بھی تازہ تھا جو کمرے کی خوفناک فضا میں اپنی خوشبو بکھیر کر اسے مزید ہولناک بنا رہا تھا۔

اس نے اپنا دائیاں ہاتھ آگے بڑھایا اور ایک گردے پر لگے خون کو دو انگلیوں پر اتارا۔ اس دوران کمرے میں موجود شخص میں سے ایک کی نظر اس کی دائیں کلائی پر بنے ٹیٹو پر پڑی تھی جو بچھو کا تھا۔ اس کے نام کا۔ اس نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ پھر اسے ناک کے قریب لے جا کر سونگھا تھا اور شاطر انداز سے مسکرا دیا۔

"یہ کتنے ہیں؟"

اس کی بارعب آواز سنسان کمرے میں گونجی جہاں اے سی کے چلنے کے علاوہ صرف سانسوں کی آواز تھی۔اس کی آواز کا بھاری پن محسوس کر کے انہوں نے تھوک نگلا تھا۔

"س۔۔سر۔۔چوبیس۔"

ان میں سے ایک نے جواباً کہا تھا۔وہ مردانہ آواز تھی۔دونوں کی گردنیں ابھی بھی زمین کو گھورنے میں مگن تھیں۔انہیں اجازت نہیں تھی اس کی موجودگی میں سر اٹھانے کی۔

"کیوں؟ایک کدھر ہے؟"

وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا اور سٹریچر کے پیچھے کی جانب بڑھا تھا جس طرف وہ دونوں کھڑے تھے۔اس کے قدم اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ دونوں سانس لینا بھول چکے تھے۔وہ جانتے تھے کہ سامنے موجود شخص کتنا سفاک ہے۔وہی تو سب سے بہتر جانتے تھے۔اس لیے آج تک غلطی کا کوئی موقع پیش نہیں آنے دیا تھا۔

"س۔۔سر۔۔"

وہاں موجود دوسرے شخص نے بولنا چاہا تھا جو کہ نسوانی آواز تھی۔وہ قدم اس نسوانی آواز کی جانب بڑھا گیا۔اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر سر اوپر کیا تو وہ ایک سیکنڈ کے لیے آنکھیں اٹھا گئی جس سے اس کے ماتھے پر بکھرے بال نظر آئے لیکن ان بالوں کے پیچھے چھپی آنکھیں وہ دیکھ نہ پائی کیونکہ اس سے پہلے ہی اس کی سخت آواز کان کے قریب سے آئی تھی جدھر وہ جھکا تھا۔

"آنکھیں نیچے، نہیں تو انہیں نکال کر بیچنے میں مجھے سیکنڈ نہیں لگے گا۔اور تم تو بہتر جانتی ہو ڈاکٹر۔"

اس کا سرد اور سخت لہجہ دونوں کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔اے سی فل سپیڈ پر ہونے کے باوجود ان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔وہ کچھ پیچھے ہوا اور اس کی ٹھوڑی ایک جھٹکے سے چھوڑی جس پر وہ گھبرا گئی۔

"ایک گردہ کم ہے تو کیا اب میں تم دونوں میں سے کسی ایک کا نکال کر آرڈر پورا کروں؟؟؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ غصہ نہیں کر رہا تھا لیکن اس کا ہر انداز اور ہر لفظ سختی، سفاکی اور بے رحمی سے لبریز تھا جیسے اس کی زبان صرف ان ہی چیزوں سے واقف ہو۔

"س۔۔ سر ہمیں بس ایک گھنٹہ اور چاہیے۔ جیسے ہی کوئی پیشنٹ آئے گا۔ ہم یہ آرڈر پورا کر دیں گے۔"

نسوانی آواز والی پھر بولی تھی۔ اس نے ان دونوں کو دیکھا جن کی نظریں ابھی بھی زمین کو سجدے کرنے میں مصروف تھیں۔ پھر اس نے اس لڑکی کو دیکھا جسے وہ ڈاکٹر بول رہا تھا۔

"آدھے گھنٹے کے اندر اگر یہ آرڈر مکمل نہ ہوا تو تم میں سے ایک کا گردہ میں خود اپنے ان ہاتھوں سے نکال کر آرڈر پورا کروں گا۔"

وہ سرد لہجے میں بول کر سر پر پی کیپ پہنتا کمرے سے باہر نکل گیا اور پیچھے ان دونوں نے گہری سانس بھری تھی جو تب سے رکی ہوئی تھی۔

"اب ہم کیا کریں؟"

اکبر کی پریشان سے آواز فریال نے سنی تو اسے گھور کر رہ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"موت کا انتظار کرنے سے بہتر ہے کسی پیشنٹ کا انتظام کرلیں۔"

وہ کہہ کر پیر پٹختی کمرے سے نکل گئی تو اکبر بھی کندھے اچکا کر کالر درست کرتا وہاں سے فرار ہو گیا۔

راز دفن ہیں۔۔۔۔

ہر موڑ پر۔۔۔

ہر پنے پر۔۔۔

ہر موضوع پر۔۔

اور پھر ایک دوڑ ہے۔۔۔

سچائی اور برائی کی دوڑ

سفاکی اور بے رحمی کی دوڑ

بے ضرر لوگوں کی موت کی دوڑ

ایک انجان منزل کے رستے پر سفر کرتے

ان پانچ مسافروں کی دوڑ

www.novelsclubb.com

راز نجاد۔۔۔۔

دوڑ کا راز۔۔۔

The secret of race

==========

آج پورا دن وہ لوگ بیسمنٹ میں ہی موجود رہے تھے۔براق نے کوئی پلین ترتیب دیا تھا۔اور رات کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔درمیان میں حماس نے انہیں سینڈوچ وغیرہ کھلائے تھے جو غیر معمولی طور پر مزیدار تھے۔اب سب کی انرجی ختم ہوئی ہوئی تھی۔

"کھانے کے بعد سب دوبارہ یہاں آئیں گے اور چائے پھر اس کے بعد پئیں گے۔"

براق نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا تھا۔سب نے گہری سانس بھری تھی اور ڈھیلے ہوئے تھے۔کام سے ہاتھ روکے تھے۔آج وہ سب دماغی طور پر تھک چکے تھے۔انہوں نے کیس کے بہت سے رخ بھی دیکھے تھے اور براق نے ایک مکمل

پلین ترتیب دیا تھا۔ جس میں بہت سارا ہاتھ ان کا اپنا بھی تھا۔ کھانا ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران کھایا گیا۔ کھانے کے بعد جب سب ٹیبل سے اٹھنے کی تیاری میں تھے تو مصفرہ نے براق کو مخاطب کیا تھا۔

"ہمیں کچھ چیزیں چاہیے تو کیا ہم اس کے بعد فارمیسی پر جا سکتے ہیں؟"

مصفرہ نے نہایت احترام سے استفسار کیا تھا۔

"نہیں! آپ لوگوں کو جو چیزیں چاہیے وہ مجھے بتا دیں یا اگر کمفرٹیبل نہیں ہیں تو مجھے میسج کر دیں۔ میں وہ منگوادوں گا لیکن سیکیورٹی ریزن کی وجہ سے میں آپ لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

براق نے بھی نہایت آرام دہ الفاظ میں اس کا سوال مسترد کر دیا تھا۔ مصفرہ بس آنکھیں گھما کر رہ گئی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا لیکن وہ اپنی نیند کی دوا اس سے بالکل بھی نہیں منگوانے والی۔ کچھ چیزیں جو اسے نہیں معلوم، وہ اسے معلوم نہ ہی ہوں تو بہتر ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جبکہ منسانے اسے چیزوں کی لسٹ میسج کے ذریعے بھیج دی تھی۔ مصفرہ کو جو چیزیں درکار تھیں وہ منسا کو بتادیں لیکن نیند کی دوائی کا نہ بتایا۔ منسا کو بھی وہ یہ بات نہیں بتانا چاہتی تھی۔ بلکہ وہ کسی کو اپنی اس واحد بیماری کے بارے میں نہیں بتانا چاہتی تھی۔
حماس نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھا تھا جس کے چہرے کی جوت بجھ گئی تھی پھر اسے متوجہ کرتا اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کر گیا۔ مصفرہ اس کی حرکت پر ہنس دی۔
براق نے مڑ کر دونوں کو دیکھا تھا جو نہ جانے کس بات پر ہنس رہے تھے۔ پھر سر جھٹک کر وہ بھی بیسمنٹ کا دروازہ کھول گیا۔
نیچے جا کر ان لوگوں نے کیس ڈسکس کیا تھا اور براق نے انہیں اپنے پلان سے روشناس کروایا تھا۔ جس پر سب متفق ہو گئے تھے۔
پھر اس کے بعد رات گیارہ بجے سب لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پی رہے تھے اور باہر ہلکی ہلکی بوندہ باری پھر سے برسنا شروع ہو چکی تھی۔
"تم اپنی فیملی کے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟"

www.novelsclubb.com

منسانے باہس سے استفسار کیا تھا۔وہ سب اب کھل کے باتیں کرنے لگے تھے۔جو لاتعلقی کی فضا تھی وہ جھٹ چکی تھی۔

"ماما کی ڈیتھ کے بعد پاپا ہمیں لے کر اسٹریلیا چلے گئے تھے کیونکہ ان کا بزنس وہیں سیٹ تھا۔پاکستان تو وہ ہماری وجہ سے آتے تھے۔پھر بڑے بھائی نے پاپا کی بزنس میں مدد کرنا شروع کردی اور کچھ ٹائم بعد بھائی کی شادی ہوگئی۔میری اور پاپا کی لڑائی اسی چیز پر تھی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ بزنس میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن مجھے آٹھ سے نو وہ روبوٹک لائف پسند نہیں تھی۔میرا شوق پودوں میں تھا جو کب جنگلات میں تبدیل ہوا معلوم نہیں ہوا۔"

باہس کی بات پر سب مسکرا کر اسے سنتے رہے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے دنیا کا ہر جنگل دیکھنا تھا،اس میں موجود ہر طرح کی مخلوقات کو دیکھنا تھا۔ میں بس ہر ایک کی طرح بورنگ زندگی نہیں گزارنا چاہتا تھا۔"

باہس کی بات پر سب سر جھٹک کر ہنس دیے۔

"تمہیں جنگلات اتنا fantasize کیوں کرتے ہیں؟"

مصفرہ نے کچھ تجسس کے تحت پوچھا تھا۔ براق نے تجسس سے بھرپور اس کا یہ انداز بھی بغور دیکھا تھا۔۔ وہ اس کا ہر ہر انداز جیسے حفظ کرنے کے درپر تھا اور اسے خود کو بھی یہ معلوم تھا وہ کس راہ پر چلنا شروع ہو رہا ہے۔

"جنگلات میں بہت سے راز دفن ہوتے ہیں اور راز کسے fantasize نہیں کرتے؟"

اس کے جواب سے سب ہی متفق تھے۔وہ مسکرا دیے۔

"تو تم اپنے پاپا کو چھوڑ کر ادھر آگئے؟"

اس بار سوال حماس کی جانب سا تھا۔ براق نے حیرت سے ان تینوں کو دیکھا تھا جو باہس کا انٹرویو لینے میں مصروف تھے۔

"نہیں۔وہ مجھ سے آخر پر تنگ آگئے تھے اور بولے پانچ سال ہیں جتنے شوق پورے کرنے ہیں کر لو، جو کرنا ہے کرو، جدھر جانا ہے جاؤ۔میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔ لیکن پھر پانچ سال بعد تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں کہوں گا۔ چاہے شادی ہو، بزنس میں شامل ہونا ہو یا گھر بیٹھنا ہو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہس نے مکمل طور پر اپنی آواز بارعب بنانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے پاپا کی ایکٹنگ کی تھی۔سب اس کے انداز پر ہنس دیے۔

"اور تمہاری آزادی کے کتنے سال باقی ہیں؟"

اس بار سوال مصفرہ کی جانب سے تھا۔

"قریباً ایک سال۔اگلے سال ستمبر میں مجھے آسٹریلیا واپس جانا پڑے گا اپنی قید کا پروانہ لے کر۔"

باہس نے روتے ہوئے کہا تھا۔اس کے انداز پر سب کے قہقہے لاؤنج میں گونجے تھے۔

"ہمیں افسوس ہے۔"

براق اس سب میں پہلی بار بولا تھا۔اس کے بولنے پر مصفرہ کی نظریں اس پر گئی تھیں جو باہس کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور اس کے ڈمپل۔۔۔بس وہ اس کے آگے کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی۔کیوں تھے اس کے ڈمپل اور کیوں لگتے تھے اسے وہ

www.novelsclubb.com

اتنے پیارے ؟؟ پیارے ؟؟؟ ارے ں ھیں۔۔۔ اسے تو وہ اس کے چہرے پر سب سے برے لگتے تھے۔ اس کی آنکھوں سے بھی زیادہ۔۔۔

مطلب کچھ بھی مصفرہ مغل ؟؟

اسی طرح وہ سب باتیں کرنے کے بعد اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔ کل ان لوگوں کی ٹریننگ کا آخری دن تھا۔ جس کے لیے براق نے انہیں پہلے ہی مینٹلی تیار کیا تھا کہ یہ ساری ٹریننگ سے مختلف ہو گی۔ اسی طرح ان کا ایک اور دن اختتام پذیر ہوا۔۔۔

محبتوں میں کچھ ایسے بھی حال ہوتے ہیں
خفا ہوں جن سے، انہی کے خیال ہوتے ہیں

مچلتے رہتے ہیں ذہنوں میں وسوسوں کی طرح
حسین لوگ بھی جان کا وبال ہوتے ہیں

تیری طرح میں دل کے زخم چھپاؤں کیسے
کہ تیرے پاس تو لفظوں کے جال ہوتے ہیں

بس ایک تو ہی سبب تو نہیں اداسی کا
طرح طرح کے دلوں کو ملال ہوتے ہیں

سیاہ رات میں جلتے ہیں جگنوؤں کی طرح
دلوں کے زخم بھی محسن کمال ہوتے ہیں

www.novelsclubb.com

محسن نقوی

========

براق سونے کی غرض سے کمرے میں آیا تھا لیکن فریش ہونے کے بعد اسے کچھ یاد آیا تو وہ باہس اور حماس کے کمرے کی جانب بڑھا جہاں سے باتوں کی آواز آ رہی تھی۔

"یہ لڑکے ہو کر اتنی باتیں کرتے ہیں تو اوپر والیوں کا کیا ہو گا؟"

وہ بس بڑبڑا کر رہ گیا تھا۔ دروازہ ناک کیا تو اجازت ملنے پر اندر داخل ہوا۔

"حماس بات سنو ذرا۔"

حماس اٹھ کر باہر آیا تو اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

"اچھا وہ میں نے کہنا تھا کہ مصفرہ نے شاید کچھ چیزیں منگوانی تھیں اور نہیں منگوائی میری وجہ سے شاید۔۔۔ تمہاری ذرا اس سے بہتر طور پر بات چیت ہے تو اس سے پوچھ کر چیزیں لا دینا۔"

براق کی بات اس نے نہایت توجہ سے سنی تھی اور پھر وہ اسے مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"راجر باس۔"

حماس مسلسل مسکرا رہا تھا اور اس کی مسکراتی آنکھیں دیکھ کر براق چڑ گیا۔

"اب شکل گم کرواور ٹائم سے سو جاؤ۔"

وہ کہہ کر سویٹ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اسے اگنور کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے حماس ہنس دیا تھا۔

=======

مصفرہ کی دوا ختم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وہ پوری رات دس منٹ بھی سو نہیں پائی تھی۔ فجر کے لیے منسا کو اٹھاتی خود نہانے کے لئے چلی گئی تھی۔ نماز کے بعد بغیر دعا کیے وہ جائے نماز اٹھائے سے اٹھ گئی۔ منسا نے آج پھر اسے دیکھا تھا جو نماز کے لیے لیا ہوا دوپٹہ ایک طرف رکھتی بالوں کو سکھانے کے لیے ڈرائیر آن کر رہی تھی۔ وہ خود دعا مانگ کر فارغ ہوئی تو اس کی جانب آئی۔

"مصفرہ ایک بات پوچھوں؟"

منسا نے اپنے خوبصورت لمبے بالوں میں ہئیر ڈرائیر چلایا تھا جسے مصفرہ نے خود استعمال کرنے کے بعد اس کے لیے سنگھار میز پر رکھا تھا۔

"ہاں پوچھو۔"

مصفرہ نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔وہ اب ٹریننگ والے کپڑے اپنی الماری سے نکال رہی تھی۔

"تم برا تو نہیں مانو گی؟"

منسا نے استفسار کیا تھا اور شیشے میں اس کا عکس دیکھا تھا جو اب اپنا یونیفارم نکال کر منسا کا یونیفارم نکال رہی تھی۔

"منسا تم کب سے تمہیدیں باندھنے لگیں؟"

مصفرہ نے مصروف سے انداز میں حیرت سے پوچھا تھا۔اس کا دماغ ابھی کچھ حد تک بہتر محسوس کر رہا تھا۔ڈھنڈے پانی سے نہانا کسی طور تو کام آیا تھا۔

"تم دعا کیوں نہیں مانگتی؟"

منسا کے سوال پر اس کی انگلیاں تھمی تھیں جو منسا کو یونیفارم بستر پر رکھ رہی تھیں۔وہ بستر پر جھکی ہوئی تھی اور جھکی ہی رہ گئی۔منسا نے اس کا ٹھہر جانا بغور دیکھا تھا اور اپنے سوال پوچھنے پر افسوس بھی کیا تھا۔مصفرہ خود کو سٹیبل کرتی سیدھی ہوئی۔اسے

معلوم تھا کسی دن منسا ضرور یہ سوال کرے گا، کیونکہ وہ ہر بار اسے بغور ملاحظہ کرتی تھی جب وہ بغیر دعا کے جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہوتی تھی۔

"مانگنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں۔"

اس نے بے دلی سے کہتے ہوئے اپنے بالوں کو پونی میں باندھا تھا اور یونیفارم پہنا تھا۔ منسا بھی اپنا یونیفارم اٹھاتی چینج کرنے چلی گئی۔

"جب تمہیں اللہ سے مطلب تھا تو تب مانگا کرتی تھی۔ اب بغیر مطلب کے تم اللہ سے کچھ مانگ بھی نہیں سکتی؟"

وہ پوچھ نہیں رہی تھی نا اسے طنز کر رہی تھی۔ وہ بس اپنا موقف پیش کر رہی تھی۔

"میں کیا مانگوں منسا؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔"

وہ اب بستر پر بیٹھ کر جرابیں پہن رہی تھی۔ دوسری جانب منسا جوڑا کر کے اپنے لمبے بالوں کو قید کر کے ان پر سیاہ رنگ کی حجاب کیپ پہن رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں مانگنا چاہتی تو جو ہے اس پر شکر ادا کر لیا کرو۔"

www.novelsclubb.com

منسا کی بات پر اس نے گہری سانس بھری تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں رہی تھیں۔ لیکن ساری توجہ ایک دوسرے کی جانب تھی۔ مصفرہ اب اپنے شوز پہن رہی تھی۔

"اس سے کیا ہو گا؟"

مصفرہ کا سوال بہت سادہ سا تھا۔

"اس سے یہ ظاہر ہو گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے ناامید نہیں ہو۔ تم ناشکری نہیں ہو۔"

منسا نے ٹائٹ سا حجاب اوڑھا تھا تاکہ ٹریننگ کے دوران سر سے نہ سرکے۔ دوسری جانب مصفرہ شوز پہن کر سیدھی ہوئی تھی۔

"میں نے کبھی ناشکری نہیں کی۔ اتنا سب میری زندگی میں ہو گیا، لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے کبھی گلہ نہیں کیا۔"

مصفرہ نے آہستہ سے بولا تھا۔

"لیکن تم نے اللہ کا شکر بھی تو ادا نہیں کیا نا؟"

www.novelsclubb.com

منسا کی بات پر اس نے مڑ کر اسے دیکھا تھا جو اب بستر کی جانب بڑھ کر اپنے شوز پہننے لگی تھی۔ وہ تیار ہو چکی تھی اور اب اپنا بیگ پیک دیکھنے لگی تھی جس میں ضرورت کی کچھ چیزیں تھیں۔ براق نے انہیں یہ بیگ تیار کرنے کو بولا تھا۔

"ناشکری نہ کرنا اور شکر ادا کرنا مختلف کیسے ہوا؟"

مصفرہ نے بیگ میں سے پانی کی خالی بوتل نکالی تھی جسے وہ نیچے جا کر بھرنے والی تھی۔ منسا اب شوز پہن کر سیدھی ہوئی تھی۔

"شکر ادا کرنا ایسے ہے جیسے آپ چیزوں کے ہونے پر خوش ہیں اور کچھ چیزوں کے نہ ہونے کو اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن ناشکری نہ کرنا ایسے ہے جیسے آپ حالات کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی کمپرومائز کر چکے ہیں اور ناامید ہو چکے ہیں۔"

منسا نے کہتے ہوئے اپنا بیگ پیک دیکھا تھا اور خود بھی پانی کی بوتل بیگ سے باہر نکالی تھی اور پھر مڑ کر مصفرہ کو دیکھا جو بیگ کندھے پر ڈالے اس کی بات بغور سن رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔اس نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ بھی مدھم مسکراہٹ اس کی جانب اچھال گئی۔

پھر وہ دونوں ایک ساتھ کمرے سے نکل آئی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر لاؤنج میں اپنے بیگ رکھتیں، وہ دونوں کچن میں آگئی جہاں ناشتہ پہلے سے تیار تھا اور حماس چائے بناتے ہوئے باہس سے باتیں کر رہا تھا جو شاید ان تینوں کے لیے سینڈوچ پیک کر رہا تھا۔

مصفرہ نے حماس کو اشارہ کیا کہ وہ چلا جائے، وہ خود چائے لے آئے گی۔ چائے کپوں میں ڈالتے ہوئے اسے کسی کی نظریں خود پر محسوس ہوئیں تو اس نے مڑ کر نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ لاؤنج میں کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں مصفرہ پر ہی تھیں۔ مصفرہ کے دیکھنے پر دونوں کی نظریں ملی تھیں اور پھر براق نے سر جھٹک کر نظروں کا زاویہ بدل دیا۔

جب اس نے چائے کی ٹرے لے کر ٹیبل پر رکھی تو منسا اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ سب انہیں دیکھ کر میز کے ارد گرد آ گئے اور اپنی جگہ سنبھالی۔ ناشتہ ہلکی

پھلکی باتوں کے ساتھ کیا گیا۔اب انہیں اس وقت ناشتہ کرنے کی عادت ہو رہی تھی۔ مصفرہ کی آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑے ہوئے تھے جو رات بھر جاگنے کی نمائندگی کر رہے تھے۔

ناشتے کے بعد وہ تینوں براق اور حماس کے پیچھے ہی باہر نکلے تھے۔حماس اور براق آگے کھڑے کوئی بات کر رہے تھے اور باہس بھی ساتھ ہی کھڑا تھا، جبکہ منسا نے مصفرہ کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تھا۔

"تمہیں میری باتیں بری تو نہیں لگیں؟"

منسا کے فکر مند لہجے پر وہ ہنس دی اور اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھام لیا۔

"کچھ بھی سوچتی ہو یار۔مجھے تمہاری کوئی بات بری نہیں لگی۔ان فیکٹ پہلی بار مجھے کسی نے میری سوچ کا دوسرا پہلو دکھایا ہے، جو مجھے اچھا لگا۔اور رہی بات دعا مانگنے کی تو میں اب سے ضرور مانگا کروں گی۔"

منسا نے خوبصورت سی مسکراہٹ سے اسے گلے لگا لیا، جس پر مصفرہ کچھ لمحے ساکت رہی اور پھر اپنے بازو اس کے گرد باندھ دیے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں پتہ ہے مصفرہ، تم بہت اچھی ہو۔"

ملسا نے اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔

"واقعی؟ مجھے پہلی بار یہ انکشاف ہوا ہے۔"

مصفرہ نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا تو ملسا ہنس دی جس پر مصفرہ بھی مسکرا دی۔

ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا براق اس سارے منظر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔اس نے ملسا کے گلے لگانے پر اس کا ساکت ہونا بھی محسوس کیا تھا اور پھر کچھ لمحوں بعد اس نے ملسا کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔تو مصفرہ مغل اپنے خول سے باہر نکل رہی تھیں۔اس کا ہر جذبات جو ایک عرصے سے دب چکا تھا،وہ سامنے آرہا تھا۔وہ مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"چلیں اب؟"

حماس نے براق کو کہا جو خود باہس سے باتوں میں مشغول تھا۔براق چونکا اور اسے دیکھ کر پھر سر ہلا گیا۔

"ہاں چلو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سر اثبات میں ہلاتا وہ آگے بڑھ گیا۔ پیچھے حماس نے مصفرہ اور منسا کو بلایا تھا۔

"چلو لڑکیو! آجاؤ۔"

وہ دونوں حماس کی آواز پر فوراً ان کی جانب بھاگی تھیں اور پھر وہ سب روٹین کے مطابق دوڑتے ہوئے جنگل میں پہنچ چکے تھے۔ وہ انہیں لیے جنگل کے عین وسط میں آ گئے جہاں نا جانے کہاں سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپا ایک کمرہ نمودار ہوا تھا جو لکڑی سے بنا تھا۔ براق انہیں لیے اندر داخل ہوا۔ وہ ایک چھوٹا سا لکڑی سے بنا کمرہ تھا جس میں ایک طرف کمپیوٹر اور کچھ مزید چیزیں پڑی تھیں اور درمیان میں ایک چھوٹا سا میز تھا۔

حماس کمپیوٹر آن کرنے لگا تھا اور براق ایک کونے سے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ وہ تینوں اپنے بیگ پیک کندھوں پر لٹکائے میز کے ارد گرد کھڑے ہو گئے تھے۔ براق بھی چیزیں اٹھاتا ان کی جانب بڑھا تھا۔ اس نے ٹیبل کو خالی کیا تو باہس نے آگے بڑھ کر ٹیبل صاف کیا تھا۔ براق نے ٹیبل کے اوپر کچھ چیزیں رکھی

تھیں۔ جس میں تین سمارٹ واچ تھیں اور کچھ کاغذات تھے اور اس کے علاوہ کچھ ہتھیار تھے۔

"یہ تین نقشے ہیں جنگل کے۔ تم تینوں کا ایک ایک۔"

وہ تینوں کی جانب ایک ایک نقشہ بڑھا گیا تھا۔

"اس جنگل میں تین رنگوں کی بارہ بارہ جھنڈیاں ہیں۔ ایک سیاہ، ایک سفید اور ایک سرخ۔ تم لوگ خود ہی ایک ایک رنگ منتخب کر لو۔"

براق کے کہنے پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"سیاہ میرا۔"

باہس نے سب سے پہلے بولا تھا۔

"سفید میرا۔"

ملسا نے کہا تو مصفرہ نے کندھے اچکا دیے کہ جو بچا وہ میرا۔

"سرخ میرا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے کہنے پر براق نے اس کی ہائی ٹیل میں قید سرخ لٹوں کو ایک نظر دیکھا تھا۔

پھر سر ہلا گیا۔

"تم لوگوں نے اپنی اپنی بارہ جھنڈیاں اکٹھی کرنی ہیں اور جیسے ہی بارہ جھنڈیاں اکٹھی ہو جائیں تو اس جگہ واپس آنا ہے۔"

ان تینوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے نقشے کو دیکھا تھا اور سر ہلا دیا۔

"یہ واچ تم لوگوں کو وقت کا احساس دلائے گی۔"

یہ کہہ کر براق نے تینوں کو ایک ایک سمارٹ واچ پکڑائی تھی جو انہوں نے فوراً اپنی کلائی پر باندھ لی تھی۔اس کے بعد ان کو کچھ ہتھیار پکڑائے تھے۔

"مغرب کی جانب جنگل کا ایک گمنان ایریا ہے جہاں جنگلی جانوروں کی وجہ سے جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔اس لیے مغرب کی جانب جانے سے گریز کرنا ہے۔"

براق نے انہیں وارن کیا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئے۔

"یہ واکی ٹاکی ہے۔ تم تینوں اس کے ذریعے آپس میں بات کر سکتے ہو۔"

براق نے ان کی جانب وہ واکی ٹاکی بڑھائے اور پھر حماس نے انہیں وہ سیٹ کر دیے۔

"کیا ہمیں ایک ساتھ جانا ہے یا الگ الگ راستوں سے؟"

سوال مصفرہ کی جانب سے تھا۔۔

"یہ آپ لوگوں پر منحصر کرتا ہے۔"

براق نے فیصلے کا اختیار انہیں دیا تھا۔

"لیکن آپ لوگوں کے پاس صرف تین گھنٹے ہیں اس سارے ٹاسک کے لیے۔"

اس کے بولنے پر تینوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا کہ پورا جنگل گھومنا ہے اور صرف تین گھنٹے؟؟

"کیا ہم ایک دوسرے کی جھنڈیاں اکٹھی کر سکتے ہیں؟"

اس بار سوال منسا کی جانب سے تھا۔

"یہ بھی آپ لوگوں پر منحصر کرتا ہے۔ لیکن ایک کلیو یہ ہے کہ تینوں رنگ جنگل کے تین الگ حصوں میں بٹے ہیں تو ایسا ممکن نہیں ہو پائے گا۔ہاں لیکن اگر آپ کو نظر آجاتی ہے تو آپ ایک دوسرے کو اطلاع دے سکتے ہیں۔"

براق نے انہیں ڈیٹیل میں سمجھایا تھا۔

"چلیں پھر ٹاسک شروع کرتے ہیں۔ تین گھنٹے بعد ادھر ہی ملتے ہیں۔"

براق نے انہیں سب سمجھا کر باہر کا رستہ دکھایا تھا تو وہ تینوں سارا سامان اٹھائے باہر نکل آئے۔ براق اور حماس اسی کمرے میں رہے۔

"وہ خطرے میں پڑ سکتے ہیں براق۔"

حماس نے فکر مندی سے کہا تھا۔

"کمپیوٹر آن کرو۔ تینوں کی گھڑیوں میں ٹریسر ہے، ہم یہاں سے ان کا ہر موو دیکھ سکتے ہیں۔"

براق کے اطلاع دینے پر حماس کے کندھے ڈھیلے پڑے۔ وہ ہمیشہ مکمل تیاری کے ساتھ آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

دوسری جانب وہ تینوں ایک ساتھ جنگل کی حدود میں داخل ک
ہوئے تھے۔
"اگر ہم تینوں ایک سمت میں ہی جائیں گے تو وقت ضائع ہو گا۔ ہمیں الگ الگ
سمت جانا چاہیے۔"
مصفرہ نے اپنی رائے پیش کی تو وہ دونوں بھی متفق ہوئے۔
"لیکن اگر ہمیں ایک دوسرے کو انفارم کرنا ہوا کہ ہم کس جگہ ہیں تو کیسے کریں
گے۔ کیونکہ یہ دیکھو نقشے پر تو سارے راستے ایک سے ہیں۔"
منسا نے سب سے ضروری بات بولی تھی۔ وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔
"ایسا کرتے ہیں ہم ہر راستے کے کورڈر کھ لیتے ہیں اور اپنے اپنے نقشوں پر لکھ لیتے
ہیں۔ کیا خیال ہے؟"
مصفرہ نے آئیڈیا دیا تو وہ دونوں مسکرا کر سر ہلا گئے۔ ایک متوازن رستہ دیکھ کر
زمین پر بیٹھتے وہ اپنے اپنے نقشے پھیلا گئے۔
"پنسل؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہس نے بولا تو منسا نے فوراً اپنا بیگ پیک کھول کر پنسل نکال دی۔ پھر تینوں نے وہاں بیٹھ کر ہر رستے کے کورڈ ڈیسائڈ کیے اور لکھے۔ یہ کرتے ہوئے انہیں قریبا بیس سے تیس منٹ لگ گئے۔

"یہ تینوں کافی دیر سے ایک ہی جگہ پر موجود ہیں۔ کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گیا؟"

حماس نے سکرین دیکھتے ہوئے فکرمندی سے کہا تھا۔ براق نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ پلاننگ کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ان کا پلین مکمل ہو گا وہ نکل جائیں گے۔"

براق گویا ہوا تو وہ سر ہلا گیا اور دوبارہ سکرین پر نظریں گاڑ لیں۔ کچھ ٹائم بعد ان تینوں کے سگنل الگ الگ سمت جاتے نظر آنے لگے۔

"وہ تینوں الگ الگ راستوں پر گئے ہیں۔"

حماس نے اطلاع دی تو براق اٹھ کر اس کی کرسی کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ سگنل کے اوپر ان تینوں کے نام بھی آ رہے تھے جو الگ الگ سمت جا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"منسا اور مصفرہ غلط سمت میں گئی ہیں۔ باھس اپنے رنگ کی ہی جھنڈیوں کے پاس جا رہا۔"

براق کے کہنے پر وہ حیران ہوتا اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں پتا ہے کہ جھنڈیاں کس سمت میں ہیں؟"

"ظاہر سی بات ہے۔"

وہ آنکھیں گھما کر دوبارہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا تھا۔

باہر وہ تینوں اپنی اپنی سمت جا رہے تھے کہ ایک درخت پر منسا کو سرخ جھنڈی نظر آئی۔

"مصفرہ مجھے لگتا ہے تمہیں ادھر ہونا چاہیے۔مجھے سرخ رنگ کی جھنڈی ملی ہے۔"

منسا نے واکی ٹاکی کے اندر انہیں اطلاع دی تھی۔

"مجھے سیاہ رنگ کی جھنڈی نظر آ گئی ہے لیکن وہ درخت کے بہت اوپر ہے۔ میں صحیح سمت میں ہوں۔"

واکی ٹاکی سے مصفرہ کی بجائے باہس کی آواز گونجی تھی۔

"منسا اس جگہ درخت کی ٹہنیوں میں مجھے سفید جھنڈی نظر آئی ہے۔"

مصفرہ نے بھی اسے اطلاع دی تھی۔

"کیا ہمیں پوزیشن تبدیل کرنی چاہیے یا ایسے ہی چلتے رہنے چاہئے؟"

منسا نے اس سے استفسار کیا تھا جو ٹہنیوں کو توڑ مروڑ کر اپنا رستہ بنا رہی تھی۔

"پوزیشن تبدیل کرنا بہتر رہے گا۔ کیونکہ سر نے بولا تھا کہ ایک رنگ ایک سمت میں ہے۔"

باہس نے اپنی رائے پیش کی تو مصفرہ نے منسا سے رستے کا کورڈ پوچھا تھا۔

"سی - پچپن۔"

منسا نے اپنی لوکیشن بتائی تو مصفرہ نے نقشہ دیکھ کر اپنی لوکیشن بتائی تھی۔

"ایف - اکیس۔"

www.novelsclubb.com

دونوں نے ایک دوسرے کو لوکیشن بتائی اور نقشے سے دیکھ کر کوئی درمیانی راستے کا انتخاب کیا۔دوسری طرف باہس اپنی دو سیاہ جھنڈیاں اکھٹی کر چکا تھا اور انہیں جھنڈیوں کی ممکنہ لوکیشن بھی بتا رہا تھا۔

"مصفرہ اور منساب ایک دوسرے کی سمت آرہے ہیں۔لگتا ہے وہ جان گئے ہیں کہ غلط سمت جا رہے تھے۔"

حماس نے اطلاع دی تو براق نے ہیڈ فون کان سے اتار دیے اور لیپ ٹاپ سے ان تینوں کی باتوں کی آواز گونجنے لگی۔واکی ٹاکی میں کی جانے والی ساری گفتگو وہ آرام سے سن سکتے تھے۔

"راستوں کا کورڈر کھنا کافی عقلمندی والا قدم تھا۔"

حماس ان کی گفتگو سن کر متاثر ہوا تھا۔

"ہاں۔مجھے بھی کافی متاثر کن لگا۔"

براق مسکرا کر جوابا بولا۔

وہ دونوں اپنے اپنے کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گئے۔ لیکن اب ان تینوں کی آوازیں کمرے میں گونج رہی تھیں کیونکہ براق ہیڈ فونز اتار چکا تھا۔

مصفرہ اور منسا ایک درمیانی راستہ اختیار کر کے اپنی اپنی رنگ کی جھنٹیوں کی جانب بڑھ گئی تھیں۔ باہس تین سیاہ جھنڈیاں ڈھونڈ چکا تھا۔ بادلوں نے آسمان پر پھر سے پر بچھانے شروع کر دیے تھے جسے دیکھ کر براق اور حماس پریشان ہوئے تھے۔

جنگل میں پہلے ہی کل کی بارش کی وجہ سے کیچڑ تھا اور نا جانے وہ لوگ کیسے بچ بچا کر گزر رہے ہوں گے تو مزید بارش نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

"کتنے کتنے جمع ہو گئے؟"

منسا کی آواز ائیر پیس میں ابھری تھی۔

"میرے آٹھ ہو گئے ہیں۔"

باہس نے جواباً کہا تھا۔ مصفرہ کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ اس کی جانب سے خاموشی تھی۔

"منسا تمہاری کتنی جھنڈیاں اکٹھی ہوئیں؟"

www.novelsclubb.com

باہس نے استفسار کیا تو منسا نے رک کر سانس لیا جو اپنے ہاتھ میں پکڑے چاقو سے جھاڑیاں کاٹ رہی تھی۔

"ابھی تک چھ ہی ہوئی ہیں۔"

"جھاڑیوں کے اندر بھی دیکھو لیکن درختوں کے اوپر بھی نظر رکھو۔"

باہس نے مشورہ دیا تو وہ ٹھیک ہے کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ مصفرہ کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ براق اپنی جگہ پر ہی سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"حماس!! مصفرہ کی لوکیشن؟"

براق کے پوچھنے پر حماس نے سکرین پر نظر دوڑائی تھی۔

"پچھلے سات منٹ سے ایک ہی جگہ پر ہے۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوا۔ براق پریشانی سے لب چباتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ لیپ ٹاپ کی سکرین اونچی کی کہ وہ کھڑا ہو کر دیکھ سکے۔ ایک بار وہ حماس کی سکرین پر نظر دوڑاتا جہاں مصفرہ کا سگنل رکا ہوا تھا۔ وہ ٹینشن سے ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔ حماس

نے اسے دیکھا تو خود بھی پریشان ہو گیا۔ قریباً پانچ منٹ بعد اس کے سگنل نے حرکت کی تھی۔

"براق!"

حماس نے اسے پکارا جو ٹینشن کے مارے دروازے میں جا کھڑا ہوا تھا۔ وہ اس کی پکار پر فوراً پلٹا تھا اور فوراً اسکرین کی جانب متوجہ ہوا جہاں مصفرہ کا سگنل حرکت کرنے لگا تھا۔ صرف پانچ منٹ کی بات تھی لیکن براق کو لگا وہ ان پانچ منٹوں میں سانس نہیں لے پایا تھا۔ جیسے کوئی انمول چیز کھو دینے کا خطرہ یکدم اُمڈ کر آیا ہو۔ دو منٹ بعد ہی سپیکر میں اس کی آواز گونجی تھی۔

"سوری گائز میں جواب نہیں دے پائی۔"

"کدھر تھی تم مصفرہ۔ میں پریشان ہو گئی تھی۔"

ملسا نے فوراً پریشان لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو مصفرہ؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟"

باھس نے بھی فکر مندی سے سوال کیا تھا۔ وہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارے ارے ٹھیک ہوں میں۔ اصل میں درخت پر چڑھی تھی اور پاؤں پھسل گیا، بس چڑھتے ہوئے کافی ٹائم لگ گیا تھا۔"

مصفرہ کی آواز میں ہلکا سا درد کا عنصر بھی تھا جیسے وہ درد چھپا رہی ہو۔ براق کے دل کو واہموں نے گھیرنا شروع کیا۔ باہر بادل بھی چھانے لگے تھے۔ اب تو حماس کو بھی فکر ہونے لگی تھی۔

"زیادہ تو نہیں لگی؟"

سوال منسا کی جانب سے تھا لیکن براق کے دل سے نکلا تھا۔

"یہ چھوڑو، ٹاسک پر فوکس کرو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے اور بادل بھی برسنے کو تیار ہو رہے ہیں۔"

مصفرہ نے جھاڑیوں میں سے رستہ بناتے ہوئے بولا تھا۔ تینوں کی طرف خاموشی چھا گئی لیکن براق کے ماتھے پر پریشانی کے جال بچھے ہوئے تھے۔

"وہ بہت مضبوط ہیں۔ تم پریشان مت ہو۔"

www.novelsclubb.com

حماس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی تو اس نے گہری سانس بھر کر اثبات میں سر ہلایا۔

"بس ان کے ٹاسک پورا کرنے تک بارش نہ ہو۔"

براق نے چھوٹی سی لکڑی کی کھڑکی سے باہر نظریں جماتے ہوئے کہا تو حماس بھی آمین کہتا دوبارہ کرسی سنبھال گیا۔

دوسری جانب مصفرہ کو ایک سرخ جھنڈی درخت پر نظر آئی تھی جس کے لیے وہ سارا سامان نیچے رکھتے ہوئے اوپر چڑھی تھی، اسے ان دونوں کی آواز آئی تھی لیکن وہ اوپر ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دے پائی تھی۔ بارش کی وجہ سے ٹہنیاں ابھی بھی گیلی تھیں تو اسے چڑھنے میں بہت مشکل ہوئی تھی۔ جھنڈی درخت کی سب سے اونچی ٹہنی پر تھی جس کے لیے اس نے مزید اوپر جانے کی بجائے بازو لمبا کر کے اسے پکڑنے کو ترجیح دی تھی اور اپنے فیصلے کے نتیجے میں وہ سرخ جھنڈی تو حاصل کر لی تھی لیکن خود جس بری طرح سے وہ درخت سے گری تھی کہ وہ کئی منٹ تک اپنے دماغ پر زور نہ ڈال پائی۔ کئی ٹہنیاں ٹوٹ کر اس کے اوپر بھی گری تھیں اور

www.novelsclubb.com

سارے بازوؤں کے ساتھ ساتھ گھٹنے اور پاؤں بھی چھل گیا تھا جبکہ پیٹھ پر شاید نیچے پڑا کوئی پتھر اس قدر شدت سے لگا تھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی اور ایک چیخ بھی نمودار ہوئی تھی۔ وہ اپنی سسکیوں کا گلہ دباتی چکراتے سر کے ساتھ ہمت کرتی اٹھ کر بیٹھی تھی لیکن کھڑا ہونے کے لیے مزید ہمت درکار تھی۔ جس پتھر پر اس کی پیٹھ لگی تھی اسی کے ساتھ ٹیک لگاتی وہ ٹخنوں سے ٹراؤزر اوپر کرتی چوٹ کا معائنہ کرنے لگی۔ پاؤں شاید مڑ گیا تھا اور ٹخنے پر کافی گہرا زخم تھا جو نا جانے اب کس چیز کا لگا تھا۔ اس نے دائیاں پاؤں کا جوتا اتارا اور پاؤں کو کسی مخصوص اینگل میں گھمایا۔ درد کی شدت سے وہ کراہ کر رہ گئی۔ ایک بار مزید زور ڈال کر گھمایا تو مکمل طور پر حلق سے چیخ نکلی تھی۔ وہ آنکھوں میں آئی نمی کو جھٹک کر جوتا دوبارہ پہنتی اٹھنے لگی تو ہمت نہ ہو پائی۔

"مصفرہ تم بہت مضبوط ہو۔ تم یہ کر سکتی ہو۔ تم دنیا کی سب سے مضبوط عورت ہو۔ تم بہت مضبوط ہو مصفرہ۔"

وہ خود کو ڈپٹ کر سمجھا رہی تھی اور پھر ہمت کرتی اللہ اکبر کہتی کھڑی ہو گئی۔ جھک کر سارا سامان اٹھایا اور کچھ قدم آگے چلی، درد کی ٹھیسیں کمر، پاؤں اور بازو سے اٹھ رہی تھیں لیکن ہمت لازمی تھی۔ وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی۔
کچھ قدم چل کر اس نے باقی دونوں کو انفارم کیا تھا اور پھر آسمان پر چھائے بادل دیکھ کر وہ جلدی جلدی چلنے لگی تھی۔
قریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے، باہس اور منسا کو اپنی بارہ بارہ جھنڈیاں مل گئی تھیں اور مصفرہ بس آخری جھنڈی کی تلاش میں تھی۔ اس واقعے کے بعد اس کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ باقی دونوں رابطہ کر کے اس جگہ جا رہے تھے جہاں بیٹھ کر انہوں نے نقشوں پر کورڈ لکھے تھے لیکن مصفرہ ابھی جنگل میں ہی موجود تھی۔ براق کی ٹینشن لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔
"براق۔۔۔!!"

حماس نے پریشانی سے اسے پکارا تھا جواب کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ وہ فوراً متوجہ ہوا اور اس کی سکرین پر جھکا جہاں مصفرہ کا سگنل اسے مغرب کی جانب کا اشارہ کر رہے تھے۔

"یہ لڑکی پاگل ہے؟؟ منع بھی کیا تھا کہ مغرب کی جانب نہیں جانا۔"

براق نے پریشانی سے کہتے ہوئے اپنے لب چبائے تھے۔ حماس نے کبھی اسے اتنا پینک ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

"میرے خیال سے ان کے نقشوں پر سمت نہیں لکھی ہوئی۔"

حماس نے اس نقشے کی کاپی کی جانب اشارہ کیا جو ٹیبل پر پھیلی ہوئی تھی۔ براق نے جب دیکھا تو واقعی ان پر سمت نہیں لکھی ہوئی تھی۔ اور سورج نہ ہونے کی وجہ سے انہیں سمت کا متعین کرنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔ جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا اور بارش کا آغاز ہو گیا۔ جنگل پہلے ہی اندھیرے کی وجہ سے خوفناک لگ رہا تھا اب مزید خوفناک ہو چکا تھا۔

"منسا، باہس۔۔۔مجھے یہاں کچھ غیر معمولی چیز ملی ہے۔کیا تم لوگ ٹی-چالیس میں آ سکتے ہو؟"

مصفرہ کی آواز جب اس لکڑی کے کمرے میں گونجی تو براق کی دھڑکنوں کی رفتار بھی تیز ہوئی۔

"ہم آرہے ہیں۔تم وہیں رکو۔"

منسا نے بولا تو وہ ٹھیک ہے بول گئی۔اس کا سگنل اب ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا۔

"باہر تو بارش بھی شروع ہو چکی ہے اور یہ لوگ یہاں آتے آتے پھر جنگل میں جا رہے ہیں۔"

حماس نے بولا تو براق نے پہلے سے بکھرے بال مزید بکھیر دیے۔وہ بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔

"موبائل پر ان کا ٹریسر آن کرو اور چلو۔وہ مغرب کی طرف جا رہے ہیں اور جنگل کا وہ علاقہ سیف نہیں ہے۔"

براق نے کہا تو حماس نے فوراً موبائل پر ان کا ٹریسر کو نٹیکٹ کیا اور دوسری جانب براق نے بھی ان کا واکی ٹاکی اپنے ایک اضافی واکی ٹاکی کے ساتھ منسلک کیا۔

وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے تو براق اسے لے کر کچھ دور آیا جہاں اسٹبل میں چار سے پانچ گھوڑے بندھے تھے۔ان کے اسٹبل کی رکھوالی کوئی کر رہا تھا جس سے بات کر کے وہ دو گھوڑے لیے ان پر سوار ہوتے جنگل کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئے۔دس سے پندرہ منٹ بعد وہ ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔بارش زیادہ تیز نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ لوگ مکمل بھیگ چکے تھے۔ وہ اب پیدل چلتے ہوئے ان تک پہنچے تھے اور سامنے موجود منظر دیکھ کر ان کا سانس لمحے بھر کو تھما تھا۔

مصفرہ اور باہس زمین کے کئی حصے کھود چکے تھے۔اور منسانا ک پر ہاتھ جمائے روشنی لیے کھڑی تھی۔ پیچھے ایک چھوٹا سا پہاڑ تھا جس کا منہ کھلا ہوا تھا جو غار کا منظر لگ رہا تھا لیکن اس کے آگے پتھر ہونے کی وجہ سے وہ ڈھکا ہوا تھا۔۔ مصفرہ اور باہس برستی بارش میں اپنے اوزاروں سے زمین کھود رہے تھے۔اور ایک طرف دو

لاشیں موجود تھیں جن پر کپڑے بچھائے گئے تھے۔اور یہ کام ان میں سے کسی کا لگ رہا تھا کیونکہ کپڑا تازہ تھا۔

"تم لوگ آخر کر کیا رہے ہو؟؟"

براق نے حیرت اور صدمے سے استفسار کیا تو وہ تینوں پہلے تو ڈر گئے اور پھر خود بھی ان دونوں کی موجودگی پر حیران ہوتے ہوئے اپنی جگہ پر ہی رک گئے۔

"سر یہ دیکھیں ہمیں کچھ باڈیز ملی ہیں۔"

منسا نے بولا تو حماس اور وہ شاک سے انہیں دیکھنے لگے۔

"تو تم لوگ زمین کیوں کھود رہے ہو؟"

براق سمجھ نہیں پا رہا تھا۔مصفرہ اپنے ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی اور لڑکھڑاتے قدموں سے ان دونوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"بات یہ ہے کہ میں ادھر اپنی آخری جھنڈی ڈھونڈتے ہوئے پہنچی تو مجھے کچھ ہلچل محسوس ہوئی۔میں اس درخت کی اوٹ میں چھپ گئی تو کچھ لوگ اس پہاڑ کے آگے پتھر رکھ کر زمین میں کچھ دفناتے پچھلے رستے سے نکل گئے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے سانس لینے کے لیے وقفہ لیا تھا۔ براق نے اسے دیکھا جس کا یونیفارم بھیگ چکا تھا اور اس کے ماتھے پر جو خشک خون تھا وہ بارش کے عوض بہہ کر اب گہرے زخم کے نشان چھوڑ گیا تھا۔ پھر نظر اس کی بالکل آنکھ کے نیچے لگی چوٹ پر گئی تھی۔ ذرا سی چوٹ اوپر ہوتی تو آنکھ ضائع ہونے کا خدشہ تھا۔ اس جگہ پر سوزش ہو چکی تھی جس وجہ سے آنکھ سے شاید نظر صحیح بھی نہیں تھا آرہا۔ اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"مٹی نرم تھی تو میں نے اسے کھودنا شروع کر دیا۔ اور یہاں سے ایک ساتھ دو لوگوں کی ڈیڈ باڈی ملی ہے جن کی موت تازہ لگ رہی ہے۔"

مصفرہ نے پیچھے ایک طرف پڑی دو ڈیڈ باڈیز کی طرف اشارہ کیا تھا جن کے جسم پر کپڑا ڈال رکھا تھا۔

"تو اب تم لوگ کیوں کھود رہے ہو؟"

حماس نے استفسار کیا تھا جبکہ براق دور سے ہی ان لاشوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ جوان لاشوں کے ساتھ ہوا ہے، ہم دیکھنا چاہ رہے تھے کہ کہیں اور تو یہاں دفن نہیں ہیں۔"

جواب اس بار باہس کی جانب سے تھا۔ براق نے تینوں کو ایک بار دیکھا تھا جو کہیں نہ کہیں سے ہلکے ہلکے زخمی تھے۔ پھر نگاہیں مصفرہ پر ٹکا کر کہنے لگا۔

"کیا ہوا ہے ان لاشوں کے ساتھ؟"

مصفرہ نے کندھے اچکا کر جواباً کہا۔

"آپ خود دیکھ لیں، زیادہ بہتر رہے گا۔"

مصفرہ نے دونوں کو لاشوں کی جانب آنے کا بولا تو پانچوں ان کے ارد گرد جمع ہوئے۔ مصفرہ جھکی اور ایک ہی بار ان کے اوپر سے کپڑا ہٹا دیا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر سب نے آنکھیں بند کی تھیں۔

وہ دونوں لاشیں جس حالت میں تھیں وہ بد تر سے بھی بد ترین تھی۔ منسا کو ابکائی آئی تو وہ ایک کونے میں کھڑی ہو کر الٹی کرنے لگی۔ منظر کچھ تھا ہی ایسا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دونوں لاشوں کی آنتیں باہر نکلی ہوئی تھیں اور بے رحمی سے انہیں گردن سے لے کر پیٹ تک درمیان سے کاٹا گیا تھا۔ خون سے لپٹے ان کے کپڑے شاید گھسیٹنے کی وجہ سے پھٹ گئے تھے۔ ان سے جان لینے کی حد تک بری بدبو آرہی تھی۔ ایسے میں مصفرہ نیچے زمین پر ان کے ساتھ بیٹھی تھی اور اپنے ہتھیار کی پچھلی طرف سے ماس کھول کر دکھانے لگی۔ وہ ہتھیار کا ایسا حصہ استعمال کر رہی تھی جو تکلیف نہ دے۔ باہس اور حماس بھی بدبو نہ سہتے ہوئے کپڑے سے منہ ڈھک گئے تھے۔ براق گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ دونوں کے درمیان اب ایک لاش تھی جس کا کٹا ہوا ماس مصفرہ پیچھے کر کے اسے دکھا رہی تھی۔

"یہ دیکھیں اس کے اندر سے سارے اعضاء نکال لیے گئے ہیں اور دوسری لاش کا بھی یہی حال ہے۔ جگر، دونوں گردے، دوں وں پھیپھڑے اور یہاں تک کہ دل بھی غائب ہے۔"

مصفرہ نے اسے ماس کھول کر آنتیں دکھائی تھیں جو ابل کر باہر نکل رہی تھیں۔

بارش کے قطرے انہیں بھگو رہے تھے۔ مون سون نے بھی اپنا کرم شروع کر دیا ہوا تھا۔

"اس کا ہمارے کیس سے گہرہ رشتہ ہو سکتا ہے۔ حماس ان کی تصویریں لو اور ٹیم کو بلا کر یہ ایریا کلئیر کرواؤ۔"

براق نے اٹھتے ہوئے حماس کو بولا تو وہ سر ہلا کر فون نکالتا ایک جانب چلا گیا اور پھر وہ جنگلات میں گم ہو گیا۔

"تم تینوں اب چلو واپس۔ باقی بات گھر پہنچ کر ہوتی ہے۔"

براق کی بات پر سب نے سر ہلایا تھا۔ منسا کا الٹیاں کر کے حال بے حال ہو چکا تھا اور چلنے میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ مصفرہ خود بھی لڑکھڑا کر چل رہی تھی۔

براق نے اسے سہارا دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک نظر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو۔

"میں خود سنبھلنے کی عادی ہوں براق۔ مجھے سہاروں کی عادت مت ڈالو۔"

وہ کہہ کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اندھیرے میں خوف ناک رنگ اختیار کر چکی تھیں۔ بارش کی وجہ سے اس کے بال ماتھے سے چپکے ہوئے تھے جسے وہ ہٹا گیا تھا۔اس نے اپنا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کر لیا تو مصفرہ اس سے آگے نکل گئی۔کچھ دور جا کر براق انہیں وہاں لے آیا جہاں گھوڑے بندھے تھے۔

"تمہیں گھڑ سواری آتی ہے؟"

براق نے پوچھا تو مصفرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔یہ وہ واحد کام تھا جو وہ اپنے بابا کے ساتھ کیا کرتی تھی اور شاید اپنے بچپن کے دوستوں کے ساتھ بھی۔اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔وہ آسودہ مسکراہٹ لیے اس سیاہ گھوڑے کو پیار کرنے لگی جس نے بہت محبت سے اسے قبول کیا تھا۔

"تمہیں پسند کرنے میں جلدی کر رہا ہے یہ؟"

براق نے پیچھے آتے باھس اور منسا کو دیکھا تھا جو تھکے تھکے سے لگ رہے تھے۔ مصفرہ نے تیز ہوتی بارش میں مڑ کر اسے دیکھا جو اپنے سفید گھوڑے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔وہ ایک گھنے درخت کے سائے میں تھے جہاں بارش کی رفتار کم تھی اور گھوڑے کچھ

www.novelsclubb.com

حد تک محفوظ تھے۔ لیکن دیکھنے میں لگتا تھا کہ گھوڑے اس بارش سے مسرت حاصل کر رہے تھے۔

"وہ سمجھدار ہے۔"

مصفرہ نے مسکرا کر کہا تھا تو براق اسے دیکھنے لگا۔

"اچھا۔وہ کیسے؟"

اس کے سوال پر مصفرہ نے گھوڑے کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا تھا۔

"کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آگے جا کر بھی۔۔۔مجھے پسند کرنے کے علاؤہ اس کے پاس کوئی آپشن نہیں ہو گا۔"

مصفرہ کی بات پر براق ہنس دیا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنی ہنسی چھپا گیا تھا کیونکہ باہس اور منسا ان تک پہنچ چکے تھے۔

"چلیں؟"

باہس کے استفسار کرنے پر وہ دونوں سر ہلا گئے اور اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ منسا ڈرتی ڈرتی مصفرہ کے پیچھے سوار ہوئی تھی اور باہس براق کے پیچھے۔

براق کے اشارہ کرنے پر اس نے گھوڑے کی رفتار مناسب رکھی تھی اور پھر پندرہ سے بیس منٹ کے سفر کے بعد وہ لوگ جنگل سے باہر کھڑے تھے۔استبل میں گھوڑے واپس چھوڑ کر اب وہ چاروں لکڑی کے اس چھوٹے سے کمرے میں کھڑے بارش رکنے کا انتظار کر رہے تھے۔وہ مکمل بھیگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے انہیں سردی لگنے لگی۔کچھ دیر بعد حماس بھی ادھر آ پہنچا تھا۔

"ٹیم وہاں پہنچ گئی ہے۔وہ لوگ وہاں کو دیکھ لیں گے۔ہم دن کے وقت آ کر باقی سب دیکھیں گے۔"

حماس کے اطلاع دینے پر براق نے سر ہلایا تھا۔

"گاڑی منگواؤ۔ہم زیادہ دیر یہاں بارش رکنے کا انتظار نہیں کر سکتے کیونکہ سب گیلے ہیں تو بیمار پڑ جائیں گے اور اس طوفانی بارش میں میں ان زخمیوں کو لے کر نہیں جانا چاہتا۔"

براق نے کہتے ہوئے تینوں کو گھورا تھا جن کے زخم آہستہ آہستہ کر کے سامنے آرہے تھے۔ حماس نے فوراً آئی ہوئی ٹیم میں سے ایک کو گاڑی لے کر آنے کو بولا تھا۔

"اور ہاں ڈاکٹر بھی۔۔۔لیڈی ڈاکٹر۔"

براق نے حماس کو حکم دیا تھا۔ آخر میں نظر مصفرہ اور منسا پر پڑی تو لیڈی ڈاکٹر بول دیا۔ وہ تینوں ایک طرف سر گھٹنوں پر رکھے بیٹھے تھے جیسے آج ان کی واقعی بس ہو گئی تھی۔

ٹریننگ اختتام پذیر ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ کیس کے لیے ایک سراغ بھی ڈھونڈ لیا۔ اسے ان تینوں پر ٹوٹ کر پیار آیا جنھوں نے جان کو خطرے میں تو ڈال لیا تھا لیکن اپنا ٹاسک پورا کیا تھا۔ کچھ دیر بعد گاڑی آگئی تو وہ کسی طرح بس گھر پہنچے تھے۔ گھر پہنچ کر سب سے پہلے سب نے نہا کر کپڑے تبدیل کئے تھے کیونکہ ان پر گرد اور مٹی بھی بہت لگ چکا تھا۔

پھر اس کے بعد تینوں کی مرہم پٹی ہوئی تھی۔ مرہم پٹی کے بعد براق نے ڈاکٹر کو ان کے ساتھ کمرے میں بھیج دیا تھا۔ مصفرہ نے اپنی پیٹھ کا زخم بھی دکھایا تھا اور اس کے گھٹنے جس برے طریقے سے چھلے گئے تھے، وہ منساد یکھ کر سسک گئی۔ اچھے سے مرہم پٹی اور دوائی دینے کے بعد ڈاکٹر چلی گئی تھیں۔ بارش اپنے زوروں پر تھی جس میں گرج چمک بھی شامل تھی۔ سب صبح کے ناشتے کے بعد بھوکے تھے اس لیے ڈاکٹر کے جانے کے بعد سب کھانے کے لئے ٹیبل پر موجود تھے۔ حماس نے ٹیم میمبر کو بول کر باہر سے ہی کھانا منگوالیا تھا اور پھر سب براق نے تینوں کو اپنی نگرانی میں دوا کھلائی تھی۔ حماس نے تینوں کے لیے ہلدی والا دودھ گرم کیا تو اس کی اس حرکت پر سب نے ناک چڑھایا جس پر وہ ناک منہ چڑھا کر گویا ہوا۔

"ناشکرے ہو تم لوگ ویسے ہی۔ شکر ادا کرو کوئی خود اپنے خوبصورت ہاتھوں سے تم لوگوں کے لیے دودھ گرم کر کے لایا وہ بھی ہلدی والا۔ ماما ہوتیں تو مجھ پر فخر کرتیں آج۔"

اس کی بات کے اختتام پر براق کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹی تھی۔حماس نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی اور آنکھیں زور سے موند گیا،وہ جانتا تھا کہ اس نے غلطی سے اپنے بھائی کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔

مصفرہ نے براق کے چہرے پر زخمی تاثرات دیکھے تھے جنہیں وہ بڑی مہارت سے چھپا گیا تھا۔تینوں نے گرم دودھ کے کپ تھام لیے تھے۔

"تمہارا دائیاں ٹخنہ بری طرح زخمی ہوا ہے۔ابھی بارش کی وجہ سے مرہم نہیں مل پائی لیکن ڈاکٹر نے بولا ہے کل تک اسی طرح پٹی کر کے رکھو۔"

براق نے مصفرہ کی جانب دیکھتے ہوئے اسے سمجھایا تھا۔

"کیا میں اس پٹی کو اتار نہیں سکتی؟اسے دیکھ کر مجھے اپنا آپ زیادہ بیمار محسوس ہوتا۔"

مصفرہ نے کنفیوز سا کہا تھا۔اس کے ماتھے پر بھی بینڈ ایج لگی ہوئی تھی اور نا جانے کدھر کدھر چوٹ آئی تھی۔اس وقت وہ کھلی سی ٹی شرٹ کے نیچے کھلے پانچوں والا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی اور گلے میں سٹالر لاپرواہی سے ڈال رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں برسات کا موسم ہے۔ زخم کھلا چھوڑنے سے انفیکشن ہو جائے گا۔ کل حماس جا کر مرہم لے آئے گا تو منسا تم خود مصفرہ کو مرہم لگا دینا۔"

منسا نے مسکرا کر حامی بھری تھی۔ مصفرہ اسے دیکھ رہی تھی جس کی نظر اس کے پاؤں پر بندھی پٹی پر تھی۔ وہ کچھ پریشان لگ رہا تھا۔ مصفرہ نے پاؤں اٹھا کر صوفے پر رکھا تھا اور آرام دہ پوزیشن میں بیٹھ گئی۔ براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں سے اسے ٹھیک ہونے کی تسلی دی تو وہ مدھم مسکراہٹ سے اسے دیکھے گیا۔ پھر وہ پانچوں جنگل میں ہوئے واقعے کو ڈسکس کرنے لگے۔

"چلو اب سب آرام کرو۔ کل آٹھ بجے تک ہم ناشتے کے میز پر ملیں گے اور کل سے ہمارا کیس شروع ہوتا ہے۔"

براق نے انہیں کہا تو سب باری باری اٹھ کر جانے لگے لیکن مصفرہ بیٹھی رہی۔

براق نے اسے دیکھا تو سوالیہ انداز سے آنکھیں گھمائی۔

"میں کچھ دیر بعد جاؤں گی کمرے میں۔ کچھ وقت اکیلا چاہتی ہوں۔"

اس کے مسکرا کر کہنے پر براق نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا اور سر ہلا دیا۔

"دس بج گئے ہیں تو جلدی چلی جانا۔ آرام کر لینا۔"

براق کے کہنے پر وہ سمجھتی ہوئی سر ہلا گئی۔ وہ گہرا سانس بھر کر اسے لاؤنج میں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس موجود صوفے پر آ بیٹھی اور میز کے نیچے پڑے باریک کمبل کو نکال کر اپنے اوپر پھیلا لیا۔ وہ کل پوری رات نہیں سو پائی تھی اور آج رات بھی اس کے پاس دوا موجود نہیں تھی تو اسے معلوم تھا اتنی ساری تھکاوٹ کے باوجود وہ نہیں سو پائے گی۔ اس کی دوا میں نیند کی گولی شامل نہیں تھی کیونکہ وہ فوجی تھے اور انہیں کسی قسم کی نشہ آور ادویات استعمال کرنے سے گریز برتنا ہوتا ہے۔ وہ سر جھٹک کر کھڑکی سے باہر بہتی بارش کو دیکھنے لگی۔ اور اپنی سوچوں میں گم ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ۔۔۔۔۔

مضبوطی کا جو ماسک وہ خود پر چڑھائے رکھتی تھی وہ اس ماسک کے پیچھے اب بھی کمزور تھی۔ برسوں سے۔۔۔ اس نے برداشت کرنا سیکھ لیا تھا۔ اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

توقعات وابستہ کرنا چھوڑدی تھیں، سہاروں کی تلاش چھوڑدی تھی لیکن اس کا دل۔۔۔اس کا دل ابھی بھی ٹوٹا ہوا اور تنہا تھا۔

لوگ سہارے لے کر مضبوط ہوتے ہیں لیکن وہ دکھوں کے سہارے، درد کے سہارے مضبوط ہوئی تھی۔

اس نے اتنا کچھ سیکھا تھا یہاں تک کے اپنے دل کو ڈھانپنے کے لیے دیواریں بنائی تھیں لیکن ان کے نیچے اب بھی اس کے زخم تازہ اور ہرے تھے۔

ایسا لگتا تھا کہ زخموں نے اسے بنایا ہے۔وہ باہر سے مضبوط لگ سکتی تھی لیکن اندر سے۔۔۔اندر سے وہ صرف ایک زخمی،ٹوٹی ہوئی انسان ہی تھی بالکل ایسے جیسے جعلی مضبوط ماسک کے پیچھے ایک ٹوٹی ہوئی۔۔۔داغدار روح۔۔۔

چھوڑ یہ بات کہ اتنے زخم کہاں سے ملے
زندگی بس اتنا بتا کہ کتنا سفر باقی ہے

========

وہ رات دیر تک جنگل والے معاملات کو دیکھتا رہا تھا اور رات بارہ بجے کے قریب جب وہ پانی پینے کے لیے کچن میں جانے لگا تو واپسی پر اس کی نظر لاؤنج میں پڑی۔ اس نے وقت دیکھا تو بارہ بج چکے تھے۔ بارش ابھی بھی تیز تھی اور مصفرہ خود کے گرد کمبل لپیٹ کر صوفے پر بیٹھی کھڑکی سے باہر برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ اس لمحے براق کا دل چاہا وہ اسے ساری حقیقت بتا دے۔ وہ سب کچھ بتا دے جو وہ اسے مشن کے بعد بتانے والا تھا۔ لیکن پھر وہ خاموشی سے اس کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

مصفرہ اپنی سوچ میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے براق کے پاس بیٹھنے کا اندازہ ہی نہیں ہو پایا۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھا تھا۔ مصفرہ اس کی آواز پر بری طرح چونکی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

براق کی آواز پر وہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں اس کے لیے واضح فکر تھی۔

"تمہیں آج کل میری زیادہ فکر نہیں ہونے لگی؟"

اس کی آواز مدھم تھی لیکن ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر راج کر رہی تھی۔اس کی بات سن کر وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

"میں بس پوچھ رہا تھا کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں۔"

مصفرہ نے کچھ لمحے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں صرف فکر جھلک رہی تھی۔وہ ایسی فکر مندی کی عادی نہیں تھی اس لیے نگاہیں کھڑکی کے باہر بہتے منظر پر ڈال گئی۔

"سچ بتاؤں یا جھوٹ؟"

"سچ۔"

وہ صرف اس سے سچ سننا چاہتا تھا جو اس کی نظروں کی تاب نہ لیتے ہوئے اپنا رخ پھیر گئی تھی۔اس کی نظریں بس اسی پر ٹکی تھیں اور سامنے والی کی کھڑکی سے باہر۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں براق۔"

www.novelsclubb.com

وہ انتہائی مدھم لہجے میں بولی کہ براق بمشکل سن پایا تھا۔

"ہر لمحے میں "میں ٹھیک ہوں" کا ماسک پہن کر رکھتی ہوں، میری خواہش ہے کہ کبھی بھی کسی چیز میں نہ ہاروں کیونکہ یہ میرے درد اور غم کو چھپاتا ہے۔۔ایک ڈھال جو صرف ایک چابی سے بند ہوتی ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتی کہ کسی کو میرے اندر کی اس گہرائی کا پتہ چلے۔اپنے عذاب کو تو میں اس چمکدار مسکراہٹ کے پیچھے چھپا لیتی ہوں۔میں ڈرتی ہوں کہ کسی کو میری تنہائی اور خوف کا پتہ نہ چلے۔میں ہر روز اپنی ہنسی کے پیچھے اپنے آپ سے اور دنیا سے جھوٹ بولتی ہوں۔اندر سے چاہے کتنی بھی رو رہی ہوں۔میں کہتی ہوں کہ "میں ٹھیک ہوں، میں ٹھیک ہوں" لیکن ان الفاظ کے پیچھے لاکھوں جھوٹ چھپے ہیں۔"

وہ اتنی آہستہ آہستہ اور مدھم لہجے میں بول رہی تھی کہ براق کو اسے سننے کے لیے مکمل طور پر متوجہ ہونا پڑا۔

وہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔ کچھ لمحے دونوں کے درمیان خاموشی رہی اور پھر وہ کہنے لگا۔

"مصفرہ! ہمیں قدرت کے کھیل کبھی سمجھ نہیں آتے کیونکہ ہمیں ایک محدود عقل دی گئی ہے۔ تم مضبوط ہونے کا دکھاوا نہیں کرتی، تم واقعی بہت مضبوط ہو۔ جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا اور جیسے تم نے سروائیو کیا، کوئی اور ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا۔"

براق کے کہنے پر وہ نم آنکھوں سے رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم بہت محدود حد تک میری زندگی جانتے ہو براق۔"

اس کے لہجے میں دکھ تھا، ملال تھا۔

"میں بہت سی چیزوں سے واقف ہوں۔"

اس نے جیسے اس کا اعتراض رد کیا تھا۔

"تم واقف ہو گے بہت سی چیزوں سے لیکن تمہیں ان کے پیچھے کی وجوہات معلوم نہیں ہیں۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کا لہجہ پر اثر تھا۔

"ہاں۔وہ میں جاننا چاہتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں تم خود بتاؤ۔"

مصفرہ اس کی بات پر بس اسے دیکھے گئی۔

"اور میں تمہیں وہ باتیں کیوں بتاؤں گی جو میری ذلت کا سبب ہیں؟"

اس کی آنکھوں میں اذیت کے سائے لہرائے تھے۔کیا کیا یاد آیا تھا۔کس طرح سے اس ایک رات نے اس کی زندگی کی کایا پلٹی تھی۔کس طرح وہ بس ایک رات میں اپنا سب کچھ لٹا بیٹھی تھی۔اور کس طرح کسی نے اس پر یقین نہیں کیا تھا۔

"کیا تمہاری زندگی کے بارے میں آج تک مجھ سے زیادہ کوئی جانتا ہے؟"

وہ خاموش ہو گئی۔وہ واحد تھا جو اس کے بہت سے رازوں سے واقف تھا۔۔۔تو کیا وہ؟؟تو کیا براق وہ بات بھی جانتا تھا؟یہ سوچ ہی کتنی اذیت ناک تھی۔

نہیں!وہ اگر یہ بات جانتا ہوتا تو کبھی اسے احترام اور عزت کی نگاہ سے نہ دیکھتا۔

جیسے سب نے اسے ناپسند کیا تھا وہ بھی ایسا ہی کرتا۔

اس کا مطلب وہ اس رات کے کسی راز سے واقف نہیں تھا۔

"کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تمہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔"

"کس چیز سے پیچھے ہٹ جاؤ گے؟"

مصفرہ نے الٹا اس سے سوال داغا تھا۔ براق کی جانب سے مکمل خامشی تھی۔ وہ اسے دیکھے گئی جو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ جواب کیا دیا جائے۔ سچ یا جھوٹ یا پھر دونوں کی آمیزش۔

"تم بہتر جانتی ہو۔"

"تم ابھی اسی وقت پیچھے ہٹ جاؤ جس راہ پر نکل آئے ہو۔ کیونکہ بعد میں ہٹو گے تو مجھے اذیت زیادہ ہو گی۔ اور میں باقی اذیتوں کی بھرپائی تو کر لوں گی لیکن اس کی نہیں۔"

وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے وارن کر رہی تھی جو اس کی بات سن کر مسکرا دیا۔ ایک طنزیہ مسکراہٹ۔ اس کے ڈمپل پر جب مصفرہ کی نظر پڑی تو دل نے رفتار پکڑی۔ وہ خود کو ڈپٹ کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"میں نہیں جانتا جس راستے پر میرے قدم پہلی بار پڑے ہیں اس کا انجام کیا ہو گا لیکن میں اتنا جانتا ہوں یہ رستہ بہت الگ ہے۔ خوبصورت نہ سہی لیکن الگ تو ہے نا۔"

وہ اس کی وارننگ کو دھوائیں کی طرح فضا میں غائب کر گیا۔

مصفرہ کچھ نہ بولی وہ خاموش رہی۔ وہ خود کو بھی اس راستے کے وسط میں کھڑا محسوس کر رہی تھی۔ کیونکہ اس رستے پر کب آپ نکل آتے ہو یہ تو معلوم ہو ہی نہیں پاتا۔ یا اختتام پر پتا چلتا ہے یا پھر وسط میں آکر۔

وہ خود سے سو جھوٹ بول لے پر وہ براق سے جھوٹ نہیں بول پائے گی۔ اس لیے خاموشی سے سر کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔ براق نے اسے خاموش پا کر افسوس بھری نظروں سے دیکھ کر سر ہلایا تھا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کسی بھی احساسات میں جھوٹ کا قائل نہیں تھا۔ لیکن وہ کسی بھی چیز میں جلدی کا قائل بھی نہیں تھا۔ وہ بھی تب جب سامنے موجود شخص سرے سے ہی ہر احساسات کو رد کرنے پر مثر ہو۔ کم از کم اس مشن کے دورانیے میں وہ ساری

حقیقت مصفرہ پر روشناس نہیں کروانا چاہتا۔یہی سوچتے ہوئے رات کٹ گئی تھی اور نیند نے اس پر عنایت کر دی تھی لیکن مصفرہ کو کھڑکی کے پاس بیٹھا دیکھ کر بھی نیند کی دیوی کو اس پر ترس نہ آیا تھا اور اس کے پاس سے گزر گئی تھی لیکن اس پر مہربان نہیں ہوئی تھی۔

بارش اب آہستہ ہو چکی تھی اور بالکل مدھم سروں میں اس کی آواز گونج رہی تھی۔

اپنی سوچوں سے تنگ آ کر مصفرہ کچن میں چائے بنانے کی غرض سے آئی تھی۔

رات تو یونہی کٹنی تھی تو کیوں نا موسم کا لطف اٹھاتے ہوئے چائے پی لی جائے۔ چائے کا پانی چولہے پر چڑھا کر جس وقت وہ مڑنے لگی تو حماس کچن میں داخل ہوا تھا۔

"آج کیا سب کو نیند نہیں آ رہی؟"

مصفرہ نے اسے جاگا ہوا دیکھ کر کہا تھا۔

"نہیں میں سویا ہوا تھا لیکن اتنی شدید بھوک لگ رہی تھی کہ اٹھ بیٹھا ہوں۔یوں لگ رہا چوہے اور اس کا خاندان میرے پیٹ کے اندر ناچ ناچ کر اس کی در و دیوار ہلا ڈالیں گے۔"

حماس کی بات پر مصفرہ ہنس دی تھی۔

"تم بیٹھو میں کھانا گرم کر دیتی ہوں تمہیں۔"

مصفرہ نے پیش کش کی تھی۔

"ارے نہیں تم بیٹھو تمہارا پاؤں نہیں ٹھیک۔میں کر لیتا ہوں گرم۔"

حماس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"دوائی کھائی تھی میں نے۔اب درد محسوس نہیں ہو رہی۔میں اپنی چائے بنا رہی ہوں تو کھانا بس فریج سے نکال کر اوون میں رکھتے ہوئے میں بالکل زخمی نہیں ہوں گی،یقین کرو۔"

مصفرہ نے فریج کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے مسکرا کر جواباً کہا تھا۔وہ بھی مسکرا کر بس اسے دیکھنے لگا جو کھانا ایک پلیٹ میں نکال کر اوون میں رکھ رہی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

مصفرہ نے اسے خود کی جانب حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پایا تو بولا۔۔

"یہ سوچ رہا ہوں کہ میری کوئی بڑی بہن ہوتی تو شاید وہ تمہارے جیسی ہوتی۔"

مصفرہ اس کی بات سن کر مسکرا دی اور چائے کے قہوے میں دودھ ڈال دیا۔

"وہ کیسے؟"

اس کے سوال پر حماس بولنا شروع ہوا۔

"تمہارا اور براق کا ایٹی ٹیوڈ بالکل ایک جیسا ہے۔بلکہ یوں سمجھو تم اس کا فی میل ورژن ہو۔"

اس کی بات سن کر مصفرہ ہنس دی تھی۔

"کچھ بھی؟"

وہ ہنستے ہوئے اس کا کھانا اوون سے نکال کر اس کے سامنے رکھ گئی تھی۔گھڑی رات کے دو بجا رہی تھی۔

"سوچو کتنا مزہ آتا اگر تم واقعی میری بہن ہوتی تو۔ میں بہت اچھا بھائی ثابت ہوتا۔ تمہیں گھمانے بھی لے کر جاتا۔ ہم مل کر گھڑ سواری بھی کرتے۔ تمہارے لیے ہر روز آئس کریم اور سنیکس بھی لاتا۔ ہم مل کر شوٹنگ سنٹر جاتے۔ دونوں مل کر پنگے کرتے اور براق سے ڈانٹ کھاتے اور تم ہم دونوں کے لیے سٹینڈ لیتی۔ واؤ۔ کتنے مزے کی زندگی ہوتی۔"

وہ بولتا جا رہا تھا اور مصفرہ اس کی باتیں سنتی ہنستی جا رہی تھی۔

"کیا میں تمہیں اڈاپٹ کر سکتا ہوں؟"

اس کی اگلی بات پر مصفرہ کا قہقہہ کچن میں گونجا تھا۔

"میں سیریس ہوں یار۔ مجھے شدت سے بہن کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔"

وہ اس کے ہنسنے پر برا مناتے ہوئے بولا تھا اور کھانے کی پلیٹ اپنے آگے گھسیٹی تھی۔ اس کے برا ماننے پر مصفرہ پھر ہنس دی۔

"میں تم سے بڑی ہوں تو اس کا مطلب میں تمہیں اڈاپٹ کر سکتی ہوں تم مجھے نہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔

"کوئی بات نہیں میں براق کو کہوں گا وہ تمہیں اڈاپٹ کر لے۔"

اس کی بات پر وہ ایک بار پھر ہنس دی تھی۔

"حماس تم نیند میں لگ رہے ہو۔بیٹا کھانا کھاؤ اور سو جاؤ۔"

مصفرہ نے اسے دیکھا تھا جو کھانے کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اس ستائیس سالہ لڑکی کو اڈاپٹ کرنے کا سوچ رہا تھا۔

"ویسے کیا میں تمہیں اپنے چھوٹے بھائی کی حیثیت سے قبول ہوں؟"

وہ جیسے ایک نئے رخ سے سوچتے ہوئے پوچھ رہا تھا کہ عایہ وہ اسے بھائی قبول ہی نہ کرے۔وہ اپنی کچھ لمحے بنی بہن کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔میرا بھی اگر بھائی ہوتا تو وہ تمہارے جیسا ہوتا۔زندگی سے بھرپور کیونکہ اس کی آپی اس پر آنچ تک نہ آنے دیتی۔"

مصفرہ نے مسکرا کر کہا تھا اور پین میں ابلتی چائے کو ہلایا تھا۔اس کے چہرے پر اب کی بار آسودہ مسکراہٹ تھی۔

"لیکن میں تمہیں آپی نہیں کہوں گا۔یونو وہ دوستی والی چیز پھر ختم ہو جاتی ہے۔اور میں اپنی بہن سے دوستوں والا رشتہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

حماس نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ بہت ایکسائیٹڈ لگ رہا تھا اس نئے رشتے کے لیے۔

"مطلب تم ایک تیر سے دو نشانے کر رہے ہو؟دوست بھی اور بہن بھی۔"

مصفرہ نے چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے تجزیہ پیش کیا تھا۔

"ہاں کہہ سکتی ہو۔ویسے میں نے پوچھا نہیں،تم اتنی رات کو کیوں جاگ رہی ہو؟"

وہ کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھ رہا تھا جواب سنک میں پین رکھے اس پر پانی ڈال رہی تھی۔اس کی بات سن کر وہ نل بند کرتی اس کی جانب مڑی تھی۔

"اگر میں تم سے ایک راز شئیر کروں تو کیا تم اسے راز رکھو گے؟"

وہ چائے کا کپ تھامے کاؤنٹر پر عین اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں وعدہ۔میں ضرور راز رکھوں گا۔"

www.novelsclubb.com

وہ فوراً متوجہ ہوا تھا۔ مصفرہ نے کچھ لمحے اپنے ہاتھ میں تھامے مگ کو دیکھا تھا، پھر بول دیا۔

"I am suffering from insomnia."

اس کی بات پر حماس چونکا تھا۔

"مطلب راتوں کو نیند نہ آنا وغیرہ وغیرہ؟"

اس نے کنفرم کرتے ہوئے پوچھا۔ جس پر مصفرہ نے سر ہلایا۔

"کب سے؟"

حماس کے لہجے میں پریشانی گھل گئی۔

"جب سولہ سال کی تھی، تب سے۔"

مصفرہ کی نظروں کے سامنے وہ رات گزر گئی جس کے بعد اس کو کبھی رات میں نیند نہیں آپائی تھی۔ میٹرک کی فیئرویل کی رات۔ اس نے آنکھیں موند کر دوبارہ کھولیں تو وہ کمپوز ہو چکی تھی۔

"تو تم میڈیسن یوز نہیں کرتی کوئی؟"

www.novelsclubb.com

"کرتی ہوں۔ وہ ختم ہو گئی ہے تین دن سے۔"

مصفرہ نے کہتے ہوئے چائے کا گھونٹ بھرا تھا۔

"تم نے منگوائی کیوں نہیں؟"

"تمہارے بھائی کو اپنا یہ راز نہیں تھی بتانا چاہتی۔"

مصفرہ نے آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے کہا تھا وہ بھی سر جھٹک کر ہنس دیا بالکل اپنے بھائی کی طرح۔

"مجھے پر سکرپشن والی پرچی دے دینا میں لا دوں گا۔"

مصفرہ نے کاؤنٹر پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا تھا اور اس کے کور کے پیچھے سے ایک پرچی نکال کر اس کی جانب بڑھائی۔ حماس نے پرچی کھول کر نام پڑھا تھا۔

"Tab. Alprazolam 0.5mg?"

مصفرہ نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اپنا مگ دوبارہ تھام لیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں کل لا دوں گا۔"

حماس نے مسکرا کر بولا تو وہ بھی شکریہ ادا کر گئی۔

"میں نے پہلی بار یہ بات کسی کو بتائی ہے۔"

وہ کچن سے نکلتے ہوئے دوبارہ بولی تھی۔

"یقین کرو یہ آخری بار نہیں ہو گا۔"

وہ بھی مسکرا کر کھانا ختم کرتا کچن سے نکل گیا تھا۔مصفرہ کھڑکی کے سامنے اپنی سابقہ جگہ پر جا بیٹھی تھی اور بارش کی بوندا باندی کا منظر دیکھتے ہوئے اپنے ماضی کے کسی اوراق میں کھو گئی تھی۔

کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو بستر پر گرتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ایک وہ تھی جس پر کسی نے بد دعا دے دی تھی شاید کہ نینداس سے دور رہے۔دوراتوں سے مسلسل وہ جاگ رہی تھی۔اور آج کی رات بھی اسے معلوم تھا وہ جاگنے والی تھی۔

کہیں کسی روز یوں بھی ہوتا

ہماری حالت تمہاری ہوتی

www.novelsclubb.com

جو رات ہم نے گزاری مر کے !!
وہ رات تم نے گزاری ہوتی۔۔

==========

This episode contains scenes that depict violence, which may be distressing or triggering to some readers. These scenes are included to enhance the narrative and are not intended to glorify or trivialize violence. Reader discretion is advised.

www.novelsclubb.com

راز نجاد از زھرہ بنت خالد

قسط نمبر 8

"The first sparkle of love"

صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ کمرے سے نکلا تو مصفرہ کو لاؤنج میں بیٹھے پایا۔ وہ لیپ ٹاپ لیے بیٹھی تھی اور نہایت توجہ سے کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمبل ابھی بھی ویسے ہی اپنے ارد گرد لپیٹ رکھا تھا۔ بارش رک چکی تھی اور صبح کی مدھم مدھم روشنی سارے میں پھیلنا شروع ہو رہی تھی۔ البتہ اب اس نے لیپ ٹاپ کھڑکی کے شیڈ پر رکھا ہوا تھا اور خود وہ اس طرح سے بیٹھی تھی کہ براق کی جانب اس کی پشت تھی۔ وہ دھیرے دھیرے خاموش چال چلتا ہوا اس تک پہنچا جو کانوں میں ائیر پورڈ لگائے نہایت مگن سی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی پشت پر جا کر کھڑا ہوا تو سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ ایک نظر لاؤنج

www.novelsclubb.com

میں لگے کلاک پر وقت دیکھا اور دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر گھمانے پر اسے مصفرہ کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا۔ وہ صبح کے پانچ بجے کریمنل ڈاکومنٹیز دیکھ رہی تھی جس میں خون خرابے کے عجیب وغریب قسم کے سین موجود تھے۔اس نے آگے بڑھ کر لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کیا تو مصفرہ بری طرح چونکی اور اپنی جگہ پر گھومی۔ براق کو دیکھا تو گہرا سانس بھر کر سر جھٹکا۔وہ ایک لمحے کو ڈر گئی تھی لیکن پھر اس کی موجودگی میں وہ کیسے ڈر سکتی تھی؟

"تم پوری رات یہی سب دیکھتی رہی ہو؟"

مصفرہ کے ائیر پورڈ اتارنے پر براق کی جانب سے پہلا سوال آیا۔

"تم نے سو کر کون سا تیر مار لیا؟"

وہ نہایت بدمزہ ہوئی تھی اور براق ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا جو رات سے بالکل مختلف لگ رہی تھی۔ جیسے احساسات کا سارا سمندر اس نے راتوں رات اس بارش کے سنگ بہا دیا ہو اور دوبارہ سے وہی کٹھور مصفرہ بننے کا عہد خود سے کیا ہو۔ لیکن براق مرزا اس بار ایسا کچھ ہونے نہیں دے گا۔اس نے دل ہی دل میں خود سے

www.novelsclubb.com

ایک عہد باندھا۔۔ عہدوں کے اس چنگل میں پھنسے دونوں شخص اس بات سے ناواقف تھے کہ جیت کس کی ہونے والی ہے۔ کس کا عہد پورا ہو گا اور کسے عہد توڑنا پڑے گا۔ ویسے بھی براق نے اپنی موجودگی سے جو دڑاڑ مصفرہ کے خول میں ڈالی ہے، وہ مصفرہ ہزار عہدوں کو نبھانے کے باجود بھی پر نہیں کر سکتی۔

"کم از کم میں تمہاری طرح رات کے پانچ بجے عجیب و غریب ڈاکو منٹریز نہیں دیکھتا، جن میں فضول قسم کے قتل کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔"

وہ اس کی بات پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو صبح صبح ہی اس کے سر پر نازل ہو چکا تھا۔

"تو اس میں کیا غلط ہے؟"

اس نے ایسے حیران ہو کر پوچھا جیسے اس میں واقعی کوئی عجیب بات نہ ہو۔

"تم سچ میں پاگل ہو؟"

اس نے فکر منداں لہجے میں استفسار کیا جیسے اگر وہ ہاں بول دے گی تو اسے سچ مچ پاگل خانے میں داخل کروا آئے گا۔ اتنا اچھا تو تھا ویسے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیوں صبح صبح میرا دماغ کھا رہے ہو؟"

اس بار وہ چڑ کر بولی تھی اور صوفے سے اٹھ کر چپل پیروں میں اڑسائی۔اس کی آنکھیں رت جگے کی گواہی دے رہی تھیں۔دوراتوں سے مسلسل وہ جاگ رہی تھی۔براق نے اس کے پاؤں کی جانب دیکھا جس پر پٹی بندھی تھی۔

"تمہارا پاؤں کیسا ہے اب؟"

اس کی نظروں کے رخ پر مصفرہ نے اپنے پاؤں کی جانب دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ دو لفظی جواب دے کر وہیں کھڑی رہی۔دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو پہلے سے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔دونوں کی نگاہیں ملیں تو مصفرہ کو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی سرخی نظر آئی۔سرمئی آنکھیں اور ان میں بھی سرخی، گہری گھنی پلکیں، نفاست سے سیٹ ہوئی بیرڈ، گھنگرالے بال جو زیادہ تر ماتھے پر ہی بکھرے رہتے تھے اور اس کی ٹھوڑی پر ایک

چھوٹا سا تل۔ مصفرہ اسے آج بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سچ میں خوبصورت تھا۔ یا اسے لگا تھا۔

"تم سوئے نہیں؟"

مصفرہ نے اس کی آنکھوں کی سرخی کی وجہ سے سوال داغا۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔"

وہ کندھے اچکا کر نگاہوں کا طلسم توڑ گیا تھا۔ وہ کتنے غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کا ہر انداز دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ مصفرہ کی نظریں پہلے اس کی آنکھوں میں گئی تھیں، پھر اس کی پلکوں پر، پھر اس کے بالوں پر اور پھر شاید اس کے ٹھوڑی کے تل پر۔ اس نے نظروں کی ساری ہلچل بخوبی دیکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے سراپے میں کھوتا وہ اسے نماز کا بول کر باہر نکل گیا۔

یار یہ تم کو دیکھنے والے
آنکھیں کیسے پھیرتے ہوں گے

مصفرہ نے اس کی پشت دیکھی تھی اور پھر خود بھی لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ نماز پڑھ کر وہ دعا مانگتی ہوئی منسا کو اٹھنے کا بول کر خود وہ خالی الذہنی سے جائے نماز پر انگلیاں پھیرتی رہی اور محسوس ہی نہ ہوا کب وہ سو گئی۔

منسا جانتی تھی وہ رات کمرے میں نہیں آئی اس کا مطلب وہ سوئی ہی نہیں تو اسے اٹھانے کی بجائے وہ کچھ دیر اپنی والدہ سے بات کرنے کے بعد سات بجے کے قریب ناشتے کے لیے نیچے چلی گئی۔ براق نے سب کو آٹھ بجے تک آرام کرنے کی اجازت دی تھی لیکن روٹین کے مطابق سب فجر کے لیے اٹھ چکے تھے اور اس کے بعد تنگ آکر سات بجے سب ٹیبل پر موجود تھے۔ناشتہ آج منسا نے بنانے کی فرمائش کی تو سب نے حامی بھر دی۔ براق نے منسا سے مصفرہ کا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ نماز کے بعد جائے نماز پر ہی سو گئی ہے۔

"کیا میں اٹھا لاؤں؟"

منسا نے پراٹھا توے پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ حماس آملیٹ کے لیے پیاز کاٹ رہا تھا اور آنسوؤں سے آنکھیں بھری ہوئی تھیں۔ باہس برتن میز پر سجا چکا تھا۔

"نہیں وہ ساری رات نہیں سوئی۔۔اسے آرام کرنے دو۔"

براق کی بات پر حماس نے اپنی نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آپ کو کیسے معلوم؟"

وہ اسے کبھی آپ کہتا تھا تو کبھی تم۔ عجیب ساتختہ تھا دونوں کا۔ کبھی وہ ڈرتا تھا اس سے۔ کبھی اسی کو تنگ کرتا تھا۔ براق لیپ ٹاپ پر اپنی کوئی آئی ہوئی ای میلز چیک کر رہا تھا۔

"خاموشی سے کام کرو۔"

اس کے سرد انداز میں کہنے پر حماس نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور ہاتھ میں پکڑی چھری اسے دکھائی تھی جسے براق نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں ناشتہ تیار ہو گیا تو سب ٹیبل پر آبیٹھے تو تبھی مصفرہ بھی فریش سی سلام لیتی ٹیبل پر آگئی۔ مصفرہ اور براق کی نظریں ملی تھیں اور پھر وہ سب کی جانب متوجہ ہو گئی۔ وہ ایسے فریش تھی جیسے بالکل بھی دو راتیں نہ جاگی ہو۔ سب نے خاموشی سے ناشتہ شروع کیا۔

"اُفف منسا!! کیا پراٹھے بنائے ہیں تم نے۔ مما کی یاد آگئی۔"

حماس نے اپنے ازلی شوخ انداز میں کہا تو براق نے اسے بری طرح سے گھورا تھا۔ مصفرہ نے اس کی جانب دیکھا جو حماس کو گھورنے میں مگن تھا۔ منسا نے مسکرا کر شکریہ کہا تو حماس اس کی مسکراہٹ میں کھو گیا۔ باھس البتہ مکمل طور پر پراٹھوں کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

ناشتے کے بعد براق کسی کام سے باہر نکل گیا اور باقی سب پلین کے مطابق مشن پر کام کرنے لگے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورا دن یونہی گزر گیا۔ ان کے پاس فلوقت کوئی سرا موجود نہیں تھا۔ قریباً شام پانچ بجے کے قریب براق واپس لوٹا۔ سب بیسمنٹ میں ہی موجود تھے اور مشن کے نا جانے کونسے پہلو پر بحث کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ سیدھا نیچے ہی آیا تھا، اس لیے صبح والے حلیہ میں ہی موجود تھا۔ سکائے بلیو ٹی شرٹ سے اس کے کسرتی بازو جھلک رہے تھے اور اس کے ساتھ نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔ بال جو صبح اچھے سے سیٹ تھے وہ اب ماتھے پر لاپرواہی سے بکھرے پڑے تھے۔ آنکھیں تھکاوٹ کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہی تھیں اور ہلکی ہلکی سرخی ان میں موجود تھی جو آنکھوں کو کچھ حد تک ہیبت ناک بنا کر پیش کر رہی تھی۔

"سر ہمارے بہت سے سوالات ہیں۔"

براق جب سلام کرنے کے بعد کرسی پر آکر بیٹھا تو سب سے پہلے باہس گویا ہوا۔ البتہ مصفرہ نے ٹیبل پر پڑے شیشے کے جگ میں سے پانی کا گلاس بھر کر نا محسوس انداز میں اس کی جانب بڑھایا اور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ غور سے دیکھنے لگی جواب کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں بیٹھا تھا۔ کسی احساس کے تحت اس نے آنکھیں کھولیں تو سیدھا مصفرہ کی بھوری آنکھوں سے ٹکرائی اور مصفرہ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ کچھ تھا ان نظروں میں جو اس کے دل کی رفتار بڑھا گیا تھا۔ جس نے اس کے دل کو ایک بار رک جانے کے بعد دوبارہ سے

رفتار پکڑنے کی تلقین کی تھی۔کچھ خاص۔کچھ منفرد۔سیکنڈز کی گیم تھی اور پھر براق نے نظریں ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس پر جمالیں۔اس نے پھر ایک نظر مصفرہ کو دیکھا اور خاموشی سے پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔سب اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"پوچھو باہس!"

وہ اب کچھ نارمل لگ رہا تھا۔بالوں میں ہاتھ پھیرنے کے لیے جب بازو اوپر کیے تو اس کے کسرتی بازو نظروں کا مرکز بنے۔اس کے بازوؤں اور کلائیوں پر موجود بال مردانہ وجاہت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اسے پرکشش بنا گئے۔

"آرگنز کی سمگلنگ ہوتی ہی کیوں ہے؟میرا مطلب ہے اس کی وجہ کیا ہے؟"

باہس کے سوال پر سب براق کی جانب متوجہ ہو گئے۔اس نے بولنا شروع کیا تو شہر خوشاب کی فضاؤں نے تھم کر اسے سننا شروع کیا۔

"پوری دنیا کی کل آبادی میں آرگن ڈونیٹ کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن ہر ماہ لاکھوں کی تعداد میں آرگن ٹرانسپلانٹ کی ضرورت پیش آتی ہے۔اس

www.novelsclubb.com

ضرورت کو پورا کرنے کے لیے غیر قانونی طریقے سے لوگوں کے مختلف حصوں کو نکال کر ریڈ مارکٹ میں مہنگے داموں میں بیچا جاتا ہے۔"

وہ مدھم مگر پراثر لہجے میں بول رہا تھا۔

"میں نے تو صرف گردوں کا سنا تھا لیکن جو جنگل میں دیکھا اس میں تو قریباً ہر آرگن نکلا ہوا تھا۔"

سوال اس بار منسا کی جانب سے تھا۔ براق نے ایک نظر سب کو دیکھا اور گویا ہوا۔

"پہلے پہل صرف گردے ہی اس بلا سے ہم کنار تھے! لیکن دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں باقی آرگن کی مانگ بھی زیادہ ہو گئی۔ لوگوں کے صحت کے مسائل زیادہ ہو گئے اور مارکیٹ میں دینے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہو گئی۔"

براق انہیں مکمل تفصیل سے جواب دے رہا تھا۔ ذہن کی گتھیاں آہستہ آہستہ الجھنے لگیں۔ مصفرہ کے چہرے پر عجیب سے الجھن آمیز تاثرات ابھرے جنہیں وہ چھپا نہ پائی۔

"پوچھو مصفرہ۔"

براق نے اس کی جانب اشارہ کیا اور اسے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ وہ اس کے ہر تاثر سے واقف تھا یا شاید اب ہو گیا تھا۔

"کیا یہ ٹھیک ہے؟ میرا مطلب۔ ایک انسان کی زندگی داؤ پر لگا کر کسی دوسرے انسان کی زندگی بچانا؟"

اس کا سوال بجا تھا۔ یوں ہی تو ہو رہا تھا۔ مختلف ملکوں سے غیر قانونی طریقے سے حاصل کیے گئے جسم کے اجزا کو ریڈ مارکٹ میں بیچا جاتا تھا اور پھر وہاں سے انہیں کئی طریقوں اور سازشوں کے ذریعے سفید کر کے مارکٹ میں اتارا جاتا تھا۔ لیکن اس سب میں سب سے زیادہ منافع انہیں لوگوں کا تھا جو اسے ریڈ مارکٹ میں بیچتے ہیں اور دوسرے نمبر پر ان لوگوں کا جو ان اجزا کی ٹرانسپلانٹ کرنے کی بنیاد پر لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں کماتے ہیں۔ جس میں سب سے مہنگی ترین ٹرانسپلانٹیشن گردے کی ہوتی ہے۔ پھر دل اور باقی تمام آرگنز کی۔ یہ کام اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ پوری دنیا کے ہر ملک میں سے آرگن ریڈ مارکٹ میں لا کر مہنگے داموں میں بیچے جاتے ہیں اور جس میں تیس سے چالیس پرسنٹ وہ ڈاکٹرز بھی

شامل ہوتے ہیں جو اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور انسانیت کی بھلائی کرنے کا عہد توڑ ڈالتے ہیں۔

"انہیں انسانیت کی بھلائی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ اس صورت میں درست ہوتا اگر تو ڈونیٹ کرنے والا انسان اپنی مرضی سے ڈونیٹ کرتا لیکن یہاں تو کئی مریضوں کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اپنے چھوٹے موٹے آپریشن میں وہ اپنا کوئی قیمتی آرگن گنوا آئے ہیں۔ کیونکہ انسان ایک گردے ایک پھیپھڑے، پتے اور کچھ مزید آرگنز کے بغیر زندگی آرام سے گزار سکتا ہے۔"

براق انہیں وہ سب کچھ بتا رہا تھا جو اب تک اس نے اس کیس کے لیے سٹڈی کیا تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ تھا اور نہایت توجہ سے اپنی بات سمجھا بھی رہا تھا۔

"یہ اگر ہر ملک میں غیر قانونی ہے تو کیسے اس کی سمگلنگ ہوتی ہے؟"

اس بار سوال حماس کی جانب سے تھا۔ وہ چاروں سوال کرنے والے تھے اور ان کے ہر سوال کا جواب اس واحد شخص کے پاس تھا جو عزیز محفل تھا۔

"ہر ملک میں نہیں۔ایران میں یہ غیر قانونی نہیں ہے۔اور جہاں تک بات رہی سمگلنگ کی تو یہ کوئی چھوٹی بڑی مارکٹ نہیں ہے۔یہ بہت وسیع مارکیٹ ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود ہیں جو انسانیت کے تمام درجات کو چھوڑ کر حیوانیت کی درجے پر فائز ہیں۔"

اب سب توجہ سے اسے سنتے ہوئے مزید سوال پوچھنے لگے۔وہ مشن کو بہتر طور پر کرنا چاہتے تھے۔لیکن اس کے لیے انہیں یہ معلوم تو ہونا چاہیے کہ وہ کس قدر بڑے پیمانے پر جنگ لڑنے جارہے تھے۔

"لیکن اس سب میں سب سے زیادہ منافع ہوتا کسے ہے؟"

سوال اب کی بار پھر مصفرہ کی جانب سے تھا۔

"ریڈ مارکٹ میں بیچنے والوں کو اور دوسرے نمبر پر ان ہسپتالوں کو جو ٹرانسپلانٹ کی ذمہ داری لیتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اس کے جواب سے وہ ابھی بھی مطمئن نہیں تھی۔اس نے گہرا سانس بھرا اور دونوں کہنیاں میز پر ٹکادیں اور کچھ آگے جھک کر چاروں کی نگاہوں میں باری باری دیکھا۔

"ہم بہت قیمتی ہیں اور ہمارے آرگن بھی۔ہمارا ایک گردہ صرف ایک گردہ اگر ہم کسی امریکی کو یا پھر باہر کے ملک میں لیگل طریقے سے بیچیں تو وہ چار سے لے کر دس لاکھ تک بکتا ہے۔لیکن گردہ دینے والے کو صرف اس کا دس پرسنٹ ملتا ہے۔ بلکہ یہ چھوڑو۔۔ریڈ مارکٹ کے اندر صرف ایک انسان کے تمام آرگنز کی قیمت پینتالیس ملین ڈالر بنتی ہے جو پاکستانی روپے میں دیکھی جائیں تو کم و بیش بارہ ارب ترپن کروڑ اکیاسی لاکھ پچیس ہزار بنتی ہے۔"

اس کی بات کے آخر میں سب کے منہ اور آنکھیں ورطہ حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔وہ کندھے اچکا کر ان کے کھلے منہ دیکھنے لگا۔

"میں جا رہا ہوں اپنے گردے اور باقی چیزیں بیچنے۔اللہ حافظ !"

حماس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے یوں بولا جیسے وہ سچ میں جارہا ہو۔ لیکن براق کی ایک گھوری سے اس کی کینچی سی چلتی زبان تالو کو جا چپکی تھی۔

اس کے بعد مزید کچھ دیر وہ ایسے ہی سوالات اس سے کرتے رہے جن کے تسلی سے وہ جواب سناتا گیا۔ اب انہیں کیس میں زیادہ دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔

انسانی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کے بارے میں مکمل آگاہ نہ ہو وہ چیز اسے متاثر نہیں کرتی یا اس میں اس کی دلچسپی آہستہ آہستہ معدوم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تجسس بھرا ہو تو سارے سوالات کے جواب ہمیں دے دیے جاتے ہیں۔

اسی طرح ان کا ایک اور دن اختتام کو پہنچا تھا۔

==========

www.novelsclubb.com

وہ تیسری رات تھی جو اس نے جاگ کر گزاری تھی کیونکہ حماس کو براق کی جانب سے باہر جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اس نے کل دوائی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ البتہ جب براق باہر سے آیا تھا تو مصفرہ کے پاؤں کے لیے مرہم لے آیا تھا اور سختی سے تلقین کی تھی کہ اسے وقت پر لگائے۔ ساتھ ہی ساتھ منسا کو بھی یہ زمہ داری سونپی

تھی۔ اتنی پرواہ کیوں کر کر رہا تھا وہ، یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا لیکن اسے مصفرہ کا خیال رکھنا اچھا لگ رہا تھا۔ ایک انجانی سے خوشی اسے اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

کون دے گا سکون ان آنکھوں کو؟

میں کس کو دیکھوں کہ نیند آجائے؟

==========

کچھ دن تک وہ بس کیس کا کوئی مضبوط سراڈھونڈھنے کی تگ ودو میں تھے اور ساتھ ہی ساتھ جھنجھلائے ہوئے بھی۔ کوئی مضبوط سرا ان کی پہنچ میں آہی نہیں رہا تھا۔ تبھی براق یکدم کمرے میں داخل ہوا تھا اور سانس بھرتا ہوا کہنے لگا۔

"ایک ہسپتال کے کیمروں تک رسائی چاہیے۔ کیا تم یہ کام کر سکتی ہو منسا؟"

منسا نے فوراً اپنا رخ اپنے سامنے پڑے دونوں لیپ ٹاپ کی جانب کیا تھا اور انہیں لاگ ان کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ہسپتال کی ڈیٹیل بتائیں اور مجھے پندرہ منٹ دیں بس۔"

براق نے کچھ ضروری ڈیٹیل دیں اور سب اب منسا کے منتظر تھے۔ مصفرہ غور سے براق کو دیکھ رہی تھی جو پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا اور دوسری جانب باہس جنگل کے نقشے پر مغرب کے حصے میں کوئی نشان لگا رہا تھا۔ جبکہ حماس موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

"ڈن!!"

پورے تیرہ منٹ بعد منسا کی پرجوش سی آواز کمرے میں گونجی تو سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر منسا کی جانب متوجہ ہوئے۔ براق اور مصفرہ ایک ساتھ منسا کی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تو اس عمل پر دونوں کی نظریں ایک سیکنڈ کے لیے ملیں لیکن وہ نظروں کے زاویے بدل گئے۔ حماس اور باہس اس کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔ اب سب کی نظریں سامنے موجود دونوں لیپ ٹاپ پر تھیں۔ سب غور سے ہر ایک ریکارڈنگ دیکھنے لگے۔

"حماس اسے پروجیکٹر کے ساتھ کنیکٹ کرو۔"

براق نے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر منسا کے لیپ ٹاپ کو کمرے میں لگے پروجیکٹر سے منسلک کر دیا جو کہ براق کی کرسی کے پیچھے موجود تھا۔ کمرے کی تمام لائٹیں بجھا دی گئیں اور پھر مکمل توجہ سے پچھلے چند دنوں کی ریکارڈنگ دیکھی جانے لگی۔

کچھ گھنٹے اسی کام میں صرف ہو گئے۔ وہ پانچوں بہت چاک و چوبند تھے۔ اور ایک ایک باریکی نوٹ کر رہے تھے۔ ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے ڈسکس بھی کرتے رہے۔

"یہاں روکو۔"

منسا نے اس کے کہنے پر سکرین کو روکا تو براق نے لیپ ٹاپ اپنی جانب کیا اور کچھ سیکنڈ پیچھے گئے۔

"یہ تو ہسپتال کی بیسمنٹ لگ رہی ہے۔"

باہس نے کہا تو براق نے اثبات میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ بیسمنٹ کا وہ کمرہ ہے جس میں کچھ ماہ پہلے آگ لگ گئی تھی۔ یہاں پہلے ادویات رکھی جاتی تھیں لیکن اب آگ لگنے کے بعد یہ اور اس کے ساتھ والا کمرہ بنجر ہے۔ بالکل بھی استعمال میں نہیں۔"

براق نے غور سے سکرین کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"تو یہ تین لوگ باری باری جا رہے ہیں اور پھر آ بھی رہے ہیں۔۔۔ایک ایک کر کے۔"

منسا نے سکرین پر گھورتے ہوئے کہا۔

"کمرے کے اندر کوئی کیمرہ نہیں ہے کیا؟"

اس بار سوال مصفرہ کی جانب سے تھا جس پر وہ کچھ پل کے لیے آنکھیں موند گیا اور اس پورے ہسپتال کا ڈارٹا یا نقشہ اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا۔

"وہاں کیمرہ ہوا کرتا تھا بائیں کونے میں، جہاں سے پورے کمرے کا منظر صاف نظر آتا تھا لیکن آگ لگنے کے بعد کیمرہ بند ہو گیا تھا۔ اور چونکہ ہسپتال کا وہ سارا ایریا رسٹرکٹڈ تھا تو وہاں دوبارہ کسی ورکر کو جانے کہ اجازت بھی نہیں ملی۔"

براق نے کہتے ہوئے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں جیسے وہ کوئی خواب دیکھ کر حقیقت کی دنیا میں لوٹا ہو۔

"یہ تو بہت بڑی سازش لگ رہی ہے۔ کمرے میں آگ لگنا۔ پھر کیمرہ خراب ہونا۔ اس کے بعد پورے ایریا کو ہی بند کر دینا۔"

حماس بھی کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوا۔

"ہسپتال کس کے انڈر ہے؟"

اب کی بار سوال منسا کی جانب سے تھا جس کا جواب براق کی بجائے حماس نے دیا۔

"پہلے فاروق قریشی کے نام پر تھا اور ان کی ایک حادثاتی موت کے بعد ان کی بیٹی فریال قریشی کے انڈر آگیا ہے۔"

حماس کی بات پر مصفرہ کی نظریں براق پر گئی تھیں جو سامنے سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ اپنی سرمئی آنکھوں پر موجود مڑی ہوئی پلکوں کی بار اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ وہی ہے جس کا آپ نے بولا تھا کہ آپ کو شک ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ سب کے سامنے اسے عزت سے مخاطب کرتی تھی۔ان دونوں کی آپس میں جیسی بھی بات چیت ہو لیکن جب وہ چار لوگوں کے درمیان اس کی عزت میں کمی نہیں لاتا تو پھر وہ کون ہوتی ہے یہ کام کرنے والی۔

"ہاں۔"

اس نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر یک لفظی جواب دیا اور پھر دونوں کے دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔اس سے پہلے کہ لمحہ مبہوت طاری ہوتا،دوں وں نے ایک ساتھ نظریں ادھر ادھر پھیریں۔ان کی یہ حرکت باقی تینوں سے چھپی نہ رہ سکی۔وہ دبی دبی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرنے لگے۔براق نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا جبکہ مصفرہ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس لبوں سے لگا چکی تھی۔

نظروں کی تپش ہوتی ہی ایسی ہے کہ وہ کچھ لمحوں میں اگلے انسان کو مبہوت کر دے۔اور پھر غضب یہ کہ جب سامنے والا ان نظروں کے مفہوم کی تشریح سے اچھے سے واقف بھی ہو۔زبان بولے یا نہ بولے۔دونوں انجان تھے کہ محبت کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کونپل جو دونوں کے دلوں میں پھوٹ چکی تھی وہ اس پر گھڑوں مٹی ڈال کر بھی اسے دبا نہیں پائیں گے۔ بلکہ کر جتنی مٹی ڈالیں گے، وہ اتنی زرخیز ہو گی۔

"اس میں تین لوگ ہیں۔آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے یہی مجرم ہوں گے؟"

براق نے دوبارہ سے بات کا آغاز کیا تھا۔اب کی بار اس نے مصفرہ کو دیکھنے سے گریز برتا اور کچھ ایسا ہی حال مصفرہ کا تھا۔وہ بھی سامنے نظریں سکرین پر جمائے مگن لگ رہی تھی۔البتہ دل کی رفتار ابھی بھی تیز تھی۔

"اس کمرے میں ایسا کیا ہے؟پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے!"

حماس نے اپنی رائے پیش کی تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"منسا اور حماس!ایسا کرو کہ ان تینوں لوگوں کی کسی طرح سے شکلیں کلیئر کرنے کی کوشش کرو اور دیکھو، کہیں نا کہیں تو ان کا چہرہ آیا ہو گا۔"

براق نے اسے جواباً حکم دیتے لہجے میں کہا تھا۔وہ دونوں سر ہلا گئے۔

"کل تک کا ٹائم ہے۔مجھے ان تینوں کی مکمل تفصیلات چاہیے اور باہس تمہیں جو کام دیا تھا وہ مکمل ہو گیا؟"

وہ اب باہس کی جانب متوجہ تھا۔

"جی سر ہو گیا۔ کل سے بذات خود میں جنگل میں جا کر اس سرنگ کا پتھر ہٹوانے کی کوشش کروں گا اور میرے اندازے کے مطابق اس سرنگ کے اندر سے ہی کوئی رستہ نکل رہا ہے جو کسی دوسرے رستے سے ملاپ ہونے پر ایک مضبوط پناہ گاہ کا کام بھی کر رہا ہے۔"

باہس نے اپنا تمام کام مکمل کر لیا تھا اور اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا۔ جس سرنگ کے باہر انہیں وہ لاشیں ملی تھیں، وہ اسی سرنگ کے پتھر کو ہٹوانے کی تگ ودو میں مصروف تھا۔

"ٹھیک ہے اکیلے مت جانا۔ میرے دو سپاہی تمہاری مدد کے لیے موجود ہوں گے۔"

براق نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

"جیسا آپ کہیں۔"

باہس کے کہنے کے بعد وہ اب مصفرہ کی جانب مڑا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"حماس نے ساری ڈیٹیل بتادیں؟"

براق کے بعد مصفرہ ہی سارے مشن کے فیصلے لینے کے حق رکھتی تھی۔ وہ اپنے طور پر اور اپنے ذرائع کے ذریعے ابھی تک کافی مدد لے چکی تھی۔

"جی بتادیں اور میں نے کیس کے رسک کو لے کر بھی جانچ پڑتال کی ہے۔"

وہ بالکل پروفیشنل لہجے میں جواب دے رہی تھی عین براق کے مطابق۔

"ٹھیک ہے! اس کی ایک فائل صبح تک تیار کر کے مجھے دے دینا۔"

وہ بھی اب سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ کوئی اسے دیکھ کر یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ پتھر جیسی ٹھوس اور سخت شخصیت رکھنے والا شخص مصفرہ کے سامنے ایک عام سا نرم اور ٹھنڈا مزاج رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ مصفرہ خود بھی حیران تھی۔ یہاں تک کہ براق بھی۔

پھر رات کے کھانے کے بعد چائے پی گئی اور سب اپنے اپنے کمروں کی جانب روانہ ہو گئے۔ چونکہ آج میڈیکل سٹور سے دوا نہیں ملی تھی تو آج کی رات بھی اسے ایسے ہی جاگنا تھا۔ پھر وہ لیپ ٹاپ لیے بیٹھ گئی اور براق کو صبح پیش کرنے والی فائل

تیار کرنے لگی۔اپنے کمرے میں اسے منسا کو تنگ کرنا مناسب نہیں لگتا تھا،اس لیے وہ کئی دنوں سے لاؤنج میں ہی پائی جاتی تھی۔

معمول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا

نیندیں میرے وجود کی اک شخص لے گیا

=======

رات کے تین بجے کے قریب وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی بیٹھی ہی نیند کی آغوش میں قید ہو گئی تھی۔شاید چار دنوں کے بعد کچھ گھنٹوں کے لیے ہی سہی لیکن نیند کی دیوی کو اس پر ترس آ گیا تھا۔

براق فجر کی نماز کے بعد کمرے سے نکلا تو لاؤنج کے ٹیبل پر کئی کاغذات کا ڈھیر دیکھا۔اور ایک صوفے پر وہ دبکی بیٹھی تھی بلکہ نہیں شاید سو گئی تھی۔جامنی رنگ کی کھلی سی اوور سائز ٹی شرٹ کے نیچے اس نے کھلے پانچوں والا سیاہ ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔وہ اب ایسے ہی اول جلول حلیے میں گھومتی تھی۔براق کو یاد آیا جب وہ اسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھتا تھا تو کیسے وہ سر سے پاؤں تک بہترین ملبوسات پہنے ہوئے ہوتی تھی جو اسے نہایت مضبوط اور بہادر ظاہر کرواتے تھے۔ کیونکہ انسان کی پرسنالٹی سے ہم بہت سی چیزیں خود بخود اخذ کر لیتے ہیں۔ صبح کے اجالے کی ننھی ننھی کرنیں کھڑکی سے چھن کر اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، جن کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ایسی نہیں ہے جیسا خود کو دکھاتی ہے۔ وہ بہت سے زخم، بہت سی باتیں، بہت سے حادثات اپنے اندر دبا کر پھر رہی ہے اور اب جب اسے کندھا مل رہا تھا تو وہ آہستہ آہستہ کتاب کے ہر پنے کی طرح اس پر کھلتی جا رہی تھی۔

لیکن کتاب کے اختتام تک نا جانے مصفرہ میں اتنے راز اپنے اندر دفن کرنے کی ہمت رہے گی یا نہیں۔ کیونکہ جب مضبوط لوگوں کا ضبط ٹوٹتا ہے تو وہ ترس کھانے کی حد تک کمزور پڑ جاتے ہیں۔

بس اسی وجہ سے براق نہیں چاہتا تھا وہ جذبات کی روانی میں، وہ حقیقت اسے بتائے جو چند سالوں سے اس کے اندر ابلتے لاوے کی طرح پک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر اس کے صوفے کے بالکل قریب پہنچا تھا لیکن پھر بھی دونوں کے درمیان ایک معقول فاصلہ موجود تھا۔ وہ اپنی حدود کو اچھے سے پہنچاننے والا مرد تھا۔ مصفرہ کے چہرے پر بکھرے سرخ بال اس کی ستوہ ناک تک آرہے تھے۔ بالوں کا جوڑ ڈھیلا سا جوڑا اس نے رات کو کیا تھا، وہ اب بکھر کر کندھے اور گردن پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ براق اس کے سوئے ہوئے سراپے میں مکمل کھو جاتا، اس کی نظر مصفرہ کے بائیں بازو پر گئی جہاں کہنی سے اوپر والے حصے پر کچھ نشان تھے۔۔۔ جیسے پرانے زخموں کے ہوتے ہیں۔ وہ حصہ ہمیشہ اس کے شرٹ کے بازؤں کے نیچے چھپا ہوتا تھا لیکن آج وہ جس انداز میں صوفے پر آڑھی ترچھی لیٹی تھی، اس کے بازو پر وہ نشان واضح نہ سہی لیکن نظر ضرور آرہے تھے۔ براق کے آبرو تن گئے۔

وہ قریب سے ان زخموں کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن اسے مناسب نہ لگا اور نہ ہی اس کی غیرت نے اجازت دی۔ تبھی وہ سر جھٹک کر پیچھے کی جانب قدم بڑھا گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے کام سے باہر نکل گیا لیکن اب اس کے دماغ میں مزید واہموں نے ڈیرہ ڈال لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ تو ایسا ہے جو اسے واقعی معلوم نہیں۔ جو اس نے مس کر دیا۔ اب اس کا دماغ اس پر تیزی سے کام کر رہا تھا۔ دل کہہ رہا تھا کہ جانچ پڑتال نہ کرے، مصفرہ جب خود بتائے اس وقت کا انتظار کر لے۔ لیکن دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ سب معلوم کر لے۔ اس سے پہلے کے دل و دماغ میں ایک بھاری جنگ چھڑتی، اسے ایک کال موصول ہوئی جس کے بعد وہ کیس کے حوالے سے مصروف ہو گیا۔

ضروری نہیں کہ ہر بات کی تصدیق بھی ہو
وہ جو نزدیک نظر آتا ہے نزدیک بھی ہو

تم اگر صاحب رائے ہو تو لازم تو نہیں
تم جسے ٹھیک سمجھتے ہو وہ ٹھیک بھی ہو

==========

کچھ دنوں سے وہ سارے کیس کے سلسلے میں بہت زیادہ سر کھپا رہے تھے۔انہیں دو لوگوں کا معلوم ہو گیا تھا۔ لیکن تیسرا ماسک میں لپٹا چہرہ اور سر پر کیپ پہنے شخص کی شکل کہیں بھی، کسی بھی کیمرے میں واضح نہیں تھی۔ابھی بھی وہ پانچوں میٹنگ روم میں تھے جو کہ بیسمنٹ میں ہی واقع تھا اور سر براہی کرسی پر براق دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملائے، انگوٹھے لبوں پر جمائے۔۔وہ گہری سوچ میں مبتلا حماس اور منسا کو باری باری سن رہا تھا۔ مصفرہ اور باہس بھی پین ہاتھوں میں پکڑے الجھے سے تاثرات کے ساتھ سب دیکھ اور سن رہے تھے۔ پھر ان کی بات ختم ہونے پر جب پروجیکٹر پر تینوں کے چہرے ابھرے تو حماس اور منسا اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ان دونوں میں بھی کافی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔ حماس چاہے جتنا بھی مزاحیہ ہو لیکن کام کے وقت وہ مکمل سنجیدہ ہوتا تھا اور منسا اس بات سے کافی حد تک متاثر بھی ہوئی۔۔وہ درمیان میں کوئی نا کوئی چٹکلا چھوڑ دیتا تھا لیکن جلد ہی دوبارہ سنجیدہ ہو جاتا تھا۔

ان کے خاموش ہونے پر براق اپنی جگہ سے اٹھا اور کرسی کو ایک طرف کر کے دونوں ہاتھ ٹیبل پر جما کر وہ ان کی طرف گھوما۔اب پراجیکٹر پر کوئی اور سلائیڈ چل رہی تھی۔

سب براق کی بات کرنے کے منتظر تھے۔

"دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو ہر کام خود کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔"

اس کی بات پر سب مزید اس کی جانب متوجہ ہوئے جو ہر حد تک سنجیدہ تھا۔مصفرہ اب کی بار کچھ بہتر حلیے میں موجود تھی اور آج رات تو چند گھنٹوں کی نیند بھی مل گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر کوئی سبزی بھی بیچ رہا ہے تو اس سے پہلے وہ کسی منڈی یا بازار سے خود بھی وہ سبزی خرید کر لایا ہوتا ہے۔اسی طرح منڈی یا بازاروں میں آنے والی سبزی یا پھل بھی کہیں نا کہیں سے پہلے آتا ہے۔اور وہ لوگ بھی مختلف فارم سے پھل یا سبزی لیتے ہیں۔یہ ایک پورا سائکل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح دنیا میں ہونے والے ہر اچھے برے کام کا ایک سائکل ہوتا ہے۔اور ہر سائکل کو چلانے والا ایک لیڈر ہوتا ہے۔شاید آپ لوگوں نے سنا ہو،اسے ایلفا کہتے ہیں یا پھر باس!!"

وہ سب کو باری باری نظروں میں رکھے بول رہا تھا لیکن جانے انجانے میں وہ مصفرہ کو کم دیکھ رہا تھا جس سے مصفرہ اچھے سے واقف تھی۔

"ہر لیڈر کی طاقت مزید دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔جسے دائیاں اور بائیاں بازو کہتے ہیں۔یہ بھی سن رکھا ہوگا۔تو ہمیں اگر لیڈر تک پہنچنا ہے تو اس کی طاقت کو پہلے کمزور کرنا ہوگا۔"

وہ سوچ بچاری کے بعد لفظ چن چن کر بول رہا تھا۔اس کے چپ ہونے پر مصفرہ گویا ہوئی۔

"مطلب ہم اس کے دائیں،بائیں بازو کو کاٹیں تو وہ کمزور ہو جائے گا؟"

وہ سمجھ کر بولی تھی تو براق نے اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔پھر وہ ٹیبل سے دونوں بازو اٹھا کر سیدھا کھڑا ہوا اور اپنے دونوں

ہاتھوں کو سینے پر باندھ لیا، جس سے اس کے کسرتی بازو منظر پر آئے تھے۔ چونکہ اس نے پولو شرٹ کے ساتھ فارمل پینٹ پہن رکھی تھی تو وہ آج کچھ زیادہ خوبرو لگ رہا تھا۔

پھر اس نے مڑ کر سکرین کو دیکھا تو سب سکرین کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ہمیں ابھی تک تین لوگوں کا کلیو ملا ہے۔ مجھے معلوم ہے یہ کام کے بندے ہیں۔"

براق نے کہا تو سب سر ہلا گئے۔ وہ کل ہسپتال جا کر سارا رسٹرکٹڈ ایریا چوری چھپے دیکھ کر آیا تھا اور اسے کچھ بھی غیر معمولی نظر نہیں آیا۔ اس کا مطلب تھا کہ سامنے والا بہت شاطر اور تیز دماغ تھا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ہی ایک لیڈر ہو اور باقی دو اس کے دائیں اور بائیں بازو؟"

باہس نے سوال کیا تو جواب براق کی بجائے حماس نے دیا۔ وہ بھی کافی سے زیادہ عقلمند تھا۔ ایک سے بڑھ کر ایک دماغ اس مشن میں شامل تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہو سکتا ہے!! لیکن تینوں ایک ساتھ منظر پر آنے کی غلطی نہیں کر سکتے۔"

حماس کی بات پر سب نے یکجا اثبات میں سر ہلایا۔

"حماس ٹھیک کہہ رہا ہے۔ لیکن چلو فرض کر لیتے ہیں ان میں سے کوئی ایک باس ہے تو وہ کون ہو گا؟ یہ ہم صرف فرض کریں گے۔ تاکہ اس کے مطابق پلین ترتیب دے سکیں۔"

براق نے کہا تو سب باری باری سکرین پر موجود تین لوگوں کی شکلیں دیکھنے لگے۔ جس میں فریال قریشی، ماسک مین اور اکبر شامل تھا۔ سب نے فریال کو بولا تھا لیکن مصفرہ خاموش رہی۔

"مجھے لگتا ہے ماسک مین!"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا تو براق اسے دیکھنے لگا۔ وہ جانتا تھا وہ عقلمند ہے۔ اس نے ایسے ہی نہیں بولا ہو گا، کچھ سوچ کر ہی بولا ہو گا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"

اس کا انداز سنجیدہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ وہ سب سے آخر پر کمرے میں داخل ہوا، پھر سب سے پہلے کمرے سے نکلا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاور رکھتا ہے۔"

مصفرہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔ براق کسی سوچ میں غرق ہو گیا۔ لیکن حماس نے جواباً کہا۔

"یہ تینوں کے تینوں ہی پاور رکھتے ہیں تو ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے۔"

وہ فریال کو دیکھ چکا تھا۔اور جیسی وہ عجیب لگی تو اسے لگ رہا تھا وہی لیڈر ہو گی۔اس کی بات پر مصفرہ نے پھر کہنا شروع کیا۔

"اکبر اور فریال۔ان دونوں کی تفصیلات آپ لوگوں کو کافی آسانی سے مل گئیں لیکن ماسک مین کا نام تک معلوم نہ ہو سکا؟ تو میرے مطابق جو سب سے زیادہ چھپتا ہے وہی سب سے زیادہ رازوں سے واقف ہوتا ہے۔"

اس کی بات پر براق پھر خاموش رہا۔وہ کچھ نہ بولا۔وہ دونوں طرف کی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا۔

"وہ اس لیے کہ اکبر اور فریال اسی ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی جو باس ہوتا ہے وہ خود پر اچھائی کا خول چڑھا کر رکھتا ہے تاکہ کسی کو اس پر شک نہ ہو۔ جو زیادہ چھپتے ہیں ان پر شک بھی زیادہ جاتا ہے۔"

اس بار مصفرہ کو جواب دینے والا باہس تھا۔ مصفرہ اب کی بار خاموشی سے بیٹھ گئ لیکن وہ مطمئین نہیں تھی۔ اس کی چھٹی حس کہتی تھی کہ وہ ایلفا یا باس ماسک مین ہی ہو سکتا ہے اور مصفرہ مغل شروع سے اپنے احساسات کے معاملے میں سچی ثابت ہوتی تھی۔ براق کچھ لمحوں کی سوچ بچار کے بعد گویا ہوا۔

"میں آپ میں سے ہر ایک کی قابلیت پر یقین رکھتا ہوں۔ آپ چاروں ایک سے بھر کر ایک ہیں اور میرے لیے آپ سب کی رائے خاص ہے۔ لیکن فوج نے جو سکھایا ہے اس کے مطابق زیادہ لوگوں کی رائے کو اہمیت دی جانی چاہیے لیکن جیسا میں نے پہلے ہی کہا میرے لیے ہر ایک کی رائے معنی رکھتی ہے۔"

پہلے وہ سب کو دیکھ کر بول رہا تھا اور آخر پر وہ مصفرہ کو دیکھ کر بولا تو وہ سر جھٹک گئ۔

"اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دو پلین ترتیب دیں گے۔پہلے پلین میں فریال قریشی کو ایلفا کے طور پر رکھیں گے اور پلین بی میں ہم ماسک مین کو ایلفا رکھیں گے۔پہلے ہم پلین اے پر کام کریں گے اور ضرورت کے وقت پلین بی پر شفٹ ہو جائیں گے۔"

اس کی بات پر سب نے اثبات میں سر ہلایا لیکن منسا گویا ہوئی

"سر لیکن حماس نے بولا کہ تینوں ہی پاور رکھتے ہیں۔تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایلفا وہ اکبر نکل آئے۔ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں اور کبھی کبھی سائیڈ کریکٹر بھی ولن نکل آتے ہیں۔"

منسا کی بات میں دم تھا اور مصفرہ کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی۔

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے منسا۔ہمیں تین پلین بنانے چاہیے۔تاکہ ضرورت کے تحت ہم کسی بھی پلین پر شفٹ ہو سکیں۔"

مصفرہ نے اپنی رائے پیش کی تو براق نے تعمیل میں سر ہلا دیا۔جو ملکہ کا حکم!!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"توٹھیک ہے۔اب ہم تین پلین ترتیب دیتے ہیں۔پہلے والے پلینز کو شامل کرتے ہیں۔"

براق کے کہنے پر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور براق نے ایک بڑا سا کاغذ اپنے سامنے پھیلا لیا۔وہ سب باری باری اپنی اپنی رائے پیش کرتے گئے اور سب سے زیادہ بہتر رائے مصفرہ کی جانب سے تھی کیونکہ وہ یہ کام کرتی رہی تھی۔حماس جبکہ ہمیشہ سے کسی نا کسی کے انڈر کام کرتا رہا تھا تو وہ پلین ترتیب دینے میں تھوڑا کمزور تھا لیکن براق نے سب کی رائے کو اہمیت دی تھی۔

کمرے پر اگر نظر دوڑاؤ تو ٹیبل کے عین وسط میں چارٹ پیپر پھیلا تھا جس پر جگہ جگہ چزیں ہائی لائٹ تھیں اور اس کے ارد گرد سب کے لیپ ٹاپ کھلے تھے۔اور وہ پانچوں کبھی ٹیبل پر جھکتے تو کبھی لیپ ٹاپ پر۔براق درمیان میں کھڑا تھا اور اس کے دائیں بائیں مصفرہ اور حماس۔جب کے حماس کے ساتھ ہی باہس اور باہس کے سامنے مطلب مصفرہ کے ساتھ ہی منسا کھڑی تھی۔سب سنجیدہ سے تھے جیسے وہ کام کے وقت ہوا کرتے تھے۔

"اب اتنا ہم مزاجِ غم یار کون ہے
میری طرح کا اور طرحدار کون ہے

تاریخ ہے تو وہ بھی تمہاری لکھی ہوئی
اب تم بتاؤ گے ہمیں غدار کون ہے

اندازہ مت لگایئے بس بیٹھ جایئے
خوشبو بتائے گی پسِ دیوار کون ہے"

کئی گھنٹوں کی لگاتار محنت اور سر کھپائی کے بعد اب وہ سکون سے لاؤنج میں آ کر بیٹھے تھے۔ کھانا کھایا گیا اور اب منسا چائے بنانے گئی تھی۔ اس کے آنے کے بعد سب پھر سے مشن پر بحث کرنے لگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہمارے پاس وقت کچھ کم ہے۔ یہ برائی دن بہ دن جڑیں مضبوط کرتی جارہی ہے تو اس لیے کل سے ہی پلین اے پر کام شروع کرنا ہوگا۔"

براق کی بات پر سب نے سر ہلایا۔

"اب یہ تہہ کرلو کہ ڈاکٹر فریال کے پاس کون مریض بن کر جارہا ہے؟ لیکن جانا تم تینوں میں سے کسی ایک کو پڑے گا۔ کیونکہ مجھے تو وہ جانتی ہے اور حماس کی بھی ایسی فیلڈ ہے کہ کہیں نا کہیں وہ جانتی ہوگی۔"

براق کی بات پر تینوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ مصفرہ یا باہس میں سے کوئی کچھ بولتا، منسا نے فوراً بولا تھا۔

"میں جاؤں گی۔"

باقی چاروں نے اسے دیکھا تو وہ مسکرا کر معصومیت سے آنکھیں مٹکا گئی جس پر مصفرہ سمیت باقی تین بھی مسکرا دیے۔ عجیب معصوم سی بندی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کسی بھی وقت ہمیں تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہسپتال کے سیکیورٹی کیمروں کے لیے اور بہت سے دوسرے کاموں کے لیے۔ تو میرا نہیں خیال تم ٹھیک رہو گی۔"

حماس نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے منع کر دیا تھا۔ براق بھی اس کی بات سے متفق تھا۔

"میں چلا جاتا ہوں؟"

باہس نے ہاتھ اٹھایا جیسے کسی سوال کا جواب دینا ہو اور اسے جواب معلوم ہو۔

"اوہ پلیز باہس! ہم اچھے سے جانتے ہیں تمہاری ایکٹنگ کتنے گرے ہوئے درجے کی ہے۔"

منسا نے چہرے کے عجیب عجیب زاویے بناتے ہوئے بات کی تو سب ہنس دیے۔

"یاد ہے نا مصفرہ؟ جب ٹریننگ کے دوران ہم پہاڑ پر موجود تھے اور رسی سے الٹا لٹک کر دوسری طرف جانا تھا؟ تب اس نے کیسے جھوٹے آنسو بہائے تھے۔"

وہ ہنستے ہوئے مصفرہ کو یاد کروانے لگی تو مصفرہ بھی سر ہاں میں ہلاتی ہنس دی۔ براق نے معمول کے مطابق اسے ہنستے دیکھا تو دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔ حماس جو اس کے بغل میں بیٹھا تھا، اسے کہنی مار کر متوجہ کر گیا۔ جس پر وہ چونک کر آبرو اچکاتا اپنی سرمئی آنکھوں سے حماس کی سبز آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تم میری بہن کو ایسے نہیں گھور سکتے۔ میں غیرت کے نام پر تمہاری آنکھیں نکال سکتا ہوں۔"

حماس نے کچھ کچھ گھورتے ہوئے اسے بولا تو براق تو حیرت کے سمندر میں ایسا غوطہ زن ہوا کہ اس کی سرمئی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور لب بھی کچھ حد تک وا ہو گئے۔ مطلب وہ براق کو۔۔۔ براق مرزا کو دھمکی دے رہا تھا؟؟ یہ کب ہوا۔ اور بہن؟؟ یہ کیا بکواس ہے۔۔

"زبان کو لگام دو نہیں تو کھینچ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دوں گا اور یہ مصفرہ تمہاری بہن کب سے بنی؟؟"

وہ حجرے زدہ ہی تو تھا، اس لیے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے اس کی طرف جھک کر دبے دبے غصے سے چیخا تھا۔ وہ تینوں ان دونوں سے الگ یہ ڈیسائیڈ کر رہے تھے کہ کون مریض بن کر جائے گا۔ اور ادھر دونوں بھائی ایک دوسرے کو دھمکیوں پر دھمکی دے رہے تھے۔

"قریباً ایک ہفتہ اور کچھ دن پہلے۔ وہ اب میری بہن ہے اور خبردار جو تم نے اسے ایسے گھورا تو۔"

حماس بھی ڈبل گھوریوں سے اسے نواز رہا تھا۔ ہلکا ہلکا ڈر تو اسے لگ رہا تھا۔۔۔ اس سے ایسے بات کرتے ہوئے لیکن بہن کا رشتہ اب شاید ڈر سے زیادہ عزیز ہو رہا تھا۔

"میرے ساتھ زیادہ بکواس نہ کر اور شکل گم کر! اپنا یہ بھائی چارہ اس کے سامنے دکھانا۔"

وہ اسے گھور کر سیدھا ہوا تھا اور حماس نے اس کے انداز پر ناک منہ سکوڑا تھا۔ مطلب ایک تو چوری اوپر سے سینازوری۔

"تو پھر کیا طے پایا؟"

براق نے انہیں متوجہ کیا تو وہ تینوں فوراً متوجہ ہوئے۔ سب کے ہاتھوں میں اپنے اپنے چائے اور کافی کے مگ تھے۔

"مصفرہ جا رہی ہے۔ کیونکہ باقی اندر کے کام ہم دیکھ لیں گے۔ اور ویسے بھی اس میں کافی کانفیڈنس ہے تو ہمیں یقین ہے یہ کر لے گی۔"

منسا نے اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو براق نے مصفرہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بلا کا سکون تھا۔ جیسے اسے پرواہ ہی نہیں کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے۔ جیسے اسے فرق ہی نہ پڑ رہا ہو۔

"مصفرہ تم کر لو گی؟"

براق نے اسے متوجہ کیا جو نا جانے اپنے چائے کے مگ میں کیا تلاش کر رہی تھی۔

"جی میں کر لوں گی۔ یقین رکھیں!"

وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور اسے تسلی بخش لہجے میں جواب دے گئی۔

"ہمیں تم پر یقین ہے۔"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ اسے یقین ہے وہ کر لے گی۔اسے یقین ہے وہ پر کام کر سکتی ہے۔ اسے یقین ہے وہ ہر حالت میں سروائیو کرنا جانتی ہے۔اسے یقین کے وہ اس کا بھروسہ کبھی نہیں توڑے گی۔اور وہ یہ بھی کہنا چاہتا کہ وہ اسے لے کر فکر مند ہے۔وہ اس کے لیے پریشان ہے۔ لیکن وہ کچھ نہ کہہ پایا۔

کچھ باتیں صرف دل کی حدود میں ہی رہتی ہیں۔ شاید ان کے کہنے کا وقت گزر جاتا ہے اور پھر وہ باتیں، کسی پچھتاوے کی مانند دل میں دب جاتی ہیں۔اور 'کاش' بن جاتی ہیں کہ کاش اس وقت وہ سب بول دیا ہوتا۔کاش یہ باتیں آج تک دل کی حدود میں نہ رہتیں۔کاش! لیکن کاش تو پھر تا حیات رہتے ہیں نا؟!

کچھ دیر مزید براق اسے چھوٹی چھوٹی چیزیں بتاتا رہا کہ کس طرح وہ پلین کو لے کر چلنے والے تھے۔وہ سب بتاتا رہا اور اس کے بعد سب اپنے کمروں میں آرام کے لیے چلے گئے۔

حماس نے مصفرہ کو گولیاں لادی تھیں جن کو بیچ راستے میں براق نے دیکھ لیا تھا۔ اس کے پوچھنے پر حماس نے جواب دیا کہ وہ اس کے پاؤں کے لیے ڈاکٹر نے دوا دی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے لیکن شاید وہ بھول گیا تھا کہ براق نے قریباً ڈیڑھ سال تک ڈاکٹر کے طور پر اپنا کردار ادا کیا تھا اور اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ مصفرہ کو کونسی بیماری ہے۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں تھا۔

یہی بات یاد کرتے ہوئے وہ بیڈ کرؤان سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔

آنکھیں کھولنے پر بھی مصفرہ کا عکس اس کے سامنے تھا۔ جو کبھی اداس سی تھی تو کبھی خاموش خاموش۔ کبھی تم تنہا وہ کسی ریسٹورینٹ میں بیٹھی تھی۔ تو کبھی وہ خاموشی سے اپنے لیپ ٹاپ پر جھک کر کام کر رہی تھی۔ کبھی وہ پتھر کی مورت بنے سامنے والے کو سرد نگاہوں سے گھور رہی تھی۔ تو کبھی وہ بارش میں بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ کبھی وہ مسکرا رہی تھی تو کبھی وہ منسا کو گلے لگا رہی تھی۔

اس نے کافی دیر بعد اپنے ذہن کو جھٹکا اور خود کو کوستے ہوئے بتی گل کرتا سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اب تو دشمن کی اداؤں پہ بھی پیار آتا ہے
تیری الفت نے محبت میری عادت ہی کر دی۔

=======

سبز مائل آنکھوں میں سرد سے تاثرات تھے۔وہ اپنے سامنے موجود شخص کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔منہ پر ہمیشہ کی طرح ماسک تھا۔اور پی کیپ سے بال بھی ڈھکے ہوئے تھے۔وہ خوبصورت نہ سہی لیکن پر کشش ضرور تھا لیکن جن کاموں میں وہ ملوث تھا۔ان کاموں کے عوض اسے انسانیت کے درجوں پر نہیں رکھا جا سکتا۔اپنے سامنے موجود لڑکے کی بات وہ غور سے سن رہا تھا لیکن آنکھوں کا سرد پن۔۔۔سفاکی اور لاپرواہی ظاہر کر رہا تھا۔

"مالک مجھ سے غلطی ہو گئی مالک۔مجھے معاف کر دیں۔بس ایک آخری موقع دے دیں مالک۔میں کسی طرح آپ کے نقصان کی بھرپائی کر دوں گا۔"

جب لڑکے نے بولنا ختم کیا تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور گھٹنوں پر بیٹھے اس لڑکے کو دیکھا جو سر جھکائے ہوئے تھا۔آس پاس موجود گارڈز بھی نگاہیں جھکائے کھڑے تھے۔ان کی نگاہیں اٹھتی بھی تو سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے شخص تک اٹھتی تھیں۔لیکن پالتو کتوں کی طرح اپنے مالک کے حکم پر وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔

"مجھے بک بک کرنے والے لوگ بہت زہر لگتے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ سفاک انسان اس کے سامنے کھڑا ہوا جس کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔ وہ رو بھی رہا تھا اور خوف سے کانپ بھی رہا تھا۔ شاید وہ اپنے انجام سے واقف تھا۔

اس نے ہاتھ ایک گارڈ کی جانب بڑھایا تو اس کا سرخ و سپید ہاتھ اپنے سامنے دیکھ کر ایک پل کو وہ گھبرایا اور پھر فوراً پیچھے مڑ کر اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دی۔

اس نے آگے بڑھ کر دیے گئے بچھو کو پیار سے سہلایا تھا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ سے سامنے موجود لڑکے کے بال اتنی شدت سے پکڑے کے وہ کراہ کر رہ گیا۔

اس شخص کی نظریں اٹھیں تو اس کی سبز مائل آنکھوں میں گئیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ غور کرتا ایک ہلکے بھورے رنگ کا بچھو اس کے منہ پر موجود تھا۔ وہ ڈر سے چیخنے لگا اور کچھ سیکنڈز کا کھیل تھا کہ بچھو نے اس کی دونوں آنکھوں میں اپنا ڈنگ مار دیا۔ وہ تکلیف اور اذیت سے کراہنے لگا۔ دماغ نے فوراً زہر کو بھانپا تو درد کے سگنل آنکھ تک پہنچ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھ سوجھنے لگی اور پھر اس کی

www.novelsclubb.com

آنکھوں سے بیش بہا پانی بہنے لگا۔اس کی دیکھنے کی صلاحیت کمزور ہوتی گئی اور وہ تڑپتا ہوا زمین پر لیٹ گیا۔اپنی آنکھوں کو تھامے وہ جلن سے مر رہا تھا۔

جبکہ وہ بچھو اپنے مالک کے ہاتھ پر واپس سے پہنچ چکا تھا، جسے وہ بڑے پیار سے سہلا رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ اس کا بچہ ہو۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے واپس اسی گارڈ کو پکڑا دیا۔ وہ پالتو بچھو تھا اور جانتا تھا جس کو کاٹنا ہے اور کس کو نہیں۔یہی نہیں بلکہ وہ دنیا کی سب سے خطرناک بچھوؤں کی نسل میں سے ایک تھا، جو کبھی کبھار انسان کی موت کا بھی سبب بن سکتا تھا۔وہ Arizona bark scorpion کے نام سے جانا جاتا تھا۔

کچھ دیر جب وہ لڑکا درد سے زمین پر بلکتا اور کراہتا رہا تو وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور دوسرے گارڈ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔اب کی بار اسے ایک ہتھوڑا پکڑایا گیا۔اس کا دوسرا بڑا اجزا، جس سے وہ جانا جاتا تھا۔

"مجھے اب تم پر ترس آرہا ہے۔کیسے کر رہے ہو اتنی تکلیف برداشت؟؟ چچچچ۔۔۔
چلو تمہیں اس تکلیف سے آزاد کر دیتا ہوں۔"

اس کی آواز میں صاف طور پر سفاکی واضح تھی۔ سرد پن اتنا تھا کہ باقی سب کی ریڑھ کی ہڈی میں بھی سنسناہٹ دوڑ گئی۔

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے ہتھوڑا اٹھا کر اس کے دماغ کے سب سے کمزور حصے پر مارا تھا جو کہ سر کی پچھلی سائیڈ تھی۔ پھر ایک کے بعد ایک وار کرتا وہ کوئی سائیکو پیتھ لگ رہا تھا۔ لڑکا تو کب کا ختم ہو چکا تھا لیکن اس نے اسے اتنا مارا کہ اس کی شکل کے زاویے بھی خون میں لت پت ہو گئے۔ اس کا دماغ ایک طرف سے کھل گیا اور یہاں تک کے اس کے خود کے ہاتھ اور منہ اور کپڑے بھی خون سے بھر چکے تھے۔
اس کی سفاکی پر کمرے میں موجود باقی گارڈز کے پسینے بھی چھوٹ گئے تھے۔ دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے لیکن خوف نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ آخر تھک ہار کر اس نے ہتھوڑا زمین پر زور سے پھینکا تھا اور اس لڑکے کی لاش کو ٹانگ سے پڑے کرتا کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جانے

کے بعد سب نے جھکے ہوئے سر اٹھائے اور ایک دوسرے کو ہراساں نظروں سے دیکھا اور سامنے کا منظر ابکائی لینے پر مجبور کر گیا۔اب انہیں ہی یہ سب صاف کرنا تھا اور لاش کو ٹھکانے لگانا تھا۔اتنے سالوں سے یہی سب تو کرتے آئے ہیں۔اس سے پہلے وہ لاش کے پاس جاتے، وہ دوبارہ کمرے میں آیا۔اس بار اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔سب نے واپس نظریں جھکا لیں۔

وہ جھک کر اس لاش کے پاس آیا۔اسے سیدھا کیا اور اس کی خون آلودہ شرٹ کو پھاڑ کر اس کے تن سے الگ کر دیا۔وہ زندگی سے بے گانہ تھا، کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکا۔پھر نہایت سفاکی سے اس نے دل کے مقام سے لے کر ناف تک وہ چاقو ایسے چلایا کہ کوئی چپس کا پیکٹ کھول رہا ہو۔اس کے بعد دائیں طرف سے بائیں طرف بھی ویسے ہی چاقو احتیاط سے چلایا کہ اندر کے اجزا خراب نہ ہوں، بس اوپر والی ماس کی تہہ اتر جائے۔پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا جسم کھولا۔ایک ایک کر کے چاقو سے اس نے ہر اجزا نکالا۔وہ بالکل ایکسپرٹ کی طرح کام کر رہا تھا۔

باقی سر جھکائے کھڑے رہے۔وہ جانتے تھے اسے اپنے پسندیدہ کام میں کسی کی مداخلت پسند نہ تھی۔

کچھ دیر کے اندر اندر ایک طرف زمین پر دو گردے، دو پھیپھڑے، ایک جگر اور ایک دل موجود تھا۔اور دوسری طرف اس شخص کی لاش اس حالت میں تھی کہ دیکھنے والا ابکائی ضرور لیتا۔وہ فاتحانہ مسکراہٹ ماسک کے پیچھے لیے جب اٹھا تو خود بھی اس کا انگ انگ خون میں ڈوبا ہوا تھا۔اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو خون میں لپٹے تھے۔اس کا دل چاہا وہ اپنی خون سے لپٹی انگلیاں چاٹے لیکن وہ ماسک اتارنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

"یہ اجزا مجھے اڈے پر پہنچا دو اور اس لاش کو ٹھکانے لگا دو۔"

وہ نہایت سفاکی سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔سب نے گہری سانس بھر کر نظریں اٹھائیں تو سامنے موجود منظر کو دیکھ کر وہ بس مشکل سے خود کو سنبھال پائے۔وہاں اس کے دماغ کے ساتھ ساتھ جسم کی آنتیں بھی بکھری ہوئی تھیں۔ خون پورے کمرے میں پانی کی طرح پھیلا ہوا تھا اور اس کی گردن شاید ہتھوڑے

www.novelsclubb.com

کے واروں سے ٹوٹ گئی تھی تبھی ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ چاہے جتنی بار بھی ایسے منظر دیکھ چکے ہوں لیکن۔۔۔۔ تھے تو انسان ہی نا۔۔۔ سامنے کا منظر کسی کو بھی ابکائی لینے سے لے کر بے ہوش کرنے تک کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو ہراساں نظروں سے دیکھتے ہوئے لاش کی جانب بڑھ گئے۔ کیونکہ اس کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ یہاں چاہے اپنی مرضی سے آئے تھے لیکن وہ اب 'سکارپیو' کی مرضی کے بغیر یہاں سے جا نہیں سکتے تھے۔

اس کا نام آج تک کوئی نہیں جانتا تھا۔ بس اس کے پالتو بچھو کی وجہ سے سب اسے 'سکارپیو' کے نام سے جاننے لگے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ریڈ مارکیٹ میں وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔

سوال ہوتا ہے کہ قاتل کون ہے؟

جواباً کہو!!

"قاتل کا دل ہے پتھر کا ٹکڑا

جس میں نہیں کوئی شفقت کا لہجہ "

" قاتل کا ہاتھ ہے خوف کا سایہ
جس میں نہیں کوئی رحم کا چہرہ"

============

آج وہ پورا دن ہسپتال میں اپنی ناموجود گردے کی درد کی وجہ سے ایڈمٹ رہی تھی۔یہ تھی اس ہسپتال کی مینجمنٹ۔اس کے کچھ ٹیسٹ لیے گئے تھے اور پورا دن ہسپتال میں ایڈمٹ رکھنے کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ کل ٹیسٹ کی رپورٹ لینے آجائے۔وہ جیسے ہی ہسپتال سے نکلی تو اسے اندازہ ہوا کہ اسے راستہ معلوم نہیں ہے۔ براق اور حماس اسے ٹریس کر رہے تھے اور منسا کی وجہ سے ہسپتال کے کیمروں سے اس پر مکمل نگرانی رکھی گئی تھی۔

کسی کو اس پر کوئی شک نہیں ہوا تھا۔کانوں میں پہنا وہ چھوٹا سا ائیر پیس اسے بند محسوس ہوا۔اس نے گہری سانس بھر کر ہسپتال کے باہر قدم رکھا اور براق کو فون کیا۔وہ دوسری جانب کہیں مصروف سا تھا۔لیکن وہ جانتی تھی وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہو گا۔

دوسری جانب براق کسی ارجنٹ کام کے سلسلے میں جنگلات میں گیا ہوا تھا جہاں باہس موجود تھا۔باہس ہی نے اسے وہاں بلایا تھا اور پھر انہیں وہاں اس سرنگ کے پیچھے حقیقتاً ایک راستہ ملا تھا لیکن زمینی راستہ۔جہاں سے صرف چل کر جایا جا سکتا تھا۔کوئی گاڑی وغیرہ وہاں آ جا نہیں سکتی تھی۔ہاں مگر وہ مسلسل حماس کے ساتھ فون پر موجود تھا اور اس کی پل پل کی خبر رکھے ہوئے تھا۔

جب فون پر کال آتی دیکھی تو اس نے ڈرائیونگ کی سپیڈ آہستہ کر دی۔وہ گھر کی جانب ہی جا رہا تھا۔کچھ دیر پہلے حماس نے بتایا تھا کہ مصفرہ کو ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔اور اب اس کی کال دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔

کال اٹھاتے ہی اس کی پریشان سی آواز گونجی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کدھر ہو؟؟"

اس کا انداز بالکل بیویوں والا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی براق کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"تمہارے دل میں!"

اس کی مسکراتی آواز کو سن کر وہ چونکی تھی۔ دوسری جانب براق گاڑی ہسپتال کی جناب بڑھا چکا تھا۔

"You wish!"

وہ ناک منہ پھلا کر بولی تو براق پھر سے مسکرا دیا۔ اس کے جاندار ڈمپل خوبصورتی سے اس کے چہرے پر ناچنے لگے۔

دوسری جانب اب اتنے زیادہ لوگوں کو دیکھ کر مصفرہ پریشان ہو رہی تھی۔ اسی لیے بس وہ آج یہاں نہیں تھی آنا چاہتی۔ اسے باہر جانے میں مسلئہ نہیں تھا، اسے یہ مسلئہ تھا کہ باہر لوگ ہوتے ہیں۔ اور اوپر سے شہر بھی انجان تھا۔ اس چیز سے

بہت فرق پڑتا ہے۔اسے اپنا آپ پھر سے دس سال پہلے والی مصفرہ لگا جو اکیلی انجان شہر کی گلیوں میں گھومتی ہوئی ڈرپوک سی لگ رہی تھی۔

"براق مجھے لینے آجاؤ۔مجھے ایسے لگ رہا سب مجھے ہی دیکھ رہے ہیں۔"

وہ کچھ حد تک کنفیوز سی بولی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ہسپتال کے سامنے موجود سڑک پر آگئی۔

"میں آرہا ہوں۔تم ادھر ہی رکو۔"

اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔

"پلیز۔۔۔جلدی آجاؤ۔"

اس بار پھر اس کے سامنے دس سال پہلے والی مصفرہ کا عکس لہرایا تھا۔وہ انجان شہروں میں آکر کیوں اتنی بزدل ہو جایا کرتی تھی۔یا شاید وہ براق کے سامنے کمزور پڑ جاتی تھی۔

"تمہیں کچھ چاہیے تو نہیں؟"

اس نے اس کی کنفیوز سی آواز کو سنتے ہوئے پوچھا تھا۔ فون سپیکر پر تھا اور سٹرینگ پر فون کی روشن سکرین پر "ریڈ لیڈی" لکھا نظر آرہا تھا۔

"صرف تم۔"

وہ گہرے سانس بھر کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی تھی۔ لیکن اس جواب پر براق کو لگا اس کی سانسیں تھمی ہیں۔ جیسے اس کی گاڑی کے ساتھ ساتھ دل نے بھی رفتار پکڑی ہو۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ مدھم مگر گہرے لہجے سے گویا ہوا۔ لبوں پر مسکراہٹ پہلے سے زیادہ پرکشش اور گہری تھی۔

"دوبارہ بولو۔"

اس کی مدھم اور پر اثر آواز پر مصفرہ کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"میرا مطلب ہے کہ تم آجاؤ بس۔"

مصفرہ نے کہہ کر جھٹ سے فون رکھ دیا تو براق ہلکا سا سر جھٹک کر ہنس دیا۔ وہ محفوظ ہوا تھا، اس کے اس انداز پر۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ براق کو دیکھتے ہی وہ سیکنڈ کے دوسرے حصے میں ہی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ براق نے گاڑی آگے بڑھادی اور اس کی جانب پانی کی بوتل بڑھائی جو وہ رستے میں سے اس کے لیے لایا تھا۔ اس نے فٹ سے ایک ہی سانس میں آدھی بوتل پی لی اور باقی کے دو گھونٹ بھر کر وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئی۔ وہ کیوں ہو رہی تھی اتنی پریشان؟؟ دس سال پہلے کا ماضی اس کی آنکھوں میں فلم کی طرح چل رہا تھا اور اس کے اعصاب ہر گزرتے لمحے کمزور پڑتے جا رہے تھے۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی، اس لئے گہرے سانس بھرنے لگی۔ براق اس کا ہر ہر انداز نوٹ کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"تم ٹھیک ہو مصفرہ؟"

اس کی آواز پر مصفرہ نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے کندھے ریلیکس ہوتے گئے۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب پر سکون ہونے لگے۔ اس کے ہونے سے وہ خود کو کتنا محفوظ تصور کر رہی تھی۔ وہ اسے بتلا نہ پائی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق اس کے پر سکون ہوتے اعصاب کو دیکھ کر کچھ نہ بولا۔وہ سمجھ گیا تھا جو وہ چھپانا چاہ رہی تھی۔ کسی ایک پوائنٹ پر یکدم آپ کو اپنا ماضی کا ڈرامہ ہٹ کرتا ہے۔اور یہ وہی پوائنٹ تھا۔لیکن اب وہ پر سکون ہو رہی تھی۔ براق باہر نظریں جمائے ڈرائیو کرتا رہا اور وہ پورا رستہ بغیر پلکیں جھپکے بس اسے دیکھتی رہی اور سوچتی رہی۔

وہ مضبوط اتنی تھی کہ دنیا سے بھی لڑ سکتی تھی لیکن کمزور اس قدر ہے کہ وہ فقط ایک خواب سے ڈر جاتی ہے۔جانتے ہیں کونسا خواب..؟؟

وہ خواب جس میں ایک شہزادی سے اس کا شہزادہ چھین لیا جاتا ہے۔

وہ خواب جس میں آپ اِس شہزادی کا ہاتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ بہت بہادر ہے۔۔۔!!

بہت مضبوط...!!

لیکن کچھ رشتوں کے معاملے میں تو کانچ سے بھی نازک تھی۔اتنی نازک کہ ایک خراش سے بھی ٹوٹ کر بکھر جائے۔اتنی حساس جتنا ایک جادوگر اپنے طوطے کے بارے میں ہوتا ہے۔۔۔ وہ طوطا جس میں اسکی جان قید ہوتی ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

اور جانتے ہیں۔۔۔!!

اس سب کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اسے ایک سہارے کی ضرورت تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔!!

بالکل بھی نہیں۔۔۔!!

بلکہ صرف اس لیے کہ اسے محبت ہو گئی تھی۔

کوئی دقت نہیں اگر وہ تمہیں الجھا سا لگتا ہے
وہ پہلی بار ملنے پر سب کو ایسا ہی لگتا ہے

www.novelsclubb.com

اور ضروری نہیں کہ ہم ساتھ ہیں تو کوئی چکر ہی ہو
میں اُسکی دوست ہوں اور مجھے وہ بس اچھا لگتا ہے

==========

“In the middle of storm”

کہتے ہیں جب محبت ہو جائے اور پھر اس کا اعتراف بھی خود سے ہو جائے، تو انسان خود سے بھی نظریں چرانے لگتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال مصفرہ کا تھا۔ وہ جذبات کو روندنے والی لڑکی اب خود سے اعتراف کر بیٹھی تھی کہ اسے اگر دنیا میں کوئی شخص سکون پہنچا رہا تھا تو وہ صرف براق مرزا تھا۔ نہ صرف وہ خود سے نظریں چرا رہی تھی بلکہ وہ براق سے بھی نظریں ملاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ گاڑی جب اپارٹمنٹ کے آگے رکی تو وہ چونکی تھی۔ براق نے سٹرینگ پر ہاتھ جمائے فرصت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ شرمندہ سی ہوتی گاڑی سے نکل کر اندر بھاگ گئی۔ براق نے اسے پکارنا چاہا لیکن وہ ایسے سرپٹ بھاگی کہ وہ حیران رہ گیا۔ اس کا ہر انداز براق کو بھلا لگ رہا تھا۔ وہ اب اپنی اپنی لگتی تھی۔ وہ پہلے کی طرح بری نہیں لگتی تھی۔ وہ جب اس کی نظروں میں دیکھا کرتا تھا، اسے وہ اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوتی تھی۔

شاید دھڑکن کی روانی میں یا پھر سانسوں کی مالا میں۔۔وہ طہ نہ کر پایا۔ سر جھٹک کر مسکراتا، بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ بھی گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

========

اب وہ سارے پھر سے بیسمنٹ میں موجود تھے۔ مصفرہ اب کی بار فریش سی مہرون کھلی سی شرٹ کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے ہوئے، بالوں کو جوڑے میں باندھے، سٹالر گلے میں لاپرواہ سے انداز ے میں ڈالے، فلوقت سنجیدہ بیٹھی تھی۔ وہ خود کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کر آئی تھی۔ وہ خود پر اختیار کھونا نہیں چاہتی تھی۔ پگلی انجان تھی کہ محبت میں اختیار محبوب کے نام ہوتے ہیں۔ یہ بے اختیار ہوتی ہے اور پھر بے انتہا ہوتی ہے۔ اور ایسی محبتیں زندگی میں ایک ہی بار ہوتی ہیں۔

"یہ بہت بڑا رسک ہے۔"

منسا نے پریشانی سے مصفرہ کو دیکھتے ہوئے بولا جو حد درجہ سنجیدہ تھی۔ براق نے ایک نظر اسے دیکھا جس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ چاہتا

تھاوہ نگاہیں اٹھائے تواس کی جانب بھی دیکھے۔ جانے کیوں وہ اس کی نظروں کے ملاپ کے لیے تڑپ رہا تھا۔

مجھے اس کی آواز کا مرہم چاہیے

اس سے کہو میرا نام پکارے

"ہم رسک کو سوچتے رہے تو کبھی بھی مشن پورا نہیں کر پائیں گے۔"

مصفرہ نے تسلی بخش لہجے میں بولا لیکن اس کی آواز میں سنجیدگی موجود تھی۔

"مصفرہ! تم ایک آخری بار سوچ لو۔ تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔"

حماس نے پریشانی سے کہا تھا۔ وہ دونوں اب کافی قریب ہو گئے تھے۔ وہ اسے تنگ بھی کرتا تھا اور اسے مکمل بھائی والا احساس بھی دلاتا تھا۔ وہ جیسے مصفرہ کے کسی پرانے زخم کو دھو رہا تھا، وہ بھی انجانے میں۔ حماس مرزا! مصفرہ کا اعتبار۔۔۔ بھائی کے رشتے پر دوبارہ بحال کر رہا تھا۔

"اگر ہم پلین کے مطابق چلیں گے تو کوئی مسلئہ نہیں ہو گا۔ براق سر نے بولا ہے نا وہ وقت پر پہنچ جائیں گے۔"

مصفرہ نے اپنے ازلی سرد تاثرات سے کہا۔ براق کو اس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر چاہ کر بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا دل بے چین ہوا۔ اب سب کی نظریں براق پر تھیں۔ اس نے اپنی سرمئی آنکھوں کو تسلی آمیز انداز میں جھپک کر سب کے پریشان دلوں پر پیوند کا کام کیا۔

مصفرہ نے چور نظروں سے براق کی جانب دیکھا تھا جو کسی گہری سوچ میں مبتلا سامنے پڑے لیپ ٹاپ کو دیکھ رہا تھا۔ یکدم کسی احساس کے تحت اس کی نظریں اٹھی تھیں اور سیدھا مصفرہ پر گئی تھیں، جس نے سیکنڈز کے اندر ہی اپنی نظریں پھیر لی تھیں۔ براق سر جھٹک کر مسکرا دیا۔ اب دل کی حالت کچھ بہتر ہوتی محسوس ہوئی۔ نظروں کا تصادم تو جیسے بے چین دل پر ٹھنڈی پھوار برسا کر اسے پر سکون کر گیا تھا۔ کب ہو گیا وہ ان بھوری آنکھوں کا دیوانہ؟؟ لیکن مصفرہ کیس کا سب سے مشکل حصہ سرانجام دینے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر کی ڈسکشن کے بعد وہ کھانے کی میز پر آ گئے۔ کھانا کھانے کے بعد معمول کے مطابق چائے پینے لگے۔ مصفرہ آج کچھ حد تک خاموش تھی۔ منسا نے اسے کہنی ماری تو متوجہ ہوئی۔

"ہاں؟"

اس نے ابرو اچکائے سوال کیا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

منسا کا بلند آواز میں کیا سوال سب کو متوجہ کر گیا۔ اب سب فکر مندی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ مصفرہ نے لب تر کیے۔

"کچھ نہیں بس ہلکا سا سر درد تھا۔ شاید ہسپتال میں ادویات کی بدبو تھی۔ چائے پیوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

اس کی بات پر سب نے سر ہلا دیا۔ جبکہ حماس فکر مندی سے بولا۔

"اگر زیادہ درد ہے تو دوا لے کر آرام کر لو۔"

اس کے مشورے اور پریشان آواز پر وہ مسکرا دی۔

"ارے نہیں! بس چائے پیوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔ چائے ہر مرض کی دوا ہے۔"

مصفرہ نے کپ اٹھا کر اسے دکھایا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔ وہ واقعی اس کی پرواہ کرتا تھا۔ تنگ بھی کرتا تھا۔ بہت بولتا بھی تھا۔ لیکن مصفرہ کو کبھی کوفت نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہر بات پر ہنس دیتی۔ اس کے فضول قسم کے خیالات پر وہ کئی بار تو حیران بھی ہوتی کہ اس کا دماغ کس اینگل میں کام کرتا لیکن خیر وہ کیا کر سکتی تھی۔ مصفرہ کا ماننا تھا کہ حماس اپنے 'بڑے بھائی' سے بہت مختلف ہے۔ اس کا بڑا بھائی جہاں سنجیدہ اور کم گو تھا، وہیں حماس جہاں ہوتا وہاں مسکراہٹیں پھیلا دیتا۔

ابھی بھی وہ مسکرا دی تھی اور پھر کچھ باتوں کے بعد سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔ براق کا دل چاہا کہ وہ مصفرہ کو روک کر پوچھے کہ کیوں وہ اسے اگنور کر رہی ہے لیکن پھر اس کے سر درد کا خیال کر کے خاموشی سے کمرے میں کوچ کر گیا۔

ایک سندر شیتل شام ڈھلے

ہاں بولو پھر کیا ہو؟

وہ جس کا ملنا ناممکن !!

وہ مل جائے تو کیسا ہو؟!

==========

کمرے میں ہمیشہ کی طرح اندھیرا تھا۔اس کی ذات جہاں ہوتی تھی وہاں اندھیروں کا ہی کام کرتی تھی۔ وہ سگریٹ کے گہرے گہرے کش بھر رہا تھا۔چہرے سے ماسک غائب تھا اور کمرے میں اس کے علاوہ صرف ایک شخص اور موجود تھا۔اس کا سب سے قریبی شخص۔

"تم نے بختاور کو کیوں مار دیا؟"

وہ سامنے ہی بیٹھا تھا۔بڑی سے مونچھوں کے نیچے سیاہی مائل ہونٹ،جو ضرورت سے زیادہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے سیاہ سے تھے۔بال لمبے تھے اور پونی میں بندھے تھے۔وہی ایک شخص تھا جو سکارپیو سے اس طرح سوال کر سکتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"غداری کر رہا تھا سالا حرامی! دو بار مال لے کر گیا اور دونوں بار کوئی نہ کوئی جھول تھا۔ معلوم پڑا ہے کہ فوج کے کسی ایجنٹ کے ساتھ مل گیا تھا۔ خبری کا کام کر رہا تھا۔"

اس نے تفصیلاً کہا اور بات کے آخر میں سگریٹ کا لمبا کش بھرا۔ جنید نے اسے غور سے دیکھا۔ اس کی ہلکی ہلکی مونچھوں کے نیچے ہلکے گلابی لبوں میں سگریٹ دبی تھی۔ ہلکی بڑھی ہوئی بیرڈ تھی۔ آنکھیں کشمیر کے سبزے کی مانند تھیں اور سر کے بال خوبصورتی سے ماتھے پر بکھرے تھے۔ وہ ایک اٹھائیس سالہ نوجوان تھا۔

"اگر فوج کو اس کی موت کی خبر ملی تو وہ بلبلا اٹھے گی۔"

جنید نے اس کے چہرے کے نقوش سے نظر ہٹا کر بولا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ بھی خوبصورت تھی لیکن اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"چلو اسی بہانے فوج کی کچھ 'توجہ' مل جائے گی۔"

وہ طنزیہ مسکرا کر سر جھٹک گیا اور سگریٹ کو دوبارہ لبوں سے لگایا۔

"فوج کی توجہ کا مطلب ہے کہ ہمارا دھندا ٹھپ ہو جائے گا۔"

جنید نے اسے حقیقت کا آئینہ پکڑانا چاہا۔

"ابھی تک کوئی ایسا فوجی پیدا ہی نہیں ہوا جو 'ابر آش اعوان' کو ہاتھ ڈال سکے۔"

وہ مسکرا کر بولا تو جنید اس کی مسکراہٹ دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا۔

"تم کیوں آ گئے اس راہ میں؟ خوبصورت ہو۔ پڑھے لکھے ہو۔ اچھی خاصی نوکری تھی۔ ہر چیز تو تھی۔ ایک اچھی زندگی تھی۔ پھر یہ راستہ کیوں اختیار کر لیا؟"

وہ جتنا بھی خاص سہی، لیکن اس کا اصل نام لینے کی اجازت تو جنید کو بھی نہیں تھی۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ وہ سر جھٹک گیا۔ ایک آسودہ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر سر سرانے لگی۔

"اچھی زندگی؟ ہاہاہا! وہ زندگی جیل تھی میرے لیے۔ توقعات اور ذمہ داریوں کی جیل۔ میں آزادی، طاقت اور کنٹرول چاہتا تھا۔ ایک ولن ہو کر مجھے یہ سب مل رہا تھا تو مجھے کیا چاہیے تھا۔ اور اس کے علاوہ۔۔۔ دیکھا جائے تو ہیرو اور ولن میں فرق ہی کیا ہوتا ہے؟ صرف نقطہ نظر کا؟ وہ دوسروں کو بچاتا ہے۔ اور ولن خود کو۔ اور خود کو بچانا، خود کو آزادی دینا، دنیا کے کسی قانون میں غلط نہیں ہوتا۔"

وہ ایک ایک لفظ کے ساتھ سگریٹ کے کش بڑھ رہا تھا۔ پورے کمرے میں سگریٹ کا دھواں پھیلا تھا اور جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ کمرے میں روشنی بس اتنی سی تھی کہ وہ بس ایک دوسرے کی شکل دیکھ پا رہے تھے۔ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھے ہوئے جنید اس کی باتیں سن رہا تھا۔ پھر وہ بھی متفق ہوتا دوبارہ سے سگریٹ کے کش بھرنے لگا۔

شاید نقصان کرنا غلط نہیں ہوتا، سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آپ کو اندازہ بھی نہ ہو کہ آپ کا نقصان ہو رہا ہے۔ کوئی بھی اچھا یا برا نہیں ہوتا، بس اس کا زندگی جینے کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ اسے بتایا نہیں جاتا کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اور اگر بتا بھی دیا جائے تو کچھ لوگ اسے لیکچر سمجھ کر ایک کان سے سن لیتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اور دونوں کانوں کے درمیان دماغ تو کہیں آتا ہی نہیں۔

مراد شمن سنا ہے کل سے بھوکا لڑ رہا ہے
یہ پہلا تیر اس کو ناشتے میں جا لگے گا

==========

آج وہ دن آ پہنچا تھا جس دن مصفرہ اپنی جان کو ہتھیلی پر لیے ہسپتال میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی رپورٹ میں پتے کا کوئی مسلئہ بتایا گیا تھا۔ اسے ہسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا۔ باہس اس کے ساتھ ہسپتال میں اس کا بھائی بن کر آیا تھا۔ دونوں کے نام تبدیل کیے گئے تھے اور براق نے انہیں نئ آئی ڈی کارڈ دیے تھے جہاں دونوں کے باپ کا نام بالکل ایک جیسا تھا۔ مصفرہ یکدم سے مزید ایک بھائی ملنے پر پہلے تو خائف ہوئی لیکن پھر ہنس دی کہ چلو رشتے مل رہے ہیں تو شکر ادا کر کے قبول کرو۔ چاہے تھوڑی مدت کے لیے مل رہے ہیں۔

اسے ہسپتال میں داخل کر لیا گیا تھا۔ پورا دن بستر پر وہ بور ہوتی رہی۔ پھر جس وقت ڈاکٹر فریال اس کے کمرے میں داخل ہوئی، وہ جان گئ تھی کہ ان کا پلین کامیاب ہونے جا رہا ہے۔ دھڑکتے دل کے ساتھ وہ بستر پر جمی رہی۔ اس کے بالوں میں لگی پھول والی پن میں جو کیمرہ لگا تھا، وہاں سے سب متوجہ ہوئے۔ براق، حماس اور منسا

بیسمنٹ میں ہی بیٹھے تھے۔ منسا نے فوراً آواز تیز کی تو ڈاکٹر فریال کی مسکراتی شکل پروجیکٹر پر ابھرنے لگی۔

"آپ کے پتے میں پتھریوں کا سائز، نارمل سائز سے بڑا ہے جس کی وجہ سے ہمیں پتا نکالنا ہوگا۔"

ڈاکٹر فریال نے بالکل پروفیشنل انداز میں اسے بتایا تھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کے جھوٹ کا کوئی شبہ تک نہ تھا۔

"کیا ڈاکٹر!! اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے کیا؟"

مصفرہ نے مصنوعی پریشانی سے پوچھا تو سب اس کی ایکٹنگ کی داد دے گئے۔ وہ مصفرہ کو ہسپتال کے کیمروں سے دیکھ سکتے تھے۔ لیکن وہ فریال کو مصفرہ کے چھوٹے کیمرے سے ہی دیکھ رہے تھے اور سن بھی۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ یہ ایک چھوٹی سی سرجری ہوگی اور اس میں ہم آپ کا پتہ نکال دیں گے۔"

www.novelsclubb.com

فریال نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا تھا۔وہ نہایت اچھی اور خوش مزاج لڑکی لگ رہی تھی۔صرف لگ رہی تھی۔سب اس کی حقیقت سے واقف تھے۔

"لیکن اس کے بعد کیا میری بہن ٹھیک ہو جائے گی؟"

باہس نے آنکھوں میں فکر سموئے،مصفرہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو فریال نے مسکرا کر ان بہن بھائیوں کا پیار دیکھا۔براق نے باہس کا ہاتھ مصفرہ کے سر پر دیکھا تو دانت کچکچا کر رہ گیا۔اتنا بھی کریکٹر میں نہیں اترنا تھا!ہنہنہ!!

"جی وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ان کی بڑھتی درد کی وجہ سے آج رات ہم انہیں ہسپتال ہی میں اپنی زیر نگرانی رکھیں گے اور صبح آٹھ بجے ان کا آپریشن ہو جائے گا۔بس چند گھنٹوں کا آپریشن ہو گا۔"

ڈاکٹر فریال کی بات پر باہس نے سر ہلا دیا تو مصفرہ مصنوعی پریشانی سے ڈاکٹر کی جانب دیکھنے لگیں۔

"آپ پریشان مت ہوں! اگر سب ٹھیک رہا تو آپ کل ہی اپنے گھر واپس چلی جاؤ گی۔ یہ بالکل چھوٹا سا آپریشن ہو گا۔"

وہ فریال کی بات سن کے سر ہلا گئی۔ بالکل معصوم سی بچے کی طرح جسے بہلا پھسلا کر منا لیا جاتا ہے۔اس کے جانے کے بعد باہس نے اس کے سر سے ہاتھ ہٹایا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ رات رکنا تو ان کے پلین میں شامل نہیں تھا۔

پھر وہ براق سے بات کرنے کے لیے باہر چلا گیا۔ براق نے دل پر ہزاروں پتھر رکھ کر انہیں ہسپتال رکنے کی اجازت دے دی لیکن وہ فوج کے کچھ سپاہیوں کو فارمل کپڑوں میں ان کی حفاظت کرنے بھیج چکا تھا۔ وہ رات براق نے کانٹوں پر گزاری تھی۔ پریشان تو منسا بھی تھی اس لیے وہ ساری رات بیسمنٹ میں ہی بیٹھی رہی۔ حماس بھی کمپیوٹر کے آگے بیٹھا رہا۔ کوئی ایک بھی اپنے کمرے میں نہ گیا۔ سب کو مصفرہ کی ٹینشن ستا رہی تھی۔ اور وہ محترمہ ہسپتال میں خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ اسے جو ادویات دی جاتیں، باہس بڑی چالاکی سے انہیں ضائع کر دیتا۔ اور جو ڈرپ لگائی جاتی، باہس اسے بھی سادہ پانی سے بدل دیتا۔

اسی طرح وہ اپنی اور اس مشن کی حفاظت کرتے رہے۔
اس رات صرف ایک شخص سویا تھا اور وہ موصوف کوئی اور نہیں "مصفرہ مغل" ہی تھی۔ جس کی زندگی کی وجہ سے وہ سب پریشان تھے۔ سب سے سکون کی نیند وہی سو رہی تھی۔

کمبخت ضبط غم تجھے غارت کرے خدا
یوں لگ رہا ہے کہ میں پریشان ہی نہیں

براق اس کے پر سکون چہرے کو سکرین پر دیکھتا ہوا ساری رات کئی سوچوں سے لڑتا رہا تھا۔ وہ اس کی زندگی میں پہلے کوئی مقام نہیں رکھتی تھی، پھر وہ اسے پسند نہ آئی، پھر اسے اس کا ہونا اچھا لگنے لگا، اس کی خاموشی اسے بری لگنے لگی، اس کی نظروں کا ملاپ ہمیشہ اس کے دل کی حالت تہس نہس کر دیتا۔ وہ اس کی زندگی میں بہت خاص مقام پر پہنچ گئی تھی۔ اس کی ماں کے بعد۔۔۔ وہ پہلی عورت تھی جس اس کے دل کو بھلی لگنے لگی تھی۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ جذبات کی روانی میں بہہ کر وہ اظہار کر بیٹھے۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ مصفرہ اس پر بھروسہ کرنے لگی تھی، وہ اس کے ساتھ خود کو محفوظ سمجھنے لگی تھی۔ اور براق مرزا ایسا مرد نہیں تھا کہ اپنے دل پر حکمرانی کرنے والی پہلی عورت کا اعتبار توڑ ڈالے۔ وہ تب تک خاموش رہے گا جب تک اسے مصفرہ کی جانب سے اجازت کا اشارہ نہ مل جائے۔ مصفرہ مغل اگر براق مرزا کے ارد گرد خود کو محفوظ تصور کرتی تھی تو براق پر واجب کر دیا گیا تھا کہ اس کا محافظ بن کر رہے۔

اک فقط تجھ سے تغافل نہیں برتا میں نے
ورنہ ہر ذات سے مغرور ہوئے پھرتا ہوں

براق اور حماس خفیہ طریقے سے ہسپتال کے آپریشن تھیڑ میں گھسے تھے۔ رات کے پہر کوئی ایمر جنسی نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال کافی سنسان پڑا تھا۔ کچھ دیر کے لیے ہسپتال کا سکیوریٹی سسٹم فریز کر دیا گیا اور ایسا کرنے والی منسا ہی تھی۔ پھر براق

اور حماس نے نہایت شاطر طریقے سے ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں اس مقام پر چھوٹا سا کیمرہ نسب کیا تھا، جہاں سے وہ پورے کمرے کا منظر بھی دیکھ سکتے تھے اور وہاں ہونے والی باتیں بھی سن سکتے تھے۔ جن چور قدموں سے وہ آئے تھے، ویسے ہی وہ واپس بھی گھر آچکے تھے۔

==========

شہر خوشاب کی فضاؤں پر گہرے بادلوں نے راج کیا تھا۔ بارش کے قطرے برسنے کو تیار تھے جنہیں بادل زور و شور سے تھامے ہوئے تھا۔ پورا شہر خوشاب اندھیرے کی لپیٹ میں تھا۔ سیاہی ایسی تھی کہ عجیب کشمکش میں مبتلا کر دے۔ پوری رات جاگنے کی باعث براق کی آنکھوں میں لال ڈورے موجود تھے۔ حماس اور منسا اپنی نشست پر پہنچ چکے تھے۔ حماس سکیورٹی کا انتظام دیکھ رہا تھا اور منسا سارے کیمروں کا۔ براق بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک کارگو پینٹ پہنے، سر پر پی کیپ جمائے، آنکھوں میں سیاہ رنگ کے لینز لگائے، منہ پر ماسک چڑھائے کھڑا تھا۔ وہ بس نکلنے ہی والا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوسری جانب مصفرہ کی آنکھ معمول کے مطابق فجر کی اذان پر کھلی تھی۔ باہس کو اس کے وارڈ میں آنے کی اجازت براق نے نہیں دی تھی۔ اب اس نے اٹھ کر اپنے بال سمیٹے۔ ہاتھ میں لگی ڈرپ کو اتار کر پھینکا۔ اور کپڑے درست کرتی وہ واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ جائے نماز باہس سے منگوانے کے بعد اس نے نماز پڑھی اور اپنی سلامتی کی دعا مانگی۔ منسا اسے دعا مانگتا دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ واقعی اب دعا کرنے لگی تھی۔ نا جانے کیا دعا کرتی تھی لیکن وہ ہاتھ ضرور اٹھاتی تھی۔ اور انسان کچھ نہ مانگے لیکن خالی ہاتھ ہی اٹھا کر اسے مخاطب کر لے تو پروردگار اس کے دل میں دبی دعاؤں کو پورا فرما دیتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ! میں آپ سے نا جانے کتنے عرصے بعد کچھ مانگ رہی ہوں۔ اس یقین کے ساتھ کہ آپ میری دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ! مجھے ہمت دینا اور میری حفاظت فرمانا۔ اس مشن کو کامیاب فرمانا اور ہماری محنتوں کو رائیگاں مت جانے دینا۔ ہم جس ملک کے لوگوں کی سلامتی کے لیے لڑ رہے ہیں، ان کی حفاظت فرمانا۔"

وہ آمین کہتی درود شریف پڑھتی جائے نماز سمیٹ گئی۔جب اٹھی تو سیدھا کیمرے کی جانب دیکھا اور مسکرا کر اشارہ کر دیا۔دوسری جانب ان تینوں نے سگنل ملتے ہی اپنا اپنا کام شروع کیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو باہس نے اسے ہسپتال کا مریضوں والا یونیفارم دیا۔اس نے سر ہلا کر وہ پہن لیا۔راتوں رات جو ساری کاروائی ہوئی تھی،وہ اس سب سے واقف تھی کیونکہ وہ پلین کا حصہ تھی۔

قریباً ساڑھے سات بجے کے قریب نرسیں اسے چیک کرنے آنے لگیں۔مصفرہ کے دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔وہ اس سے کچھ چیزیں پوچھ رہے تھے جن کا وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی گئی۔باہس پریشان سا پاس کھڑا تھا۔پوری رات تو وہ بھی سو نہیں سکا تھا کیونکہ سیکیورٹی زیادہ ضروری تھی۔

"جی تو شائنہ!"

www.novelsclubb.com

اس نے مصفرہ کا نقلی نام لیا تھا جو کاغذات پر درج کیا گیا تھا۔ڈاکٹر فریال کا مسکراتا چہرہ بہت معصومانہ تھا کہ مصفرہ کو ایک لمحے کے لیے لگا کہ وہ ایسی ہو ہی نہیں سکتی لیکن پھر سر جھٹک گئی۔

"مجھے معلوم ہے تم اپنی سرجری کو لے کر پریشان ہو لیکن ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، میں یہ سرجری کئی بار کامیابی کے ساتھ پہلے بھی کر چکی ہوں۔ ہم تمہارا بھرپور خیال رکھیں گے اور بذات خود میں اس سرجری میں ساتھ ہوں گی۔"

ڈاکٹر فریال نے اس کے چہرے پر نرم سا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ کچھ پیچھے ہوئے اور پھر سر ہلا گئی۔وہ پریشان تھی، لیکن مشن کو لے کر۔اسے بھروسہ تھا براق پر لیکن پریشان ہونا فطرتی تھا۔

کچھ دیر بعد اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔اسے کل رات سے بھوکا رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے اسے اب شدت سے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی جو خوف کے احساس کو بڑھا رہی تھی۔اسے آپریشن تھیٹر میں لیٹا دیکھ کر حماس اور منسا نے ایک

www.novelsclubb.com

دوسرے کی جانب دیکھا تھا اور پریشانی سے لب کاٹے تھے۔ وہ اپنی بہن کے لیے پریشان تھا تو منسا اپنی دوست کے لیے۔ البتہ براق وہاں موجود نہیں تھا۔

"آپ کونسا anesthesia دینے جا رہے ہیں؟"

مصفرہ کے سوال پر ڈاکٹر فریال چونکی۔

"ہم جنرل anesthesia دیں گے۔"

اس کے علاوہ وہاں ایک اور ڈاکٹر موجود تھا۔ مصفرہ نے اس کے کورٹ پر لکھی پٹی پڑھی تو چونک گئی۔ اس شخص کے چہرے کو دیکھا تو وہ سرجیکل ماسک میں تھا اور سر پر بھی سرجیکل ٹوپی موجود تھی۔ ڈاکٹر اکبر۔ دوسرا ماہرا۔ اس کے علاوہ وہاں صرف دو نرسیں موجود تھیں۔ وہ کل چار لوگ تھے۔ دو ڈاکٹر اور باقی دو نرسیں۔

"لیکن جنرل کی کیا ضرورت تھی۔ لوکل anesthesia سے بھی سرجری ممکن تھی۔"

مصفرہ کے سوال پر ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر کی نظریں ملی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ریلیکس! یہ آپ کی بہتری کے لیے ہی ہے۔آپ کو تکلیف کا احساس ہی نہیں ہو گا اور سرجری مکمل ہو جائے گی۔"

نرس اب انجیکشن بھر کر اس کی کلائی کی جانب لا رہی تھی۔فریال اس سے ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگی جس کے جواب وہ خاموشی سے دیتی گئی۔جب انجیکشن میں موجود دوا نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو اسے اپنے اعصاب پر سکون ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ذہن پر پڑا بوجھ ہلکا ہوتا گیا۔آنکھوں کی بار اٹھنے سے منہ موڑ گئیں اور مصفرہ اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی۔ اس کو نیند میں جاتا دیکھ کر ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر نے طنزیہ مسکراہٹ سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"آج مالک کو خوش کر دیں گے۔ تین دن پہلے آرڈر مکمل ہو جائے گا۔"

وہ مسکرا کر گویا ہوا تو پاس موجود نرس بھی ایک دوسرے کو دیکھتیں اپنے کام میں مصروف رہیں۔انہیں منہ بند رکھنے کے اتنے پیسے ملتے تھے جتنے میں وہ اپنا ایمان آرام سے بیچ سکتی تھیں۔

"تو بتاؤ کونسا والا گردہ نکالیں اس ننھی کلی کا؟ دائیاں یا بائیاں؟"

اس سے پہلے کہ اکبر کوئی جواب دیتا، ایک نرس ہانپتی ہوئی آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔ وہ سب چونک گئے۔ ان چاروں کے علاوہ اندر آنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔

"میم! نیچے۔۔۔ نیچے بیسمنٹ میں آگ لگ گئی ہے۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ اکبر اور فریال کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔

"جاؤ تم دونوں دیکھ کر آؤ۔۔۔ معاملہ کیا ہے۔"

فریال نے اس نرس کو جانے کا اشارہ کیا اور خود دوسری موجود دونوں نرسوں سے کہا تو وہ فوراً نیچے کی جانب بھاگیں لیکن آدھے رستے میں انہیں پلٹنا پڑا کیونکہ آگ کے شعلے اب اوپری منزل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔

"اکبر! اگر نیچے موجود مال کو کچھ ہو گیا تو ہماری موت پکی ہے۔ نہ صرف موت بلکہ دردناک موت۔ وہ پاگل انسان ہمیں جان سے مار دے گا اور رحم بھی نہیں کھائے گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فریال نے پریشانی سے کہا تھا۔ وہ اس کمرے میں موجود بے ہوش وجود کو یکسر بھول چکے تھے۔ انہیں اپنے نقصان کی فکر لگ گئی تھی۔ تبھی وہی دونوں نرسیں واپس آئیں تو پورے ہسپتال میں سکیورٹی الارم بجنے لگے۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔

"میم۔۔ نیچے سب آگ کی لپیٹ میں آگیا ہے اور جلد ہی اوپری منزل کو بھی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ فائر بر گیڈ کو بلایا ہے لیکن وقت لگے گا۔ ہمیں نکلنا ہو گا۔"

وہ ہانپتی ہوئی خوف سے بول رہی تھیں۔ پورے ہسپتال میں افرا تفری پھیلی تھی۔

فریال نے اکبر کی جانب ہراساں نظروں سے دیکھا۔ پھر مصفرہ کو۔

"اس کا کیا کریں؟"

سوال اکبر کی جانب سے تھا۔

"بھاڑ میں بھیجو! جہاں اتنا نقصان ہو گیا وہاں ایک اور گردے کا سہی۔"

وہ اپنے ہاتھوں سے سرجیکل دستانے اتارتے ہوئے باہر کی جانب لپکی تو سب اس کے پیچھے ہسپتال سے نکلتے گئے۔ سب کو صرف اپنی اپنی جان عزیز تھی۔ سارے مریض اور سٹاف وہاں سے نکل چکا تھا۔ کیونکہ آگ بیسمنٹ میں لگی تھی اور وہاں کوئی موجود نہیں تھا تو کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ اوپری منزل تک آگ پہنچنے سے پہلے ہی سب وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ انہیں اس جلتی آگ کی چنگھاریوں میں خود کی ذات کی میت جلتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔ وہ سکار پیو کے ہاتھوں اپنے انجام سے واقف تھے۔ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ سڑک پر بیٹھتی چلی گئی۔ کچھ دیر میں فائر بر گیڈ آگئی تو آگ بجھ گئی لیکن جو آگ آج ان کے سینوں میں لگی تھی اسے اب کوئی نہیں بجھا سکے گا۔

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں

پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائیں گے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھ پر

www.novelsclubb.com

بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائیں گے
آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی
جب یہ عاصی عرق شرم سے تر جائیں گے

===========

دوسری جانب وہ سرپٹ بھاگتا ہوا آپریشن تھیٹر کے سامنے پہنچا تھا۔اس نے دروازہ کھولا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا۔نہ ہی مصفرہ۔اس کا مطلب وہ پلان بی پر شفٹ ہو چکے تھے۔وہ آگے بڑھا اور جہاں کیمرہ فٹ کیا تھا وہاں سے نہایت احتیاط سے کیمرہ نکال لیا۔اس نے ایک زائد کیمرہ بھی چھپایا تھا،وہ بھی اتار کر جیب میں ڈال چکا تھا۔خالی سٹریچر پر وہ نظر ڈالتا باہر نکل کر ہسپتال کی پچھلی جانب کے ایک کمرے میں آیا۔وہاں کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر وہ جب پستال کی پچھلی جانب پر نکلا تو وہاں پہلے سے ایک گاڑی موجود تھی۔وہ فوراً سے آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی وہ پیچھلی سیٹ کو دیکھنے لگا۔باہس نے گاڑی زن سے آگے بڑھا دی اور اپارٹمنٹ کے رستے پہ ڈال دی۔براق نے نظریں گھما کر پچھلی سیٹ پر

موجود مصفرہ کے بے ہوش وجود کو دیکھا تھا جو ایک چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔وہ ابھی بھی ہسپتال کے کپڑوں میں موجود تھی۔اس نے اسے ہر طرح سے محفوظ دیکھ کر گہرا سانس بھرا اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

وہ آئندہ مصفرہ کو اپنی جان خطرے میں ڈالنے نہیں دے گا۔ایک اور عہد کیا گیا۔

لیکن فوج کئی عہد تڑواتی ہے اور کئی پورے کروادیتی ہے۔

ہر لفظ کو کاغذ پہ اُتارا نہیں جاتا

ہر نام سرِعام پکارا نہیں جاتا

ہوتی ہے محبت میں کئی راز کی باتیں

ویسے ہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا

=======

قریباً چار گھنٹوں کے بعد اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔وہ بھاری ہوتے سر کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ذہن ساتھ دینے سے انکاری تھا، مدھم آوازیں اسے سنائی دینے لگیں لیکن الفاظ گڈمڈ ہوتے گئے۔وہ سر

دونوں ہاتھوں میں تھامے دوبارہ بستر پر لیٹ گئی اور آنکھوں کی بار کو گرنے کی اجازت دے دی۔

ناجانے کس وقت اس کی آنکھ کھلی تھی۔ کمرے کی کھڑکیوں پر پردے گرے تھے۔ وہ اب کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ سر بھاری تھا لیکن اب وہ ہمت کر سکتی تھی۔ اس نے وقت کا اندازہ لگانا چاہا تو پردوں کی وجہ سے اندازہ نہ لگا پائی۔

حلق میں اگتے کانٹوں کے باعث اس نے پانی کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہا تو اسے محسوس ہوا وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ یہ کمرہ اس کا نہیں تھا۔ کسی انہونی کے احساس کے تحت اس نے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔ کچھ بھی قابل اعتراض نہ لگا۔ بستر بھی نرم و گدار تھا۔ لیکن یہ اس کا کمرہ نہیں تھا۔ اسے سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی یا مدد کے لیے کسی کو پکارتی، کمرے کا دروازہ وا ہوا اور منسا اندر داخل ہوئی۔ اسے بستر پر بیٹھا دیکھ کر خوشی سے اس کی جانب لپکی۔

"تم اٹھ گئی۔ کیسا محسوس کر رہی ہو؟"

منسا کو دیکھ کر اسے سکون محسوس ہوا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ لیکن مشن کا کیا بنا؟؟

www.novelsclubb.com

"میں ٹھیک ہوں لیکن مشن؟؟"

اس کی فکر مندی پر منسا مسکرا دی۔

"ہمارا مقصد کامیاب ہو گیا۔ جو ہمیں معلومات چاہیے تھیں وہ حاصل ہو گئی ہیں۔

الحمداللہ!"

منسا نے اسے بازوؤں سے تھام کر مسکرا کر بتایا تو وہ بھی صحیح دل سے مسکراتی الحمداللہ

کہہ گئی۔

"تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ فریش ہو جاؤ تو پھر میں کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے۔"

منسا بالکل بہنوں کی طرح اسے پیار سے بولتے ہوئے اٹھنے لگی تو مصفرہ نے اس کا

ہاتھ پکڑا۔

"یہ کس کا کمرہ ہے؟"

اسے کمرہ انجان لگا تو وہ پوچھ بیٹھی۔

"اوہاں! براق سر کا کمرہ ہے۔ اصل میں تم بے ہوش تھی۔ ہسپتال سے نکلتے

ہوئے کچھ فی میل نرسوں نے مدد کی تھی لیکن یہاں تو صرف میں موجود تھی۔ اور

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق سر نے کسی کو اجازت نہیں دی تھی کہ وہ تمہیں ہاتھ لگائے۔انہیں معقول نہیں لگا۔اس لیے بس کسی طرح میں تمہیں یہاں تک لے آئی۔ تمہارے بے ہوش وجود کے ساتھ میں سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتی تھی۔"

منسا نے ایک ہی سانس میں ساری بات بتائی تو مصفرہ پہلے گنگ سی اسے سنے گئی۔ پھر یکدم لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس شخص کے لیے احترام مزید بڑھ گیا۔

"یہاں تک لائی کیسے ہو؟"

وہ بستر سے اٹھ کر کپڑے سیدھے کرتے ہوئے بولی۔

"مت پوچھ بہن! اپنے ان نازک ہاتھوں سے تمہیں وہیل چیئر پر بٹھایا تھا۔اور جیسے تمہیں بستر پر پٹخا تھا۔افف۔وزن کم کرلو تم ذرا اپنا۔دیکھنے میں تو پھول لگتی ہو لیکن وزن تمہارا اگلدستے جتنا ہے۔"

اس کی بے تکی سی بات پر مصفرہ کمرے سے نکلتے ہوئے ہنس دی۔اسے ابھی بھی ہلکے ہلکے چکر محسوس ہو رہے تھے جو شاید بھوک کی وجہ سے تھے۔اس لیے وہ منسا کے سہارے چل رہی تھی۔اسے باہر نکلتا دیکھ کر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے

تھے جو کچن میں نا جانے کیا کر رہے تھے۔ کچن سے ہی اسے ہاتھ ہلا کر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ مصفرہ اور منسا نے حیرت سے انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیں۔ وہ نہایت فوکس سے کوئی چیز پکا رہے تھے۔ یہ آئیڈیا بھی حماس کا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مصفرہ کو اچھے سے ٹریٹ دی جائے۔ اس کے بہانے وہ خود کی پیٹ پوجا کا بھی سوچ رہا تھا۔ آخر کتنا لمبا عرصہ ہوا تھا اس نے براق کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا تھا۔

براق نے مصفرہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تو خود بھی پر سکون ہوتا اپنے کام میں دوبارہ مگن ہو گیا۔ مصفرہ بھی منسا کے ساتھ اپنے کمرے میں فریش ہونے چلی گئی تھی۔

مصفرہ کے ہسپتال سے صحیح سلامت آنے کے بعد سب نے اسے آرام سے کمرے میں لٹایا تھا۔ ڈاکٹر کو بلا کر چیک کروایا گیا۔ اور اس کے بعد بیسمنٹ میں جا کر ساری ریکارڈنگ چیک کی تھی۔ وہ ایلفا کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کیا سچ میں اتنا آسان تھا کیا؟؟؟؟

www.novelsclubb.com

"یار تم نے ٹاپنگ خراب کر دی ہے حماس!"

براق نے کسٹرڈ کا بیڑہ غرق ہوتا دیکھا تو گہرے صدمے سے بولا کم چیخا زیادہ۔

"پیٹ میں ہی جانی ہے۔ٹاپنگ والی جائے یا سادہ ہی۔"

حماس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے کہا اور ساتھ ہی کسٹرڈ پر بنائے نقش و نگار کو فخریہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اس نے براق کی جانب دیکھا جو کسٹرڈ کو ناامیدی اور مایوس کن تاثرات سے دیکھ رہا تھا۔حماس نے اپنی سبز آنکھیں گھما کر اپنے بھائی سے نظریں ہٹالی تھیں۔

"یہ دیکھیں سر۔۔۔ایسے کاٹنے ہیں نا؟"

باہس نے اسے سلاد کے لیے کٹا ہوا پیاز دکھایا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"گول کاٹنے کو بولا تھا باہس!!"

وہ ان دونوں سے تنگ آچکا تھا جو زبردستی اس کے ساتھ کچن میں گھسے تھے اور وہ نہ چاہ کر بھی انہیں برداشت کر رہا تھا۔کچن کی حالت قابل رحم تھی۔ براق اپنی طرف سے سارا بکھیڑا ساتھ ساتھ سمیٹ رہا تھا لیکن وہاں دو نمونے ایسے بھی

موجود تھے جو ایک کام بھی ٹھیک سے کرنے کی بجائے، تمام بکھیرہ ڈالنے میں کامیابی سے اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ تنگ آکر انہیں کچن سے نکال چکا تھا بلکہ دھکے مار کر نکال چکا تھا۔

"اب سارا کام ہو گیا تو کریڈٹ لینے کے لیے ہمیں باہر نکال دیا۔ ہنہنہ!"
حماس نے اونچی آواز میں بولا تا کہ کچن تک آواز پہنچ جائے۔ اس کی بات پر بریانی کو دم لگاتے براق نے دانت کچکچائے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے اتنی فضول چیزوں کا کریڈیٹ میں لوں گا؟؟؟"
وہ گھور کر اسے دیکھ کر بولا تھا جواب ڈائننگ پر باہس کے ساتھ منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ حماس نے تیزی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر دیکھیں، پیاز تو کھانا ہی تھا نا۔۔ اب گول کاٹ کر کھائیں یا باریک کاٹ کر۔ کیا فرق پڑتا ہے؟"
باہس آنکھیں مٹکا مٹکا کر اپنی معصومیت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ براق اس کی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ پھر انہیں ٹیبل لگانے کا بول کر مصفرہ اور منسا کو نیچے

www.novelsclubb.com

آنے کے لیے کال کر دی۔ وہ اب خود فریش ہونے کے لیے چلا گیا تھا۔ میز سجانے کے بعد باہس اور حماس بھی شاور لینے چلے گئے۔

کچھ دیر بعد سب ٹیبل پر موجود تھے۔ منسا اور مصفرہ ایک جانب بیٹھی تھیں اور دوسری جانب باہس اور حماس بیٹھے تھے۔ جبکہ درمیانی نشت خالی تھی۔ براق کو ہیڈ کوارٹر سے فون آیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک طرف ہوتا ہوا کال سن رہا تھا۔ سب میز پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ مصفرہ نے اب کی بار سفید رنگ کی کھلی شرٹ پہن رکھی تھی، جس کے نیچے سیاہ کھلے پانچوں والا ٹراؤزر تھا اور گلے میں سٹالر لاپرواہی سے موجود تھا۔ نہانے کے بعد بالوں کو ڈرائے کر کے کھلا ہی چھوڑ رکھا تھا۔ جبکہ منسا نے سادا شلوار قمیض کے ساتھ گلابی رنگ کا حجاب اوڑھ رکھا تھا۔

"یہ سب ہم نے خاص تمہارے لیے بنایا ہے مصفرہ۔"

حماس نے شوخی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔ نہانے کے بعد کافی حد تک وہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر تو یہ تم نے بنایا ہے تو مجھے آج رات بھوکا سونا پڑے گا۔"

ملسا نے حماس کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جواباً حیرت سے منہ کھول گیا۔

"یہ اچھی بات نہیں ہے ملسا کی بچی!"

اس نے دانت کچکچا کر بولا تو وہ اسے زبان دکھا کر مزید چڑا گئی۔ مصفرہ اور باہس نے ان کی بچوں جیسی حرکتوں پر حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھا تھا اور پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔ براق ان سے کچھ فاصلے پر فریش سا کھڑا تھا۔ سفید شرٹ کے ساتھ بلیک سادہ ساٹراؤزر پہن رکھا تھا، ماتھے پر بال، ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ مصفرہ کے ہنستے چہرے کو دیکھتا گیا۔ بات کرتے کرتے وہ بات بھولنے لگا۔ بمشکل اپنی نگاہیں ہٹا کر وہ اپنی بات ختم کرتا کھانے کی میز تک آیا جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ کہہ کر گیا تھا کہ باقی سب شروع کریں لیکن براق کے بغیر کسی نے نوالہ بھی نہیں توڑا تھا۔

"تم لوگوں سے ویسے بھی مجھے یہی امید تھی۔ لیکن دیکھنا مصفرہ، میری بہن ، میرے ہاتھ کا کھانا ضرور کھائے گی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے آنکھیں مٹکا کر ایک امید سے مصفرہ کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔ مصفرہ نے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے اپنے لیے احترام اور محبت نظر آئی۔ لیکن وہ اس وقت اسے چڑانے کے موڈ میں تھی۔

"بالکل نہیں! صحت اپنی جگہ، بھائی چارہ اپنی جگہ۔"

اس کے دوٹوک کہنے پر حماس منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔ باہس نے ہنستے ہوئے اس کا کھلا منہ بند کیا۔

"میرے بھائی تیری کوئی عزت نہیں ہے۔مان لے!! نہ ہی تجھ پر کھانے کے معاملے میں کسی ایک کو اعتبار ہے۔"

باہس کے ہنس کر کہنے پر منسا بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔اس کی ہنسی میں مصفرہ نے بھی ساتھ دیا۔ براق بھی مسکرا کر اپنی نشست سنبھال گیا۔

"اب صحیح بتاؤ، کھانا کس نے بنایا ہے؟"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے کھانے کی ڈشز کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔ دیکھنے میں تو اچھی لگ رہی تھیں اور بریانی کی خوشبو بھی سارے میں پھیلی تھی۔ لیکن اس کی نظر اپنے پسندیدہ چیز پاستہ پر تھی۔

"یار مصفرہ کیسا سوال ہے یہ؟ تمہیں لگتا ہے یہ دونوں نکھٹو کسی کام کے ہیں؟ ظاہر سی بات کے براق بھیا نے بنایا ہو گا۔"

منسا نے جیسے مصفرہ کی عقل پر ماتم کیا تھا۔ باہس اور حماس نے صدمے سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور اپنی بے عزتی پر کلس کر رہ گئے۔ اتنی محنت و مشقت کی تھی انہوں نے۔۔ ہر چیز بگاڑنے میں۔۔۔۔۔

"پھر ٹھیک ہے۔ مسٹر ایجنٹ پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔"

مصفرہ نے حماس اور باہس کو مزید تنگ کرتے ہوئے بولا تھا۔ براق نے اسے دیکھا جو مسکراہٹ دباتی حماس اور باہس کو دیکھ رہی تھی۔ منسا بھی مسلسل ہنس رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"براق سر! میں تو کہتا ہوں کہ مصفرہ کا ایک بار چیک اپ کروالیں۔ کہیں کوئی گردہ ورده نکال ہی نہ لیا ہو۔"

باہس کی آواز میں اب کی بار شرارت تھی۔ مصفرہ نے اسے گھورا تو وہ اسے ناک سکڑ یتا چڑا گیا۔

"ہاں اس نے گردہ تو جادو کے ذریعے نکالنا تھا نا۔ کوئی کٹ وٹ نہیں لگا ہوا۔"

مصفرہ نے اسے گھور کر بولا تھا جو بھوک کے مارے اب سلاد کھانے لگا تھا۔ اس کی بات پر سب ہنس دیے۔

"چلیں پھر شروع کرتے ہیں۔"

براق نے کہتے ہوئے سب کو کھانے کی جانب متوجہ کیا جو ابھی تو گرم تھا لیکن کچھ دیر میں ٹھنڈا ہونے کا ڈر تھا۔ بریانی کا پہلا لقمہ منہ میں جاتے ہی مصفرہ نے براق کی جانب دیکھا جو رائتہ اپنی پلیٹ میں ڈال رہا تھا۔ اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"آرمی نے پہلے باورچی رکھا ہوا تھا آپ کو؟"

اس کے بے تکے سوال پر سب ہنس دیے۔

"نہیں! مجھے کھانا بنانا پسند تھا تو میں نے خود سیکھا۔"

براق کے سادہ سے جواب پر وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ براق اور سیدھا سادا جواب۔؟ کوئی طنز نہیں؟ کوئی بے عزتی نہیں؟

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تو براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا اور مصفرہ کے دل نے یکدم رفتار پکڑی تھی۔ اس ظالم کے ڈمپل اور پھر اس کی وہ قاتلانہ مسکراہٹ۔ وہ تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ نظریں پھیر گئی۔ گالوں پر نہ جانے کیوں ہلکی ہلکی سرخی ابھری تھی۔ وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی خود کو نارمل کرنے لگی۔ منسا کسی بات پر حماس کو تنگ کر رہی تھی اور باہس بھی اسکا ساتھ دے رہا تھا۔ وہ ساتھ ساتھ کھانے کے ساتھ انصاف بھی کر رہے تھے۔

"کیا تم منع ہو سکتے ہو؟"

مصفرہ نے آہستہ آواز میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ اس کی کرسی کے دائیں جانب بیٹھی تھی۔

"کس چیز سے؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیرت سے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالنے سے پہلے بولا۔ مصفرہ نے اسے دیکھا جو معصوم تھا یا شاید بن رہا تھا۔

"مجھے کنفیوز کرنے سے۔"

اس نے ہلکا سا جھنجھلاتے ہوئے بولا اور یونہی اپنی پلیٹ میں چمچ ہلانے لگی۔

"میں تو کچھ بولا بھی نہیں۔"

وہ حیرت سے اپنی صفائی پیش کرنے لگا۔

"دوبارہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے تو تمہارا منہ نوچ لوں گی۔"

وہ اسے ہاتھ میں پکڑا کانٹا دکھاتے ہوئے دبا دبا چلائی، لیکن باقی سب کا لحاظ کرتے ہوئے فوراً کانٹا نیچے بھی کر دیا۔

براق اس کی بات پر مسکرا دیا۔ پھر سے۔۔ وہی خوبصورت مسکراہٹ اور سونے پر سہاگہ، وہی دل نشیں ڈمپل۔ اس کی مسکراہٹ کی چمک اس کی گہری آنکھوں میں بھی جا رہی تھی۔

"اب کیا میں ماسک لگا کر بیٹھ جاؤں؟"

معصومیت سے سوال کیا گیا۔

"میری بلا سے ماسک لگاؤ یا پلاسٹ سرجری کرواؤ۔ بس مجھے دیکھ کر اپنے دانت اندر رکھا کرو۔"

وہ گھور کر بول رہی تھی۔ براق مسلسل مسکرا رہا تھا۔ اس نے گھور کر اپنی توجہ کھانے کی جانب مبذول کر لی اور ساتھ ہی باقی سب کے ساتھ بھی باتوں میں مگن ہو گئی۔ البتہ براق کے چہرے پر مسکراہٹ تو جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا اور پھر وہ سب اٹھ کر بیسمنٹ میں آ گئے۔

میں نے دیکھا تو دیکھا کہ چاند ستارے رہتے ہیں
تری آنکھوں میں تو کہکشاں کے نظارے رہتے ہیں

تری آنکھیں ہیں کہ جنت نظیر کا خوبصورت ٹکڑا
جس میں قدرت کے رنگ و بو اتنے سارے رہتے ہیں

==========

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ سیاہ شرٹ پر سیاہ کورٹ پہنے ہوئے تھا۔فارمل سیاہ پینٹ اور جیل سے سیٹ ہوئے بال۔منہ پر ماسک چڑھائے،آنکھوں میں نیلے رنگ کے لینز چڑھا رکھے تھے۔شرٹ کے اوپری تین بٹن کھلے تھے جس سے اس کی وسیع چھاتی کچھ حد تک منظر عام پر تھی۔کورٹ کے سارے بٹن کھلے تھے۔گلے میں لٹکتا بچھو کا وہ لاکٹ چمک دار تھا۔جب جب روشنی اس پر ٹکراتی تو وہ چمک اٹھتا۔وہ سرد سے تاثرات کے ساتھ سامنے موجود دو لوگوں سے بات کر رہا تھا۔اسے ایک ڈیل کنفرم کرنی تھی۔سامنے موجود دو آدمیوں نے سارے معاملات تہہ کرنے کے بعد ہاتھ بڑھایا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر دونوں سے باری باری ہاتھ ملا گیا۔

یہ بڑی بڑی پارٹیز کے ساتھ ایک ملن پارٹی تھی۔جو اس گناہ میں نئے ہوں،وہ ایک دوسرے سے مل کر اپنے رابطے بڑھا سکیں۔ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے سے زیادہ طاقتور بننا چاہتا تھا لیکن وہ چند سالوں پہلے آیا سکارپیو نامی شخص ان سب کی طاقت جلد ہی چھین چکا تھا اور باقی سب اس کے ماتحت ہونے پر مجبور ہو چکے تھے۔

اس کی سفاکی سے ہر ایک شخص واقف تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ اسے جلد ہی آرگن سمگلنگ کا بادشاہ مانا جانے والا تھا۔ وہ اس برائی، گناہ اور سفاکی کی دنیا میں جلد ہی اپنا ایک مقام حاصل کرنے والا تھا۔ ابھی بھی پورے پاکستان میں جتنی آرگنز کی سمگلنگ ہو رہی تھی وہ اس کے انڈر ہی ہو رہی تھی۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر آرگنز ریڈ مارکٹ تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے سب کو آہستہ آہستہ اپنی شکست قبول کرنی پڑی۔

"آپ سب کو یہاں بلانے کا مقصد میری برائیاں کرنا نہیں ہے بلکہ آپس میں بہتر تعلقات استوار کرنا ہے۔ تاکہ ہم ریڈ مارکٹ میں اپنا ایک مقام بنا سکیں۔ امید ہے بہت جلد میں ریڈ مارکیٹ میں اس ملک کی آرگن سمگلنگ کا بادشاہ بن جاؤں۔ باقی کیا کرنا ہے آپ لوگوں کو، وہ آپ سب بہتر جانتے ہیں۔"

ابر آش اعوان نے مائک ہاتھ میں پکڑے سب کو متوجہ کر دیا تھا۔ وہ جہاں ہوتا تھا، سب کی نظروں کا مرکز ہوتا تھا۔ آج تک کسی نے اس کا چہرہ تو دور کی بات اس کا اصل نام بھی نہیں جانا تھا۔ وہاں موجود لوگ چھوٹے سے چھوٹے عہدوں سے

لے کر بڑے سے بڑے عہدے دار تھے لیکن کوئی بھی آج تک ابر آش اعوان کو جان نہیں پایا تھا۔وہ کیا تھا،اس کی کمزوری کیا تھی،وہ کہاں سے آیا تھا۔۔۔کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔اور انسان جن چیزوں سے واقف نہیں ہوتا،ان سے زیادہ خوف کھاتا ہے۔ ابر آش کی غذا بھی خوف تھی۔

اس کی بات پر سب نے یکجا سر ہلا کر جیسے اپنی ہار کو تسلیم کیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا،جنید ایک جانب سے بھاگتا ہوا سٹیج کی جانب آیا اور ابر آش کی جانب جھک کر کچھ کان میں بولا۔ابر آش نے مائک کو ہاتھ کی مٹھی سے ڈھک لیا۔

"خوشاب کے ہسپتال میں آگ لگ گئی ہے۔سارا جما شدہ مال جل کر راکھ ہو گیا ہے۔ہسپتال کا بہت نقصان ہوا ہے۔"

اس کی بات پر ابراش نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔وہ بھری محفل میں چیخ و پکار کر کے کوئی تماشہ نہیں لگاں اچاہتا تھا۔

اس کی جعلی نیلی آنکھوں میں نفرت اور ذلت کا تاثر ابھرا تھا۔وہ مائک وہیں رکھتا، سب کے درمیان سے نکلتا ہوا ہوٹل کے اندرونی حصے کی جانب بھر گیا۔اپنے

کمرے تک پہنچتے ہوئے اس نے کورٹ اتار کر جنید کے منہ پر تقریباً مارا تھا۔ کف فولڈ کرتا ہوا وہ لفٹ سے نکلا تو جنید نے اپنے لب تر کیے۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہونے، ابر آش نے دروازہ بند کر کے کمرے کی ہر چیز پکڑ کر نیچے پھینکنا شروع کر دی۔ انداز بالکل ٹھنڈا الگ رہا تھا لیکن گردن اور بازوؤں کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں سرخی پھیل گئی تھی۔

"وہ دو سو گردوں کا آرڈر تھا جنید!! اب تک کا سب سے بڑا آرڈر جوان دونکموں کو میں نے دیا تھا۔"

اس نے ایک ایک چیز کمرے میں موجود تمام شیشوں پر دے ماری تھی۔ جنید خاموشی سے کھڑا تھا۔ ابر آش نے کھینچ کر چہرے سے ماسک اتارا تو اس کے عنابی لب منظر عام پر آئے۔ اس کی آنکھیں فلوقت نیلی تھیں، لیکن اس کی آنکھیں 'سائرن' شکل کی تھیں۔ بڑی بڑی لیکن شاطرانہ۔

"کہاں ہیں وہ دونوں!! بلاؤ انہیں!"

اس نے اب کی بار قریباً دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیں سر! ڈھنڈے دماغ سے کام لیں، وہ بہت کام کے بندے ہیں۔انہیں ایک موقع دیں۔"

جنید نے ڈرتے ڈرتے سمجھانا چاہا۔اس کے غصے کے عوض وہ تمیز کے دائرے میں آیا تھا۔

"موقع دوں؟؟"مائے فٹ!"

وہ اسے اپنی سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے چیخا۔

"سر! ہمارے پاس وہ اس علاقے میں سب سے بہترین کوراپ کے لیے ہیں۔ انہیں مارنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہو گا۔"

جنید کی بات پر وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔سچ تو یہی تھا کہ اس علاقے میں جتنے بھی ہسپتال تھے، وہ ان میں سے سب سے قابل ہسپتال تھا اور پھر فریال کا وہ خود کا ہسپتال تھا تو کسی کو کسی قسم کا کوئی شک بھی نہیں ہوتا تھا۔وہ ہر کام آسانی سے کر سکتی تھی۔

"میری طرف سے انہیں ایک ایک وارننگ لیٹر بھیج دو۔اور ہاں پارسل کرتے ہوئے بچھو ڈالنا مت بھولنا۔"

وہ کہتا ہوا واشروم میں گھس گیا۔ارادہ ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر اپنے اعصاب پر سکون کرنے کا تھا۔وہ ایسے ہی غصے میں شدید ردعمل دیتا تھا اور جنید ہمیشہ اسے سنبھالتا تھا۔کچھ اس لیے بھی دونوں میں کافی بے تکلفی تھی۔

"پاک فوج نے اپنا وار کر ہی دیا۔"

جنید واشروم کے بند دروازے کو دیکھ کر بڑبڑایا اور پھر گہری سانس بھر کر پھیلے ہوئے کمرے کو دیکھا۔روم سروس بلا کر جلدی سے کمرے کی صفائی کروائی۔تب تک وہ فریش سا پر سکون ہو کر باہر آیا تو دونوں بیٹھ کر اپنا اگلا وار تیار کرنے لگے۔

سمندر سارے شراب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

گناہ نہ ہوتے ثواب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

کسی کے دل میں کیا چھپا ہے، بس خدا ہی جانتا ہے
دل اگر بے نقاب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

تھی خاموشی فطرت ہماری، جو چند برس بھی نبھ گئی
گر ہمارے منہ میں جواب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

ان کی نظریں نہ جان پائیں اچھائیاں ہماری محسن
ہم جو سچ میں خراب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

==========

www.novelsclubb.com

موسم پھر سے ابر آلود ہو گیا تھا۔ اگست اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا لیکن بارشیں زور و شور پر تھیں۔ آئے دن بادل اور بارش کی جنگ میں بارش جیت جایا کرتی تھی اور بادل بھی ہار مان کر مینہ کے قطروں کو زمین زادوں پر نچھاور کر دیتے تھے.

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایسے میں وہ دونوں منہ بولے بہن بھائی، ہاتھوں میں کافی کے مگ تھامے لاؤنج کی کھڑکی کھولے بارش کو انجوائے کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی سب کھانے کے بعد بیسمنٹ میں گئے تھے۔ کچھ چیزیں ڈسکس کی تھیں۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ 'سکارپیو' نامی شخص جس کی وہ بات کر رہے تھے، وہ وہی ماسک مین تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ماسک مین لیڈر تھا اور فریال اس کا دائیاں بازو اور اکبر بائیاں بازو تھا۔ وہ سب اب ہلین بی پر شفٹ ہو گئے تھے۔ تھکاوٹ کے باعث وہ سب جلدی اپنے کمروں میں کوچ کر گئے لیکن مصفرہ کے کہنے پر حماس اس کے ساتھ کافی پینے بیٹھ گیا تھا۔ وہ ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے۔ کھڑکی کے دائیں جانب کے صوفے پر مصفرہ تھی اور اس کے سامنے والے صوفے پر حماس بیٹھا تھا۔

"ویسے تمہیں کیا لگتا ہے مصفرہ۔۔۔ کہ پینڈا کو غصہ آتا ہو گا؟"

حماس کے بے تکے سے سوال پر مصفرہ نے اسے اچنبے سے دیکھا۔ پھر ہلکا سا گھور کر گویا ہوئی۔

"میں تمہیں نیشنل جیو گرافک کا چینل لگتی ہوں؟"

www.novelsclubb.com

اس کے طنز پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"میں دیکھ رہا تھا تمہاری جنرل نالج کیسی ہے۔"

وہ ہنس کر کہتا ہوا کافی کے گھونٹ بھر گیا۔

"اور یہ فضول کو راپ مار کے تم نے اپنی ناموجود کامن سینس کا ثبوت پیش کیا۔"

وہ بھی آبرو اچکا کر اسے ایک اور طنز کر گئی۔اس کی بات پر حماس دانتوں کی نمائش کر گیا۔

"کامن سینس تو ہر ایک میں ہوتی ہے۔مجھ میں بھی تھوڑی بہت لازماً ہو گی۔"

حماس نے اسے یقین دلاتے لہجے میں بولا تو مصفرہ اپنی مسکراہٹ دبا گئی۔

"You know, common sense is not common in common people.”

اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے مگ لبوں سے لگایا تو حماس منہ وا کیے اسے دیکھنے لگا جو اس کی بے عزتی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم میری بہن نہ ہوتی تو میں تمہیں جواب دے دیتا۔ لیکن ایک بھائی کا ظرف اتنا بڑا ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہن کو جیتنے دے سکتا ہے۔"

حماس نے لمبی لمبی چھوڑنا اپنا فرض سمجھا تھا۔ وہ اس کی بات پر ہنس دی۔ حماس اسے ہنستا دیکھ کر خود بھی ہنس دیا۔ وہ منہ بولی بہن ہی سہی لیکن وہ اسے بہن سمجھتا تھا۔

حماس کا ماننا تھا کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے ناموجودہ تمام رشتوں کو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہتا تھا۔

"ایک پرسنل سوال پوچھوں؟"

اب کی بار حماس کا انداز کچھ سنجیدہ تھا۔ اس کی گہری سبز آنکھوں میں تجسس تھا۔

"پوچھو۔ جھجک کیوں رہے ہو۔"

مصفرہ نے مسکرا کر اجازت دی تھی۔ کافی کے چند آخری گھونٹ باقی تھے۔

"تم نے اپنا گھر کیوں چھوڑا؟ مطلب اکیلے کیوں رہنا پسند کیا؟ اور تمہارے والدین؟"

www.novelsclubb.com

وہ ایک کے بعد ایک مشکل سوال کر رہا تھا۔ مصفرہ کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹ گئی۔ خوف کے سائے اس کے چہرے پر لہرانے لگے۔ ماضی کی اذیتوں نے دماغ کے کسی گہرے حصے میں ڈیرہ جمانا شروع کیا۔ پایاب ہوئے زخم یکدم سے اکھڑنے لگے۔ وہ سر جھکا گئی۔ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر حماس پریشان ہوا۔

"اٹس اوکے ! تمہیں میرے سوالات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ریلیکس !"

وہ کافی کا مگ ٹیبک پر رکھتے ہوئے، صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے اس کی بات پر مصفرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں التجا تھی کہ پلیز یہ نہیں۔ بس یہ نہیں۔ باقی جو بھی پوچھ لو چلے گا۔ وہ آنکھوں ہی میں اسے تسلی دے کر پانی پلا گیا۔ حماس نے کچھ دیر تک اس کا موڈ واپس بحال کر دیا تھا۔ پھر وہ دوا لیتی سونے کے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تو حماس بھی اپنے کمرے کو کوچ کر گیا۔

اک مدت سے اجڑے ہی چلے آتے ہیں
اک لمحے میں کہاں ہم نے سنور جانا ہے

جس طرح رات گئی وہ دن بھی گیا ہاتھوں سے

اسی طرح ہم نے بھی اسی شام گزر جانا ہے

============

صبح کی نماز کے بعد جب سورج نے اپنے پر پھیلائے تو سب صاف آسمان کو دیکھ کر کلس کر رہ گئے۔ بارش کی پیش گوئی تھی لیکن بارش کے آثار تو نظر نہ آتے تھے۔ رات کی بارش سے موسم خوش گوار ہو گیا تھا۔ سب بیسمنٹ میں موجود اپنے دماغوں کے گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ انہوں نے سکارپیو پر گہرا وار کیا تھا لیکن اس کی جانب سے فلوقت خاموشی تھی۔

"ہمیں کچھ ایسا کرنا ہو گا کہ وہ ماسک مین اپنے خول سے باہر نکل آئے۔"

باہس کی بات پر سب نے یکجا سر ہلایا۔

"لیکن اتنے نقصان کے باوجود بھی اگر وہ خاموش بیٹھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب کی بار اس پر کاری وار کرنا ہو گا۔"

منسا کی بات پر سب سوچ میں پڑ گئے۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس نے فریال اور اکبر کو دوسرا موقع دیا ہو؟"

مصفرہ کچھ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔اس کی بات پر براق چونکا تھا۔وہ بھی یہی سوچ رہا تھا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو اس کا مطلب۔۔۔۔"

حماس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر ان سے ایک اور غلطی ہوئی تو وہ اپنے بل سے باہر آ سکتا ہے۔"

باہس نے بات مکمل کی۔اب سب کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"اگر ہم ان سے ہی کوئی غلطی دوبارہ کروا دیں تو؟؟"

سوال حماس کی جانب سے تھا۔جس پر براق نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"نہیں! وہ ماسک مین انہیں ختم کر دے گا یا ہمارے لائق نہیں چھوڑے گا۔"

اس کی بات پر سب متفق ہوئے۔

"تو پھر بلوچستان والی ٹیم سے کچھ مدد لے سکتے ہیں۔"

مصفرہ کے آئیڈیا پر سارے چونکے تھے۔ سب اس بارے میں سوچنے لگے۔ جب براق کے ہاتھ میں کلیو آئے تھے اور ماسک مین کا معلوم ہوا تھا تو انہیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ بہت وسیع کیس ہے۔ اسی لیے سینیر آفیسرز کی جانب سے دو مزید مختلف جگہوں پر ٹیمز بھیجی گئی تھیں۔ ان کی ٹیم بھی پانچ پانچ لوگوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے بھی ایک ایک لیڈر تھا لیکن تینوں ٹیمز کو چلانے والا براق ہی تھا۔ انہیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے براق سے اجازت درکار تھی۔ ابھی بھی وہ اپنے طور پر انفارمیشن ڈھونڈ کر ان تک پہنچاتے آئے تھے۔

"مصفرہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ بلوچستان والی ٹیم سے اگر مدد لیں تو ماسک مین اپنے دوسرے بڑے نقصان پر باہر نکل سکتا ہے۔"

حماس نے متفق ہوتے ہوئے بولا تھا۔ اس کی بات پر سب سوچ میں پڑ گئے۔ پھر تین پلین بنے۔ ایک پلین میں وہ بلوچستان والی ٹیم سے مدد لینے والے تھے۔ دوسرے پلین میں وہ دوسری کراچی والی ٹیم سے مدد لینے والے تھے۔ اور تیسرا

پلین، ماسٹر پلین تھا۔ جہاں کسی بھی چیز کا لحاظ کیے بغیر ایک خطرناک ترین پلین ترتیب دیا گیا تھا۔ جس میں ہر ایک کی جان کی بازی لگنے کا خطرہ تھا۔ لیکن پرواہ کسے تھی؟؟ اس ملک کے فوجی جب فوج میں داخل ہوتے تھے تو وہ راہ حق پر چل کر اپنی قوم کی ہر طرح سے رکھوالی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کئی راتیں جاگ کر سرحدوں پر محافظ بنے وہ ڈٹ کر مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ سچ کہتے ہیں کہ فوجی موت مٹھی میں لیے گھومتے ہیں۔ اسی طرح وہ پانچوں اس ملک کے محافظ بنے، موت کو مٹھی میں رکھے، اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ہی اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کو تیار بیٹھے تھے۔

لیکن شہادت ایسے تھوڑی ملتی ہے؟ وہ تو نصیب والوں کو ملتی ہے اور جسے مل جاتی ہے اسے تا عمر کے لیے امر کر دیا جاتا ہے۔ اور پیچھے بچنے والے شہیدوں کی شہادت پر نہ آنسو بہا سکتے ہیں اور نہ مکمل طور پر خوش ہو سکتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ کسے امر کیا جاتا ہے!!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور دیکھتے ہیں کہ کس کے آنسو رورو کر خشک ہونے والے ہیں۔

کسے کونسا نیا دھوکا ملنے والا ہے!!

اور کون غدار نکلنے والا ہے!!

راز۔۔۔ہر موڑ پر۔۔ہر سفر پر۔۔۔۔!!

==============

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 10

"The betrayal”

دو سے تین دن تک وہ انتظار کرتے رہے تھے کہ کب سکارپیو کی جانب سے کوئی حرکت ہو گی لیکن سب بے سود تھا۔بلوچستان کی ٹیم کی جانب سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ ہوا تھا۔سکارپیو کا بہت بڑا نقصان ہوا لیکن جنید نے اس بار پھر اسے خاموش کروا دیا۔اکبر اور فریال کو زندگی بخش دی گئی تھی۔اور وہ ہسپتال کی حالت درست کروانے میں لگے تھے۔پولیس کیس کروایا گیا لیکن بیسمنٹ میں کیمرے موجود نہ ہونے کی وجہ سے، پولیس کو کوئی بھی سراغ حاصل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے انہیں خالی دامن لوٹنا پڑا۔براق مرزا کوئی کام کرے اور اس میں ہاتھ کی صفائی نہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

"سر اب ہم کب تک یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے ؟"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے کچھ چڑتے ہوئے براق سے سوال کیا تھا۔وہ دو سے تین دن بغیر مقصد کے گزار کر تھک گئی تھی۔ لیکن آنے والے تین دن اسے کس طرح سے تھکانے والے تھے،وہ اس چیز سے انجان تھی۔

"آج کراچی کی ٹیم اپنا کام کردے گی۔اگر تو آج رات تک کوئی ہلچل محسوس نہ ہوئی تو ہم بذات خود اسے کھینچ کر اس کی بل سے باہر نکال پھینکیں گے۔"

براق نے سنجیدہ سے لہجے میں بولا تو سب سر ہلا گئے۔لیکن کراچی کے تیسرے بڑے نقصان کے بعد بھی انہیں کوئی ہلچل محسوس نہ ہوئی تو وہ سب غصے سے لال پیلے ہونے لگے۔اپنے تینوں پلین فیل ہوتا دیکھ کر وہ ماسٹر پلین کی جانب بڑھنے والے تھے۔لیکن سب کے دل گھبرا رہے تھے۔ماسٹر پلین پر شفٹ ہونے کا مطلب تھا کہ انہیں اپنے سر پر کفن باندھ کر کھلے میدان میں بغیر ہتھیاروں کے جنگ لڑنی ہے۔

اس رات وہ پلین پر کام کرنے لگے۔اب کیا کیسے ہونے والا تھا۔سب تہہ کیا گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تم سب کے پاسپورٹ ہیں کیونکہ ضرورت کے تحت ہمیں کہیں بھی جانا پڑ سکتا ہے۔اس لیے سفر کرنے کے لیے بھی تیار رہنا ہے۔"

براق نے سب کی جانب ان کے پاسپورٹ بڑھائے۔سب نے خاموشی سے سر ہلا کر تھام لیے۔

"یاد رہے! کوئی ایک شہید ہو گیا تو اسے ریسکیو کرنے کی بجائے اس کی جگہ پر مشن لڑنا ہے۔ریسکیو بعد میں کیا جائے گا۔"

براق سنجیدگی سے بول رہا تھا۔سب بیسمنٹ میں اس ٹیبل کے ارد گرد اپنی اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔سب کے چہرے سنجیدہ تھے۔سرد سے تاثرات۔جیسے وہ سر پر کفن باندھنے کے لیے تیار ہوں۔وہ اپنی جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہوں۔

"میری دعا ہے کہ جس کے نصیب میں بھی شہادت ہو،اسے قبر کی مٹی نصیب ضرور ہو۔"

براق کی آواز میں اب کی بار درد تھا۔وہ اس اذیت سے واقف تھا جب کسی کو مرنے کے بعد قبر کی مٹی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ایک گمشدہ موت واحد چیز تھی، جس سے براق مرزا ڈرتا تھا۔وہ کم از کم گمنام موت نہیں مرنا چاہتا تھا۔

اس کی بات پر سب نے یک زبان 'آمین' بولا تھا۔

"اب تم سب سے مجھے ایک وعدہ چاہیے۔"

براق نے سنجیدہ سے تاثرات سے باری باری سب کو جانچا۔

سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"اگر ہم میں سے کسی کو کچھ ہو گیا تو آپ نے دوسرے کو دیکھ کر کمزور نہیں پڑنا۔ جذبات کے بہاؤ میں نہیں آنا۔مضبوط بننا ہے اور مشن پر فوکس کرنا ہے۔کیونکہ وہی لمحہ ہو گا جب دشمن ہمیں کمزور محسوس کر کے ہم پر وار کر سکتا ہے۔دشمن کا ایک وار کھا کر اس کے اگلے وار کے لیے سر نہیں جھکانا بلکہ اس کا وار اسی کے منہ پر مارنا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق کے الفاظ میں جذبہ تھا، جوش تھا۔سب نے یک زبان پر جوش لہجے میں انشاء اللہ کہا تھا۔کتنا اذیت ناک تھا کہ ایک دوسرے کی موت پر بھی آنسو نہیں بہا سکتے تھے۔

"کیا آپ لوگ تیار ہو؟"

براق کی آواز اب کی بار کچھ بلند تھی۔سب نے پر جوش انداز میں جواب دیا۔

"یس سر!"

ان کی آواز میں جذبہ تھا۔ملک کے محافظوں کی آواز میں جو ہوا کرتا ہے۔

"کیا سر پر کفن باندھنے کو تیار ہو؟"

اس بار پھر سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

پر جوش سا جواب آیا۔

"کیا اس ملک کے محافظ بننے کے لیے تیار ہو؟"

ایک بار پھر سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یس سر!!"

پھر سے جواب مثبت میں آیا۔

"کیا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کے لیے تیار ہو؟"

اب کی بار پھر سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

جذبات سے بھرپور آواز میں جواب پلٹ کر آیا۔

"کیا دشمن کو نست و نابود کرنے کے لیے تیار ہو؟"

پھر سے سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

www.novelsclubb.com

آواز میں جوش تھا اور عزم تھا۔ملک کی حفاظت کا عزم۔

"کیا اس ملک کی سلامتی کے لیے اپنی قربانی دینے کے لیے تیار ہو؟"

آخری سوال کیا گیا۔لیکن وہ جواب جانتا تھا۔

"یس سر!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب نے یکجا سر ہلا کر پر عزم اور پر جوش لہجے میں جواباً کہا۔

"تو ٹھیک ہے پھر۔ کل سے خون اور ہتھیاروں کی جنگ شروع ہو گی۔ اللہ رب العزت ہمیں کامیاب کریں۔"

اس کی دعا پر سب نے یکجا آمین بولا تھا۔

منزل پر پہنچنے کے بہت سے رستے ہوتے ہیں۔ ایک پر ہیرو چلتا ہے اور دوسرے پر ولن۔ ہر رستے میں ایک راز موجود ہوتا ہے۔ منزل پر پہنچنے کا راز۔ جو اس راز سے پہلے واقف ہو جاتا ہے، وہ پہلے منزل کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس دوڑ میں سب سے لازمی شہ راز ہے۔ جو دوڑ کے راز سے واقف ہو گیا، وہ بازی لے جائے گا۔ یہی ہے "راز نجاد"۔۔۔ دوڑ کا راز۔۔۔۔!!

اپنے قاتل کی ذہانت سے پریشان ہوں میں
روز اک موت نئے طرز کی ایجاد کرے

اتنا حیراں ہو مری بے طلبی کے آگے
وا قفس میں کوئی در خود مرا صیاد کرے

سوچ رکھنا بھی جرائم میں ہے شامل اب تو
وہی معصوم ہے ہر بات پہ جو صاد کرے

==========

شہر خوشاب پر آج جو سورج طلوع ہوا تھا وہ بہت سی امثال کو دیکھنے جا رہا تھا۔نہ صرف شہر خوشاب بلکہ پاکستان کے بہت سے علاقوں میں جو تین دنوں میں منظر سامنے آنے والے تھے وہ ملک کے نوجوانوں کے لیے مثال پیش کرنے والے تھے۔پانچوں اپنے اپنے کمروں سے مکمل تیار،ماتھوں پر کفن باندھے، مٹھی میں جان قید کیے.بیسمنٹ میں جمع ہوئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضروری ہدایات کے بعد پانچوں اپنے اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئے۔ براق کا نشانہ ڈاکٹر فریال تھی۔ اسے اپنے قبضے میں لینا تو براق کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بغیر کسی زور زبردستی کے وہ خود براق کے حوالے ہو سکتی تھی۔

کسی کو پسند کرنا ٹھیک ہے لیکن اندھا اعتبار اسی طرح کے نقصان سامنے لاتا ہے۔

حماس اور مصفرہ ڈاکٹر اکبر کو اٹھانے کا نیک فریضہ سرانجام دینے والے تھے۔

باہس تو پہلے ہی جنگل میں موجود رستوں کو سیل کروانے کے لیے نکل چکا تھا۔ اس نے کل رات وہاں ٹائمر بلاسٹ فٹ کیے تھے جس سے مغرب کا وہ سارا حصہ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ وہ جس بھی مقصد کے لیے استعمال ہو رہا تھا، اب مکمل طور پر ضائع ہو چکا تھا۔ ایک اور وار جو کہ پاک فوج کی جانب سے ابر آتش اعوان پر کیا گیا تھا۔ ابھی اسی رائتے کو سمیٹنے کے لیے باہس جنگل میں جا چکا تھا۔ وہ بہتر طور پر اپنا کام جانتا تھا۔

بیسمنٹ میں واحد منسا تھی۔ جس نے ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر کے غائب ہونے کے تمام ثبوت مٹانے کا فریضہ سرانجام دینا تھا۔ وہ بھی اپنے کام میں ایکسپرٹ

تھی۔ ہسپتال کا سکیوریٹی سسٹم تو وہ پہلے ہی اپنے سسٹم کے ساتھ منسلک کر چکی تھی۔

وہ تینوں دو گاڑیوں میں گھر سے نکلے تھے، جن کے شیشے مکمل سیاہ تھے۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے براق نے مصفرہ اور حماس کو دیکھ کر انگوٹھا اٹھا کر گڈ لک بولا تھا اور ان دونوں نے بھی یہی عمل دہرایا تھا۔

براق کی گاڑی ہسپتال کی فرنٹ سائیڈ پر رکی تھی جبکہ حماس اور مصفرہ کی گاڑی ہسپتال کی بیک سائیڈ پر۔ اب ہسپتال کی حالت کافی حد تک بہتر تھی۔ ڈاکٹر فریال کے پاس تو ویسے بھی بہت پیسہ تھا کہ وہ یہ ہسپتال چھوڑ بھی دیتی تو ایسے کئی ہسپتالوں کی عمارت وہ دنوں میں کھڑی کروا سکتی تھی۔ مصفرہ اور حماس آنکھوں پر چشمے چڑھائے، مزے سے گاڑی میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ انہیں براق کی جانب سے کسی سگنل کا انتظار تھا۔ دوسری جانب براق سنجیدہ سا ہسپتال میں داخل ہوا تھا۔ اس کے شرٹ کے بٹن پر جو کیمرہ لگا تھا، اس سے باقی سب سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ حماس نے بھی اپنے موبائل میں اسے آن کیا۔ وہ اسی کیمرے سے انہیں

www.novelsclubb.com

سگنل دینے والا تھا۔اپنی شرٹ کے کالر میں چھپے سپیکر کو بڑی مہارت سے وہ آن کر چکا تھا۔

"مجھے ڈاکٹر فریال سے ملنا ہے۔"

اس نے کاؤنٹر پر فارمیلٹی کے طور پر بولا تھا۔وہاں موجود لڑکی اسے فوراً پہچان گئی تھی اور مسکرا کر اسے رستہ بتا گئی۔وہ شان بے نیازی سے چلتا ہوا ڈاکٹر فریال کے کیبن کا دروازہ ناک کر گیا۔اندر سے اجازت ملنے پر وہ داخل ہوا تو کیمرے میں سب نے، فریال کا اسے دیکھ کر چونکنا اور پھر کھل کر مسکرانا نوٹ کیا تھا۔

"ارے ڈاکٹر براق۔آپ یہاں!!آئیں آئیں!"

وہ مسکرا کر اپنی کرسی سے کھڑی ہوتی،ہاتھ آگے بڑھا گئی۔براق بھی زبردستی مسکراتا اس کے ہاتھ کو اگنور کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔اس کی حرکت پر مصفرہ، منسا اور حماس تینوں نے قہقہہ لگایا تھا۔فریال شرمندہ سی ہوتی ہوئی ہاتھ نیچے کرتی اپنی کرسی سنبھال گئی۔

"آپ مصروف تو نہیں تھیں؟"

اس نے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔اس کے لہجے پر مصفرہ مسکرادی۔وہ اس کے ساتھ تو ایسے لہجے میں بات نہیں کرتا۔کچھ فخر سا دل میں جمع ہونے لگا۔

"کوئی بھی مصروفیت آپ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔"

فریال نے اپنی نرم سی مسکراہٹ اس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بولا تو مصفرہ کا دل چاہا وہ اس کی مسکراہٹ نوچ لے۔وہ کیوں براق کے سامنے ایسے مسکرا رہی تھی؟؟؟اسے برا لگ رہا تھا۔حماس نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھا تو اس کی حالت پر مسکراہٹ دبا گیا۔وہ بچہ نہیں تھا جو دونوں کے درمیان موجود عجیب طرح کے کنچھاؤ سے واقف نہ ہوتا۔

"مجھے آپ کے ہسپتال کے نقصان کا علم ہوا تو بہت افسوس ہوا۔"

براق نے اس کی بات کو مکمل اگنور کرتے ہوئے سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں بولا تو فریال ابن ڈھیٹ ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے پھر سے مسکرادی۔

"بس جو قدرت کو منظور۔خیر آپ آج کل کدھر ہوتے ہیں؟"

اس نے سرسری سے لہجے میں پوچھا تو وہ کندھے اچکا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لاہور ہوتا ہوں، چند دنوں کے لیے خوشاب آیا تھا تو سوچا پرانے کولیگز وغیرہ سے مل لیا جائے۔"

براق کا لہجہ مکمل طور پر صاف اور شفاف تھا۔ جھوٹ کا تو شبہ تک نہ تھا۔ وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے دودھ میں دھلا ہو۔

"یہ تو بہت اچھا کیا۔ چائے منگواؤں یا کافی؟"

اس نے ٹیبل سے فون اٹھاتے ہوئے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

"کیوں نہ کہیں باہر پی جائے؟ ہسپتال کی فضا سے باہر؟"

براق نے لاپرواہ سے انداز میں دریافت کیا جیسے رائے پوچھ رہا ہو۔ فریال تو مانو کھل ہی گئی۔ وہ پل میں خوش ہوتی فوراً ہی مان گئی اور اس کے ساتھ چلنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ ساتھ چلتے ہوئے ہسپتال سے نکل رہے تھے کہ براق نے پوچھا۔

"آج آپریشن ڈے نہیں تھا؟"

اس کے یکدم سوال پر فریال نے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں لیکن آج زیادہ آپریشن نہیں تھے اور میرے کوور کر ڈاکٹر اکبر بھی چھٹی پر تھے، اس لیے زیادہ مصروف نہیں ہوں۔"

اس نے کہتے ہوئے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو براق بھی سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ دوسری جانب مصفرہ اور حماس نے برا سامنہ بنایا۔ انہیں پلین بی پر شفٹ ہونا ہوگا۔ وہ دونوں گاڑی گھماتے اب منسا کی بھیجی لوکیشن کی جانب جا رہے تھے جو کہ اکبر کے اپارٹمنٹ کی تھی۔ بہترین چیز یہ تھی کہ اکبر اپنے اپارٹمنٹ میں اکیلا رہتا تھا، کبھی کبھار اس کی ماں آکر رہتی تھی لیکن زیادہ تر اس کی والدہ اپنے بڑے بیٹے کی پاس رہتی تھی۔ انفارمیشن کے مطابق وہ اس وقت بھی گھر میں اکیلا موجود تھا۔ فریال نے اپنی بے وقوفی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے گاڑی میں موجود پانی کی بوتل پی لی تھی جس کے عوض وہ دو سے تین منٹ کے اندر اندر ہی نیند کی آغوش میں تھی۔

"گائز اب اگلا کام تم لوگوں کا ہے۔"

براق نے ائیر پیس میں بولا تو مصفرہ اور حماس نے یس سر کہا تھا۔

"اب مزہ آنے والا ہے۔"

مصفرہ نے ہاتھوں پر آدھے دستانے چڑھاتے ہوئے بولا تو گاڑی ڈرائیو کرتا حماس ہنس کر گویا ہوا۔

"پہلی لڑکی دیکھی ہے جسے مار پیٹ کرنے میں مزا آتا ہے۔"

حماس نے اسے دیکھا جو اب جھک کر اپنے شوز کے تسمے صحیح سے باندھ رہی تھی۔ آہستہ آواز میں کہنے لگی۔

"جن لڑکیوں نے بغیر کسی محافظ کے ساری عمر گزاری ہو وہ ایسی ہی ہوتی ہیں حماس مرزا۔"

اس کی آواز میں ایک چبھن تھی۔ ماضی کی چبھن۔ وہ چونکا تھا۔ اب وہ سیدھی ہو کر سیٹ پر بیٹھی تھی اور منسا کی بھیجی لوکیشن دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔

"مصفرہ! چاہے پہلے تمہارا کوئی محافظ نہیں تھا۔اب میں ہوں! براق ہے! باہس ہے! منسا بھی ہے! ہم سب تمہارے محافظ ہیں۔بلکہ ہم سب ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔"

وہ حماس کی بات پر چونک کر اسے دیکھنے لگی جو سنجیدہ نظر آرہا تھا جیسے اس کی کہی بات بری لگی ہو یا اسے مصفرہ کے لیے برا لگ رہا ہو۔وہ مسکرادی۔

"کسی کا محافظ ہونے کا احساس کافی خطرناک ہے لیکن کوئی میرا محافظ ہے۔مجھے سن کا اچھا لگا۔"

وہ سچے دل سے مسکرائی تھی۔حماس بھی اسے مسکراتا دیکھ کر مسکرادیا۔ پھر وہ دونوں سنجیدہ ہوتے اپنے مشن پر فوکسڈ ہوگئے۔کچھ دیر میں وہ اکبر کے گھر کے باہر کھڑے تھے جہاں بڑی سی تختی لگی تھی جس پر اس کا نام لکھا تھا اور ساتھ ڈاکٹر کا لفظ بھی۔مصفرہ اور حماس نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سر ہلا کر آگے بڑھ گئے۔

ایکشن ٹائم!!

بیل بجائی گئی اور جس وقت اکبر باہر آیا۔اس وقت مصفرہ بری طرح سے درد سے کراہ رہی تھی اور اپنا ایک بازو حماس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنا پیٹ تھامے ہوئے تھی۔

"جی آپ کون؟"

اکبر نے دو اجنبی چہرے دیکھ کر حیرت سے پوچھا تھا۔مصفرہ کے چہرے پر درد کے آثار تھے اور حماس مکمل طور پر گھبرایا ہوا پریشان تھا۔

"ڈاکٹر صاحب دیکھیں میری بہن کو کیا ہو گیا۔اسے بہت درد ہو رہا ڈاکٹر صاحب۔ آپ اسے دیکھیں نا۔"

حماس قریباً رو دینے کو تھا۔اکبر کے گھر کے باہر سیکیورٹی کے لیے لگے کیمرے سے براق اور منساان کا مکمل کارنامہ دیکھ رہے تھے۔ایک فخریہ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر تھی۔کیا ایکٹنگ کر رہے تھے۔

"آپ انہیں ہسپتال لے جائیں۔میں کچھ نہیں کر سکتا معذرت۔"

اکبر کہتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا کہ مصفرہ زور سے کراہنے لگی اور ساتھ ہی دو تین آنسو گال پر بھی بہہ نکلے۔وہ شدید تکلیف میں لگ رہی تھی۔

"دیکھیں ڈاکٹر صاحب۔ہم اس شہر میں نئے ہیں۔ہمیں کسی ہسپتال کا نہیں معلوم۔یہاں سے گزر رہے تھے تو آپ کے گھر کے باہر نام پڑھ کے رک گئے ہیں۔براہ مہربانی ہماری مدد کردیں۔"

حماس نے اس کے سامنے فریاد پیش کی تھی۔اکبر تیوری لے کر دونوں کو دیکھنے لگا۔

"آپ ایمبولینس کو فون کرلیں۔میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔"

وہ یہ کہہ کر پھر سے دروازہ بند کرنے لگا تھا تواب کی باران دونوں نے اپنا آخری کارڈ آزمایہ تھا۔حماس نے یکدم اکبر کے پیچھے دیکھتے ہوئے حیرت سے آنکھیں کھولی تھیں۔اکبر اسے اپنے پیچھے کسی چیز کو دیکھ کر پریشان اور خوف زدہ ہوتا دیکھتا،اچنبے سے انہیں دیکھنے لگا کیونکہ اس کے علاوہ تو گھر میں کوئی موجود نہیں،تو وہ کسے دیکھ کر ایسے خوفزدہ ہورہاہے۔اکبر نے حماس کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے گردن گھما

کر اپنی بے وقوفی کا ثبوت پیش کر دیا۔ کیونہ جب وہ پلٹا تو مصفرہ کا مکہ سیدھا اس کی ناک پر گیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس نے اکبر کی ٹانگوں کے درمیان اپنا گھٹنا موڑ کر مارا تھا۔ وہ شدت درد سے زمین پر بیٹھتا چلا گیا اور حماس نے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے ہی اس کے منہ پر کلوروفوم کا کپڑا رکھ دیا۔ اکبر تڑپتا رہا اور پھر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ مصفرہ اور حماس نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور کیمرے کو دیکھ کر انگوٹھا دکھا دیا۔ دوسری جانب منسا اور براق پہلے ہی ہنستے ہوئے فخریہ تاثرات کے ساتھ ان کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔ براق بہت پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔

کچھ دیر بعد دوسرا مہمان بھی گھر میں تشریف لے آیا۔ ان دونوں مہمانوں کو بیسمنٹ کے دوسرے کمروں میں رکھا گیا اور ان کا اہتمام کرتے ہوئے انہیں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ بھی دیا۔

اب ان کے ہوش میں آنے کے بعد ان کی مکمل خاطر تواضع شروع ہونے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

==========

انہیں ہوش میں آئے چند گھنٹے ہو چکے تھے اور ابھی تک انہوں نے کچھ بھی قابل قبول چیز اپنے منہ سے نہیں نکالی تھی۔وہ بضد تھے،خاموش رہنے پر۔فریال کے ساتھ جو دھوکا ہوا تھا وہ تو اسے ہی قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

"یار کچھ بکواس کر دو،میں بور ہو گئی ہوں تم لوگوں کی فضول شکلیں دیکھ دیکھ کے۔"

منسا نے بور ہوتے لہجے میں کہا تو باہس بھی اثبات میں سر ہلا گیا۔وہ دونوں مسلسل چھوٹے چھوٹے ٹارچر دے کر ان سے اگلوانے کی کوشش کر رہے تھے جو کچھ بھی بول نہیں رہے تھے۔

تبھی دروازہ کھلا اور باقی تینوں بھی منظر پر آئے تھے۔سب سے آگے براق اور اس کے دائیں جانب مصفرہ اور بائیں جانب حماس تھا۔

"چھوڑو یہ تم لوگوں کے کرنے والے کام نہیں ہیں۔مصفرہ اس میں ایکسپرٹ ہے۔"

حماس نے فخریہ انداز میں بول کر مصفرہ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو براق مسکرا کر اسے آگے بڑھتا دیکھنے لگا۔اسے اچھا لگتا تھا وہ عام لڑکیوں کی جیسی نہیں ہے۔وہ مضبوط ہے۔جن چیزوں سے لڑکیاں ڈرتی ہیں اور دور رہتی ہیں۔وہ ویسی نہیں ہے۔وہ نڈر اور باہمت ہے۔وہ بس اسے دیکھ کر فخر سے مسکرا دیا۔

کچھ ہی دیر میں اکبر ایک تخت پر لیٹا ہوا تھا،اس کے جسم سے شرٹ غائب تھی۔ ہاتھ پاؤں مضبوطی سے اپنی جگہ پر بندھے تھے۔اور دوسری جانب فریال کے گلے میں ایک پھندا تھا،ایسا ویسا نہیں نیزوں کا پھندا۔جو اسے گردن اوپر رکھنے پر مجبور کیے ہوئے تھے۔وہ ذرا سا سر نیچے کرتی تو اس پھندے پر لگے بڑے بڑے نوکیلے نیزے اس کی گردن میں گھسنے میں دیر نہ لگاتے۔وہ مجبوراً سر اونچا رکھے ہوئے چھت کی سیلنگ کو دیکھ رہی تھی۔اذیت سے آنکھوں میں آنسو جما تھے جو دونوں اطراف سے گالوں پر بہہ نکلے۔اس کے اوپر ایک مشین تھی۔جس میں سے برف سے زیادہ ڈھنڈا پانی قطروں کی صورت اس کے منہ پر اور آنکھوں پر گر رہا تھا۔اکبر کے اوپر لگے موم بتیوں کے فانوس میں سے موم بتیوں کی موم ہر سیکنڈ میں اس کے

جسم کے مختلف حصوں پر گر رہی تھی۔وہ انہیں سرد و گرم موت مارنے والے تھے۔یہ آئیڈیا مصفرہ کے تھے۔جس پر سب نے مل کر عمل کیا تھا۔پھر وہ انہیں اس کمرے میں بلکتا چھوڑ کر خود باہر نکل گئے۔

"ٹھیک دو گھنٹے کے اندر اندر یہ ہمت ہار جائیں گے۔"

مصفرہ نے وقت دیکھتے ہوئے کہا تو سب فاتحانہ انداز سے سر ہلا گئے۔ان جیسے انسانیت کے خلاف کام کرتے درندوں کے لیے یہ سزائیں تو کچھ بھی نہیں تھیں۔ وہ ہزاروں نہیں لاکھوں معصوم لوگوں کی جان سے کھیل چکے تھے۔اکبر پر تو تین سے چار ریپ کیس بھی موجود تھے جو فریال کی وجہ سے دب چکے تھے۔ایسے لوگ صرف دھرتی پر بوجھ تھے۔

کچھ دیر بعد اکبر کی چیخ کی آواز سنائی دی تو وہ سب دوڑتے ہوئے گئے۔چیخ اور بلک تو وہ پہلے بھی رہا تھا لیکن اب کی بار شدت زیادہ تھی۔

اندر کے منظر نے ان کے دل دہلا دیے تھے۔فریال نے اپنی جان دے دی تھی۔وہ سارے لب بھینچے فریال کو دیکھ رہے تھے۔اس نے راز اگلنے سے بہتر موت کو گلے لگانا سمجھا تھا۔

"مجھے افسوس اس کے مرنے کا نہیں ہے۔مجھے افسوس اس چیز کا ہے کہ اسے اتنی آسان موت کیسے نصیب ہو گئی۔"

مصفرہ نے غصے اور بے بسی سے فریال کے گلے سے وہ پھندا نکالتے ہوئے کہا تھا۔

فریال کا چہرہ ڈھلک گیا اور اس کے بال اس کا چہرہ چھپا گئے۔براق سرد تاثرات سے اس کے مردہ وجود کو دیکھنے لگا۔اتنی آسان موت وہ بھی فریال کی؟؟دل بدمزہ ہوا تھا۔

"ایسے لوگوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اتنی آسان موت مر سکیں۔"

باہس نے بھی بے زاری سے کہا تھا۔اس کمرے میں واحد وجود جو فریال کی موت سے خوف زدہ ہوا تھا وہ اکبر تھا۔اکبر نے ہمشہ فریال کے انڈر کام کیا تھا۔وہ نہیں جانتا کہ وہ اس کے بغیر کس طرح سکارپیو کو دیکھ سکے گا۔

"مجھے مار دو! دیکھو مجھے مار دو۔"

اکبر نے سسکتے ہوئے بولا تو سارے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"تمہیں اب ہم آزاد کر دیں گے۔"

براق نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے بولا تو اکبر ہراساں نظروں سے سب کو دیکھنے لگا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ تم لوگ مجھے مار دو۔ میں باہر نکل بھی گیا تو سکار پیو مجھ پر اعتبار نہیں کرے گا۔ وہ مجھے مار دے گا۔"

وہ ہراساں نظروں سے باہس اور حماس کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جو اس کے ہاتھوں سے رسیاں کھول رہے تھے۔

"یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔"

مصفرہ نے پھنکارتے لہجے میں جواباً کہا تو وہ سیدھا اٹھ کر براق کے قدموں میں آ بیٹھا تھا۔

"میں سب کچھ بتاؤں گا۔بس مجھے کسی طرح بچالو۔ نہیں تو وہ سکار پیو مجھے مار دے گا۔ وہ پاگل ہے۔"

اکبر کی آواز میں واضح خوف تھا۔ براق نے اسے اپنے قدموں سے اٹھایا تھا۔

"اگر تو تم ہمیں سب سچ سچ بتاؤ گے تو ہم تمہیں محفوظ جگہ پر پہنچا دیں گے۔تا عمر کے لیے۔"

براق کی بات پر وہ فوراً اس کے ہاتھ تھام کر مان گیا تھا۔

"ہاں ہاں میں سب بتاؤں گا۔بس مجھے اب بچالو۔"

براق نے سب کی جانب دیکھا تھا۔اور پھر اسے لے کر دوسرے کمرے میں آ گئے تھے جو بیسمنٹ کا آخری کمرہ تھا۔وہاں چھ کرسیاں تھیں۔سب باری باری اس پر بیٹھ گئے۔ڈرتے جھجھکتے اکبر بھی بیٹھ گیا۔

"اس کا نام کیا ہے، جس کے انڈر تم لوگ کام کرتے ہو؟"

پہلا سوال براق کی جانب سے تھا۔

"ہمیں اس کا نام آج تک معلوم نہیں ہو سکا۔بس اسے سب سکار پیو کہتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اس کی بات پر سب نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا کہ جیسے یقین کریں یا نہیں۔

"اسے سکارپیو کیوں کہتے ہیں؟"

منسا نے اگلا سوال کیا۔

"اس کا ایک پالتو بچھو ہے اور اس کے علاوہ اس کے ایک بازو پر بچھو ہی کا ٹیٹو بنا ہوا ہے۔اور کبھی کبھی وہ بچھو والی چین بھی گلے میں پہنتا ہے۔"

اکبر نے سب سچ سچ بتا دیا تھا۔وہ ان پر بھروسہ کر رہا تھا۔اور کوئی آپشن تھا بھی نہیں۔باہر جاتا تو ابرآش کے ہاتھوں اس کی موت پکی تھی۔اور یوں وہ آہستہ آہستہ ٹارچر برداشت کر کے بھی صرف خود کو اذیت دے رہا تھا۔کیوں نہ وہ فوج پر بھروسہ کر لے،شاید وہ اس کی جان بخش دیں۔

بچھو کے ذکر پر براق کو کوئی یاد آیا تھا۔لیکن وہ جلد ہی سر جھٹک گیا۔ابھی جذبات کے بہاؤ میں بہنے کا وقت نہیں تھا۔جانے والوں کے پیچھے اداس ہونے کا بھی نہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ دکھتا کیسا ہے؟"

حماس کے سوال پر اکبر اپنی جگہ پر ٹھیک ہوا تھا۔

"میں سب بتاؤں گا۔آج تک اس کا چہرہ کسی نے نہیں دیکھا۔وہ ہمشہ ماسک لگائے ہوئے ہوتا ہے۔اور اس کی موجودگی میں کسی کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔"

سب نے ایک بار اپنے خشک لب تر کیے تھے۔ایسی بھی کونسی دہشت تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا کہ نہ کسی کو نام معلوم ہے اور نا کسی نے چہرہ دیکھا۔اور تم لوگ اندھوں کی طرح اس کی پیروی کر رہے ہو۔"

باہس نے اچنبے سے بولا تو وہ سر ہلا گیا۔

"یہ سچ ہے۔اس کے پاس بہت طاقت ہے اور اس سے بڑھ کر وہ بہت شاطر ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے اس سے بہت سی چیزیں پوچھیں، جس کے جواب وہ سچ سچ دیتا گیا۔فوج کا خوف ہی ایسا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ کہاں ملے گا؟"

مصفرہ کے سوال پر وہ گڑ بڑا گیا۔

"یہ تو ہمیں بھی معلوم نہیں۔ لیکن میں نے فریال سے سنا تھا کہ کبھی وہ کراچی ہوتا ہے، کبھی حیدر آباد اور کبھی لاہور۔ اس کے اڈوں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں۔"

اس کی بات پر سب سر ہلا گئے۔

"اس کے علاوہ کوئی ضروری بات؟"

منسا نے آخری سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"بس یہی سب جانتا تھا۔"

اس کے بعد اسے اسی کمرے میں بند کر کے بیسمنٹ میں موجود اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ وہاں بیٹھ کر ماسٹر پلین میں کچھ تبدیلیاں کی۔ سورج تو کب کا ڈھل چکا تھا۔ اکبر کو کھانا دینے کے بعد خود بھی وہ کھانا کھاتے، پوری رات ماسٹر پلین میں چینج کرتے رہے۔ فریال کی لاش کو وہ پہلے ہی خودکشی کا ثبوت دے کر

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے گھر میں چھوڑ چکے تھے۔ ساتھ ایک جعلی خط بھی تھا جس میں اپنی خودکشی کی وجہ میں اپنے سارے گناہ بیان کیے تھے۔ یہ کام بھی منسا اور حماس کا تھا۔

یوں جنگ کا پہلا دن طلوع ہوا۔ ابھی تو کوئلے گرم ہوئے تھے اور ایک خون بہہ گیا تھا۔ اب دیکھتے ہیں، کوئلوں کے بجھنے تک کون کون سی سانسیں ساکن ہوتی تھیں۔

قربانی کے بغیر تو کوئی بھی جنگ مکمل نہیں تھی۔

بھیگتی آنکھوں کے منظر نہیں دیکھے جاتے
ہم سے اب اتنے سمندر نہیں دیکھے جاتے

زندہ رہنا ہے تو حالات سے ڈرنا کیسا
جنگ لازم ہو تو لشکر نہیں دیکھے جاتے

اس سے ملنا ہے تو پھر سادہ مزاجی سے ملو
آئینے بھیس بدل کر نہیں دیکھے جاتے

www.novelsclubb.com

==========

وہ غصے میں ادھر سے ادھر بھنبنا رہا تھا۔جنید اسے بمشکل قابو کیے کھڑا تھا۔اس کی ہمت تھی کہ وہ سمندر کو کوزے میں بند رکھے ہوئے تھا ورنہ کہاں ممکن ہے بپھری ہوئی موجوں کو کوئی قابو میں کر سکے۔

"اب تک تو وہ بہت کچھ اگل چکے ہوں گے۔"

ابرآش نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بے بسی سے کہا۔اس کی سبز آنکھیں آج قہر برسا رہی تھیں۔

"ماردینا سالوں کو اگر آزاد ہو گئے تو۔"

ابرآش نے کہتے ہوئے سگریٹ جلا کر لبوں میں دبائی تھی۔چہرے پر واضح پریشانی تھی۔

"نقصان پر نقصان ہوتا جا رہا ہے۔جنید پتا تو کرواؤ کہ فوج کے پاس ایسا بھی کونسا فوجی آگیا ہے جس نے ابرآش اعوان کو شکست دینے کی کوشش کی ہے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ پر تجسس بھی تھا اور غضب میں بھی۔ وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ ایسا بھی کون ہے جو اس کی ٹکر کا پیدا ہو گیا۔

شاید وہ بھول بیٹھا تھا کہ برائی کا زور چاہے ہی زیادہ ہو جائے لیکن اچھائی کی آمد ہر حال میں متوقع ہوتی ہے۔ اچھائی کی روشنی جلد یا بدیر برائی کے اندھیرے کو دھو ڈالتی ہے اور وہ وقت قریب نہیں قریب تر تھا۔ لیکن اچھائی کو برائی کے اندھیرے مٹانے کے لیے کئی بار اپنے کئی روشنی بکھیرتے چراغوں کی روشنی گم کرنی پڑتی ہے۔

سامنے پھر مرے اپنے ہیں سو میں جانتا ہوں
جیت بھی جاؤں تو یہ جنگ میں ہارا ہوا ہوں

==========

دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے دن کا سورج بھی ہر جگہ طلوع ہو گیا تھا۔ وہ مکمل تیاری کے ساتھ بیسمنٹ میں کھڑے تھے۔ سب کو ڈیڑھ گھنٹے کا سفر کر کے سرگودھا کے

ائیر پورٹ پر پہنچنا تھا۔وہاں سے مصفرہ اور حماس لاہور کی فلائٹ پکڑنے والے تھے اور دوسری جانب براق اور باہس حیدر آباد جا رہے تھے۔ جبکہ منسا بیک اپ پلین کے لیے ادھر ہی رکنے والی تھی۔

"ہر قدم پر مضبوط رہنا ہے۔باقی اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔"

براق نے کہا تو سب نے آمین کہا اور سر پر کفن باندھ کر اپنے سفر کے لیے گامزن ہو گئے۔کچھ گھنٹوں بعد وہ سب اپنی اپنی منزلوں پر پہنچ چکے تھے۔

حیدر آباد:

براق اور باہس نے جب شہر حیدر آباد میں اپنی آمد کی تھی تو ٹھنڈی ہواؤں سے ان کا استقبال ہوا۔ہلکی ہلکی بارش بھی جاری تھی جو دل کو بھلی معلوم ہو رہی تھی۔وہ ائیر پورٹ سے نکلتے ساتھ ہی اپنی منزل کی جانب بڑھے تھے۔انہیں تین سے چار اڈوں کی مخبری ملی تھی اور ان کا مکمل رخ انہی جانب تھا۔

"سر کیوں نا ایسا کریں کہ آپ ایک اڈے پر چلے جاؤ اور میں دوسرے پر؟"

باہس نے مشورہ پیش کیا تھا۔

"نہیں! ایک ایک کریں گے تو کمزور پڑ جائیں گے۔دو دماغ مل کر حملہ کریں تو جتنے بھی بزدل سامنے ہوں ہم ہرا دیں گے۔میں انہیں گرادوں گا اور تم مجھے سیکیور کرنا اور راستہ صاف کرنا۔"

براق نے ایک گمنام بلڈ نگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔وہ چھپتے چھپاتے پچھلے رستے سے ہی وہاں پہنچے تھے۔چہروں پر ماسک چڑھے تھے۔سر پر کیپ تھی اور آنکھیں بالکل شاطرانہ انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ایک بار سرسری سا جائزہ لیتے ہیں چاروں اطراف سے۔"

براق کے کہنے پر وہ سر ہلا کر دوسری جانب چل دیا۔وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ایک تو ہلکی ہلکی پھوار کی وجہ سے زمین گیلی ہو چکی تھی،اس لیے قدموں کی آہٹ کو چھپانا مشکل ہو رہا تھا۔کچھ دیر میں وہ چاروں اطراف کا جائزہ لے چکے تو پہلی والی جگہ پر واپس آئے۔ارد گرد کافی بلڈنگ اور بھی تھیں لیکن سب ابھی انڈر کنسٹرکشن تھیں۔

"بارش کی پیش گوئی کی وجہ سے سب اندر ہی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔"

باہس نے کہا تو براق پر سوچ انداز میں آسمان کو دیکھنے لگا۔

"ابھی بہت کام باقی ہے۔ کوشش کرو کہ کم سے کم آدمیوں کی نظروں میں آؤ اور جتنے ہو سکے اتنے پروف اکٹھے کرو۔"

براق کی بات پر وہ سر ہلاتا اپنی پستول نکالتا تیار ہو گیا۔ براق اور باہس ایک ساتھ اکٹھے بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ دو تین آدمیوں کی گردن کے نازک حصے پر وار کرتے انہیں وقتی طور پر بے ہوش کرتے وہ خاموشی سے آگے بڑھتے گئے۔ وہ کوشش کر رہے تھے کہ سب کی نظروں سے بچ کر مطلوبہ معلومات حاصل کر لیں لیکن ضرورت کے تحت انہیں کچھ آدمیوں کے گلے بند کرنے پڑے۔

اسی طرح وہ تین سے چار جگہوں پر گئے تھے اور اپنی واردات کی تھی۔ وہ جہاں بھی پہنچتے اسکی لوکیشن منسا کو بھیج دیتے اور منسا بیس سے پچیس منٹ میں اس جگہ کے سیکیورٹی سسٹم کو ہیک کر لیتی تھی۔

یوں ہی انہیں رات ہو گئی تھی۔ کسی بھی اڈے پر انہیں سکارپیو نہیں ملا تھا۔ وہ امید کر رہے تھے کہ سکارپیو اسی علاقے میں کہیں ہو گا لیکن جو تین سے چار آدمی انہوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے اغواہ کیے تھے اور ان پر ٹارچر کیا تھا، انہوں نے یقین دلا دیا تھا کی وہ ان دنوں ادھر موجود نہیں ہے۔اس لیے انہوں نے کراچی جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس سے پہلے ہی مصفرہ کی جانب سے موصول ہوئے پیغام نے سب کو ہلا دیا تھا۔

"Change in master plan.”

اس کے اس میسج پر سب چونکے۔جو جہاں تھا وہیں رک گیا۔

"فریال اور اکبر لیفٹ اور رائٹ ہینڈ نہیں تھے۔وہ صرف لیفٹ ہینڈ تھے۔اس کا رائٹ ہینڈ جنید افضل ہے جو اس وقت سرگودھا میں موجود ہے۔"

اس نے ایک وائیس میسج میں ہانپتے ہوئے سب بتا دیا تھا۔براق نے سب کو نئے احکامات جاری کیے تھے اور فلوقت منسا کو سرگودھا کے لیے بھیجا تھا۔وہ وہاں بیک اپ کے لیے موجود تھی۔منسا بھی فوراً ڈیڑھ گھنٹے کا سفر گھنٹے میں طے کرتی سرگودھا پہنچ گئی تھی۔حماس نے کسی طرح جنید کی لوکیشن ٹریس کروا کر بھیجی تھی۔

"تم لوگ کہاں تک پہنچے ہو؟ کچھ ملا؟"

براق نے میسج لکھ کر کسی دوسرے نمبر پر کال ملائی تھی اور سرگودھا کی دو ٹکٹیں ارجنٹ طور پر بک کروائی تھیں۔اس کے اتنے ذرائع تو تھے کہ وہ یہ کام کر سکیں۔ باہس اور براق ڈھلتے سورج کے ساتھ ائیر پورٹ کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ کراچی کا ارادہ ترک کرتے۔اس بات سے انجان کے آگے جا کر انہیں کونسا منظر ملنے والا تھا۔

=======

لاہور:

مصفرہ اور حماس نے جس وقت شہر لاہور کی سرزمین پر قدم رکھا تو انہیں بہت اپنا اپنا سا محسوس ہوا۔لیکن موسم کے تیور کافی خطرناک لگ رہے تھے۔وہ لوگ پورا دن اپنے کام میں نہایت ہمت اور لگن سے لگے رہے تھے۔جب کسی ایک اڈے پر انہوں نے کچھ آدمیوں کو اغواہ کیا اور مصفرہ نے اپنا سپیشل ٹارچر ان پر کیا تو انہیں بہت کچھ پھوٹنا پڑا۔

"ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ جنید افضل ہی وہ واحد انسان ہے جو سکارپیو کا اصل نام جانتا ہے اور اس کی شکل دیکھ چکا ہے۔ وہ اس کا بہت قریبی آدمی ہے۔ ہمیں بھی سارے حکم وہی دیتا ہے۔"

ان میں سے ایک نے کہا تو حماس نے اسے آزاد کر دیا۔ کیونکہ وہ اپنی موت کا پروانہ تو ویسے بھی سکارپیو کے ہاتھوں لکھوا چکا تھا تو کیوں وہ اپنے ہاتھ گندے کرتے۔

"شٹ! ہم پورے پلین میں سب سے بڑی غلطی کرتے رہے۔ ہمیں لگا تھا کہ فریال اور اکبر لیفٹ اور رائٹ ہینڈ ہیں۔ ایسے کیسے ممکن تھا۔ اففف۔ ایسا ہوتا تو وہ دونوں ایک ساتھ نہ ہوتے۔ ہم کیوں نہ سمجھ پائے۔"

مصفرہ نے بے بسی سے دیوار پر مکے جڑے تھے۔ اس نے اتنی شدت سے مارا کہ اس کے ہاتھوں کے جوڑوں سے فوراً خون بہنے لگا۔ حماس نے فوراً اسے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔ وہ غصے میں بالکل ہی ہوش سے کام لینا چھوڑ دیتی تھی۔

"مصفرہ! براق نے کیا بولا تھا؟؟ جذبات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیں ما۔"

حماس نے اسے کاندھوں سے تھام رکھا تھا اور اسے ہوش دلانے کے کچھ حد تک جھنجھوڑ بھی چکا تھا۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی خود کو کمپوز کرنے لگی۔ پھر انہوں نے سب کو انفارم کیا اور خود اپنے آخری اڈے کی جانب چل پڑے۔

"یہاں نفری زیادہ لگ رہی ہے۔ کیا معلوم وہ سکارپیو ادھر ہی ہو۔"

مصفرہ نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے بولا تو حماس بھی متفق ہوتا سر ہلا گیا۔

"پہلے گراؤنڈ فلور کا سفایا کرتے ہیں۔"

حماس نے کہتے ہوئے پستول لوڈ کی تو مصفرہ بھی اپنے بالوں کی لال لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑس کر بندوق تان گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ پہلے فلور پر موجود آدمیوں کو وقتی نیند سلا چکے تھے۔

"ادھر بیسمنٹ بھی ہے۔"

مصفرہ جب اوپر چڑھنے لگی تو اسے نیچے جاتی سیڑھیاں بھی نظر آئیں۔ حماس نے آخری آدمی کو ٹھکانے لگاتے ہوئے اسے دیکھا۔ ایک غلطی جو وہ کر چکے تھے وہ

www.novelsclubb.com

کیمروں کو نظرانداز تھا۔ کیونکہ منساتو فلو قت سرگودھا میں موجود تھی۔ انہیں خود ہی کچھ کرنا تھا۔ لیکن کیمروں پر ان کی نظر نہیں پڑ سکی تھی۔

"تم اوپر جاؤ، میں بیسمنٹ دیکھتا ہوں۔ خیال رکھنا۔"

حماس کہتا ہوا بیسمنٹ کی سیڑھیاں احتیاط سے اترنے لگا۔ مصفرہ بھی پھونک پھونک کر قدم رکھتی اب اوپر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جس وقت اس نے اوپر کا سارا فلور چھان مارا تھا اور کافی بندوں کو وہ سائیڈ میں لگا چکی تھی، اس نے یکدم کسی احساس کے تحت نظریں اٹھا کر کونے میں دیکھا تھا۔ وہاں کیمرے نسب تھے۔ اس نے فوراً آنکھیں مینچیں۔

"ڈیم اٹ!"

وہ فوراً سے پہلے بیمسمٹ کی جانب بڑھی تھی جہاں سب کچھ سنسان پڑا تھا۔ ایک کمرے سے کسی کی ہنسی کی آواز گونجی تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"تم تو سچ میں میجر براق کے بھائی ہو۔"

وہ جو کوئی بھی تھا،اس کی آواز پر کشش تھی۔کمرے میں گھپ اندھیرا تھا،اس لیے مصفرہ کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔وہ صرف اتنے سے سوراخ سے آندر کی باتیں سن سکتی تھی۔دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔

"میں چاہتا تو یہ گولی تمہارے سینے میں بھی اتار سکتا تھا۔لیکن تمہاری شکل کسی اپنے سے بہت ملتی ہے۔"

وہ پسٹل اس کے جھکے ہوئے چہرے پر پھیر رہا تھا۔مصفرہ کا دل بند ہوا۔

"گولی؟؟؟کیا حماس کو گولی لگی تھی؟؟"

وہ بس سوچ ہی سکی۔

"ماننا پڑے گا ویسے۔تم بھی براق کی طرح کافی ہونہار نکلے۔"

اس بار ابرآش کا ہاتھ حماس کے بالوں میں تھا۔وہ اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کیے بول رہا تھا۔حماس کا چہرہ مکمل خون سے لپٹا تھا۔درد کے آثار اس کے چہرے پر واضح تھے۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتا مصفرہ نے دروازہ کھول کر اندھیرا میں اوپر کی جانب فائر کیا تھا۔ابرآش اس آفت کے لیے تیار نہیں تھا۔وہ

ہڑ بڑا گیا اور مڑ کر دیکھا۔ تبھی حماس نے ہمت کرتے ہوئے نیچے گرے خالی پستول کو اس کے سر کے نازک حصے پر مار دیا۔ وہ چکراتے سر کے ساتھ زمین پر بیٹھتا گیا۔

"مصفرہ!"

حماس پھڑپڑاتے لبوں سے کہتا وہیں زمین پر ملیامیٹ ہو گیا۔ مصفرہ نے آگے بڑھ کر ابر آش کی کنپٹی پر پستول ماری اور اس کے گلے کی نس بھی دبا دی جس سے وہ وقتی طور کے لیے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ اس کے چہرے سے ماسک نوچ کر مصفرہ نے اندھیرے کمرے میں تصویر بنانے کی کوشش کرنی چاہی تو حماس کے کراہنے کی آواز پر وہ سب کچھ چھوڑتی اس کی جانب بڑھی۔ سامنے لگے ٹی وی پر کیمرے کی ریکارڈنگ دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں مزید آدمی آتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کسی طرح حماس کو سہارا دیتی اسے وہاں سے نکال گئی لیکن جانے سے پہلے وہ بے ہوش وجود کے ہاتھ پر سکارپیو کا نشان دیکھ چکی تھی۔

آدمیوں کی تعداد اتنی تھی کہ مصفرہ اکیلی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اور حماس کا بہتا خون بھی اس کا دل ہولا رہا تھا۔ اس لیے اسے بہترین فیصلہ وہاں سے باحفاظت

جانا ہی لگا تھا۔ حماس اسے اپنے نیم بے ہوش وجود میں ایک گھر کا ایڈریس سمجھاتا رہا اور اسی کے موبائل سے مصفرہ نے حماس کے بتائے ڈاکٹر کو کال کر کے حماس کے بتائے ایڈریس پر بلا لیا۔ گاڑی انہیں لاہور پہنچتے ہی مل چکی تھی۔ اسی گاڑی میں وہ اسے اس گھر میں لے آئی جس کا ایڈریس حماس نے سمجھایا تھا۔

ہمت و حوصلے کا ثبوت پیش کرتے وہ اسے لاؤنج تک لے آئی تھی۔ گھر کے ملازمین نے حماس کو پہچانا تو فوراً ساتھ مل کر اسے اس کے کمرے تک پہنچایا۔ ڈاکٹر بھی کچھ دیر میں پہنچ گئی۔ ملازمین کے ساتھ مل کر گرم پانی اور باقی چیزوں کا انتظام کرتی وہ مکمل طور پر اپنی حالت سے بے پرواہ تھی۔ اسے صرف حماس اپنے بھائی کا زخمی وجود نظر آ رہا تھا۔ اس کے پاس مشکل سے کوئی رشتے آئے تھے اور انہیں بھی اس حالت میں دیکھنا اس کے لیے مشکل ترین امر تھا۔

مصفرہ کی خود کی سفید شرٹ ساری خون سے تر تھی۔ پریشان سی وہ حماس کے کمرے کے باہر کے چکر کاٹ رہی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے انہیں باہر انتظار کرنے کا بولا تھا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے جب انہیں اندر آنے کی اجازت دی تو حماس کی خون سے

بھری شرٹ ایک طرف زمین پر موجود تھی اور اس کے کندھے اور بازو کے درمیان پٹی بندھی تھی۔اسے ایک کھلی سی شرٹ پہنائی گئی تھی۔

"ان کے کندھے سے گولی نکال لی ہے لیکن انہیں ابھی بازو یا کندھے کو حرکت دیتے کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔میں چاہتی تھی یہ کچھ دیر دوا کے زیر اثر سو جائیں تاکہ درد میں کچھ ازالہ ہو لیکن یہ مان نہیں رہے تھے، پھر مجھے گولی نکالنے کے لیے انہیں anesthesia دینا پڑا۔"

ڈاکٹر نے حماس کے نیم بے ہوش وجود کو دیکھ کر کہا تو مصفرہ نے پریشانی سے لب کچلے۔وہ اسے نیند میں نہیں چھوڑ سکتی تھی اور نہ ہی ادھر رک سکتی تھی۔

دوسری جانب سے منسا سے مسلسل پانچ گھنٹوں سے رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔اس کی جانب سے آخری میسج چار گھنٹے پہلے کا موصول ہوا ہوا تھا۔

"مجھے لگتا ہے جنید افضل کو ہم نے ڈھونڈ لیا۔"

اس کے بعد سے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"اسے ہوش کب تک آئے گا ڈاکٹر؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ نے بے چینی سے سوال کیا تھا۔

"قریبا گھنٹے کے اندر اندر۔"

ڈاکٹر نے ادوایات لکھتے ہوئے بولا تھا۔وہ ایک آرمی ڈاکٹر تھی جو بہت سے فوج کے خفیہ مشن میں ہونے والی کاروائیوں میں کارآمد ثابت ہوتی تھی۔

مصفرہ اس کا شکریہ ادا کرتی اسے باہر تک چھوڑ آئی۔حماس ابھی بھی گہری نیند میں تھا۔اس نے بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے گروپ میں سب کے میسج دیکھے جہاں سب منسا سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔دل پر پتھر رکھ کر مصفرہ نے براق کو کال کی تھی جو کچھ دیر پہلے ہی سرگودھا میں باہس کے ساتھ لینڈ ہوا تھا۔

"براق!"

مصفرہ نے فون اٹھاتے ہی پریشانی سے اسے پکارا تھا۔وہ ٹھہر گیا۔گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے۔

"کیا ہوا ہے؟"

"حماس کو۔۔۔حماس کو گولی لگی ہے۔"

وہ مضبوط بنتے ہوئے گہرے سانس بھر کر بولی تھی۔

"اگر تو گولی اس کی پیٹھ پر لگی ہے تو اسے وہیں چھوڑ کر سرگودھا پہنچو۔ لیکن اگر اس نے سامنے سے کھائی ہے تو اسے ہمارے گھر لے جاؤ اور ٹریٹمنٹ دے کر آج کی رات کے اندر اندر خوشاب پہنچو۔"

وہ سرد سے تاثرات سے کہہ رہا تھا۔

"گولی سامنے سے اس کے دائیں کندھے پر لگی ہے اور میں اس وقت تمہارے گھر پر ہی موجود ہوں۔ رات دس بجے کی فلائیٹ کروائی ہے، حماس کو جیسے ہی ہوش آتا ہے ہم سرگودھا پہنچ جائیں گے۔"

مصفرہ نے ہر ایک تفصیل سے اسے آگاہ کیا تھا۔ جب تک حماس ہوش میں تھا اسے براق سے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن اب جبکہ جذبات نے اس کے ذہن پر دباؤ ڈالنا شروع کیا تھا تو وہ براق کو کال کر بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے اور کچھ؟"

www.novelsclubb.com

براق نے گاڑی ایک جگہ پر روکتے ہوئے سوال کیا تھا۔ باہس فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اسے رستے بتا رہا تھا۔

"وہ۔۔وہ سکارپیو۔۔۔وہ لاہور میں ہے۔"

اس کی بات پر براق چونکا، پھر باہس کو دیکھا اور پھر متوجہ ہو کر ماتھے پر سلوٹیں ڈالے اس سے سوال کرنے لگا۔

"پھر کیا ہوا؟"

مصفرہ نے ساری بات اسے بتا دی تو براق نے اس کے عقلمندی والے فیصلے کو سچے دل سے سراہا تھا لیکن وہ دشمن کے اتنے پاس ہو کر اسے چھوڑ جانے کے دکھ میں بھی تھے۔ براق نے اسے کافی چیزیں سمجھائی تھیں اور اسے حوصلہ دیتا وہ فون بند کر گیا۔ وہ ملسا کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ناکام تھے۔ اس کا فون بند جا رہا تھا۔ اور اس کا ٹریسر جو سگنل شو کر رہا تھا، براق اور باہس اسی جانب جا رہے تھے۔ کسی انہونی کے ہونے کا خطرہ تلوار کی طرف ان کے سر پر منڈلانے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگا۔ پھر حماس کو گولی لگنا۔ سارے خیالات کو جھٹک کر وہ مکمل سنجیدہ سا مشن پر فوکس کرنے لگا۔

مصفرہ نے فون بند کر کے اپنا حلیہ دیکھا اور گھر میں کام کرتے ملازمین کو بھی۔ ایک عورت جو کچن میں کھڑی حماس کے لیے کچھ بنا رہی تھی وہ اس کی جانب بڑھی تھی۔

"بیٹا آپ کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ حماس میاں کے جاگنے تک آپ بھی نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔"

انہوں نے نہایت محبت اور نرمی سے اسے بولا تھا۔

"ارے نہیں! کھانا نہیں کھاؤں گی۔ بھوک مر گئی میری۔ آپ حماس یا براق میں سے کسی کے کپڑے لا دیں پلیز۔"

مصفرہ نے شرمندہ سے ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"حماس کے بالکل ساتھ والا کمرہ براق میاں کا ہے۔ وہاں آپ اپنی پسند کے کپڑے نکال لیں میں براق میاں کو بتا دوں گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ نے خجل سا ہوتے ہوئے سر ہلا دیا اور براق کے کمرے کی جانب چل دی۔
کچھ دیر بعد وہ اسی کے واشروم میں نہا کر فریش سی نکلی تھی۔ کھلی سی کارگو پینٹ کے ساتھ اس نے سیاہ رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی جو اس کے سائز سے بڑی تھی۔ اسے پینٹ کے اندر گھسائے، بمشکل وہ اس میں پوری آ رہی تھی۔
حماس کو ہوش آتے ہی ہلکا پھلکا کھلا کر دوا دی گئی اور پھر دس بجے شہر لاہور کو خیر آباد کہہ کر وہ واپسی کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس بات سے انجان کی اسی رات کے اندر انہیں دوبارہ یہاں کا سفر کرنا ہو گا۔ حماس دوائیوں کے زیر اثر، سارا رستہ بھی سوتا رہا تھا۔ مصفرہ نے سارا رستہ منسا کی پریشانی میں گزارہ تھا۔ ابھی اس نے حماس کو یہ بات نہیں بتائی تھی ورنہ وہ تو دوا لینے سے بھی انکار کر دیتا اور اپنی زخمی حالت کا اندازہ لگائے بغیر اسے ڈھونڈنے نکل جاتا۔

=========

جیسے ہی وہ سرگودھا کی سرحد پر اترے تھے۔ باہس حماس کی طبیعت کی وجہ سے انہیں لینے آگیا تھا۔ حماس کو باہس کی گاڑی میں بٹھایا اور مصفرہ کو براق کا پتہ دے کر اب تک ہی ساری معلومات دے دی تو مصفرہ بھی پستول میں گولیاں بھرتی اپنا سامان پورا کرتی سر ہلا کر براق کی جانب روانہ ہو گئی۔ جبکہ باہس حماس کو لے کر شہر خوشاب کی جانب روانہ ہو گیا۔

کچھ دیر میں ہی وہ براق کے سامنے کھڑی تھی۔ براق اسے اپنے سامنے پا کر ایک لمحے کو ٹھہر گیا۔ وہ مکمل اعتماد کے ساتھ اس کے سامنے اسی کے کپڑوں میں کھڑی تھی۔ ایک پل کو وہ ہنس دینے کو تھا لیکن حالات جو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کر لی۔

"منسا کی کوئی خبر ملی؟"

مصفرہ نے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھا تھا۔ اسے براق کی گرے آنکھیں یاد آئیں۔ یہ لینز اسے کبھی اتنے برے نہیں لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہر جگہ دیکھ لی ہے جہاں جہاں وہ گئی تھی۔اس کاٹریسر اس مقام سے ملا ہے اور منسا کی کوئی خبر نہیں۔"

براق نے پریشانی سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تو دل بیٹھا جارہا ہے براق۔اسے کچھ ہو گیا تو؟"

مصفرہ نے لب کچلتے ہوئے پریشانی سے بولا تو وہ اس کی ڈھیلی پونی میں قید سرخ بالوں کو دیکھ کر نظر انداز کر گیا۔

"جذبات کے بہاؤ میں مت آؤ۔"

وہ اسے گھور کر وارن کر گیا۔مصفرہ نے سر جھٹک کر خود کو کمپوز کیا۔اس کی اکلوتی دوست کا چھ سے سات گھنٹوں سے کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا اور وہ پریشان بھی نہ ہو۔

براق کو کال آگئی تو وہ ایک طرف ہوتا فون کان سے لگا گیا۔مصفرہ نے سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھا تھا۔وہاں گہرے بادل چھائے تھے۔ادھر بھی بارش برسنے کو تیار تھی۔سیاہ آسمان پر چھائے بادلوں کے ساتھ ساتھ گرج چمک بھی ہو رہی تھی۔

مصفرہ نے کندھے پر پہنے بیگ میں سے دو ٹارچ نکالی تھیں اور براق کے کال بند کرنے پر اس کی جانب بڑھا دی۔ وہ شکریہ ادا کرتا اسے پکڑ گیا۔

"کلیو ملا ہے۔ سر گودھا کا انڈر کنسٹرکشن ایریا۔"

براق کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تو مصفرہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے پیچھے چل دی۔

جس وقت وہ مطلوبہ جگہ پر چھان بین کے لیے پہنچے تھے، اس وقت بارش کے قطرے ابرِ رحمت بن کر زمین کو تر کر رہے تھے۔ وہ ایک کھنڈر سا علاقہ تھا جہاں کوئی سوسائٹی زیرِ تعمیر تھی۔

"تم دائیں جانب دیکھو میں بائیں جانب دیکھتا ہوں۔"

براق کہہ کر بائیں جانب بڑھنے لگا تو ایک پل کو رکا۔ برستی بارش میں مڑ کر مصفرہ کو دیکھا جو دائیں جانب مڑ گئی تھی۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسے پکار بیٹھا۔

"مصفرہ!"

اپنے نام کی پکار پر مصفرہ کے قدموں کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکن بھی رکی تھی۔

وہ سانس روکے پلٹی اور آنکھیں چھوٹی کیے، ٹارچ کی روشنی اس پر گرائے سوالیہ

www.novelsclubb.com

ابر واچکا گئی۔ سانسیں ابھی بھی مدہم تھیں۔ وہ اس پر کتنا اثر رکھتا تھا۔ کوئی بھی اس کی آواز میں اسے پکار کر اسیر کر سکتا تھا۔

"ہاں!"

بمشکل اس کے لبوں سے الفاظ ادا ہوئے تو براق نے بھیگی پلکوں کی اوٹ میں اسے دیکھا۔

"خیال رکھنا۔"

وہ کہہ کر فوراً پلٹ گیا۔ مصفرہ سست ہوتے دل کی رفتار پر قابو پاتے ہوئے دائیں جانب پلٹ گئی۔ وہ دونوں مسلسل ہوتی بارش کی وجہ سے بھیج چکے تھے۔

"براق تمہیں دائیں جانب آنا چاہیے۔"

کچھ دیر بعد مصفرہ کو کچھ غیر معمولی چیزیں نظر آئیں تو اسے ادھر ہی بلا لیا۔ وہ ایک انڈر کنسٹرکشن بلڈنگ تھی یا کوئی مال تھا۔ اس کے نچلے پورشن پر کچھ لوگ بے جان پڑے تھے اور اس کے اوپر چڑھتے ہوئے مصفرہ کو غیر معمولی خاموشی محسوس ہوئی۔ سات سے آٹھ منزلیں تہہ کر کے وہ جس وقت بلڈنگ کی چھت پر پہنچی تو

www.novelsclubb.com

اسے سامنے اندھیرے میں زمین پر کسی کی موجودگی محسوس ہوئی۔اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ٹارچ کی روشنی جب بارش میں بھیگتے اس بے جان وجود پر ڈالی تو اس کے پاؤں ساتھ دینے سے انکاری ہو گئے۔

"منسا!!!!"

ایک زوردار پکار کے بعد وہ اس کی جانب بڑھی تھی لیکن اس کی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ اس کا چہرہ قریب سے دیکھے۔وہ اسے پہچان گئی تھی لیکن وہ اسے اس حالت میں قبول نہیں کر پا رہی تھی۔براق کو وہ پہلے ہی بلا چکی تھی۔اس کی بلند آواز پر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اس تک پہنچا تو اسے ایک وجود کے پاس ششدر سا کھڑا دیکھ کر خود بھی تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھا۔زمین پر بے جان وجود پر مصفرہ کی ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور ہر سمت بارش کے پانی کے ساتھ خون بہہ کر چھت پر موجود پانی میں مل گیا تھا۔

براق کی جیسے ہی منسا کے وجود پر نظر پڑی وہ نظروں کے ساتھ ساتھ اپنا خود کا رخ بھی پھیر گیا تھا۔شدت غم سے آنکھیں بند ہوئی تھیں۔وہ یہ نہیں چاہتا

تھا۔ مصفرہ نے اسکی حرکت دیکھی تو ہوش میں آئی۔آگے بڑھ کر منسا کے چہرے پر بکھرے بال سمیٹ کر اس کے حجاب کے اندر کیے تھے اور پھر ایک ہچکی نکلی تھی۔وہ وہیں زمین ہر بیٹھتی چلی گئی۔

منسا کی آنکھیں ورطہ حیرت میں کھلی کی کھلی رہ گئی ہوئی تھیں اور اس کی گردن کو تیز دھار سے کاٹا گیا تھا جس وجہ سے اس کا سر پیچھے کو ڈھلکا ہوا تھا۔اس کا حجاب ڈھیلا تھا جس کی وجہ سے اس کے آگے کے چھوٹے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اور بارش کے عوض چپک گئے تھے۔ براق نے اسی وجہ سے اپنا چہرہ پھیرا تھا۔

کتنا اذیت ناک تھا، جس منسا نے اپنی پوری زندگی میں حجاب اوڑھا ہو، اس کی موت پر اس کا سراپہ حسن منظر عام پر ہوں۔مصفرہ نے آنکھوں میں آنسو لیے اس کے چہرے پر چپکے بال سمیٹے تو براق نے نظریں گھما کر اسے دیکھا جو ششدر سی اپنی اکلوتی دوست کے بے جان وجود پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو

==========

کچھ گھنٹے پہلے !

منسا نے جس وقت سب کو انفارم کیا تھا کہ جنید کو وہ دیکھ چکی ہے، اس وقت جنید اپنے آخری اڈے پر موجود تھا۔ اس نے وہاں سے اس کا پیچھا کرنا شروع کیا تھا اور اس کھنڈر علاقے تک آ پہنچی تھی۔ وہ لڑائی جھگڑے میں اپنا موبائل کھو چکی تھی۔ اس لیے انفارم نہ کر پائی کسی کو۔ اسے کھنڈر علاقے کی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ کچھ تذبذب کا شکار ہوئی لیکن خاموشی سے اس کا پیچھا کرتی رہی۔ جب وہ اس ویران انڈر کنسٹرکشن سوسائیٹی میں داخل ہوا تو اس نے جنید کو ایک مال نما تعمیر ہوتی بلڈنگ میں جاتے دیکھا۔ اس نے خاموشی سے اس کا پیچھا کیا۔ اندر داخل ہوئی تو چند آدمی موجود تھے۔ ان کو اس نے خاموشی سے ٹھکانے لگایا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی جنید کا پیچھا کرتی رہی۔ اسے لگا تھا وہ اتنے سنسان علاقے میں شاید سکارپیو سے ملنے آیا ہو۔ وہ سکارپیو کو دیکھ لے گی، اسی امید پر وہ جنید کے پیچھے چالاکی اور سمجھداری سے قدم اٹھاتی رہی لیکن منسا نہیں جانتی تھی کہ جنید اسے کب کا دیکھ چکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔وہ اسے جان بوجھ کر ویرانے میں لایا ہے تاکہ خاموشی سے اسے راستے سے ہٹا سکے۔وہ خود ہی اس کی چال میں پھنس گئی تھی۔

جب اس نے چھت پر قدم رکھا تو وہ ویران تھی۔منسا نے بندوق نیچے کرتے ہوئے حیرت سے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔کسی کو نا پا کر وہ اچنبے سے مڑنے ہی لگی تھی کہ سامنے ہی طنزیہ مسکراہٹ سے جنید اسے دیکھتا ہوا آگے بڑھا۔اور اس سے پہلے کہ منسا کو کچھ سمجھ میں آتا وہ اس کو گھما کر اس کی گردن کو تیز دھار چاقو سے کاٹ چکا تھا جس سے سیدھا منسا کی شہ رگ پر وار ہوا اور وہ موقع واردات پر ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔

اس کے بعد جنید کا ارادہ اس کے گردے اور دوسرے اجزا نکالنے کا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ منسا کے بے جان وجود تک پہنچتا،اسے لاہور سے فون آیا تھا۔

"سر ادھر ہمارے سارے اڈوں پر کسی نے بڑی خاموشی سے وار کیا ہے۔وہ سکار پیو تک بھی پہنچ گئے ہیں اور سارا اڈہ بے ہوش آدمیوں سے بھرا پڑا ہے۔"

اس کی بات سنتا جنید حیرت کی زیادتی سے پریشان ہو گیا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ کوئی سکارپیو تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

"میری بات سنو! اپنے سو۔۔۔دو سو۔۔۔جتنے بھی بندے ہیں وہ سارے آخری اڈے پر پہنچا دو! سکارپیو کو ہر صورت صحیح سلامت وہاں سے نکالو!! نہیں تو میں تم سب کو ختم کر دوں گا!!"

جنید قریباً دھاڑتا ہوا بولا اور بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں اترتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ منسا کو وہ مکمل طور پر فراموش کر چکا تھا۔

سچ تو یہ تھا کہ منسا کی گردن پر جس وقت چاقو چلا تھا، عین اسی وقت حماس کے کندھے پر گولی لگی تھی۔

لاہور اور سرگودھا میں ایک چیز مشترک ہوئی تھی اور وہ ان دونوں کے ہجر کا آغاز تھا۔

منسانے شہادت کو گلے لگا لیا تھا اور اسے امر کر دیا گیا تھا۔فوج اپنا ایک ہیرا قربان کر چکی تھیں۔وہ پانچ مسافر اپنا پہلا چراغ کھو چکے تھے۔اس چراغ کی روشنی گل تو ہو گئی تھی لیکن وہ اپنی زندگی کا قرض چکا گئی تھی۔

منسا اب نہیں رہی تھی۔

مصفرہ کی واحد دوست۔۔۔

براق کی چھوٹی بہن۔۔۔۔

باہس کی اچھی پارٹنر۔۔۔۔

اور حماس؟؟؟

حماس کی یک طرفہ

کونپل کی طرح کھلتی محبت!!

==============

وہ سب رات کے تین بجے لاہور کے ائیر پورٹ پر لینڈ ہوئے تھے۔اپنے ذرائع کے زریعے وہ ں سا کی باڈی کو لا چکے تھے۔فجر کی نماز کے بعد اندھیرے ہی میں

اس کی نماز جنازہ رکھی گئی تھی۔ باہس کو پہلے سے سب بتا چکے تھے۔ حماس کو بھی کسی طرح بتانا پڑا لیکن حماس خاموش رہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ اپنی تکلیف کے زیر اثر اسے پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اور اب اتنا بڑا دھماکہ اس کے دماغ پر اثر چھوڑ گیا۔

اسے جب علم ہوا کہ وہ منسا کو کھو چکا ہے تو تب اسے صحیح معنوں میں محسوس ہوا کہ دل کا قتل ہو جانا کسے کہتے ہیں۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ مزید زندگی جینے کی چاہ نہیں رکھتا۔ اس کا صحت یاب ہوتا دل اب کی بار جو بیمار ہو گا تو پھر لاعلاج ہو جائے گا۔ اور اب حماس مرزا لاعلاج تھا۔

منسا کے لیے جو جذبات اس کے دل میں کلی بن کر پھوٹ رہے تھے، اس کلی کو کسی نے جڑ سے پکڑ کر نوچ ڈالا تھا۔ وہ تو ابھی ٹھیک سے محبت کے جذبے سے لطف اندوز بھی نہیں ہو سکا تھا کہ اسے اپنی یک طرفہ محبت سے ہاتھ دھونے پڑے۔

وہ جھکے سروں کے ساتھ منسا کی قبر پر بیٹھے فاتحہ پڑ رہے تھے۔ برستی بارش کے بعد اب نئی صبح کچھ حد تک کھلی تھی لیکن ان کے دل تو کب کے مرجھا چکے تھے۔ منسا

کی والدہ آنسو بہاتی قبرستان کے باہر مصفرہ کے ساتھ کھڑی تھی۔ مصفرہ خود کو مضبوط بناتے ہوئے انہیں حوصلہ دے رہی تھی۔

"آنٹی آپ حوصلہ کریں۔ آپ کو معلوم ہے ناشہید کا کیا رتبہ ہوتا ہے؟"

مصفرہ انہیں اپنے ساتھ لگائے نم آنکھوں سے بول رہی تھی۔

"وہ ہمارے مشن کے دوارن شہید ہوئی ہے۔ اس نے اس ملک کے لیے جان دی ہے۔ اس ملک کے دشمنوں کے ہاتھوں موت کو گلے لگایا ہے۔ آپ کو اپنی بیٹی پر فخر ہونا چاہیے۔"

وہ انہیں گلے لگائے خود بھی آخر پر رو دی تھی۔ کتنا بھی حوصلہ دیتیں، آخر اتنی جوان موت پر ماں کا کلیجہ تو پھٹنے کو آ ہی جاتا ہے۔

"مصفرہ مجھ سے وعدہ کرو کہ میری بیٹی کا خون ضائع نہیں ہونے دو گے۔ ان دشمنوں کو ختم کرو گے۔"

منسا کی والدہ نے اپنے بوڑھے ہاتھوں کو مصفرہ کے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا تو مصفرہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی سر بلند کیے خود کو مضبوط ظاہر کرتی کہنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"آنٹی۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی اکلوتی دوست کے خون کے ایک ایک خطرے کو جائز ثابت کروں گی۔"

مصفرہ کی حوصلہ دیتی آواز پر وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر گلے لگا گئیں۔ مصفرہ نے ان کے ممتا بھرے لمس پر گہرا سانس بھرا تھا۔ وہ ایسے لمس کی عادی نہیں تھی۔

میرے چارہ گر کو نوید ہو
صنف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر
وہ حساب آج چکا دیا!!

=============

پھر وہ چاروں ڈھلکے کاندھوں کے ساتھ جب شہر خوشاب میں واپس لوٹے تھے تو مسلسل سفر اور اتنے بڑے نقصان کے بعد خاموشی سے بیمسمنٹ میں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔ حماس کو تو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔ باہس بھی سب کی

حالت دیکھتا خاموش تھا۔ دکھ تو اسے بھی بہت تھا۔ ٹریننگ کے وہ سارے پل یاد آرہے تھے جو تینوں نے مل کر کی تھی۔ اسے بھی جھٹکا لگا تھا۔ لیکن اب جانے والے کو کوئی کب روک سکا ہے۔

تبھی براق اندر داخل ہوا تو سب چوکنا ہو گئے۔

"منسا کی شہادت، ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ سب دکھی ہیں لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں دشمن ہمیں کمزور سمجھ کر ہم پر وار کرے گا۔ ہم نے خود کو کمزور نہیں پڑنے دینا۔"

براق کے الفاظ پر سب کچھ حد تک سیدھے ہوئے تھے۔

"اتنے نقصان کے بعد وہ سکارپیو اب چپ نہیں بیٹھے گا۔ اس لیے ہمیں چوکنا رہنا ہو گا۔"

وہ ابھی مزید بول رہا تھا کہ اس کے فون پر مسلسل کال آنے لگی۔ اس نے سکرین پر دیکھا تو انجان نمبر تھا۔

"حماس! آنے والی کال کی لوکیشن ٹریس کرو فورا۔ یہ دشمن کی جانب سے بھی ہو سکتی ہے۔"

براق کے کہنے پر وہ بائیں ہاتھ سے لیپ ٹاپ آن کرتا سسٹم کھول گیا۔ اسکے دائیں کندھے اور بازو پر پٹی بندھی تھی جس سے وہ اس بازو کو زیادہ حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ براق نے کال اٹھا کر سپیکر پر لگائی۔

"سلام مرزا غالب!"

تین الفاظ تھے، لیکن براق کو لگا اس پر پورا کا پورا آسمان گر گیا ہو۔ وہ ہزاروں تو کیا کروڑوں میں بھی یہ آواز پہچان سکتا تھا اور یہ الفاظ۔۔اس نام سے اسے صرف ایک شخص پکارا کرتا تھا۔ لیکن وہ ایک شخص تو دنیا میں ہی موجود نہیں تھا، پھر..؟

"جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے پیچھے کوئی 'میجر براق مرزا' پڑا ہے تو مجھے اندازہ نہیں ہو سکا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا حقیقت۔ لیکن کل تمہارے بھائی کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی مجھے ختم کرنے کی کوششوں میں ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس شخص کے الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ۔ براق کو ٹیبل کا سہارا لے کر کرسی پر بیٹھنا پڑا۔

"میں چاہتا تو کل تمہارے بھائی کے سینے میں وہ گولی اتارتا۔ لیکن مجھے یاد تھا تو کیسے اپنے چھوٹے بھائی پر جان نچھاور کیا کرتا تھا، تو مجھے بس معقول نہیں لگا، تجھ سے تیرا واحد رشتہ چھیننا۔"

باقی سب حیرت سے کبھی براق کے ہاتھ میں تھامے موبائل کو دیکھ رہے تھے تو کبھی براق کو جو ششدر تاثرات کے ساتھ کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا تھا۔ مصفرہ ورطہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہی حال باہس کا تھا جبکہ حماس سرد تاثرات سے لیپ ٹاپ پر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں چلا رہا تھا۔

"میرا پیچھا چھوڑ دو مرزا غالب! ورنہ تمہاری کمزور تو میں جانتا ہوں اور تم بھی اچھے سے جانتے ہو میری کوئی کمزوری نہیں۔ شکست تمہاری ہو گی۔۔۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔۔"

یہ کہہ کر وہ کھٹاک سے فون رکھ چکا تھا۔ براق کو سانس لینا دشوار لگا۔ اسے لگا شاید اس کی آنکھوں میں نمی جما ہوئی ہے۔ دوستی میں مات کھانا کسے کہتے ہیں اسے اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ گہرے سانس بھرتا وہاں سے اٹھ کر تیز قدموں سے باہر چلا گیا۔

قریب اتنا تھا کہ مکمل جانتا تھا مجھے
یہ بھی جانتا تھا کہ کہاں پر وار کرنا ہے!

مصفرہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تو حماس نے روک دیا۔

"ابھی مت جاؤ۔ وہ denial کی فیز میں ہے۔ اسے خود نکلنے دو۔"

مصفرہ اس کی بات پر اچنبے سے اسے دیکھنے لگی۔ باہس بھی پر تجسس انداز میں دونوں کے چہرے دیکھ رہا تھا۔

"کچھ بتاؤ حماس!!"

"ہم جس شخص کا پیچھا کر رہے ہیں وہ ابر آش اعوان ہے۔ بھائی کا واحد دوست۔ جو کئی سال پہلے ایک کیس کے دوران لا پتہ ہو گیا اور سال بھر نہ ملنے کے بعد اسے مردہ قرار دے دیا گیا۔"

حماس کا لہجہ سنجیدہ سا تھا۔ وہ اپنے بھائی کے اس واحد دوست کو جانتا تھا۔ لیکن اس نے اسے دیکھا نہیں تھا۔ ایک تو یہ فوجی لوگ زیادہ تصاویر نہیں کھینچتے اور دوسرا حماس چھوٹا تھا اور پڑھنے کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ وہ زبانی کلامی براق سے کئی بار اس کا ذکر سن چکا تھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔"

باہس نے کنفیوز سے انداز میں آگے جھک کر بولا۔ جبکہ مصفرہ منہ کھولے سب ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مطلب سکار پیو ہی براق سر کا دوست ہے؟"

باہس کی بات پر اندر داخل ہوتا براق رکا تھا۔ اس نے اپنے جبڑے بھینچے۔

"دوست ہے نہیں!! دوست 'تھا'"

اس کے سخت لہجے پر باھس نے اپنے لب تر کیے۔وہ چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر واپس آیا تھا۔

"لوکیشن ٹریس ہوئی؟"

براق نے اگلا سوال حماس سے کیا تھا۔

"کراچی میں ہے وہ اس وقت۔ ایجنٹ رہ چکا لیکن اتنا نہیں معلوم کہ اتنی آسانی سے لوکیشن ٹریس ہو جاتی ہے۔"

حماس نے سرد اور بے زار سے تاثرات سے بولا تھا۔یہ کام منسا کا تھا جواب وہ کر رہا تھا۔منسا کی ہر پل یاد آرہی تھی۔

"راتوں رات لاہور سے کراچی چلا گیا۔"

مصفرہ نے بڑبڑایا تو براق نے سب کو متوجہ کیا اور پھر ایک پلین ترتیب دیا گیا۔

"یہ کافی خطرناک ہو سکتا ہے۔آپ اکیلے کیسے۔"

باھس نے فکرمندی سے کہا تھا۔وہ مزید اپنا کوئی ٹیم میمبر نہیں کھونا چاہتے تھے۔ تین راتوں سے وہ سوئے بھی نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"بھروسہ رکھو تم سب۔ جیسا کہا ہے بس ویسا کرو۔ حماس فلائیٹ بک کرواؤ۔ میں پندرہ منٹ تک نکل رہا ہوں۔ باقی سب ویسا ہی کریں گے جیسا کہا گیا ہے۔"

سب نے اس کے احکامات پر سر ہلا دیے۔

"Musfirah you are in the lead after me.”

براق نے آخری حکم اسے سنایا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ پھر وہ تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ قریباً پندرہ منٹ بعد جب وہ کمرے سے نکلا تو مصفرہ لاؤنج میں پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی۔ وہ سب کو آخری احکامات سنا کر گاڑی کی جانب بڑھ گیا تو حماس اور باہس بیسمنٹ کی جانب بڑھ گئے جبکہ مصفرہ وہیں دروازے میں کھڑی رہی۔ اس نے مڑ کر مصفرہ کو دیکھا۔ وہ بالکل دہلیز پر کھڑی تھی۔ اس سے چند قدموں کے فاصلے پر۔ اس کی بھوری آنکھوں میں اپنے لیے جھلکتی فکر دیکھ کر وہ بے بسی سے مسکرا دیا۔

"مجھے کمزور نہ کرو مصفرہ۔"

اس نے آہستہ سی آواز میں اسے کہا۔ لیکن آواز اتنی تھی کہ اس تک پہنچ سکے۔

"میں تمہیں روک نہیں رہی۔"

مصفرہ کی آنکھوں میں یکدم نمی اتری تھی۔اس کا دل گھبرا رہا تھا۔وہ اتنے بڑے نقصان کے بعد اپنے کسی رشتے کا مزید نقصان نہیں کرواسکتی تھی۔

"لیکن تم جانے کی اجازت بھی تو نہیں دے رہی نا۔"

براق نے بے بس ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو پریشانی کے عوض اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔منظر یوں تھا کہ براق گاڑی کے دروازے کے پاس کھڑا تھا اور مصفرہ دہلیز پر۔چند قدم دور۔ایک بازو کے فاصلے پر۔

"تمہیں کب سے میری اجازت درکار ہونے لگی۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی اپنی نمی چھپانے لگی۔

"میری طرف دیکھو!"

وہ اس کے ادھر ادھر دیکھنے پر گویا ہوا تو مصفرہ نے اپنی نمی چھپاتے ہوئے گہرا سانس اندر کھینچا اور نگاہیں اٹھا کر اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔وہ مسکرا دیا۔

"تم لوٹ کر آؤ گے مجھے یقین ہے۔"

وہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی۔

"اور اگر میں لوٹ کر نہ آیا تو؟"

براق سچ میں جاننا چاہتا تھا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

گلے میں ابھرتے کانٹوں کو دباتے ہوئے بول رہی تھی۔منسا کی موت نے اسے اندر سے کمزور کر دیا تھا۔

"کب تک؟"

وہ جیسے جاننا چاہ رہا تھا۔وہ سننا چاہ رہا تھا۔وہ امید باندھنا چاہ رہا تھا۔

"ازل سے ابد تک۔"

اس نے بغیر کسی لگی لپٹی کے دل کے الفاظ کو عملی جامہ پہنا کر اس کے سامنے پیش کر دیا۔

"کس رشتے کی بنیاد پر؟"

www.novelsclubb.com

وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ محبت کی بنیاد پر۔ لیکن وہ کہہ نہ پائی۔ وہ اسے کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ابھی نہیں۔ وہ اس کی طاقت بنے گی۔ کمزوری نہیں۔ وہ مسکرا دی۔ سر ہلا کر قدم پیچھے کر لیے۔ اسے خدا حافظ کہتی بغیر جواب دیے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ گاڑی چلنے کی آواز پر دروازے کے پیچھے کمر ٹکائے جو کھڑی تھی، وہ بیٹھتی چلی گئی۔

"اللہ تعالیٰ پلیز براق کی حفاظت کرنا۔ میں مزید کوئی رشتہ نہیں کھونا چاہتی۔ پلیز اللہ تعالیٰ!"

وہ منسا کی موت کے آنسو بھی اب بہا رہی تھی۔ جانتی تھی براق سیدھا سیدھا موت کو گلے لگانے جا رہا ہے۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے گیا ہے۔ لیکن وہ دعا کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی۔ وہ بس وہی کرے گی جو براق نے بولا تھا۔

اکھٹے ہیں مگر یہ طے نہیں ہے
محبت تھی، نہیں تھی، ہے، نہیں ہے

توکیا سچ مچ دعاؤں سے تو ملے گا

توکیا پہلے سے سب کچھ طے نہیں ہے

=============

قسط نمبر 11

"Love in the air"

جب شہر خوشاب سے شہر کراچی کے لیے براق نے اوڑان بھری تو جہاز کی سیٹ سے پشت لگائے وہ آنکھیں موند گیا۔ کئی راتوں سے نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں سرخ ڈورے موجود تھے۔ آنکھیں موندنے پر یادوں کی ٹھنڈی پھوار اس کے دل ودماغ پر برسنے لگی۔ یادوں کے کوڑ جو کئی عرصے سے بند تھے، وہ یکدم سے کھل گئے تھے۔ اب وہ سفر نہیں کر رہا تھا۔

وہ چاندنی رات میں ایک ندی کے کنارے بیٹھا تھا۔آسمان بالکل صاف تھا اور چھوٹے چھوٹے ستارے کسی چمک دار تھال کی طرح آسمان کی سیاہ چادر کے اوپر پھیلے ہوئے تھے۔وہ مسکرا رہا تھا اور ساتھ بیٹھے اپنے اکلوتے دوست کی بات سن رہا تھا۔ندی کے پانی سے نظریں ہٹا کر جب اس نے اپنے بائیں جانب بیٹھے اس سبز آنکھوں والے اپنے دوست کو دیکھا تو مسکرا دیا۔ابرآش کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، فوجی کٹ بال اور کلین شیو کے ساتھ وہ اپنی عمر سے کئی سال چھوٹا لگ رہا تھا۔براق کو ہمیشہ اسے دیکھ کر حماس کی یاد آتی تھی۔شاید دونوں کی آنکھوں کا رنگ ایک جیسا تھا،اس لیے۔

وہ دونوں فوجی یونیفارم میں ندی کے کنارے پتھروں پر بیٹھے تھے۔ہلکی ہلکی ہوا سے موسم خوبصورت ہو رہا تھا۔فضا میں صرف پانی کا شور تھا اور ابرآش کی باتوں کی آواز۔

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر تم میری زندگی میں نہ ہوتے تو میں کسی غلط راہ پر ہوتا۔"

www.novelsclubb.com

ابرآش کی بات پر وہ اپنی سیاہی مائل سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ بازو کہنیوں تک موڑے وہ ہاتھ میں پکڑی گھاس کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ رہا تھا۔

"راستے غلط اختیار کرنے سے آپ غلط نہیں ہو جاتے۔"

براق نے نرم سے لہجے میں بولا۔ اس کا یہ لہجہ بہت مخصوص لوگوں کے لیے تھا۔ شاید صرف حماس اور ابرآش کے لیے۔ ابرآش نے گہری سانس بھری، جیسے بہت کچھ یاد کیا ہو۔

"مجھ سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں مرزا غالب! میں کیا کروں؟"

وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ ہاتھ میں پکڑا اپنا بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتا اس پتھریلی زمین پر گرتا جا رہا تھا۔

"خود کو معاف کر دو۔"

براق نے اپنے ماتھے پر گرتے بال ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا۔وہ اس شخص سے کیسے سخت لہجے میں بات کر سکتا تھا؟وہ ابرآش اعوان کو کبھی سخت نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا، کجا کہ سخت لہجے میں بات کرنا۔

"کیا یہ اتنا آسان ہے؟"

ابرآش نے پتے کے باقی ٹکڑے زمین پر پھینک کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے استفسار کیا۔

آس پاس موجود درختوں میں سے کہیں سے کسی پرندے کی گڈ مڈ کی آواز آئی۔

"چیزیں مشکل ہوتی ہیں لیکن ناممکن نہیں۔"

براق کا وہی نرم اور خوبصورت لہجہ۔وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا جو اب ٹانگیں لمبی کیے،ہاتھ پیچھے پتھر پر رکھے سامنے دیکھنے لگا۔

"میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنے نام کی طرح نہ بن جاؤں۔سیاہ اور تاریک۔داغ دار۔"

براق بھی رخ پھیر کر سامنے دیکھنے لگا۔اس کے ہاتھ میں ابھی بھی گھاس کے کچھ ٹکڑے تھے جنہیں وہ مزید چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم اپنے داغوں کو ساتھ ساتھ دھوتے جانا، وہ تمہیں سیاہ نہیں ہونے دیں گے ابر۔"

ابر آش کو لگا کہ اس کے دل پر کسی نے پھوار چھینک دی ہو۔ ٹھنڈی پھوار۔ جو دل کو سکون پہنچا دے۔ اس کی کشمکش بھری زندگی میں سب سے خوبصورت الفاظ ہمیشہ براق مرزا کے ہی ہوتے تھے۔ وہ ہمیشہ اسے رستے دکھاتا تھا۔ اس کے دل کو سکون پہنچا دیتا تھا، اپنی موجودگی سے، اپنے الفاظ سے، اپنی مسکراہٹ سے۔

"زندگی میں کیا ضروری ہوتا ہے مرزا غالب؟"

ابر آش نے مسکرا کر آسمان پر موجود ستاروں کے تھال کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔ وہ بہت کنفیوز بندہ تھا۔ جس کی زندگی کبھی نارمل نہیں رہی تھی۔ اس کے ہر سوال کا جواب صرف براق مرزا کے پاس ہوا کرتا تھا۔

"آپ جہاں ہو، جس مقام پر ہو، جیسی زندگی جی رہے ہو۔۔۔ اس حال میں مطمئن رہنا سب سے ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو اور کچھ بھی میٹر نہیں کرتا۔"

براق ابھی بھی مدھم سی مسکراہٹ سے سامنے بہتے پانی کو دیکھتے ہوئے گویا تھا۔

"کیا یہ بھی میٹر نہیں کرتا کہ وہ سیاہی آہستہ آہستہ میری ذات کو نگل جائے؟"

ابرآش نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔وہ ابھی بھی پانی کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں! اگر تم نے مزید سیریس بکواس کی تو میں تمہیں سامنے موجود ندی میں ڈبکی لگوا دوں گا۔ابر کے بچے!"

براق نے گھاس کو چھوڑ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا تھا۔ابرآش ہنس دیا۔وہ ہنستا ہوا اتنا دلکش لگا کہ براق بھی مسکرا دیا۔

"پھر کیا میں مر جاؤں گا؟"

ابرآش نے ہنستے ہوئے سوال کیا تھا۔لیکن اس کا لہجہ اداس تھا۔

"انسان اس وقت مرتا ہے جب اس کا ذکر برے الفاظ میں ہونا شروع ہو جائے۔"

براق نے مسکرا کر اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا جن میں الگ سی چمک تھی۔

"پھر تو تم ہمیشہ مجھے زندہ رکھو گے مرزا غالب! ہے نا؟"

ایک فخر تھا۔ایک غرور تھا کہ وہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں اس کا ذکر کرتا رہے گا۔اس نے مان سے اٹھے اس کے سر کو دیکھا اور پھر مسکرا کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا انہیں بکھیر گیا۔

"مرزا غالب کے بچے! باز آجاؤ اس نام سے۔"

اس نے ہنستے ہوئے اسے ٹوکا تھا۔ابرآش بھی ہنس دیا۔چاند کی چاندنی نے ان کی ہنسی کی بلائیں اتاریں۔وہ ایک ساتھ ہنستے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

"یہ چھوڑو کوئی غزل ہی سنادو مرزا غالب۔کوئی تو فائدہ ہو تمہارے مرزا کے خاندان سے ہونے کا۔"

براق سر جھٹک کر مسکرادیا۔پھر سامنے موجود بہتے ٹھنڈے پانی کو دیکھتے ہوئے مدھم سروں میں غزل کے اشعار بولنے لگا۔

"اگرچہ میں اک چٹان سا آدمی رہا ہوں

مگر ترے بعد حوصلہ ہے کہ جی رہا ہوں"

اسے یہ الفاظ بولتے ہوئے اپنی والدہ اور والد کی یاد آئی تھی۔اور شاید کسی چھوٹی بچی کا عکس بھی اس کی نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔

"وہ ریزہ ریزہ مرے بدن میں اتر رہا ہے
میں قطرہ قطرہ اس کی آنکھوں کو پی رہا ہوں"

مدھم سروں میں ہوا چل رہی تھی۔

"تری ہتھیلی پر کس نے لکھا ہے قتل میرا
مجھے تو لگتا ہے میں ترا دوست بھی رہا ہوں"

یہ الفاظ پتہ نہیں کیوں اس وقت اس نے ابر آش کی جانب دیکھ کر بولے تھے جو غور سے اس کے الفاظ سن رہا تھا۔آنے والے وقت کو کون جانتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کھلی ہیں آنکھیں مگر بدن ہے تمام پتھر

کوئی بتائے میں مر چکا ہوں کہ جی رہا ہوں"

اس کے شعر پر ابرآش نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"کہاں ملے گی مثال میری ستم گری کی

کہ میں گلابوں کے زخم کانٹوں سے سی رہا ہوں"

www.novelsclubb.com

ابرآش نے گہری سانس بھر کر ہلکا سا قہقہ لگایا تھا۔ وہ سچ میں اس کے زخم سیتا تھا۔

"نہ پوچھ مجھ سے کہ شہر والوں کا حال کیا تھا

کہ میں تو خود اپنے گھر میں بھی دو گھڑی رہا ہوں"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس بار براق کی آنکھوں میں چھبن سی اتری تھی۔اور یہی حال ابرآش کا بھی تھا۔

"ملا تو بیتے دنوں کا سچ اس کی آنکھ میں تھا
وہ آشنا جس سے مدتوں اجنبی رہا ہوں"

ابرآش نے اس شعر پر مسکرا کر براق کو دیکھا تھا۔

"بھلا دے مجھ کو کہ بے وفائی بجا ہے
لیکن گنوا نہ مجھ کو کہ میں تری زندگی رہا ہوں"

کون جانتا تھا اس وقت۔۔۔ کہ یہ شعر آنے والے وقت کے لیے تھ ا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ اجنبی بن کے اب ملے بھی تو کیا ہے محسن
یہ ناز کم ہے کہ میں بھی اس کا کبھی رہا ہوں"

براق نے مسکرا کر غزل کے آخری الفاظ بولے تو ابر آش نے واہ واہ کر کے اسے داد دی تھی۔اس کے بعد دونوں گزرتی رات کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔براق ہمیشہ اسے سنا کرتا تھا۔وہ مسکرا کر اس کی باتیں سنتا رہتا اور کبھی کبھار جواب بھی دے دیتا۔ورنہ وہ خاموشی سے سنتا رہتا۔وہ اس کا اچھا دوست ہی نہیں،سب سے اچھا مددگار بھی تھا۔

اور ابر آش اعوان؟؟ابر آش اعوان وہ un loved child تھا جسے محبت کے نام کر صرف براق کی دوستی ملی تھی۔باپ کا نام تک معلوم نہ تھا اور ماں؟؟جس ماں نے اسے پیدا کیا تھا،اسی ماں نے اسے گلے لگانے سے انکار کر دیا تھا۔ایک ناجائز

اولاد کو کوئی گلے نہیں لگایا کرتا۔اور یہ طعنہ کسی ان دیکھی زنجیر کی طرح ہمیشہ گلے کا توپ بن کر سر پر لٹکتا ہے۔اس نے سات سال اپنی ماں کے ساتھ گزارے تھے اور اس کی ماں نے کبھی محبت سے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔کیوں؟؟اس کا کیا قصور تھا؟؟ اس کا یہ قصور تھا کہ اس کی پریگننسی کی خبر سن کر اس کا عیاش بوائے فرینڈ اسے چھوڑ گیا۔اس کے گھر والوں نے اس کی ماں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جس سے اس کی ماں کی بچپن سے منگنی تھی،اس نے بھی بدکردار کہہ کر شادی سے انکار کر دیا۔اس سب کے باوجود بھی وہ ابرآش کو دنیا میں لائی تاکہ بچہ دیکھ کر اس کا باپ کچھ ترس کھالے لیکن نہیں وہ بچے جو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ہاں البتہ کچھ سالوں تک اسے بچے کی پرورش کے لیے پیسے بھیجے رہا جو اس کی ماں نے دوسرے مردوں پر لگادیے۔سات سال کی عمر میں اسے یتیم خانے میں چھوڑ کر وہ چلی گئی اور کبھی نہ لوٹی۔

یتیم خانے میں رہ کر بھی وہ اسے یاد کرتا لیکن ایک سات سال کے بچے کی فریاد کوئی نہ سنتا۔بارہ سال کی عمر میں وہ وہاں سے بھاگ گیا۔پھر کئی راتیں سڑکوں پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گزارنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اگر خود کو زندہ رکھنا ہے تو دوسروں کا حق چھیننے میں کوئی برائی نہیں۔ وہ چھوٹا تھا۔جو اس کی سمجھ میں تھا وہ اس نے کیا۔وہ چھوٹی موٹی چوریاں کر کے اپنا پیٹ پالنے لگا۔ایک بار ایک چوری کرنے پر پکڑا گیا تو سڑک پر موجود لوگوں نے اسے خوب مارا۔

اس بارہ سال کے بچے کا منہ خون سے بھر گیا۔ تبھی ایک صاحب آگے بڑھے اور لوگوں کو پیچھے کیا۔اس کی مرہم پٹی کرنے کے لیے ہسپتال لے گئے۔اس سے جب گھر کا پوچھا تو بتایا کہ وہ سڑکوں پر سوتا ہے۔تب اس صاحب نے اسے اپنے گھر رہنے کی اجازت دی اور سکول میں داخلہ کروایا۔وہ سکول سے آکر سارا دن اس گھر کے کام وغیرہ کرتا اور رات میں ان کے ہی سرور کواٹر میں سو جاتا۔سکول کے بعد اس نے پڑھائی چھوڑ دی۔

لیکن وہ پڑھنا چاہتا تھا۔اس نے اس گھر میں ملازمت کے دوران ہی گھر رہ کر پڑھا اور کسی طرح اپنے امتحانات دیے۔

اس کے بعد کی مہنگی پڑھائی کے وہ خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

لیکن ایک روز جب وہ مالک مکان کے کسی کام سے باہر آیا تھا۔وہاں اس نے براق کو دیکھا تھا جو اپنے ساتھ موجود حماس کو بہت سی چیزیں سمجھاتے ہوئے کوئی کتاب خرید کر دے رہا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"یہ کتاب کس لیے ہے؟"

براق اس سے عمر میں کچھ سال ہی بڑا تھا۔وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا جو حلیے سے تو ٹھیک لگتا تھا لیکن اس کی ڈگری اپنی آواز سے وہ بہت کمزور لگا۔

"فوج میں بھرتی ہونے کے لیے ٹیسٹ دینا ہے،اس کے لیے۔"

حماس اپنی چلبلی سی نیچر کی وجہ سے فوراً جواب دے گیا۔ابر آش سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔اس کی سبز آنکھیں بالکل حماس کی طرح تھیں۔

"رکو!کیا نام ہے تمہارا۔"

براق کی آواز پر وہ پلٹا۔

"ابر آش۔"

اس نے مدھم لہجے میں اپنا نام بتایا۔

www.novelsclubb.com

"خوبصورت نام ہے۔ کیا مطلب ہے اس کا؟"

براق نے بات جاری رکھنے کی کوشش کی۔ وہ حماس کی عمر کا لڑکا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں اتنی اداسی تھی کہ براق دل کٹنے کو ہوا۔

"سیاہ اور داغ دار۔"

آہستہ اور شرمندہ سی آواز پر اس نے سر جھکا کر بولا تو براق کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی۔ حماس کچھ کتابیں لیے اندر دکان کی جانب بڑھ گیا۔

"کیا کرتے ہو ابر آش۔"

وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، جس کے ہاتھ میں سودے سلف کے کچھ سامان تھے۔

www.novelsclubb.com

"علیم چودھری کے گھر کام کرتا ہوں۔"

اس کا لہجہ کمزور سا تھا۔ اور وہ ڈرا سہما سا بچہ لگ رہا تھا کیونکہ اسے زیادہ لوگوں سے بات کرنے کی عادت نہیں تھی۔

"کتنا پڑھے ہو؟"

"بارہویں تک۔"

جواب فوراً آیا تھا۔

"فوج میں بھرتی ہونا چاہتے ہو؟"

اس کے سوال پر ابرآش کی آنکھیں ورطہ حیرت سے کھلی تھیں۔

"کیا میں ہو سکتا ہوں؟؟"

وہ خوشی سے گویا ہوا۔

"ہاں کیوں نہیں۔اگر تم میں ہمت ہوئی تو تم کر سکتے ہو۔"

براق نے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ زور زور سے سر ہلا گیا۔

"مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

اور بس پھر۔ان کی دوستی کا سفر وہیں سے شروع ہوا تھا۔اس وقت براق کیپٹن کے رتبے پر فائز تھا۔حماس سی ای اے آفیسر کی تیاری کر رہا تھا اور براق نے اس کے ساتھ ہی ابرآش کو فوج میں بھرتی کروانے کی ساری محنت اور کوشش کی تھی۔نا جانے ایسی کون سی کشش تھی جو اسے ابرآش سے محسوس ہوئی تھی یا شاید اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھوں کی اداسی نے اس کا دل دہلا دیا تھا۔ خیر دو سال کے اندر اندر وہ فوج میں بھرتی ہو کر پانے فرض ادا کر رہا تھا۔ اور براق مرزا ہر قدم پر اس کے ساتھ تھا۔ ابرآش کے لیے وہ کسے فرشتے سے کم ثابت نہیں ہوا تھا۔

لیکن زندگی کے ایک مقام پر جب براق کسی مشن کے سلسلے میں کئی ماہ تک اس سے دور رہا تو وہ اپنی راہ بھٹک گیا۔ وہ اپنی راہ سے ایسا بھٹکا کہ اس نے براق تک کو چھوڑ دیا۔ اپنی موت کا پروانہ قائم کر کے وہ فوج سے غداری کرنے کے بعد اب انڈر ورلڈ کی دنیا میں تھا۔

اسے اپنے نام کے جیسا ہونا تھا۔ سیاہ اور داغ دار۔ اور وہ ہو گیا تھا۔

اس کے نفسیاتی مسائل اس قدر بڑھ گئے تھے کہ اسے صحیح اور غلط کا فرق بھول گیا اور تبھی براق مرزا نے اپنا انمول دوست کھو دیا۔

=======

آنکھوں میں چبھن سی محسوس ہوئی تو اس نے پلکوں کی بار اٹھا کر شیشے سے باہر دیکھا جہاں وہ شہر کراچی کی سرزمین پر اترنے والا تھا۔ منظر دھندلا سا لگا تو احساس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوا کہ آنسو آنکھوں کے منظر کو دھندلا کر رہے ہیں۔ آنکھوں کو جھپک کر انسوؤں کو بہنے سے روکا تھا۔

کراچی کے ائیرپورٹ سے نکلتے ہوئے اسے احساس ہوا تھا کہ ہم زخمی خنجر سے نہیں ہوتے۔ زخمی ہم تب ہوتے ہیں جب مڑنے پر ہم دیکھیں کہ خنجر کس کے ہاتھ میں ہے۔اور خنجر کسی اپنے کے ہاتھ میں دیکھیں تو اذیت زخم سے زیادہ دل میں ہوتی ہے۔ خون زخم سے کم بلکہ دل سے زیادہ رستا ہے۔تکلیف اور اذیت اتنی زخم پر نہیں ہوتی جتنی دل میں موجود اس بھروسے کے ٹوٹنے پر ہوتی ہے جو ہم نے اس خنجر پکڑنے والے پر کیا ہوتا ہے۔ تو طے ہوا کہ اذیت خنجر نہیں دیتے، اذیت تو خنجر پکڑنے والے دیتے ہیں۔

اور براق مرزا بھی دل سے خون رسنے والی اذیت سے دوچار تھا۔ اتنی اذیت کہ اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو۔ اپنوں کو بیگانہ ہوتے دیکھنا کتنا اذیت ناک تھا۔ اس سے بھری اذیت یہ کہ وہ آپ کے مخالف کھڑے ہوں۔

www.novelsclubb.com

وہ کئی سال پہلے اپنا قیمتی اثاثہ "ابر آتش اعوان" کھو چکا تھا۔اب وہ جس سے ملنے جا رہا تھا تو وہ اس کا ابر نہیں تھا۔وہ تو اس کا حریف تھا۔اس کے ملک کا دشمن۔اف کیسے وہ اپنے عزیز تر دوست کو ایک دشمن کی نظر سے دیکھ سکتا تھا۔

"مضبوط بنو میجر براق مرزا! تمہارا دوست تو چار سال پہلے مر گیا تھا۔یہ تمہارے ملک کی سرحدوں کا دشمن ہے۔"

اپنی منزل کی جانب گامزن ہوتے ہوئے اس نے اپنے دل ودماغ کو ڈپٹا تھا۔اسے مضبوط بننا تھا۔اسے جذبات میں نہیں بہنا تھا۔منسا کی موت نے اس پر بھی بہت برا اثر ڈالا تھا لیکن اسے تب بھی مضبوط ہونے کا دکھاوا کرنا تھا کیونکہ وہ سب کا لیڈر تھا۔

اور مضبوط ہونے کا دکھاوا کرنے والے تو ہمیشہ سے ایسے ہوتے ہیں۔اندر سے چور اور باہر سے چٹانوں جیسے سخت۔براق مرزا بھی ایسا ہی تھا۔اور کچھ حد تک مصفرہ مغل بھی۔

www.novelsclubb.com

اور تبھی مصفرہ کے خیال پر براق نے ایک چیز طہ کرلی تھی۔ وہ مصفرہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے مصفرہ کی آنکھوں میں خود کے لیے فکر دیکھی تھی، پسندیدگی دیکھی تھی، عزت دیکھی تھی، اعتبار دیکھا تھا اور شاید محبت کے ننھے ننھے جلتے دیے بھی۔

وہ سر جھٹک کر جذبات کی روانی سے باہر نکلا اور اپنے سامنے موجود بڑی سے بلڈنگ کو دیکھنے لگا۔ وہ ابر آش کا سب سے خاص اڈا تھا۔ اس کی سکیورٹی دیکھ کر براق کو اندازہ ہو گیا تھا ابر آش ادھر ہی موجود ہے۔ گہری سانس بھر کر وہ بغیر خوف کے اندر داخل ہو گیا۔ اور حیرت انگیز طور پر اسے کسی نے نہیں روکا تھا۔ اس کا مطلب وہ جانتا تھا کہ براق ادھر آنے والا ہے۔

www.novelsclubb.com

دوسری جانب ابر آش شیشے کی دیوار کے پار بہتی سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک آرٹ اینڈ ڈیزائن کی بلڈنگ تھی جس کا اصل مالک اس وقت ابر آش تھا۔ وہ اس بلڈنگ کو صرف چھپنے چھپانے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا لیکن اس کا یہاں ایک مکمل آفس موجود تھا۔ یہاں بھی کسی نے اسے نہیں دیکھ رکھا تھا۔ بس ایک عام انسان کی

طرح کسی امیر زادے نے ان کی کمپنی خرید لی تھی اور کبھی کبھار وہ اپنے آفس کے کمرے میں آکر کوئی میٹنگ کر لیتا تھا، اس کے علاوہ کوئی کچھ نہیں جانتا۔ زیادہ تر وہ رات کے وقت وہاں آتا جب آفس کا ٹائم ختم ہو جاتا۔ اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہیں تھا۔ البتہ اس کا آفس کافی شاندار طریقے سے سیٹ تھا۔ وہ سیاہ ٹیبل کے پیچھے کھڑے شیشے کے باہر کی دنیا کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ اکیلا آیا ہے۔"

جنید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا تو وہ شیشے کے پار دیکھتا ہوا مسکرا دیا۔

"براق مرزا وہ واحد انسان ہے جو سب جاننے کے باوجود میرے سامنے اکیلا کھڑا ہونے کی ہمت رکھتا ہے۔"

ایک فخر سا تھا۔ جنید نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ تھی اور آنکھیں جیسے صدیوں کی مسافت طے کر کے ساکن تھیں۔ کچھ ہی دیر میں اس کے آفس کا دروازہ کھلا تھا۔ ابرآش نے مرنے سے پہلے کچھ سکینڈ کے لیے سانس روکا۔ جیسے ہی وہ مڑا، اس کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دیا۔

براق مرزا اس کے سامنے کھڑا تھا۔اس کا مرزا غالب۔اس کا اکلوتا دوست۔اس کا یار۔وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔صدیوں کی مسافت کے بعد وہ کئی عرصے کے بعد اسے دیکھ رہا تھا۔

اور براق۔۔۔براق بس غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔وہاں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔بس کلین شیو کی جگہ بیرڈ آگئی تھی۔وہی آنکھیں تھیں،وہی مسکراہٹ،وہی بال اور وہی چہرہ۔لیکن ہر چیز بدل چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب سامنے کھڑا شخص ابرآش اعوان تھا۔اب وہ اس کا ابر نہیں تھا۔اس کا اکلوتا دوست نہیں تھا۔اس کا یار نہیں تھا۔جو اس کے سامنے کھڑا تھا وہ اس کا رقیب تھا۔اب وہ دوست بن کر نہیں ملے تھے۔وہ حریف بن کر ملے تھے۔اور یہ چیز کس قدر

اذیت ناک تھی، یہ صرف براق مرزا اور ابرآش اعوان ہی جانتے تھے۔ صرف دھوکا کھانے والا اور دھوکا دینے والا۔

"Long time no see, Mirza Galib.”

ابرآش نے بولنے میں پہل کی۔ جنید کو لگا کمرے کا ماحول خطرناک حد تک سنجیدہ ہو چکا ہے لیکن ابرآش کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے ابرآش سے ضد کر کے وہاں رکنے کا بولا تھا۔ ابرآش بھی اس شرط پر مانا تھا کہ وہ براق کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

"تم یہ نام لینے کا حق کھو چکے ہو۔"

براق کہتا ہوا قدم قدم اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان صرف ایک میز تھی۔ ابرآش کا جی چاہا وہ اسے گلے لگا لے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ شاید وہ بہت پہلے یہ حق کھو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"حق تب کھوتا اگر تم کسی اور کو یہ حق دیتے۔ تم نے تو آج تک کسی اور کو اس نام سے پکارنے کا حق نہیں دیا تو میرا حق ابھی بھی وہیں ہے۔"

ابرآش کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔ وہ آنکھوں میں نرمی لیے اسے دیکھ رہا تھا لیکن براق کی آنکھوں میں وہ نرمی کا عنصر موجود نہیں تھا جو ہمیشہ ہوا کرتا تھا۔

وہ تو اسے سو خون معاف کر سکتا تھا لیکن غداری؟؟ غداری کرنے والوں کے لیے وہ سب سے زیادہ بے رحم ہوتا تھا۔

"کیوں؟؟؟"

یک لفظی سوال تھا۔ اور اس لفظ سے بچنے کے لیے ابرآش نے کہاں کہاں پناہ نہیں ڈھونڈی تھی۔ وہ اس شخص کے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ سر جھکا کر بے بس لہجے میں کہنے لگا۔

"میں اپنے نام کی طرح ہو گیا مرزا! سیاہ اور داغ دار۔"

وہ ویسا ہی بن گیا تھا جیسا اس کا نام تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ داغوں کو ساتھ ساتھ دھوتے جانا، وہ تمہیں سیاہ نہیں کریں گے۔"

براق نے مدھم سی آواز میں کہا تو جنید اس کے نرم پڑتے لہجے کو دیکھنے لگا۔ کچھ لمحے کی خاموشی۔ پھر ابر آش کہنے لگا۔

"تم نے ہمیشہ مجھے منزل دکھائی، یہ کبھی نہیں بتایا کہ رستہ کون سا چننا ہے۔"

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"رستہ چننے کا اختیار دے دینا ہی تو اصل امتحان تھا ابر۔"

وہ نہیں ہو سکا سخت۔ وہ جتنا بھی مضبوط ہو۔ وہ اس شخص سے کیسے سخت لہجے میں بات کر سکتا تھا۔ کیسے؟؟؟

"میں اس امتحان میں پاس ہوا یا فیل، میں نہیں جانتا۔ مگر میں اس مقام پر مطمئین ہوں اور تم نے کہا تھا کہ زندگی میں مطمئن رہنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ میں نے مان لیا کہ میں سیاہی ہوں، میں کبھی روشنی نہیں بن سکتا۔"

www.novelsclubb.com

اس کا لہجہ نم ہوا تھا شاید۔ وہ اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ وہ برائی ہے۔ وہ برا ہے اور وہ سیاہی ہے۔

"میرے ساتھ کیوں؟"

اذیت سے بھرپور لہجے میں براق نے سوال کیا تھا۔

"میں تم سے دور ہوا کہ کہیں میری ساہی تمہاری چمک کو ماند نہ کر دے۔"

تھکا تھکا سا لہجہ۔ اعتراف سچ میں تھکا دیتے ہیں۔ براق خاموش رہا۔ وہ اسے کیسے بتاتا کہ وہ ابر کو روشنی دینے کے لیے ہمیشہ جلتا رہتا۔ لیکن نہیں!! وہ خاموش رہا۔

"تم دنیا کو بچاتے رہے اور میں خود کو۔"

ابر آش نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔ اس کی سبز آنکھوں میں گہری اذیت تھی۔ جیسے وہ بہت تکلیف میں ہو۔

"خود کو بچانا غلط نہیں ہے۔ لیکن خود کو بچانے کے لیے پوری انسانیت کا قتل؟؟ کیوں ابر؟؟ کیوں؟"

وہ اس کے ابر کہنے پر مسکرا دیا۔خوبصورت مسکراہٹ میں آنکھوں نے بھی ساتھ دیا۔جنید ایک طرف کھڑا خاموشی سے باری باری دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ابر آش کو یوں کھل کر مسکراتا دیکھ کر وہ کچھ حد تک سیدھا ہوا تھا۔

"قیمتیں چکانی پڑتی ہیں۔میری قیمت انسانیت تھی۔"

اس کے الفاظ پر براق کے چہرے سے ساری نرمی جھٹ سے غائب ہوئی تھی۔

جذبات پر قابو پا کر اس پر بند باندھا تھا۔

"تو پھر میری قیمت تمہاری موت ہے!"

براق نے کہتے ہوئے جھک کر نیچے ٹانگ کے ساتھ موجود پستول کو نکالا تھا اور اس پر تانی تھی۔اس سے پہلے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ بولتا۔کمرے میں گولی چلنے کی چیڑ دار آواز گونجی اور براق کے ہاتھ سے پستول زمین پر گر گئی۔تکلیف کے باعث وہ اپنا دائیاں بازو تھامتا پیچھے موجود صوفے پر ڈھے گیا۔حملہ اتنا اچانک تھا کہ ابر آش کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے ایک نظر کراہتے ہوئے براق کو دیکھا اور ایک نظر جنید کو جس کی پستول سے نکلی گولی نے اس کے دوست کو زخمی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا تھا۔ وہ غصے کی زیادتی سے اس کی جانب بڑھا۔ اس کے ہاتھ سے پستول چھینی تھی اور جنید پر تانی تھی۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا نا؟؟؟ منع کیا تھا نا براق کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

ابر آش نے کہتے ہوئے ایک گولی اس کے دائیں بازو پر ماری تھی جس میں پہلے اس نے بندوق پکڑی ہوئی تھی۔

"وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا۔ وہ میرا رقیب نہیں ہے جنید۔ وہ میرا رقیب نہیں ہے۔"

اس نے غصے سے ہیضانی انداز میں چیختے ہوئے دو گولیاں اس کے بائیں کندھے اور بائیں ٹانگ میں اتاری تھیں۔ براق حیرت کی زیادتی سے اپنے سامنے موجود منظر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ تو ابر آش کو دیکھ رہا تھا جو کوئی سائیکو پیتھ لگ رہا تھا۔ وہ جس ابر آش کو جانتا تھا وہ ایسا تو نہیں تھا۔ وہ تو بہت ٹھنڈے دماغ کا تھا۔ اسے شبہ ہوا کہ یہ اس کا ابر نہیں ہے۔

وہ اب پستول پھیں لگ کر جنید کے گرے ہوئے کراہتے وجود کو ٹانگیں مار رہا تھا۔

"وہ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتا۔"

اس نے چیخ کر کہا تھا اور تبھی کمرے میں دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ایک نسوانی آواز گونجی تھی۔ ابر آش نے مڑ کر دیکھا۔ وہ براق کے صوفے کے عین پیچھے کھڑی تھی۔

"لیکن میں تو مار سکتی ہوں۔"

اس نے کہتے ساتھ ایک گولی ابر آش کے دائیں کندھے پر ماری تھی، بالکل وہیں جہاں جنید نے براق کو ماری تھی۔ براق نے آنکھیں بند کیں۔

ابر آش اپنا بازو تھامے زمین پر بیٹھا تھا۔ یہ گولی کی تکلیف نہیں تھی، یہ دھوکے کی تکلیف تھی۔ براق نے اس کے جذبات کو استعمال کر کے اس کے خلاف ہتھیار بنایا تھا۔ اسے لگا تھا وہ اکیلا آیا ہے۔ وہ غلط تھا۔ وہ اس کے بارے میں اب اندازے غلط ہی لگایا کرتا تھا۔

مصفرہ کے دائیں اور بائیں سے حماس اور باہس نکلے تھے۔ حماس کے بازو پر پٹی بندھی تھی لیکن وہ دوسرے ہاتھ سے پستول ہاتھ میں تھامے مصفرہ کے محافظ بنے اس کے عین برابر کھڑے ہوئے۔ پھر آگے بڑھ کر جنید کی جانب آئے۔ البتہ حماس اپنے زخمی بازو کے ساتھ فوراً سے براق کی جانب بڑھا تھا۔ براق نے حماس کو ہاتھ کے اشارے سے پیچھے رہنے کا بولا۔ وہ خود اپنے قدموں پر اٹھا تھا۔ اس کی سفید پولو شرٹ خون سے بھر چکی تھی۔ زخم پر ہاتھ رکھنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ بھی اپنے ہی خون سے رنگے جا چکے تھے۔ مصفرہ کا دل ہولنے لگا۔

"تم نے مجھے دھوکا دیا؟ اپنے ابر کو؟"

ابر آش نے سر اٹھا کر زخمی لہجے میں استفسار کیا۔ جیسے یقین نہ آیا ہو۔

"میں تمہارا دوست نہیں ملک کا محافظ بن کر آیا تھا۔"

براق بھی زخمی سا مسکراتے ہوئے بولا۔ دونوں کا زخم برابر تھا۔ کندھے کا ہو یا دل کا۔ دونوں برابر زخمی تھے۔

www.novelsclubb.com

"میرا محافظ کون تھا مرزا؟؟؟میری حفاظت کس نے کرنی تھی؟؟؟میرا کیا قصور تھا؟؟"

وہ بے بسی سے چیختے ہوئے بولا تھا۔براق اس کے برابر زمین پر بیٹھا۔مصفرہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔پستول ابھی بھی ابر آش پر تانی ہوئی تھی۔

"تم نے خود کی حفاظت کرنی تھی۔میں نے تب تک تمہاری حفاظت کی جب تک تم میرے ہمراہ تھے۔جب تم نے مجھ سے،فوج سے اور میرے ملک سے غداری کی۔۔اس وقت تم میرے مخالف ہو گئے۔اور تم تو جانتے ہو ابر آش اعوان کہ براق مرزا غداروں کو کتے کی موت مارتا ہے۔"

اس بار براق کا لہجہ پھنکارتا ہوا تھا۔جیسے سانپ زہر اگل رہا ہو۔وہ نرمی بھلائے اب قوم کا محافظ بناز خمی دل کے ساتھ کھڑا تھا۔تبھی دروازہ کھلا اور کچھ رینجرز فوج کے یونیفارم میں اندر داخل ہوئے۔جنید اور ابر آش کو اٹھا کر لے جایا جانے لگا۔وہ ایک منٹ کے لیے رکا اور پیچھے مڑتے ہوئے زخمی لہجے میں گویا ہوا۔

"میں تب بھی برا تھا براق اور میں اب بھی برا ہوں۔ کچھ لوگ سیاہ ہی پیدا ہوتے ہیں اور سیاہی ہی ان کا مقدر ہوتی ہے۔ کسی ایک کو تو تمہاری کہانی کا ولن بننا تھا، تو وہ ابر آش اعوان کیوں نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹا تھا اور پھر وہ فوجی اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گئے۔ براق نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔ کچھ فوجی اس کی جانب بڑھ رہے تھے، اسے زخموں پر پٹی باندھنے کا بول رہے تھے۔ اس کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ دل میں شدید درد سی اٹھی۔ وہ دور جاتے ابر آش کے وجود کو دروازے کے پار دیکھ سکتا تھا۔ زخم سے زیادہ دل میں تکلیف ہوئی۔ اور پھر وہ اپنے پورے قد کے ساتھ دھندلاتی بصارت سے زمین بوس ہو گیا۔

ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے ہوئے جو آخری چیز اسے یاد تھی وہ مصفرہ کا اپنے پاس بھاگ کر آنا تھا۔ اور پھر بے چین اور پریشان لہجے میں اس کا نام پکارنا تھا۔

چھوڑ جانے پر پرندوں کی مذمت کی ہو
تم نے دیکھا ہے کبھی پیڑ نے، ہجرت کی ہو

جھولتی شاخ سے چپ چاپ جدا ہونے پر
زرد پتوں نے ہواؤں سے شکایت کی ہو

اب تو اتنا بھی نہیں یاد کہ کب آخری بار
دل نے کچھ ٹوٹ کے چاہا، کوئی حسرت کی ہو

عمر چھوٹی سی مگر شکل پہ جھریاں اتنی
عین ممکن ہے کبھی ہم نے بھی محبت کی ہو

دل شکستہ ہے کوئی ایسا ہنر مند بتا
جس نے ٹوٹے ہوئے شیشوں کی مرمت کی ہو

شب کے دامن وہی نور بھریں گے احمد

جن چراغوں نے اندھیرے سے، بغاوت کی ہو

===============

اس رات یہی طے ہوا تھا کہ ابرآش اعوان کو کس طرح سے چکما دیا جائے۔سب سے مضبوط ہتھیار جوان کے پاس موجود تھا وہ براق مرزا تھا۔ویسے تو وہ تینوں براق کو اکیلا بھیجنے پر راضی نہیں تھے لیکن براق نے انہیں یقین دلایا تھا کہ ابرآش جیسا بھی ہو،اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔مصفرہ اس کے دعوے پر حیران ہوئی لیکن خاموشی رہی۔

ابرآش کے بندے براق کا پیچھا کر رہے تھے۔اسے معلوم تھا وہ اس کی کال کے بعد ،اس کی لوکیشن ٹریس کر کے وہاں ضرور پہنچے گا۔اور ایسا ہی ہوا تھا۔جب وہ ائیر پورٹ پر اکیلا پہنچا تھا تو اس کے بندوں نے اطلاع دے دی تھی۔ابرآش نے ہر ایک کو منع کر دیا تھا کہ کوئی بھی اسے روکے گا نہیں۔تاکہ وہ سیدھا اس تک پہنچ سکے۔

اس کے جانے کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہ تینوں اپنے حلیے تبدیل کر کے ائیر پورٹ تک پہنچے۔ ویسے تو حماس کنفرم کر چکا تھا کہ ابر آش کے بندے وہاں سے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے احتیاط برتنا اپنا فرض سمجھا۔

براق سے بالکل اگلی فلائیٹ ان کی تھی۔ اور پھر اسی فاصلے کے ساتھ وہ لوگ وہاں تک پہنچے تھے۔ وہ فوراً جاتے ساتھ اسے اپنے حوالے نہیں کر سکتے تھے کیونکہ براق ان سے کافی دیر پہلے پہنچ جاتا۔ اس لیے براق کافی وقت لے کر اس بلڈنگ تک پہنچا تھا۔ جب اسے معلوم ہو گیا کہ مصفرہ لوگ قریباً اس سے آدھا گھنٹا دور ہیں، تب اس نے ابر آش کی بلڈنگ میں قدم رکھا تھا۔

جس وقت مصفرہ لوگ وہاں پہنچے تھے۔ اسی وقت انہیں بہت سی گولیوں کی آواز آئی تھی۔ دھڑکتے دلوں کے ساتھ وہ تینوں اس کمرے میں داخل ہوئے، جہاں سے گولیوں کی آواز گونجی تھی۔ سامنے کا منظر ہی عجیب تھا۔ ابر آش جنید کو مطلب اپنے ہی بندے کو گولیاں مار کر اب اسے ٹھوکریں مار رہا تھا اور دوسری جانب براق زخمی کندھے کے ساتھ کھڑی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہا تھا۔ تبھی

مصفرہ نے اس پر گولی چلائی تھی۔اور اس کے بعد جب وہاں آرمی پہنچ گئی تو وہ ان کے لیڈر سے بات کر رہی تھی اور براق کو ہسپتال منتقل کرنے کے حکم صادر کر رہی تھی جب اس نے براق کو پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوتے دیکھا۔

اس سے زیادہ تکلیف دہ نظارہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔حماس اور باہس باقی سپاہیوں کے ساتھ جنید اور ابرآش کو لے کر گئے تھے۔وہ اندھا دھند براق کی جانب بڑھی تھی اور تبھی حماس بھی وہاں واپس آیا تھا۔براق کو زمین پر گرا دیکھ کر وہ اس کی جانب بڑھا اور پھر ان دونوں نے اسے ہسپتال منتقل کیا۔

حماس تو جیسے ہمت ہار گیا تھا۔پہلے منسا کو کھونا،اب براق کو گولی لگنا اور ساتھ خود بھی زخمی ہونا۔وہ ہمت ہار کر ہسپتال کے کوریڈور میں بیٹھا تھا۔باہس تو جنید اور ابرآش کے ٹریٹمنٹ کے لیے باقی فوجیوں کے ساتھ تھا۔یہاں سب مصفرہ نے سنبھالا ہوا تھا۔ہسپتال کے کام،دوائیوں کا انتظام،ادھر ادھر کی بھاگ دوڑ۔وہ سب اکیلی دیکھ رہی تھی۔تھک تو وہ بھی چکی تھی لیکن اسے بڑے ہونے کا ظرف دکھانا تھا۔

یہ اس کومان لینے کی گھڑی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ لڑکی ظرف میں مجھ سے بڑی تھی

میں رستے تھام کر بیٹھا ہوا تھا
مگر اس کو تو جانے کی پڑی ہوئی تھی

ہجوم دشمناں تھا، تہمتیں تھیں
وہ تنہا تھی مگر ڈٹ کے کھڑی تھی

یہ اس کو مان لینے کی گھڑی تھی
وہ لڑکی ظرف میں مجھ سے بڑی تھی
(علی زریون)

============

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک ہفتہ بیت چکا تھا اور اس ایک ہفتے میں ٹی وی پر مسلسل ایک ہی نیوز چل رہی تھی۔ کئی ڈاکٹرز جو اس کالے دھندے میں ملوث تھے، وہ پکڑے جا چکے تھے اور جو بھی اس سارے معاملے میں ملوث تھا، آہستہ آہستہ کر کے کہیں نا کہیں سے وہ فوج کی گرفت میں آ چکے تھے۔ پورا ہفتہ اسی سب میں گزرا تھا۔ حماس اور براق کے زخم اب بھر رہے تھے۔ مصفرہ کے ماتھے پر بہت گہرا زخم آیا تھا جو اب کافی حد تک مندمل تھا۔ اور باہس بھی بری طرح سے زخمی تھا۔ وہ اس ایک ہفتے میں قریباً بیس شہروں پر چھاپے مار چکے تھے۔ وہ چار لوگ کئی ملک کے دشمنوں پر بھاری تھے۔ اور عذاب الٰہی کی طرح ملک کے دشمنوں پر نازل ہوئے تھے۔ آج قریباً آٹھ دنوں بعد وہ خوشاب میں جمع ہوئے تھے۔ پچھلے دس دنوں میں وہ صرف گنے چنے گھنٹے سوئے تھے۔

حماس اور باہس آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ البتہ مصفرہ اور براق بہت ضروری کام سے جنگل میں آئے تھے۔ اصطبل سے دو گھوڑے لیے،

وہ ایک ایک گھوڑے تھامے کھڑے تھے۔ایک کونے میں درخت کے ساتھ اکبر کو باندھا ہوا تھا۔گھوڑوں سے اتر کر اکبر کی جانب بڑھے جو نفی میں سر ہلانے لگا۔

مصفرہ نے جھک کر اس کے منہ سے کپڑا نکالا۔

"تم لوگوں نے کہا تھا کہ محفوظ جگہ پہنچاؤ گے۔"

اکبر کی خوف زدہ آواز نے جنگل کی خاموشی کو توڑا۔

"ہاں ہم نے کہا تھا۔اور تمہیں پتا سب سے محفوظ جگہ کونسی ہے؟"

براق نے سرد سے لہجے میں استفسار کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"قبر!"

مصفرہ نے اسے بالوں سے پکڑتے ہوئے بولا۔مصفرہ اور براق نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔

پھر اکبر کا ایک بازو اور ایک ٹانگ ایک گھوڑے کے ساتھ باندھا اور دوسرا بازو اور دوسری ٹانگ دوسرے گھوڑے سے۔مصفرہ اور براق ایک ایک گھوڑے پر سوار

www.novelsclubb.com

ہو گئے اور پھر سر کے اشارے کے بعد دونوں نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑانا شروع کر دیے جس کے ساتھ اکبر بندھا ہوا تھا۔

اس کی چیخیں پورے جنگل میں گونجنے لگیں اور کافی دیر اسی طرح اسے اذیت دینے کے بعد ان دونوں نے سر اٹھا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور نظروں میں کوئی اشارہ کیا۔ بس پھر اس کے ساتھ ہی وہ دونوں الگ الگ سمت میں اپنے گھوڑے دوڑا گئے۔ یہی وہ انجام تھا جو ایک زانی کا ہونا چاہیے تھا۔ اکبر نے ایک نہیں کئی لڑکیوں کی عزتیں پامال کی تھیں اور اسے اتنی آسان موت نصیب ہو جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

براق اور مصفرہ جس وقت گھر واپس آئے، تب بھی حماس اور باہس سوئے ہوئے تھے۔

"فریش ہو کر کچھ دیر آرام کر لو۔ رات کے کھانے پر ملتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر سر ہلا کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔ براق کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اپنے بارے میں، کچھ اس کے بارے میں۔۔ لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کس طرح سے بات کی جائے۔

سر جھٹک کر وہ بھی اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

مصفرہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو منسا کی جانی پہچانی خوشبو ابھی بھی کمرے میں پھیلی تھی۔ وہ اس قدر تھک چکی تھی کہ بستر پر لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلی جاتی۔ لیکن مصفرہ کا مسئلہ یہی تھا کہ نینداس سے روٹھ جاتی تھی۔ تھکے قدموں سے وہ پورے کمرے پر نظر ڈالتے ہوئے بستر پر آبیٹھی۔ جھک کر شوز اتارے تو بیڈ پر نظر پڑی۔ وہ قریباً سات سے آٹھ دن بعد اس کمرے میں سکون کے ساتھ داخل ہوئی تھی۔ بستر پر ایک طرف منسا کا سفید رنگ کا دوپٹہ پڑا تھا۔ مصفرہ نے بازو لمبا کر کے بستر سے دوپٹہ اٹھایا تو اس سے منسا کے بالوں کی مہک اٹھی۔ ایک آنسو اس کی آنکھ میں آٹھہرا۔ وہ کمزور دل کی نہیں تھی لیکن جب وہ اپنے خول سے باہر نکلی تو منسا اس

کی واحد دوست بنی تھی۔سب سے اچھی دوست۔پہلی دوست۔اور اکلوتی دوست۔یہ اکلوتے دوست اتنی اذیت کیوں دیتے ہیں؟

وہ تھک گئی تھی۔منسا ہوتی تو اس وقت وہ دونوں مشن کے مکمل ہونے پر خوش ہوتے، ہلا گلا کرتے اور خوب خوشی مناتے۔لیکن یہی تو مسئلہ تھا کی وہ نہیں تھی۔ بس اس کی خوشبو تھی اور اس کی یادیں جو کسی آسیب کی طرح اس کمرے میں اور مصفرہ کی زندگی میں پھیل گئی تھیں۔وہ اس کا دوپٹہ ہاتھ میں پکڑے، لبوں سے لگا گئی اور پھر ایک آنسو اس کی گال پر بہہ گیا۔ تبھی مصفرہ رو دی۔نہ جانے کس کس بات پر وہ رو دی۔

وہ رو رہی تھی۔

منسا کے نا ہونے پر۔

اپنی دوست کھونے پر۔

اپنے بھائی کی محبت کھونے پر۔

تھکن سے۔

مشن کے مکمل ہونے پر۔

اتنی اموات دیکھنے پر۔

حماس کی چوٹ پر۔

براق کے زخموں پر۔

باہس کے خاموش ہو جانے پر۔

ملسا کے منوں مٹی تلے دفن ہونے پر۔

پھر سے اکیلا ہو جانے کے خوف پر۔

براق اور حماس کو چھوڑنے پر۔

ایک فیملی جیسے رشتوں کو چھوڑنے پر۔

وہ رو رہی تھی۔

اسے نہیں معلوم کیوں؟

لیکن وہ رو رہی تھی۔

============

رات کے کھانے پر سب دیر سے جمع ہوئے تھے۔ باہس اور حماس اب کچھ حد تک فریش تھے۔ البتہ براق کے بازو پر ابھی بھی پٹی بندھی تھی۔ مصفرہ بھی رونے کے بعد نہا کر فریش ہوتی نماز پڑھتی نیچے آگئی تھی۔ مسکرا کر سب کو سلام کیا اور کھانے کی میز پر جمع ہو گئے۔

"کیا ہے کھانے میں؟"

باہس بھی حماس کے برابر بیٹھتے ہوئے چہک کر بولا۔

"بریانی۔"

حماس نے ٹرے کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے بولا تو آواز میں ہلکی سی خوشی بھی تھی۔ براق ان کے مسکراتے چہرے دیکھ کر مسکرا دیا۔ کھانے کا آغاز ہو گیا۔

"کل ہماری فلائٹ ہے۔ دوپہر دو بجے کی۔"

براق کے بولنے پر سب کے کھانے سے ہاتھ رک گئے تھے۔

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر براق کو۔

"مطلب یہ آخری ڈنر ہے جو ہم ساتھ کر رہے ہیں۔"

باہس نے کھانے کی جانب اشارہ کر کے جیسے یقین دہائی کی ہو۔اس کی بات پر مصفرہ کا کھانے سے دل اُچاٹ ہو گیا۔وہ اختتامی مراحل سے نہیں گزرنا چاہتی تھی۔

براق نے اسے دیکھا جس کا چہرہ بجھ گیا تھا۔خاموش تو حماس بھی ہو گیا تھا۔اور باہس بھی کچھ بے چین سا تھا۔

"منسا ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔"

باہس کے بولنے کی دیر تھی۔سب نے کھانے سے ہاتھ روک لیے تھے۔سب کے چہروں پر سوگواریت پھیلی۔اس کی کمی تو بے انتہا محسوس ہو رہی تھی۔اور مصفرہ تو تازہ تازہ اس کے غم پر رو کر آئی تھی۔یہ شاید تا عمر کا روگ تھا اب۔

www.novelsclubb.com

انسان کو وقتی غم اتنی تکلیف نہیں دیتا جتنا مستقل غم۔پھر غم سے بڑا غم،اس دکھ اور اذیت کا مستقل ہونا ہوتا ہے۔

"میں چائے بناتی ہوں۔آخری شام میں اچھی سی چائے۔"

مصفرہ کہتی ہوئی میز سے اٹھ گئی تو براق نے اس کے چہرے پر بکھری آدھی ادھوری سی مسکراہٹ دیکھی۔ حماس کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔ان کے لیے چائے ہمیشہ منسا بنایا کرتی تھی۔افففف!! کیا کیا قربانیاں دے ڈالی تھیں۔

پھر وہ کچھ دیر بعد لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ہاتھ میں چائے کے کپ تھے۔

"ابرآش اعوان اس وقت جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے۔اس کی ساٹھ سے ستر فیصد ٹیم بھی پکڑی جاچکی ہے۔باقی کا کام اب فوج کا ہے۔ہمارا فرض مکمل ہو گیا۔"

براق نے سنجیدہ سے لہجے میں ہر چیز بتائی۔

"الحمدللہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ہم نے اس ملک کی حفاظت کرنے میں اپنا کردار ادا کر دیا۔اب مجرموں کو سزا دینا قانون کا کام ہے۔"

براق کی بات پر حماس نے کپ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور جنید کا کیا؟؟؟"

جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ منسا کی موت کا سبب وہ جنید تھا۔تب سے اسے اس جنید سے عجیب سی نفرت محسوس ہو رہی تھی۔اس کا بس چلتا تو وہ اس جنید نامی

www.novelsclubb.com

شخص کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارتا۔ کاش وہ منسا کے لیے اتنا کر سکتا۔

کاش!!

"اسے ابر آش نے تین گولیاں ماری تھیں۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی موت واقع ہو گئی تھی۔"

براق کی بات پر حماس، مصفرہ اور باہس کے چہرے پر اطمینان کا سایہ لہرایا۔ منسا کا قاتل اپنے ہی مالک کے ہاتھوں مرا تھا۔ جس کی ساری عمر پیروی کی، آخر پر اسی نے اسے ختم کر دیا۔ وہ بھی اپنے مخالف کھڑے شخص کی خاطر۔ قدرت کے نظام بھی منفرد اور عجیب ہوتے ہیں۔

"میں آپ لوگوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ لوگوں نے پوری ہمت کے ساتھ میرا اس مشن میں ساتھ دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سی خوبصورت یادیں بھی، جن کے سہارے شاید میں عمریں گزار سکوں۔"

براق نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ مصفرہ کو دیکھتے ہوئے بولا تو حماس اور باہس شرارتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مصفرہ اور براق ان کی

جانب متوجہ نہیں تھے۔وہ مدھم مسکراہٹ سے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔

حماس نے گلہ کھنکھارا تو دونوں ان کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر ان کی شرارتی آنکھوں کو دیکھ کر خجل سے ہو گئے۔

"منسا کی شہادت نے ہم سب کو دکھی کیا ہے لیکن وہ ہم میں سے سب سے خوش قسمت تھی کہ اسے شہادت نصیب ہوئی۔اس لیے ایک دوسرے کو ہنستے چہروں سے الوداع کرنا بہتر رہے گا۔ٹھیک کہانا؟"

براق نے سب سے رائے مانگی تو سب مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئے۔ایک آسودہ مسکراہٹ۔

"شاید ہم پھر ملیں۔۔۔شاید کسی مشن میں؟"

حماس نے کسی امید کے تحت پوچھا تھا۔

"میں تو اسی ماہ کے اندر اندر واپس جا رہا ہوں۔لیکن مجھے آپ لوگ جب بلائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

باہس نے سر جھکا کر حکم کی تعمیل میں کہا تو سب مسکرا دیے۔

"کیوں تم نے ہمیں اپنی شادی پر نہیں بلانا؟"

مصفرہ نے چائے کا گھونٹ بھرنے کے بعد شرارتی لہجے میں استفسار کیا۔

"میرے گھر والے مجھے بلا لیں، یہی بہت ہے۔"

باہس نے ہنستے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے۔

"خیر! بلاؤں گا۔۔ کیوں نہیں بلانا۔ میرا اور ہے ہی کون؟"

باہس نے اموشنل ہوتے لہجے میں کہا تو حماس نے اسے ہنستے ہوئے گلے لگا لیا۔ وہ دونوں ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔

"میں سچ بول رہا ہوں۔ میری عجیب نیچر کی وجہ سے مجھے کوئی دوست نہیں بناتا تھا۔ اور اس مشن کے بعد میرے پاس اتنے خوبصورت دوست ہیں کہ مجھے لگ رہا ہے یہی میری کمائی ہے۔"

باہس کی بات پر سب خوبصورت مسکراہٹ چہروں پر سجائے اسے دیکھنے لگے۔

"کمائی سے یاد آیا۔ کل لاہور پہنچ کر سید ھا ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے۔ کرنل سر سے ملاقات ہے اور تم لوگوں کے پیسے کل تک اکاؤنٹ میں پہنچ جائیں گے۔"

براق کی بات پر حماس نے دانت نکالے تھے۔

"یہ آج کی تاریخ کی سب سے اچھی بات کی ہے تم نے میرے بھائی۔"

اس کی بات پر سب ہنس دیے۔اسی طرح بہت سی باتوں کے ساتھ وہ اپنے اپنے کمروں میں آخری رات گزارنے کے لیے چل دیے۔زیادہ تر باتوں میں منسا کی باتیں تھیں۔لیکن اب کی بار انہوں نے آسودہ ہو کر اس کی باتیں نہیں کی تھیں بلکہ خوشی سے مسکراتے چہروں سے اسے یاد کیا تھا۔

آپ کردار کے منصب پہ نہ تنقید کریں

یہ مصنف کو پتہ،کون کدھر اچھا ہے

========

صبح مسکراتے چہروں کے ساتھ ناشتہ ہوا تھا۔اس کے بعد سب اپنی پیکنگ کرنے کے لیے چل دیے۔مصفرہ نے منسا کی ساری چیزیں اس کے بیگ میں رکھ دی تھیں

www.novelsclubb.com

لیکن اس کا سفید رنگ کا سٹالر اس نے اپنے پاس رکھا تھا۔ اتنا تو وہ حق رکھتی تھی کہ وہ منسا کی کوئی چیز بطور یاد اپنے پاس سنبھال کر رکھ سکے۔

نا چاہتے ہوئے بھی اس کی چیزیں سمیٹتے ہوئے مصفرہ کی آنکھوں میں آنسو جما ہو گئے تھے۔ اس کی نظر اپنے سامان میں موجود ڈرائیر پر پڑی تھی جو وہ دونوں باری باری استعمال کیا کرتے تھے۔

منسا کی جانب والے بیڈ پر بیٹھتی وہ بیڈ پر انگلیاں پھیرتی ہوئی منسا کی اور اپنی باتیں یاد کر رہی تھی جو اس کمرے میں وہ سونے سے پہلے کیا کرتے تھے۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اپنا اور منسا دونوں کا سامان لیے نیچے آگئی جہاں سب پہلے سے موجود اس کا انتظار کر رہے تھے۔ براق نے کمروں کو لاک کیا اور پھر وہ باہس کے کہنے پر ایک بار بیسمںٹ کا چکر لگا آئے۔ مصفرہ کو لگ رہا تھا وہ بہت انمول چیزیں کھونے جا رہی ہے۔ یہ جگہ، یہ گھر، یہ کمرے، یہ چیزیں اور سب سے بڑھ کر یہ لوگ۔۔۔ اسے ایسا کچھ بھی کہیں بھی نہیں ملنے والا۔ وہ جانتی تھی۔ وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔

www.novelsclubb.com

دروازے کے باہر کھڑے ہو کر وہ تینوں لڑکے گاڑی میں سامان رکھنے لگے۔انہیں ابھی ڈیڑھ گھنٹے کا سفر کر کے سرگودھا کے ائیرپورٹ تک جانا تھا۔اس لیے گاڑیوں میں سامان رکھنے لگے۔ براق گھر کا دروازہ بند کر چکا تھا۔وہ مین گیٹ پر کھڑے ہو کر مڑ کر گھر کے دروازے کو دیکھنے لگی اور پھر اس کی بصارت میں وہ منظر چلنے لگے جب اسی گیٹ پر منسا اور مصفرہ ایک دوسرے کے گلے لگی کھڑی تھیں۔وہ ان کے ٹریننگ کے دن تھے۔وہ کتنی پیاری تھی۔ کتنی اچھی باتیں کرتی تھیں۔

"مصفرہ! چلیں؟"

براق کی آواز پر وہ چونکی اور نم آنکھوں کو جھپک کر اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی۔

براق نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ جبکہ مصفرہ پچھلی سیٹ کی جانب بڑھی لیکن حماس اس کے سامنے آگیا۔

"مجھے کچھ دیر سونا ہے، تم فرنٹ سیٹ پر چلی جاؤ میری پیاری بہن۔"

مصفرہ نے اسے گھورا تو وہ مسکرا کر معصومانہ چہرہ اس کے سامنے پیش کر گیا۔ مصفرہ نے آنکھیں گھما کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔ براق جو جھک کر ڈیش بورڈ میں سے کچھ تلاش رہا تھا، مصفرہ کی خوشبو پہچان کر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر مڑ کر حماس اور باہس کو دیکھا جو ایک دوسرے کو تھمس اپ کر رہے تھے۔ جیسے کوئی بہت اچھا کارنامہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

وہ سر جھٹک کر نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

مصفرہ خاموشی سے اس کے ابھرتے ڈمپل دیکھنے لگی۔ حماس اور باہس تو مکمل طور پر ان سے بے نیاز اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ براق نے گاڑی چلا دی تو مصفرہ گہری سانس بھر کر نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

کچھ دیر بعد براق نے بات کا آغاز کیا۔

"تمہارے بارے میں۔۔"

مصفرہ نے آہستہ آواز میں کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"میرے بارے میں کیا؟"

براق سچ میں چونکا تھا۔اس کے چونکنے پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی تھی اور پھر جیسے اپنے الفاظ کی سمجھ آئی۔بات کو بدلنے کے لیے گویا ہوئی۔

"فکر نہ کرو کچھ اچھا نہیں سوچ رہی۔"

اس نے گھور کر کہا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔حماس اور باہس نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آنکھ دبائی۔پھر دوبارہ سے آپس میں مصروف ہو گئے۔

"سچ میں؟"

وہ ہنس کر بولا تو مصفرہ کو اپنا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"جب میں نے تمہیں کیس دیا تھا تب میں تمیں بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔"

براق کی بات پر وہ نظریں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"اور اب؟"

اس کا لہجہ بہت دھیما تھا۔یہاں تک کہ حماس اور باہس کو بھی آواز نہ گئی۔

"اب۔۔۔"

وہ ایک نظر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر اپنی نظریں سڑک پر جما گیا۔وہ خاموش رہا۔مزید کچھ نہ بولا۔ مصفرہ کا جی چاہا وہ دوبارہ پوچھے لیکن عزت نفس کو مد نظر رکھتے ہوئے خاموش رہی۔ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔

ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد مصفرہ نے نیند کی گولی لے لی تھی۔وہ پورا رستہ سوتی آئی تھی۔کیونکہ وہ کل رات بھی سو نہیں پائی تھی تو اب کچھ گھنٹے کی نیند درکار تھی۔ان کی دوبارہ کوئی بات نہ ہو سکی۔ ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سب ملے اور اچھے سے ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھایا گیا۔پھر وہاں سے سب ایک دوسرے کو الوادع کرتے نکل گئے۔البتہ براق نے مصفرہ کو گھر ڈراپ کرنے کی آفر کی تھی جسے وہ قبول کر چکی تھی کیونکہ فلوقت اس کے پاس اپنی گاڑی نہیں تھی۔ مشن سے پہلے بھی اسے آفس کی گاڑی میں ہی پِک کیا گیا تھا۔

"اُفف اپنے شہر میں واپس آکر مجھے احساس ہوا ہے کہ مجھے کتنا پیار ہے لاہور سے۔"

مصفرہ فرنٹ سیٹ کا شیشہ نیچے گرائے، لاہور کی بہتی سڑک کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

"تمہیں بھی لاہور نے اپنی محبت میں گرفتار کر لیا؟"

براق نے مسکراتے لہجے میں، ہوا کی روش پر اس کے اڑتے بالوں کو دیکھ کر بولا تھا۔ جن میں ابھی بھی دو سرخ لٹیں موجود تھیں۔

"محبت تو خیر نہیں لیکن انسیت ہے۔"

وہ ابھی بھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ براق نے ایک نظر اسے دیکھا جو اس وقت سیاہ رنگ کی بیگی جینز پہنے ہوئے تھی۔ سیاہ رنگ کے ٹاپ کے اوپر سفید کھلی بٹنوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ سفید رنگ کا سٹالر اس کے گلے میں تھا جو شاید منسا کا تھا۔ بالوں کو ہائی ٹیل میں باندھا ہوا تھا جو سفر کی وجہ سے اور پورے دن کی مسافت کے بعد اب ڈھیلی ہو چکی تھی، اسی لیے کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"محبت کیوں ں ہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کے سراپے سے نظریں چرا کر سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ڈر لگتا ہے محبت کرنے سے۔"

آواز مدھم تھی۔ چہرہ ابھی بھی کھڑکی کے پار تھا۔

"محبت کرنے سے کیوں ڈرتی ہو؟"

اس نے کھڑکی سے باہر جھانک کر عمارتوں کو گزرتے ہوئے دیکھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔

مصفرہ نے شیشے کے ساتھ ٹیک لگائی اور خاموشی سے آہ بھری۔ ایک سرد اور ٹھنڈی آہ۔

"میں اپنے دل کو کسی کے سامنے رکھنے سے ڈرتی ہوں جو اسے ٹکڑوں میں واپس میرے حوالے کر دے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ میں کتنی بار اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں کہ میں اس محبت کی مستحق ہوں جس کے بارے میں میں محسوس کرتی ہوں، محبت میں ہونے کا خیال ہی مجھے خوفزدہ کرتا ہے کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو جس سے پلٹنے کی کوئی راہ نہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آواز بہت مدھم تھی۔آہستہ سی۔

"میرے ہر ہر جذبے میں شدت ہے۔اور ہر شدت والا جذبہ انسان کو توڑ دیتا ہے۔
شاید میرے جیسی سے محبت کرنا بہت مشکل ہے۔"

براق کی گرفت اسٹیئرنگ کے گرد مضبوط ہوگئی،جبڑے سخت ہوگئے۔اس نے اپنے آپ کو کچھ کہنے سے روکا جس پر اسے بعد میں افسوس ہوا اور ہلکا سا بڑبڑایا۔

"شاید۔"

حالانکہ وہ کہنا چاہتا تھا کہ تم جیسی لڑکی سراپہ محبت ہے۔محبت کے لیے یہ نہیں دیکھا جاتا کی محبوب کیسا ہے اور کیوں ہے۔بس محبوب ہے اور دل کے قریب ہے۔فقط یہی محبت کے تقاضے ہوتے ہیں۔اور اس کے نزدیک وہ دنیا کی ساری محبتوں کی مستحق لڑکی تھی۔وہ خاموش رہا۔وہ کبھی بتائے گا اسے کہ وہ کتنی محبتوں کی مستحق ہے۔وہ کس قدر سراپہ محبت ہے۔لیکن ابھی کے لیے وہ خاموش رہا۔

پھر اسے دروازے کے باہر چھوڑ کر وہ تب تک نہ گیا۔جب تک کہ مصفرہ کے کمرے کی کھڑکی سے لائیٹ جلنے کا معلوم نہ ہو گیا۔گہری سانس بھرتا وہ خاموشی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے گاڑی موڑ گیا۔ وہ بہت جلد دوبارہ آئے گا۔ تب تک کے لیے مصفرہ کو کچھ وقت اکیلا چھوڑنا بہتر تھا کیونکہ منسا کی موت کے بعد وہ کھل کر روئی نہیں تھی۔ اور اب لاہور آکر۔ تنہائی میں اسے وقت درکار تھا۔

ایک شہزادی نے پوچھا ہے رہائش کے لئے.!!
دل میں رہنا ہو تو رہنے کا کرایہ کیا ہے!!

اُس کو شاید یہ بتایا نہیں کم ظرفوں نے
عشق انسان نگل جاتا ہے سایہ کیا ہے.!!.

==========

ان پانچ لوگوں کی ان تھک محنت کے بعد وہ اس مشن میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ابرآش اور باقی لوگ جو اس کام میں ملوث تھے، وہ سلاخوں کے پیچھے تھے۔ مقدمے چلنے تھے۔ اور ثبوت پیش کیے جانے تھے۔ لیکن اب ان سب میں مزید ان چاروں کا کوئی کام نہیں تھا۔ وہ سب اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ رہے

تھے۔ باہس فلوقت اسلام آباد میں رہائش پذیر تھااور وہاں سے ایک ماہ کے اندر اندر وہ واپس جارہا تھا۔ پاکستان سے دور۔

جب براق اسے گھر چھوڑ کر گیا تو مصفرہ بے جان قدموں سے اپنے کمرے تک پہنچی۔ نہا دھو کر فریش ہوتی وہ اپنا سامان ان پیک کر گئی۔ منسا کا سامان اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ وہ بستر پر لیٹی تو یوں محسوس ہوا کہ ایک لمبی مسافت طے کر کے واپس آئی ہو۔ گھر کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ پہلے اسے اسی خاموشی میں سکون محسوس ہوتا تھا۔ اس نے نیند کی گولی کھائی اور تب تک پورے گھر کا ایک چکر لگا آئی۔ چھت کے پودے سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے۔ گھر میں گرد ہی گرد موجود تھی۔ حالانکہ وہ کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے گئی تھی لیکن یہ مٹی ہر جگہ سے اپنا رستہ بنا لیتی ہے۔ جب نیند کی گولی نے اثر دکھانا شروع کیا تو وہ تھک ہار کر بستر پر آلیٹی۔ آنکھیں بند کرنے پر براق کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گزرا۔ اس کا ڈمپل۔ اس کی مسکراہٹ۔ اس کی آواز۔ اس نے سر جھٹک کر موبائل اٹھایا اور حماس کو

کال کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن وقت دیکھ کر وہ موبائل رکھ گئی اور پھر براق کو سوچتے ہوئے نیند کی آغوش میں پناہ لے لی۔

==============

دو ہفتے گزر چکے تھے۔ ہر کوئی اپنی روٹین میں آچکا تھا۔ باہس بھی واپس چلا گیا۔ اور جانے سے پہلے ان سے ملنے لاہور آیا تھا۔ وہ پہلا موقع تھا جب اس مشن کے بعد ان کی ملاقات ہوئی تھی لیکن اس ملاقات میں براق موجود نہیں تھا۔ وہ تینوں لاہور کے ایک اچھے ریسٹورنٹ میں ملے تھے اور بہت سی خوش گپیوں کے بعد باہس کو الوادع کرنے ائیر پورٹ تک آئے تھے۔ وہ تینوں ائیر پورٹ سے پہلے منسا کی قبر پر بھی گئے تھا اور اس کی والدہ سے بھی ملے۔ وہاں سے حماس اسے چھوڑنے اس کے گھر آیا۔ وہ دونوں باتوں میں مصروف تھے۔

"جب ٹریننگ کے دن تھے تو میں، منسا اور باہس روتے تھے کہ بھلا اتنی سخت ٹریننگ بھی کیوں لیکن پھر مشن کے بعد احساس ہوا کہ اگر وہ ٹریننگ نہ کی ہوتی تو ہم اتنے مضبوط نہ ہوتے اور شاید کبھی مشن پورا نہ کر پاتے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ مسکرا کر بول رہی تھی۔ وہ ان گنے چنے لوگوں کے ساتھ کھل کر بولتی تھی۔ اس کی جھجھک جو بہت شروع میں تھی وہ اب کہیں نہیں تھی۔ حماس بھی مسکرا کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہماری ہر بات میں منسا کا ذکر آجاتا ہے۔"

حماس نے آسودہ مسکراہٹ سے کہا۔ مصفرہ بھی بے بسی سے مسکرا دی۔

"میری سب سے پہلی دوست تھی وہ۔ تمہیں پتا ہے میری کبھی کسی سے دوستی نہیں رہی۔ سکول میں پھر بھی کلاس کی کچھ لڑکیوں کے ساتھ اچھی بات چیت تھی لیکن اس کے بعد تو میں بالکل ہی خاموش بچی بن کر ایک کونے میں ہو کر بیٹھ جاتی تھی۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کچھ یاد کر کے بول رہی تھی۔ ماضی کا ذکر اذیت کا سبب تھا لیکن وہ بات کا رخ بدلنا چاہتی تھی۔ اسی طرح وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے مصفرہ کے گھر تک پہنچ گئے۔

"آجاؤ اندر۔ چائے پیتے ہیں۔"

مصفرہ نے خوش دلی سے اسے انوائیٹ کیا تو وہ انکار کر گیا جس پر اس نے حماس کے کان کھینچے۔

"عزت سے گاڑی سے نکلو اور اندر آؤ۔اتنی دیر بعد ملیں ہیں، کچھ باتیں ہی ہو جائیں گی۔"

وہ اس کے رعب سے کہنے پر ہنس کر گاڑی سے اتر گیا۔اسے سچ میں لگا تھا جیسے اس کی بڑی بہن اس پر رعب جھاڑ کر اسے حکم سنا رہی ہو۔اندر آکر وہ سامان لاؤنج میں کے صوفوں پر رکھتی، سیدھا اوپن کچن میں آگئی تو حماس بھی اس کے پیچھے ہی کچن کاؤنٹر پر آکر بیٹھ گیا۔پھر چائے بنانے کے دوران ہی باتیں ہوتی رہیں۔

موسم کچھ بہتر تھا تو وہ چائے کے مگ تھام کر چھت پر آبیٹھے۔ارد گرد تازہ لگے پودے تھے کیونکہ مصفرہ نے ان کی کانٹ چھانٹ کر کے نئے پودے لگائے تھے۔

"تمہارا ابراق سے کوئی رابطہ ہوا؟"

حماس نے کپ لبوں کو لگاتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔مصفرہ اپنے جھولے میں اور حماس سامنے موجود کرسی پر۔اس کے ذکر پر مصفرہ کے دل نے یوں جیسے رفتار پکڑی تھی۔

"نہیں! کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

وہ اداس سی بولی۔حماس نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جو براق کے ذکر پر چمکا تھا اور پھر جواب دیتے ہوئے مدھم سا بجھ گیا۔

"وہ ابھی تک اسی سلسلے میں کرنل کے انڈر ہے۔دو ہفتوں سے گھر بھی نہیں آیا۔نا جانے کس شہر میں ہے۔دو منٹ کے لیے فون کر کے اپنی خیریت بتا دیتا ہے اور بس۔"

www.novelsclubb.com

حماس بھی نرم لہجے میں اسے بتا رہا تھا۔شام کے سائے ڈھلنے والے تھے۔وہ عصر کا وقت تھا۔اور مدھم سی ہوائیں چل رہی تھی۔اکتوبر اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا،اس لیے ہلکی ہلکی سردی بھی آگئی تھی۔لیکن شہر لاہور میں اس سردی کو کوئی سردی سمجھتا ہی نہیں تھا۔

جب مصفرہ نے جواب نہ دیا تو وہ اداس سا مسکرا دیا۔وہ سر اٹھائے آسمان کو دیکھ رہی تھی اور ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔ایک سفید سٹالر اس کے گلے میں موجود تھا۔حماس پہنچانتا تھا وہ کس کا ہے۔

"مصفرہ!"

وہ اس کے پکارنے پر اس کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"ایک بات کہوں؟"

وہ جھجھکا تھا۔

"ہاں ہاں بولو۔"

وہ مکمل اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"محبت اگر ہو جائے تو اسے جھٹلایا نہیں کرتے۔اور اگر قبول کر لو تو پھر اظہار ضروری ہوتا ہے۔"

مصفرہ اس کی بات پر خاموش ہو گئی۔ نظریں جھکا کر ہاتھ میں تھامے مگ کو دیکھنے لگی۔وہ جانتا تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔سب جانتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مشن کے بعد اس نے کوئی رابطہ نہیں رکھا۔ تو میں کیا کر سکتی ہوں۔"

ایک گہرا سانس بھر کے کہا۔

"اس نے رابطہ نہیں رکھا تو تم پہل کر لو۔"

حماس نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے مشورہ دیا۔

"میں پہل کرنے سے ڈرتی ہوں۔ اس نے انکار کر دیا تو؟؟ میں تو پہلے ہی رشتوں کی کمی کا شکار ہوں۔ اس نے انکار کر دیا تو جوان دیکھا سا ایک رشتہ بن چکا ہے کہیں وہ بھی ختم نہ ہو جائے۔"

مصفرہ نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے آہستہ سے بولا تو حماس سر نفی میں ہلا گیا۔

"وہ انکار کیوں کرے گا؟ تمہیں معلوم ہے وہ جب جب کال کرتا ہے۔ سب سے پہلے میری خیریت پوچھتا ہے۔ پھر اپنی خیریت بتاتا ہے اور اس کا اگلا سوال ہوتا ہے 'مصفرہ سے بات ہوئی؟ ٹھیک ہے وہ؟ کیسی ہے؟ آج کل کیا کر رہی ہے؟' اس کے علاوہ اس کے پاس بات کرنے کو کچھ نہیں ہوتا۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ اس کی بات پر حیرت سے آنکھیں کھولے اسے دیکھے گئی۔

"کیا سچ میں؟"

اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ کسی کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔

"ہاں میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔"

"پھر وہ مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کرتا؟"

یہی وہ سوال تھا جو اس کے ذہن کی پرتوں پر کب سے چپکا ہوا تھا۔

"میں نے بولا تھا ایک بار اسے۔اس نے جواباً کہا کہ میں مصفرہ کے کفرٹ زون کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔اگر اسے میرا رابطہ کرنا اچھا نہ لگا تو؟"

اس کی بات پر مصفرہ بے ساختہ ہنس دی۔

"افف خدایا!! اس شخص کو ابھی بھی لگتا ہے کہ یہ میرے کفرٹ زون میں نہیں ہے۔دل تو چاہ رہا اس کے کان کھینچوں!"

مصفرہ کے ہنس کے بولنے پر حماس بھی ہنس دیا۔اور تبھی حماس کا فون بجا تھا جس نے ماحول کے سکوت کو توڑا۔

www.novelsclubb.com

حماس نے فون کی سکرین دیکھی اور مسکرا کر مصفرہ کی جانب کر دی۔

"Ya Hakim calling."

مصفرہ نے پڑھا لیکن اچنبے سے دیکھنے لگی کہ کون؟ حماس نے نفی میں سر ہلا کر فون اٹھایا۔اور اسے خاموش رہنے کا بولا۔

"اسلام علیکم ! کیسے ہو؟"

براق کی سنجیدہ سی آواز۔ساتھ میں کچھ کھٹ پٹ کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔جیسے وہ مصروف ہو۔۔اس کی آواز کافی دنوں کے بعد سننے کو ملی تو مصفرہ کو لگا کسی نے اسے زندگی کی نوید سنائی ہے۔

"میں ٹھیک۔تم کیسے ہو جان جہان۔"

حماس نے فل ٹھرکیوں کے طرح بولا تو مصفرہ نے بمشکل اپنا قہقہ دبایا۔وہ متوجہ ہو کر ان کی گفتگو سننے لگی۔فون سپیکر پر ہونے کی وجہ سے وہ دوسری جانب سے ہوتی کھٹ پٹ کو بخوبی سن سکتی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔ مصروف تھا زرا اس لیے دو دن سے کال نہیں کر سکا۔ مصفرہ سے رابطہ ہوا؟"

اس کے پوچھنے پر حماس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی اور مصفرہ کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا میں سچ کہہ رہا تھا۔ مصفرہ مسکرا دی۔

"ہاں رابطے میں ہی ہیں۔"

"کیسی ہے وہ؟ ٹھیک ہے؟"

اب کی بار آواز میں نرمی تھی۔ مصفرہ نے حماس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور کہنے لگی۔

"یہ مجھ سے خود کیوں نہیں پوچھ لیتے براق مرزا!"

مصفرہ کی آواز پر براق جو اپنے کام میں مصروف تھا اس کا ہاتھ رک گیا۔ مصفرہ کو کھٹ پٹ کی آوازیں آنا بند ہو گئی۔ وہ ساکت ہوا تھا۔ کتنے دنوں بعد وہ یہ آواز سن

www.novelsclubb.com

رہا تھا۔ دو ہفتوں کی تھکاوٹ جیسے یکدم ایک سیکنڈ میں ذائل ہوئی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

"دو دن بعد لاہور آرہا ہوں۔ پھر مل کر خیریت پوچھ لوں گا۔ اگر تم اجازت دو تو؟"

وہ شاید اب مسکرا رہا تھا۔ ساتھ کوئی کام بھی نہیں کر رہا تھا۔ مصفرہ کو یہ توجہ اچھی لگی۔

"اب اتنا کہہ رہے ہو تو مان جاتی ہوں۔ مجھے وقت اور جگہ بتا دینا۔"

مصفرہ بھی مسکرا کر بول رہی تھی۔ یوں لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ کئی دنوں بعد بات کر رہے تھے۔

"میں تمہیں پک کر لوں گا۔"

وہ اس کی بات پر مسکرا دی۔ پاس موجود موتیے کے پودے سے پھولوں کی خوشبو اٹھ کر فضا میں گھل گئی۔ ماحول ہلکا پھلکا ہو گیا۔ کچھ دنوں سے موجود دل پر رکھا بوجھ بھی ہلکا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"فون رکھتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا۔"

براق نے نرم سی آواز میں بولا۔ یہ نرمی خود بخود اس کی آواز کا حصہ بن جایا کرتی تھی جب جب وہ اس سے بات کرتا تھا۔

مانا کہ ہم ادب سے بات نہیں کرتے
پر یہ مانو مطلب سے بات نہیں کرتے

یہ نرم لہجہ پیاری باتیں سب تیرے لیے ہیں
ہم اس لہجے میں سب سے بات نہیں کرتے

www.novelsclubb.com

مصفرہ بھی خدا حافظ کہتی فون حماس کی جانب بڑھا گئی جو چمکتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور شرارت سے گنگنانے لگا۔ مصفرہ نے خجل سا ہوتے ہوئے اس کے کندھے پر مکا جڑا تو وہ ہنس دیا۔ وہ منسا کے بعد کم ہی کھل کر ہنسا کرتا تھا۔ مصفرہ جانتی تھی اس کے دل کا زخم۔ لیکن وہ یہ بات چھیڑ کر اس کے زخم کو ہرا نہیں کرنا

چاہتی تھی۔ پھر کچھ دیر کی مزید باتوں کے بعد حماس چلا گیا تو مصفرہ بھی بسیمنٹ میں اپنے آفس میں آگئی۔ کچھ دیر کام کرنے کے بعد اس کا فوکس نہ بنا تو وہ اٹھ گئی۔ مغرب کی نماز ادا کر کے جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سب سے پہلے منسا کی یاد آئی۔ پھر نماز کے بعد وہ بستر پر آلیٹی۔ سوچا رات کے کھانے کے لیے کچھ بنائے لیکن کیا۔۔۔ یہی سوچتے ہوئے وہ کچن میں آگئی اور کچھ ہلکا پھلکا سا اپنے لیے بنانے لگی۔ لاؤنج میں ٹی وی آن کے کر کوئی سیریز لگائی اور کھانا کھاتے ہوئے دیکھنے لگی۔ تبھی اس کے موبائل پر میسج جگمگایا۔

مصفرہ نظر انداز کر دیتی اگر وہ سکرین پر نام نہ پڑھتی۔

وئیرڈو۔

اس نے ابھی تک نام نہیں بدلا تھا۔ صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھتی میز سے موبائل اٹھا گئی۔

"پرسوں چار بجے تک تیار رہنا۔

I will pick you up at sharp 4’o clock.”

مصفرہ نے مسکرا کر اوکے لکھ دیا۔جو دل کئی دنوں سے تنہا تنہا محسوس کر رہا تھا اب بہتر ہونے لگا۔آج نیند بھی سکون سے آنے والی تھی۔

بستر پر لیٹ کر کچھ خیالات اس کے دماغ میں گردش کرنے لگے۔ان سکیوریٹیز نے دماغ پر وزن ڈالنا شروع کر دیا تو دل کا بوجھ پھر سے بڑھنے لگا۔

لوگ محبت ہو جانے کے احساس کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا احساس ہے جیسے کسی سخت اور کھردرے ہاتھ پر کسی نرم ہاتھ کے لمس کا ہونا۔لیکن مصفرہ کو لگتا تھا کہ محبت کسی اور چیز کا احساس بھی ہے۔۔۔۔کسی گہری تاریکی اور سائے کا احساس اور ایک خوف۔ایک ڈر کا احساس۔

پیار کے بدلے میں پیار نہ ملنے کا خوف کیونکہ اسے لگتا تھا کوئی اس سے محبت نہیں کر سکتا یا وہ محبتوں کی مستحق نہیں ہے۔

کسی کے سامنے دل کھول کر رکھنے کے بعد اسی انسان کا ہمارے زخموں پر نمک پھینکنے کا خوف۔

www.novelsclubb.com

کسی کو ٹوٹ کر چاہنے کا خوف۔

اتنا ٹوٹ کے چاہنے کا کہ ہمیں ڈر ہو وہ ہمیں ہمارے زخموں کی وجہ سے چھوڑ نہ جائے۔

اور جب زخم کھول کر ان کے سامنے رکھیں جائیں تو دوسرے کی محبت ختم ہو جانے کا خوف۔

کسی کو ساری ذات کے راز دینے اور اس پر اتنا گہرا بھروسہ کرنے کا خوف۔

کھونے کا خوف، کیونکہ جن چیزوں سے مصفرہ محبت کرتی تھی وہ انہیں کبھی نہیں رکھ سکتی تھی۔

اسے لگتا تھا کہ محبت خوفناک ہے، خطرہ ہے، دل کے ساتھ جوا ہے۔

تو یہ سب ایک خوف سے شروع ہوتا ہے، اس خوف سے کہ محبت ہمیں توڑ سکتی ہے۔

ہر کہانی کے انجام سے ڈر لگتا ہے

مجھے اپنوں کے بچھڑنے سے ڈر لگتا ہے
وہ لڑکی ہوں جو کسی کے دکھ سے رو جاتی ہے
اپنے دکھوں کے بڑھنے سے ڈر لگتا ہے
میں نے سنا ہے کوئی ویسا نہیں رہتا
مجھے رشتوں کے بدلنے سے ڈر لگتا ہے
میں نے بچپن سے اپنی ہر قیمتی چیز کھوئی ہے
مجھے اپنی پسندیدہ چیزوں سے ڈر لگتا ہے
میں نے دیکھا ہے سبھی وقتی تعلق ہیں یہاں
مجھے وقت کے بدل جانے سے ڈر لگتا ہے
میں اپنی اداسی سے بہت مشکل سے نکلی ہوں
مجھے ان تکلیف دہ لمحوں سے ڈر لگتا ہے
اپنی خاطر جو کئی گھر اجاڑ دیتے ہیں
مجھے ان بے ظرف ضمیروں سے ڈر لگتا ہے۔

www.novelsclubb.com

==============

وہ نیوی بلیو قمیض کے ساتھ سفید کیپری پہنے، گلے میں منسا کا سفید دوپٹہ ڈالے بالوں کو آدھا باندھے اور آدھا کھلا چھوڑے، نیوی بلیو ہی سینڈل پاؤں میں پہنے خوبصورت لگ رہی تھی۔ پہلی بار اس نے شلوار قمیص پہنی تھی۔ وہ بھی اتنے لمبے عرصے بعد۔ اس کے پاس بہت سی شلوار قمیضیں تھیں۔ وہ پہنتی بھی تھی لیکن کم و بیش۔ آج نا جانے کیوں وہ کچھ الگ سا تیار ہونا چاہتی تھی، اس لیے شلوار قمیص پہن لی۔

اس وقت وہ براق سے کچھ فاصلے پر ایک پتھر پر بیٹھی تھی۔ اسی نے اسے گھر سے پک کیا تھا۔ دونوں کے چہروں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔

وہ دونوں کچھ فاصلے پر پتھروں پر بیٹھے سامنے موجود مصنوعی جھیل کو دیکھ رہے تھے۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ آس پاس پارک سا بنا تھا جہاں اکا دکا لوگ تھے۔

"تو اب بتاؤ کیوں بلایا ہے؟"

مصفرہ نے اسے دیکھ کر بولا جو سامنے پانی کو دیکھ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بلایا نہیں ہے۔لے کر آیا ہوں سرکار۔"

وہ مسکرا کر بولا تو مصفرہ اس کے طرز تخاطب پر ہنس دی۔

"کیا بات کرنی تھی؟"

وہ ہنستے ہوئے دوبارہ بولی تو براق اسے دیکھے گیا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ کتنی سجتی تھی، یہ کوئی اس سے پوچھتا۔

"کر لیتے ہیں بات بھی ڈئیر کزن۔"

وہ مسکراہٹ دبائے بولا تو مصفرہ نے اچنبے سے اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ تم میرا سر نہیں پھاڑو گی۔"

براق نے ڈرتے لہجے میں کہا تو مصفرہ ابرو کنفیوز سے انداز میں اٹھاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔

"بول بھی چکو۔"

مصفرہ نے گھور کر کہا تو براق اسے دیکھے گیا۔

"تمہاری بھوری آنکھیں تمہارے بابا سے ملتی ہیں نا؟"

براق کے کہنے پر وہ چونکی۔اس کی جانب مکمل طور پر متوجہ ہوئی جو ایک ٹانگ موڑے،اور دوسری سیدھی کیے پتھر پر مزے سے بیٹھا تھا۔

"براق اب بول بھی دو۔"

"اور تمہارے بال بالکل پھوپھو کی طرح کے ہیں۔"

وہ اس کے کمر پر بکھرے ہوئے بھورے بال دیکھ کر بول رہا تھا۔

"پھوپھو؟"

مصفرہ کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"ہاں! تمہاری ماما میری پھوپھو لگتی تھیں۔"

وہ بڑے مزے سے بول رہا تھا جیسے مزاق کر رہا ہو۔

"ایک منٹ۔ایک منٹ!! کیا بولی جا رہے ہو؟"

مصفرہ حیرت سے کھڑی ہو گئی تو وہ مسکرا کر اس کے حیران چہرے کو سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"تم مجھے بھول گئی فری۔ دیکھ لو میں تمہیں نہیں بھولا۔"

اور مصفرہ کو لگا اس کی ساری یاداشت لوٹ آئی ہو۔ وہ بچپن میں بہت پیچھے بہت پیچھے دو لڑکوں کے ساتھ کھیلتی ہوئی نظر آئی۔ اور وہ نام۔۔۔ فری۔۔۔ ہاں اسے یاد آیا، کوئی اس نام سے اسے پکارا کرتا تھا۔ لیکن کون؟ اس کی بصارت دھندلا گئی۔ اسے مزید کچھ یاد نہ آیا۔ کچھ ٹوٹی پھوٹی یادیں تھیں جواب مندمل ہو چکی تھیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

مصفرہ حیرت سے ششدر بولی۔ براق نے اس کی کلائی تھام کر دوبارہ اسے پتھر پر بٹھایا اور اس کا ہاتھ چھوڑ گیا۔ وہ آج اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس کی نظریں بار بار اس کے سراپے پر جا رہی تھیں۔ لیکن وہ بمشکل نظروں کا تعاقب سامنے کرتا تھا۔ تا کہ مصفرہ اس کے ساتھ غیر آرام دہ محسوس نہ کرے۔

"ہم نے تمہارے بابا کی ڈیتھ کے بعد تمہیں ڈھونڈھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ اور ہم پاکستان تب لوٹے جب بابا کی بھی ڈیتھ ہو گئی۔"

وہ آہستہ سے بتا رہا تھا۔

"انکل کی ڈیتھ؟"

وہ حیران سی پوچھ رہی تھی۔اسے تو ہضم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے کوئی رشتے دار کوئی جاننے والا جو اس کے حق میں ہو، وہ اس کے ساتھ تھا۔اور وہ بھی براق مرزا۔ اس نے تو کبھی مر کر بھی نہیں سوچا تھا کہ حماس اور براق اس کے حقیقی کزن نکلیں گے۔

"ہاں۔جس روز تم نے ہمیں فون کیے تھے۔اس روز میری ممی کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ تمہیں یاد ہو شاید کہ وہ بہت بیمار تھیں۔انہی کے علاج کے لیے ہم امریکا تھے۔ان کی ڈیتھ کے پانچ سال بعد بابا کی بھی ڈیتھ ہو گئی تو میں اور حماس واپس پاکستان آ گئے۔تب ہمارے پاس بھی کوئی نہیں تھا۔پاکستان میں صرف ہم پھوپھا کو اور تمہیں جانتے تھے۔ہم نے تمہیں ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی اور تب معلوم ہوا کہ انکل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور ہسپتال کی رپورٹ میں معلوم ہوا کہ تم گمشدہ ہو گئی اس رات سے۔ہم نے ڈھونڈا تھا تمہیں مصفرہ۔تم کئی سالوں تک ہمیں نہیں ملی۔"

www.novelsclubb.com

وہ بول رہا تھا اور مصفرہ ششدر سی سن رہی تھی۔

"میں تمہیں بھولا نہیں تھا۔نہ ہم نے تمہیں فراموش کیا تھا۔بس تب ہم چھوٹے تھے اور ہماری اتنی پہنچ نہیں تھی کہ معلومات نکلوا سکتے۔اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں اور اپنے کیریر بنانے میں ہمیں اتنا وقت لگ گیا لیکن میں تب بھی تمہیں ڈھونڈا کرتا تھا۔"

وہ سامنے بہتے پانی کو دیکھ رہا تھا اور مصفرہ کو لگا جیسے اس کی ساری زندگی ایک گمشدہ بچے کی طرح گزر گئی ہے۔

"پھر تمہیں کب معلوم ہوا؟"

"جب مجھے کیس ملا تو میں نے تم سب پر ریسرچ کی۔تمہارے نام کے ساتھ 'مغل' دیکھ۔کر مجھے یکدم تمہاری یاد آئی لیکن میں تب تک امید کھو چکا تھا۔جب تمہارے بارے میں معلومات نکلوائی تو مجھ شک ہونے لگا کہ شاید کیا معلوم تم وہی مصفرہ ہو جسے میں کئی سالوں سے تلاش کر رہا ہوں۔"

براق بات کے آخر پر مدھم سا مسکرایا تھا۔ مصفرہ اس کے ڈمپل دیکھتی مسکرا بھی نہ سکی۔ وہ اتنی ششدر اور حیران تھی۔

"پھر میں نے جب ہسپتال کے ڈیٹے کو تمہارے ڈیٹے سے میچ کیا اور نقطے سے نقطے جوڑے تو مجھے معلوم ہوا کہ تم وہی ہو۔ فری۔ میری بچپن کی دوست۔ میری اکلوتی پھوپھو کی اکلوتی نشانی۔"

مصفرہ کی آنکھوں نے نمی پکڑنا شروع کی۔ براق اب چہرہ اٹھائے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی آنکھیں نم ہوں گی اور وہ اس کی نم آنکھیں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اسے تکلیف ہوتی تھی۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

مصفرہ نے نم لہجے میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ تمہیں میں یاد ہوں یا نہیں۔ مشن کے دوران میں رشتوں کو لا کر تمہیں کمزور بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے مشن کے بعد تمہیں بتانے کا ارادہ کیا۔"

وہ اب ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو کچھ تصاویر بنانے میں مصروف تھے تو کچھ خوش گپیوں میں۔البتہ مصفرہ صرف اسے دیکھ رہی تھی۔

"حماس جانتا ہے؟"

"نہیں وہ نہیں جانتا۔اسے بھی اسی لیے نہیں بتایا۔ان فیکٹ اسے ابھی بھی معلوم نہیں ہے۔"

براق ہلکا سا ہنس کر بولا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"تمیں مجھے بتانا چاہیے تھا۔"

مصفرہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ کر بولا تو وہ نظروں کا رخ اس کی جانب پھیر گیا۔بھوری آنکھوں سے سرمئی آنکھیں ٹکرائیں۔

"ابھی بتا تو رہا ہوں۔"

وہ اس کی بات پر ہلا جھکا کر ہنس دی۔واقعی وہ بتا تو رہا تھا۔

"یکدم سے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے محافظ ہیں کوئی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ کے مدھم لہجے میں کہنے پر وہ مسکرا گیا۔اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔ مصفرہ نے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔وہ بہت نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔بہت محبت سے۔ناجانے اس لمحے کے فسوں میں کیا تھا کہ مصفرہ بے ساختہ بول اٹھی۔

""مجھے تم نے ایک وعدہ دیا تھا، تم دوبارہ مجھے کچھ وعدے دوگے ؟"

وہ ابھی بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں !"

"میں بہت سی چیزیں نہیں سمجھ پاتی۔"

وہ مدھم سے لہجے میں بولی تو وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں سب سمجھا دوں گا۔"

ابھی بھی دونوں نے نظریں نہیں پھیری تھی۔

"مجھے غصہ بہت آتا ہے۔"

وہ ہلا سا مسکرا کر بولی۔

"میں تمہارے غصے میں پیار ڈھونڈ لوں گا۔"

وہ بھی مسکرا کر گویا ہوا۔

"میں کبھی کبھار بہت کمزور ہو جاتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی تھی۔

"میں ہمیشہ تمہیں سہارا دوں گا۔"

چمکتی آنکھوں سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر یقین دلایا گیا۔

"میں سوچوں میں الجھی رہتی ہوں۔"

وہ ایک اور مسئلہ پیش کر رہی تھی۔

"میں تمہیں سوچوں کے بھنور سے ہاتھ کھینچ کر نکال لوں گا۔"

اسے اس کے مسئلے کا حل دے دیا گیا۔

"مجھے رونے کی عادت ہے جب میں کمزور پڑ جاؤں تو۔"

وہ آنکھوں میں اترتی نمی چھپائے بغیر گویا ہوئی۔

"تو آنسو صاف کرنے کے لیے تمہیں اپنا کاندھا دے سکتا ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے اپنے بائیں کندھے کی جانب اشارہ کر کے بولا جو مصفرہ کی جانب تھا۔وہ نم آنکھوں سے ہنس دی۔

"میں تھوڑی بیوقوف اور پاگل ہوں۔"

وہ نم آنکھوں کے ساتھ چہرے پر مسکراہٹ لیے بولی۔

"میں تمہاری ساری بیوقوفیوں پر ہنس دیا کروں گا۔"

اس نے بھی تسلی دی۔

"اگر میں کبھی غلط ہو جاؤں تو؟"

بڑے مان سے پوچھا گیا۔

"تم صحیح کب ہوتی ہو؟"

بڑی صفائی سے جواب آیا۔

وہ دونوں ہنس دیے اور مصفرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔وہ خوشی کے آنسو تھے یا پھر کس چیز کے۔وہ نہیں جانتا تھا۔بس آنسو تھے۔بہہ گئے۔اور اب بہہ گئے تو پھر کیا سوال وجواب کرنے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھ سے شادی کرو گے؟"

مصفرہ نے بے ساختہ پوچھا۔ براق بری طرح چونکا۔ پھر خوشگوار حیرت سے مکمل اس کی جانب مڑا۔

"کیا ہاں کے علاوہ کوئی آپشن ہے میرے پاس؟"

گہری مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کیا تو وہ نم آنکھوں سے ہنس کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"بالکل نہیں!"

"تو بس پھر دن اور تاریخ بتاؤ۔"

براق نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ گہری مسکراہٹ لیے بولا تو مصفرہ اس کی خوشی پر ہنس دی۔

"یہ پہلا نکاح ہوگا جس میں لڑکی پرپوز کر رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے ہنستے ہوئے بولا تھا۔وہ دونوں اب پتھروں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔کیونکہ شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔اور پرندے اپنے گھروں کو لوٹتے ہوئے چہچہا رہے تھے۔

"آخر ہینڈ سم ہی اتنا ہوں۔"

وہ ہنس کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تو مصفرہ نے پہلے اسے گھورا اور پھر خود بھی ہنس دی۔

"بہت سی چیزیں ہیں جو تم میرے بارے میں نہیں جانتے۔"

مصفرہ نے ساتھ چلتے ہوئے بالوں کو پیچھے پھینکتے ہوئے بولا۔

"تمہیں لگتا ہے مصفرہ مجھے فرق پڑتا ہے؟"

دور کھڑی جھیل کا پانی انہیں دور جاتا دیکھ رہا تھا۔درختوں پر لوٹتے پرندے بھی مسکرا کر انہیں دیکھنے لگے۔

وہ دونوں مسکرا کر باتیں کرتے ہوئے وہاں سے جا رہے تھے۔اور مسکراہٹیں ان کے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ اس پر بھروسہ کر رہی تھی۔اندھا اعتبار۔اگر محبت بھروسہ مانگتی ہے تو وہ کر رہی تھی۔وہ اس محبت کے انجام سے واقف نہیں تھی لیکن وہ ایک بار دل کی مان لینا چاہتی تھی۔

براق مرزا جو اپنی بات کرتے ہوئے جھجھک رہا تھ وہ بات مصفرہ نے کر دی تھی۔ اور اتنی اچانک کی تھی کہ دل کی دھڑکن کچھ لمحوں کے لیے رکی لیکن پھر جیسے دل رقص کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو براق نے بھی دل کی آواز پر لبیک بول کر اپنی محبت پر ایمان لانا فرض سمجھا۔

اک خوبرو حسینہ جو مجھ پر تباہ تھی
رنگوں میں یوں ڈھلی تھی جیسے کوسہ کزہ تھی

میں چاہتا تھا اس کو یہ بتلا کے دیکھ لوں
نادان اس حسین کو سمجھا کے دیکھ لوں

میں نے اسے کہا تم معصوم بڑی ہو
نادان ہو کم عقل ہو نازک سی پری ہو

رسوائیاں ہیں اس میں جس راہ میں چلی ہو

تم نے تو ابھی دنیا میں دیکھا بھی کچھ نہیں
اچھا ہوں یا برا ہوں میں جانا بھی کچھ نہیں

www.novelsclubb.com

مانو میری تو دور رہو عشق برا ہے
لیلا کو ہیر کو بھی یہی درد ملا ہے

نادان ہم تم دیکھو تمہیں علم نہیں ہے

پاگل یہ حقیقت ہے کوئی فلم نہیں ہے

دیکھو یہ عشق و عشق کچھ نہیں ہوتا
ایک راہے دشت ہے جہاں پانی نہیں ہوتا

کہنے لگی وہ مجھ سے یہ باتیں نہ بناؤ
سمجھاؤ نہ تم مجھ کو مجھے اپنا بناؤ

معصوم میرے دل میں کیوں خواہش جگا گئے
میں کیا کروں جو تم میرے اس دل کو بھا گئے

وہ ضد پہ اڑ گئی تھی کہ بس مجھ کو پیار دو
نفرت ہو دل لگی ہو یا جو بھی ہو وار دو

www.novelsclubb.com

میری تو ایک بات بھی اس نے نہیں سنی
اس کی یہ دل لگی تھی میری جان پہ بنی

میں نے اسے کہا کہ اے معصوم سی لڑکی
تو جانتی نہیں ہے ذرا میری زندگی

میں ایک ہوس پرست ہوں تو مجھ سے بے خبر
ملنے کو مجھ سے آگئی ہے کچھ تو ہوش کر

میں تجھ کو نوچ کھاؤں گا
کچھ خود پہ ترس کھا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پاکیزگی کو اپنی یوں ناپاک نہ بنا
تو چاندنی ہے چاند کی تاروں کی جانے جاں

تجھ کو بجھا نہ دے کہیں بے درد یہ جہاں

کہنے لگی کہ جو بھی ہو اب تم ہو زندگی
سہ لوں گی درد عشق میں تم میری بندگی

حسام تم بھی ضدی ہو پر میں تم سے بڑی

میں نے بھی اسے تھک کے جانے کا کہہ دیا
کرتا بھی اور کیا سو نبھانے کا کہہ دیا

===============

رازِ نجاد از زھرہ بنت خالد

قسط نمبر 12

"The spell could be broken only by love"

وہ دونوں ایک ساتھ صوفے پر فاصلے پر بیٹھے تھے۔ سامنے کے صوفے پر وہ سبز آنکھوں والا لڑکا ان دونوں کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ مسکراہٹ ضبط کیے وہ دونوں سیریس ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ مصفرہ اور براق فاصلے پر بیٹھے مکمل سیدھے ہوئے۔ میز پر کافی کے کپ رکھے تھے اور باہر مدھم مدھم ہوا بھی چل رہی تھی جو نومبر کے وسط میں سرد محسوس ہو رہی تھی۔

"تو تم لوگ مجھے کہنا چاہ رہے ہو کہ مصفرہ، میں اور تم۔۔۔ ہم تینوں بچپن کے دوست ہیں اور کزن؟"

وہ ابھی بھی الجھن میں تھا۔ براق کی سرمئی آنکھوں میں آج چمکدار سے ڈورے تھے۔ جیسے وہ بہت خوش ہو۔اس کے چہرے کا اطمینان بتارہا تھا وہ کتنا پر سکون ہے۔

"ہاں! مصفرہ ہی فری ہے۔ ہماری بچپن کی دوست!"

فری بولنے پر حماس چونکا۔ بچپن کی آدھی ادھوری سی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگیں۔ جب وہ ننھی سی لڑکی اپنے سفید رنگ کے فراک میں ان سے ملنے آئی تھی۔اس بچی نے انہیں بہت تنگ بھی کیا تھا لیکن وہ سفید فراک میں اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ ننھے سے حماس نے اسے 'فیری' کہنا چاہا یا 'پری'، کوئی سمجھ نہ سکا۔ وہ اپنی ننھی منھیوں کو اٹھائے 'فری' بولنے لگا۔اور اس کے بعد سب اسی نام سے پکارنے لگے۔

"اور اب آپ لوگوں نے کیا سوچا ہے؟"

وہ کچھ دیر بعد بولا تو جیسے سب سمجھ چکا تھا۔ مصفرہ نے براق کی جانب دیکھا۔ براق نے عام سے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہی کہ بس نکاح کریں گے۔"

حماس جو پانی کا گلاس منہ کو لگائے ہوئے تھے،اس کی بات پر اچھو لگا۔ کھانستے ہوئے سیدھا ہو کر بیٹھا اور گلاس میز پر رکھا۔ آنکھوں میں غوطہ لگنے کی وجہ سے پانی جمع ہو گیا۔ آنکھیں صاف کرتا وہ سیدھا ہو کر ان دونوں کو دیکھنے لگا جو بلا کے مطمئین تھے۔ یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"یہ اچھا طریقہ ہے اڈاپٹ کرنے کا۔"

وہ سر جھٹک کر کہتا ہوا اپنے صوفے سے اٹھ گیا تو براق اور مصفرہ ایک ساتھ ہنس دیے۔

"کب ہے پھر نکاح؟"

وہ چلتا ہوا اب اوپن کچن کی جانب جا رہا تھا جہاں ایک ورکر پہلے سے کھانا بنا رہی تھیں۔ مصفرہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ پہلے اس گھر میں آ چکی تھی۔ اور کچھ یہ کہ وہ جلد ہی اس گھر میں پکا پکا آنے والی تھی تو اسے خود کی جھجھک خود ہی ختم

کرنی تھی۔وہ کچن کاؤنٹر کے پاس رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر آ بیٹھی اور حماس کو دیکھتے ہوئے جوابا بولی۔

"اگلے جمعے کو۔نو دن بعد۔"

مسکرا کر بولتے ہوئے اس نے مڑ کر براق کو دیکھا جو کریم پینٹ پر نیوی بلیو پولو شرٹ پہنے، بال ماتھے پر گرائے،اپنے ڈمپلز کی نمائش کرتا اس کی جانب آ رہا تھا۔ مصفرہ جہاں ہو گی، براق کو وہیں ہونا تھا۔

"ارے بھائی! سب کچھ کنفرم کر لیا؟ مجھ سے تو پوچھ لیتے؟"

حماس فریزر سے فروزن چیزیں نکالتے ہوئے چولہے پر کڑھائی چڑھانے لگا۔ور کر کھانے کو دم لگاتی وہاں سے چلی گئی۔

"تمہارا نکاح ہو گا تب پوچھیں گے تم سے۔"

براق نے کاؤنٹر ٹیبل پر بازو رکھتے ہوئے بولا۔وہ مصفرہ کے پاس دوسری کرسی پر کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا پھر مجھے شاپنگ پر کب لے جا رہے ہیں؟ بلکہ نہیں! یہ بتائیں کہ شادی سادہ کرنی ہے یا دھوم دھڑاکے سے؟"

وہ تیل میں نگٹس ڈالتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ چہرے پر اب خوشی کی رمق بھی تھی۔

"مصفرہ کی مرضی ہے کہ سادہ سا نکاح اور میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔ کوئی زیادہ مہمان ویسے بھی نہیں ہیں۔ مصفرہ کی بس ایک دوست ہو گی اور میری طرف سے میرے کچھ کولیگز۔"

براق نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو کہنی کچھ کاؤنٹر پر جمائے اس پر چہرہ ٹکائے ہوئے تھی۔ اس کے بال آج فرنچ چٹیا میں بندھے تھے، سرخ لٹیں بھی قید تھیں۔ سکائے بلیو شرٹ کے ساتھ وہ بیگی جینز پہنے ہوئے تھی۔ سردی کی وجہ سے ایک سویٹر بھی لے رکھا تھا جس کے بٹن کھلے تھے لیکن وہ بازوؤں کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھا۔

"مصفرہ کیا تمہاری دوست سنگل ہے؟"

حماس نے اپنے ازلی شوخ انداز میں دوسری جانب کباب فرائے کرتے ہوئے پوچھا تو مصفرہ ہنس دی۔ براق اسے ہنستا دیکھ کر مسکرا دیا۔

"وہ دو بچوں کی ماں ہے۔"

"ارے نہیں یار!"

حماس نے کراہی ایک طرف اتارتے ہوئے اب چائے چڑھائی تھی۔ وہ دوسری بار چائے پینے والے تھے۔ اس کی دہائی پر مصفرہ ہنس دی۔ براق اسے دیکھ کر پھر مسکرا دیا۔

"تم نے بتایا نہیں کون ہے؟ کیا میں جانتا ہوں اسے؟"

براق نے اب اسے خود کی جانب متوجہ کرتے ہوئے سوال داغا۔ وہ اس کی جانب چہرے کا رخ پھیر گئی۔ البتہ ابھی بھی چہرہ ہتھیلی پر ٹکا تھا۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ کچھ چھوٹی لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"میرے ماموں کی بیٹی عدن اپیا۔"

اس کی بات پر وہ دونوں چونکے۔

"ناظم تایا کی بیٹی، عدن ناظم؟؟"

سوال حماس کی جانب سے تھا۔ براق سیدھا ہو بیٹھا۔ مصفرہ نے اثبات میں سر ہلایا تو حماس حیران سا کباب فرائے کرنے دوبارہ مڑ گیا۔

"یہ میں کیسے نہیں جانتا؟"

براق نے حیرت سے استفسار کیا۔

"میں نے کہا تھا براق کہ تم میرے بارے میں بہت سی چیزیں نہیں جانتے۔"

مصفرہ نے سیدھا ہوتے ہوئے بولا تو براق سر جھٹک کر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"اور میں نے بھی کہا تھا فری کہ مجھے فرق نہیں پڑتا۔"

کچھ لمحے دونوں کی نظروں کا ملاپ ہوا تو حماس نے گلا کھنکھارا۔ دونوں اس کی جانب مڑے جو ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھامے شرارتی نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اگر آپ دونوں کا رومانس ہو گیا ہو تو کیا ہم چائے پی سکتے ہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انداز معصومانہ تھا۔ مصفرہ خجل سی ہوتی اس کے ہاتھ سے چائے کی ٹرے تھام کر باہر نکل گئی۔ براق نے بڑے مزے سے اس کے لال پڑتے چہرے کو دیکھا اور مسکراتا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود بھی کرسی سے اٹھ گیا۔

وہ تینوں لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پینے لگے اور ساتھ ہی ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے۔

"نکاح ہمارے لان میں ہو گا؟"

حماس نے کباب کی پلیٹ مصفرہ کی جانب بڑھاتے ہوئے پوچھا۔اس کی بات پر مصفرہ نے ایک نظر براق کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اصل میں۔۔۔میں چاہتی ہوں کہ جس گھر میں اتنا عرصہ گزرا ہے، وہیں سے رخصت ہوں۔اگر کوئی مسلئہ نہیں تو، ورنہ ہم کوئی حال وغیرہ بک کروا سکتے ہیں۔"

مصفرہ کچھ جھجھکتے ہوئے بول رہی تھی۔ براق اس کا جھجھکنا بخوبی نوٹ کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارے ہمیں کیوں مسلئہ ہو گا؟ لیکن میں کیا سوچ رہا تھا۔۔۔"

حماس نے سسپنس بڑھایا تھا۔ دونوں ہاتھ روکے اس کی بات سننے لگے۔

"بول بھی چکو۔"

براق نے اسے گھورا تو وہ مسکرا کر اپنی سبز آنکھوں میں خوشی اور ایکسائٹمنٹ لیے کہنے لگا۔

"لاہوری ہونے کا فائدہ اٹھائیں اور بادشاہی مسجد میں نکاح کروائیں؟ کیا خیال ہے۔ شوٹ بھی اچھا ہو جائے گا۔"

وہ مسکرا کر بولا تو مصفرہ اور براق نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ دونوں کو یہ آئیڈیا پسند آیا تھا۔ وہ سر ہلا کر متفق ہو گئے۔

"چلو یہ ڈن کرتے ہیں۔"

براق نے مصفرہ سے کنفرم کر کے سب پکا کر لیا۔

"اور بتائیں۔۔۔ مجھے گھوڑے پر بیٹھنے کے کتنے پیسے ملیں گے؟"

www.novelsclubb.com

حماس نے شرارتی نظروں سے پوچھا تو مصفرہ ہنس دی۔البتہ براق نے اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"خبردار کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو۔"

"ارے بھائی!!!!!رسم ہے!!"

حماس تو صدمے سے نڈھال ہونے کو تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔"

براق نے کچھ سرد لہجے میں جھڑکا تو مصفرہ نے جواباً براق کو گھورا تھا۔

"براق!"

اس کی آواز پر کان کھڑے کرتا وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو اسے ٹوک رہی تھی۔

وہ خاموش ہو گیا۔اب اسے خاموش کروانے والی آگئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔کر لینا۔"

وہ مسلسل اس کے گھورنے سے تنگ آکر مدھم پڑا تھا۔حالانکہ مصفرہ نے اسے گھورنے کے علاؤہ کچھ بھی نہیں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

حماس مسکراہٹ دبا کر فخریہ انداز میں کندھے اکڑا گیا۔ چائے اور کباب کی بھینی بھینی مہک سارے میں پھیلی تھی۔ ایسے میں وہ مزید باتیں کرتے کافی دیر بیٹھے رہے اور کچھ دیر بعد وہ دونوں مل کر مصفرہ کو چھوڑنے گئے کیونکہ واپسی پر وہ دونوں کسی کام کے سلسلے میں جانے والے تھے۔

مصفرہ کو گھر چھوڑ کر جب وہ گاڑی موڑ گیا تو حماس بھی فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"تم محبت کرتے ہو نا مصفرہ سے؟"

وہ حماس کے یکدم سوال کرنے پر چونکا۔ پھر مسکرا دیا۔

"ہاں!"

مسکراہٹ تو اس کا نام سن کر ہی چہرے پر پھیل گئی تھی۔ حماس اس کی زندہ دل مسکراہٹ دیکھتا ہوا مسکرا دیا۔

"کب سے؟"

وہ بھی مسکرا کر پوچھنے لگا۔

"ازل سے۔۔۔"

اس کے جواب پر حماس ہنس دیا۔

"کتنی محبت کرتے ہو!"

وہ ایک اور سوال کر رہا تھا۔ براق نے شیشے کے پار بہتی شہر لاہور کی بے ہنگم ٹریفک کو دیکھا تھا لیکن وہ مسکرا رہا تھا۔

"محبتوں میں ناپ تول سے کام نہیں لیا جاتا حماس مرزا۔"

وہ مسکرا رہا تھا۔ آسمان پر چمکتا چاند بھی مسکرا اٹھا۔

مسکراہٹ فضا میں رقص کرنے لگی۔

ایک زندگی سے بھرپور رقص۔

خوشی کا رقص۔

محبت کے نام کا رقص۔

اس کے جواب پر حماس لاجواب ہوتا خاموش ہو گیا۔ مصفرہ کی جانب سے اسے اب اطمینان نصیب ہو گیا تھا۔

===========

سوموار کا روز تھا اور سردیوں کی آمد آمد تھی۔ نومبر کا وسط ہو چکا تھا۔ ہلکی ہلکی سردی نے پورے شہر پر پھیلانے شروع کر دیے تھے۔ پت جھڑ کے موسم نے ماحول کو آسودہ کر رکھا تھا۔ سردیاں تو جیسے خاموشیوں کو دستک دے ڈالتی ہیں۔ وہ ماحول کی خاموشی ہو یا انسان کے اندر کی۔ یہ پت جھڑ کا موسم، مدھم سروں میں چلتی سردی کی تازہ اور ٹھنڈی ہوائیں، آسمان پر ڈھکا چھپا سورج، درختوں سے اپنی عمر پوری کر کے زمین بوس ہوتے ہوئے زرد پتے، ناامیدی لیے انسان، تنہا و ویران کھڑے درخت۔۔۔ سب کچھ تو دل کو آسودہ کر دینے والا تھا۔ خزاں کا موسم۔۔۔

دل کو کیسے ہرا کر سکتا تھا؟

کیا کر سکتا تھا؟

ہاں۔۔۔

ایک چیز ہے جو ہر خزاں کو بہار کر دے۔

جو ہر ویرانے کو سبزہ زار کر دے۔

وہی جو پت جھڑ میں بھی ساتھ نبھائے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہاں وہی جو ناامیدی میں امید کا دیا پکڑائے۔

بالکل وہی جو اندھیر ہوتے آسمان پر روشنی دکھائے۔

محبت۔۔زہے نصیب۔۔۔محبت۔۔۔

قدرت کا وہ عمل جو دل کے موسم کو خوش و خرم کر دے۔

مصفرہ بھی اسی جذبے کے زیراثر، خزاں کے اس بے وفا موسم میں وفا کی متلاشی بنی اس کے انتظار میں تھی۔

وہی جس کے ساتھ ہونے پر موسم خزاں بھی خوبصورت لگے۔

کچھ دیر بعد براق کی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔وہ سرپٹ باہر کی جانب لپکی۔دروازے کو لاک کرتی، بالوں کو درست کرتی اس کی جانب آئی جو گاڑی سے نکل کر باہر کھڑا ہو چکا تھا اور اب مسکرا کر اسے سر تا پیر دیکھ رہا تھا۔

"معذرت کچھ لیٹ ہو گیا۔"

اپنے دلکش ڈمپل مصفرہ کی خدمت میں پیش کیے گئے جس پر وہ فوراً سے پہلے مان گئی۔ناراض تو خیر وہ ویسے بھی نہیں تھی،بس مان دکھانے کا دل چاہا تھا۔

"چلیں محترمہ؟"

براق نے آنکھوں پر گاگلز چڑھاتے ہوئے استفسار کیا تو وہ مسکرا کے سر ہلا گئی۔اس نے آگے بڑھ کر مصفرہ کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ بھی سر جھٹک کر مسکراتی آنکھوں سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"پرجوش ہو اپنی دوست سے ملنے کے لیے؟"

براق نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے سوال کیا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"ہاں کئی سالوں بعد مل رہی ہوں۔معلوم نہیں کہ وہ مجھے پہچانیں بھی یا نہ؟"

اس نے کہہ کر اپنے بالوں کی آوارہ لٹ پیچھے کی تھی۔براق نے ایک نظر اسے دیکھا جو گہرے سبز کرتے کے ساتھ سیاہ بیگی جینز پہنے ہوئے تھی اور گلے میں سیاہ رنگ کا سکارف تھا۔

"تمہیں سردی نہیں لگ رہی؟"

مصفرہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جو براؤن پولو شرٹ کے ساتھ گرے فارمل پینٹ پہنے ہوئے تھے۔

"نہیں۔لاہور میں سردی اتنی جلدی تو محسوس ہونے سے رہی۔"

براق نے ہنس کر سامنے دیکھتے ہوئے بولا تو اس کی بات پر متفق ہوتی وہ سر ہلا گئی۔وہ دونوں آج عدن کو لینے کے لیے ائیر پورٹ جا رہے تھے جو دبئ سے آ رہی تھیں۔

"ان کا شوہر بھی ساتھ ہو گا؟"

براق نے ائیر پورٹ کے باہر گاڑی روکتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

"میری زیادہ بات نہیں ہو سکی ان سے۔ایک میل کے ذریعے بات کی تھی۔جس میں میں نے بتایا تھا کہ میں شادی کرنے والی ہوں اور وعدے کے مطابق آپ کو آنا ہو گا تو انہوں نے بس فلائٹ کی ٹائمنگ بتائی تھی جواباً۔ان شارٹ یہ کہ میری ان سے بات نہیں ہوئی۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے گاڑی سے نکلتے ہوئے ماسک چڑھائے کہا تھا کیونکہ لاہور کی سموگ نے ان کے گلے، ناک اور کان برباد کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔براق بھی ماسک چڑھا چکا تھا۔اس کی بات سنتا خاموشی سے سر ہلا گیا۔

"تم کیوں پوچھ رہے تھے؟"

وہ اب دونوں ائیر پورٹ میں داخل ہوتے انتظار کرنے لگے تھے۔ فلائیٹ لینڈ ہو چکی تھی اور مصفرہ کو بس عدن کا انتظار تھا۔ اس لیے اس کی متلاشی نگاہیں ادھر سے ادھر حرکت کر رہی تھیں جبکہ براق کی سرمئی آنکھوں کا مرکز صرف ایک ہی تھا۔ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی کیا کہتا ہے یا کرتا ہے۔ غور سے مصفرہ کی بات سنتا وہ ساتھ کچھ سوچنے پر مجبور تھا۔

"اگر ان کا شوہر بھی ساتھ آیا تو وہ ہمارے گھر ٹھہریں گے۔"

براق نے دو ٹوک الفاظ میں بولا، جس پر مصفرہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مگر۔۔"

اس سے پہلے کی وہ کچھ بولتی، وہ کہنے لگا۔

"اگر مگر کچھ نہیں مصفرہ۔ میں نے پوچھا نہیں بتایا ہے۔"

اس کا لہجہ نرم تھا لیکن دو ٹوک۔ جیسے وہ کوئی بحث کرے گی تو وہ سنے گا ضرور لیکن مانے گا نہیں۔

"یہ اپنی ٹف گائے پرسنالٹی مجھے نہ دکھایا کرو۔۔۔ میں دانت توڑ دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے اپنی بھوری آنکھیں گھماتے ہوئے کہا اور پھر سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"یس میم!"

براق بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتا اس کا غصہ انجوائے کرنے لگا۔ تبھی مصفرہ کی نظر ادھر ادھر دیکھتی عدن پر پڑی۔ وہ پہلے سے صحت مند لگ رہی تھیں۔ جسم بھی پھولا ہوا تھا اور چہرہ بھی صحت مند ہونے کے ساتھ ساتھ چمک بھی رہا تھا۔ مصفرہ آگے بڑھتی ہوئیں انہیں اپنی جانب متوجہ کر گئیں تو ساتھ ہی مصفرہ نے چہرے سے ماسک ہٹا دیا تاکہ وہ پہچان سکیں۔ عدن نے فوراً پہچانا اور ایک چھوٹی بچی کا ہاتھ پکڑے خوشی سے اس کی جانب لپکی۔

"مصفرہ میری بچی!! میں نے تمہیں کتنا یاد کیا۔"

وہ سامان چھورتی ہوئیں اس کے گلے لگی تھیں۔۔۔ بے بی کا ہاتھ چھوٹ گیا جسے براق نے فوراً تھاما۔ اس ننھی سی کلی نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں مٹکا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ ہلکے سبز رنگ کی فراک کے اندر ننھی سی بچی اس کو آنکھیں اٹھا کر حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ براق نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کی جانب جھک کر ہاتھ آگے

بڑھائے، بچی نے کچھ لمحے اسے دیکھا اور اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھائے تھے، حیرت کی زیادتی سے وہ بچی کو دیکھتا رہ گیا اور مسکرا کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

دوسری جانب عدن مصفرہ کے گلے لگے، رونے کا شغل فرما رہی تھی اور مصفرہ مسکرا کر اسے چپ کروا رہی تھی۔ ارد گرد لوگ آجا رہے تھے۔ براق اس بچی کے گال کھینچتا ہوا اپنے ڈمپل اسے دکھا رہا تھا جس پر وہ اپنی آنکھیں مٹکا مٹکا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"بس کر دیں اپیا۔ رونے کا وقت ختم ہو چکا ہے، اب خوشیوں کا وقت ہے۔"

مصفرہ نے مسکرا کر نم آنکھوں سے اسے الگ کرتے ہوئے بولا تو پاس کھڑا براق مسکرا کر اس کی نم آنکھیں دیکھنے لگا، لیکن بچی کے ننھے ننھے ہاتھ اپنے چہرے پر محسوس کر کے وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"تم سچ میں شادی کر رہی ہو؟"

عدن نے اس سے الگ ہوتے ہوئے نم لہجے میں پوچھا۔ مصفرہ نے ٹشو سے اس کی آنکھیں پونچھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی اپیا۔ یہ رہا میرا ہونے والا شوہر۔"

اس نے ہنس کر ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش کی لیکن براق تو پوری طرح ان کی جانب متوجہ ہوتا اپنی دلفریب مسکراہٹ ان کی خدمت میں پیش کر گیا۔

"اسلام علیکم آپی۔ میں براق مرزا۔"

اس نے احترام سے اپنا تعارف کروایا تو عدن نے بڑوں کی طرح اس کے کندھے پر تھپکی دی۔

"خوبرو جوان ہو، میری بچی کو خوش رکھنا۔"

وہ اس کی بات پر آنکھیں جھپک کر انہیں تسلی دے گیا۔

"ارے یہ تمہاری گود میں ہے۔ حیرت ہے۔"

عدن نے کہہ کر اپنی بچی کی جانب ہاتھ بڑھائے تو اس بچی نے اپنی ماں سے رخ موڑ کر براق کے بازؤں میں منہ چھپالیا۔ عدن کے ساتھ ساتھ مصفرہ بھی حیرت کی زیادتی سے ہنس دی۔ حیران تو براق بھی تھا۔ اس کا بچوں کے ساتھ یہ پہلا تجربہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مرضی ہے بھائی۔"

عدن ہنس کر بولتی ہوئی مصفرہ کی جانب دیکھنے لگی جو نہایت محبت سے براق کو اور اس کی بانہوں میں سمٹی بچی کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ میری بیٹی ہے، زمل۔"

عدن نے تعارف کروایا تو براق کو فائنلی اس ننھی پری کا نام معلوم ہو گیا۔

"زمل۔آؤ میرے پاس؟"

مصفرہ نے محبت سے اسے متوجہ کیا تو اس نے اپنے نام کی پکار سن کر اپنا رخ مصفرہ کی جانب کیا۔کچھ پل اسے دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلاتی براق کے سینے میں منہ چھپا گئی۔وہ تینوں پھر سے ہنس دیے۔

"چلتے ہیں اپیا۔زمل کا کوئی ارادہ نہیں کسی اور کے پاس آنے کا۔"

مصفرہ نے بالوں کی سرخ لٹ پیچھے کرتے ہوئے کہا تو عدن نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

براق نے انہیں آگے چلنے کا اشارہ کیا تو عدن اپنا سامان اٹھانے لگی جب براق نے اسے مسکرا کر چھوڑنے کا بولا تو وہ بھی سر جھٹک گئی۔

www.novelsclubb.com

براق ان کے پیچھے پیچھے ایک بازو میں زمل کو اٹھائے، دوسرے ہاتھ سے بیگ گھسیٹتا ہوا گاڑی کی جانب آگیا، جہاں وہ کھڑی تھیں۔

عدن نے آگے بڑھ کر پیار سے پچکار کر براق سے زمل کو لیا جو پہلے تو رونے لگی لیکن پھر ماں کی خوشبو پہچان کر واپس سے نارمل ہو گئی۔ وہ عدن کی گود میں چڑھ کر اب آنکھیں ٹکر ٹکر کر براق کو دیکھنے لگی تھی، جو گاڑی میں سامان رکھتا اب عدن کے لیے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا۔ عدن نے ہاتھ میں پکڑا زمل کے سامان والا بیگ گاڑی میں رکھا اور زمل کو لیے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ دوسری جانب مصفرہ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی۔ جب براق ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر بیٹھا تو وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سہیل بھیا کیوں نہیں آئے؟"

مصفرہ عدن سے پوچھ رہی تھی۔ براق گاڑی ائیر پورٹ کی پارکنگ سے نکالتا ہوا ان کی گفتگو سننے لگا۔

"ان کو چھٹی نہیں ملی ورنہ وہ تو بہت خوش تھے تمہاری شادی کی خبر سن کر۔ لیکن پریشان نہ ہو وہ نکاح والے روز پہنچ جائیں گے زین کے ساتھ۔"

"زین آپ کا بیٹا نا؟"

مصفرہ نے مڑ کر پوچھا تو وہ زمل کو سیٹ پر بٹھاتیں سر ہلا گئیں۔

"ہاں!"

"ماشاءاللہ۔ کتنے سال کا ہے اب؟"

مصفرہ اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔

"پچھلے ماہ ہی چھ سال کا ہوا ہے۔ دکھاؤں گی تمہیں تصاویر۔"

عدن نے مسکرا کر بتایا تو وہ بھی مسکرا کر سر ہلا گئی۔

یونہی وہ دونوں آپس میں باتیں کرتی رہیں اور براق کو وقتاً فوقتاً اپنے ساتھ باتوں میں شامل کرتی گئیں۔ جب گاڑی مصفرہ کے گھر کے آگے رکی تو براق نے سامان نکال کر دروازے کے سامنے رکھا تھا۔ مصفرہ نے دروازہ کھولا تو براق نے اجازت طلب

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نگاہوں سے مصفرہ کو دیکھا، اس نے مسکرا کر آنے کی اجازت دی تو وہ سامان اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔

"ویلکم ٹو مائے منی ہوم اپیا۔"

مصفرہ کے کہنے پر عدن مسکرا کر زمل کی انگلی تھامے اندر داخل ہوئی۔

براق نے سامان ایک طرف رکھ دیا۔ وہ کچھ کنفیوز سا وہیں کھڑا تھا۔ مصفرہ نے عدن کو لاؤنج کے صوفے پر بٹھایا تو براق کو وہیں کھڑا دیکھ کر اسے بھی بلایا۔

"آؤ نا براق۔ کھڑے کیوں ہو؟"

عدن کے استفسار کرنے پر وہ چونکا جو ادھر ادھر دیکھ کر گھر کا جائزہ لے رہا تھا۔

"نہیں؛ آپ تھک گئی ہوں گی، آرام کر لیں۔ میں پھر آؤں گا۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا کنفیوز لگ رہا تھا۔ مصفرہ لب دبائے اپنی امڈنے والی مسکراہٹ چھپا گئی۔

www.novelsclubb.com

"ارے نہیں۔ ریسٹ تو ہوتی رہے گی۔ تم بیٹھو، چائے کے ساتھ باتیں کریں گے۔ کچھ میں بھی جان لوں گی تمہارے بارے میں۔ کہاں ملے؟ کیا ہوا؟ کیسے ہوئی یہ محبت؟"

وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولیں تو براق کچھ تذبذب کا شکار وہیں صوفے پر آ بیٹھا۔

"آپ لوگ بیٹھیں، میں جلدی سے چائے لے کر آئی۔"

مصفرہ کہہ کر کچن کی جانب آئی۔ دوسری جانب براق کو دیکھ کر زمل اپنا فیڈر پکڑے اس کی گود میں آ بیٹھی۔ براق نے مسکرا کر اسے اپنی گود میں اٹھایا۔

"بھئی۔ میری بیٹی نے تو تمہیں اپروو کر دیا۔ یہ بہت کم لوگوں کے ساتھ اتنی جلدی گھلتی ملتی ہے۔ لیکن اب تم پسند آ گئے ہو تو یہ مواقع ڈھونڈے گی تمہارے پاس آنے کے۔ بالکل مصفرہ کی طرح۔"

عدن مسکرا کر اسے بتا رہی تھی جو سر جھکائے زمل کو اپنی گود میں پر سکون ہوتا دیکھ رہا تھا۔ خود بھی اس نے صوفے سے ٹیک لگا لی تو زمل مزید پر سکون ہو گئی۔

"جی مصفرہ بھی بچپن سے اسی طبیعت کی مالک تھی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق کی بات پر عدن چونکی۔

"تم اسے بچپن سے جانتے ہو؟"

براق ان کے سوال پر سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

"جی! بلکہ میں تو آپ کو بھی بچپن سے جانتا ہوں۔"

براق نے ایسے بتایا جیسے کوئی راز کی بات ہو۔

"کیسے؟"

وہ بھی رازداری سے پوچھ بیٹھیں۔

"کیونکہ آپ میرے تایا کی بیٹی ہیں۔عدن باجی۔"

"کیا؟؟؟"

وہ سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کون ہو تم؟"

وہ حیرت سے اپنی جگہ پر سیدھی ہوتی ہوئیں بیٹھیں۔

"براق ابراہیم مرزا۔"

اطمینان سے بتایا گیا۔

"ابراہیم چچا کے بیٹے ہو تم؟"

عدن کو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا۔

"جی۔ وہی ابراہیم چچا جو ملک سے باہر چلے گئے تھے۔"

براق نے ہنس کر تعارف کروایا تو عدن ہنس دی۔

"کیا حسین اتفاق ہے۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا۔ چلو اب شروع سے بتاؤ، کہاں ملے ہو دونوں۔ کیسے معلوم ہوا ایک دوسرے کا۔ کیسے ہوئی یہ محبت نامی بیماری؟"

وہ حیرت و خوشی سے کئی سوالات کر بیٹھیں۔

زمل کو گود میں لیے براق انہیں جواب دیتا گیا اور مصفرہ کے آنے کے بعد باتیں مزید دلچسپ ہو گئیں۔

"چلیں اب مجھے اجازت دیں۔ حماس میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ کل شاپنگ پر ملتے ہیں۔"

کافی دیر کی باتوں کے بعد براق نے اجازت مانگی تو مصفرہ نے آگے بڑھ کر اس کی گود سے زمل کو اٹھالیا جو سو چکی تھی۔اس کا ارادہ براق کو باہر تک چھوڑنے کا تھا۔

"مصفرہ تم جاؤاور زمل کو کمرے میں لٹاآؤ۔میں براق کو باہر تک چھوڑ دیتی ہوں۔"

عدن نے بولا تو مصفرہ نے ایک نظر براق کو دیکھا اور پھر مسکرا کر اسے الوداع کرتی زمل کو لیے کمرے میں چلی گئی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ عدن نے براق سے اکیلے میں کوئی بات کرنی ہے جو وہ اس کے سامنے نہیں کرنا چاہتیں۔ سمجھدار تو وہ بہت چھوٹی عمر سے ہو گئی تھی۔عدن اسے لیے اب باہر کی جانب چل رہی تھی۔گھر کے مین گیٹ کے پاس وہ رک گئی اور سر اٹھا کر براق کو دیکھا جو اس سے قد کاٹھ میں کافی وجیہہ تھا۔

"مجھے سن کر بہت خوشی ہوئی کہ تم دونوں نے ایک دوسرے کو چنا ہے۔ لیکن مصفرہ میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہے، مجھے اسے لے کر بہت سے خدشات اور پریشانیاں لاحق ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ آنکھوں میں فکر سموئے، اپنے وجود کو شال میں لپیٹے شام کے اندھیرے میں کھڑی اسے اپنے خدشات بتا رہی تھی۔

"عدن باجی میں آپ کی پریشانی سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن آپ اس کی جانب سے بے فکر ہو جائیں۔ میں اس پر کسی کی سخت نگاہیں بھی پڑنے نہیں دوں گا۔"

براق نے نہایت نرمی سے انہیں تسلی دی تھی۔ وہ عدن کی پریشانی کو سمجھتا تھا۔ اسے اچھا لگا یہ دیکھ کر کہ کوئی اس کے علاوہ مصفرہ کے لیے اس قدر مخلص ہو سکتا ہے۔ عدن جواباً مدھم سا مسکرا دی۔

"دیکھو۔ مصفرہ نے اپنے بچپن سے لے کر اب تک بہت کچھ سہا اور دیکھا ہے۔ ناقابل فراموش چیزیں وہ برداشت کر چکی ہے، جس نے اس کی ذات کو مسخ کر دیا ہے۔ یہ جو سب کے سامنے مضبوطی کی دعویٰ دار ہے نا۔۔۔ اسے کندھا ملنے کی دیر ہے یہ جھڑتے پتوں کی طرح ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔"

وہ اب براق کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔ وہ سامنے کی جانب مصفرہ کے گھر کو دیکھ رہی تھیں۔ براق کی نظریں بھی گھر کی جانب تھیں۔ فضا کی خنکی شام ہوتے ہی بڑھ گئی تھی۔

"میں تم سے اگر ایک وعدہ لوں تو کیا اسے نبھاؤ گے ؟"

عدن اب کی بار اس کی جانب گھومی تھی۔ وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اپنا رخ ان کی جانب پھیر گیا۔

"براق مرزا اپنے وعدے ہمیشہ نبھاتا ہے۔"

اس نے معیوب کر دینے والے لہجے میں بولا تھا۔ مصفرہ اب اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی انہیں باتیں کرتا دیکھ رہی تھی۔ زمل کو اچھے سے لٹا کر اب وہ اپنے کمرے کے کھڑکی کے سامنے کھڑی، عدن کی واپسی کی منتظر تھی۔

"محبتیں اگر حاصل ہو جائیں تو انہیں لاحاصل کرنے والی آزمائشیں آتی ہیں۔ کیا تم ان میں ثابت قدم رہ پاؤ گے ؟"

براق اس کی بات پر چونکا تھا۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔"

عدن نے گہری سانس بھری۔ایک بار پھر سوچا کہ اسے بولنا چاہیے یا نہیں۔پھر سر اٹھاکر براق کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"اگر کبھی کوئی آکر کہے کہ مصفرہ کے کردار میں کوئی جھول ہے، یا اس کا ماضی صاف نہیں ہے۔تو کیا تم مصفرہ پر یقین کروگے؟"

عدن کے الفاظ سن کر براق ہلکا سا قہقہہ خاموش فضا کے سپرد کر گیا۔

"محبت میں محبوب پر اندھا اعتبار کرتے ہیں عدن باجی۔وفاداری کے دعوے تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن وفا کے تقاضوں پر کوئی کوئی پورا اترتا ہے۔آپ مجھے اعتبار و وفا کے معاملے میں مضبوط پائیں گی۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کھڑکی میں کھڑی یہ تو نہ جان سکی کہ براق اور عدن کیا بات کر رہے ہیں لیکن براق کے مضبوطی سے بھینچے جبڑے بتا رہے تھے کہ وہ سیریس بات کر رہے تھے۔عدن کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔۔ایک اذیت بھری مسکراہٹ۔۔اب کی بار نظریں بھی اٹھیں اور سیدھا کھڑکی میں کھڑی مصفرہ پر

پڑیں جو اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ براق نے عدن کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ خاموشی سے کھڑی تھی۔۔وہی جو سرمایہ حیات تھی۔

"وہ گلے لگانے کے قابل تھی براق۔۔۔اسے دیوار سے لگادیا گیا۔وہ بہت مضبوط ہے یا شاید دکھاوا کرتی ہے۔۔۔ لیکن جب وہ ٹوٹے گی تو بکھر جائے گی۔اسے سمیٹ لینا براق۔اسے سنبھال لینا۔"

عدن نے مصفرہ کی جانب پشت کرلی اور سامنے سڑک کو دیکھنے لگی۔اس کے آنکھ سے بہا آنسو مصفرہ نہ دیکھ سکی۔

براق نے نظریں کھڑکی سے ہٹا کر اب خود بھی پشت پھیر لی تھی۔

"میں اسے ٹوٹنے ہی نہیں دوں گا۔اگر وہ کانچ کی گڑیا ہے تو میں اس پر پتھر پڑنے نہیں دوں گا۔اگر موم ہے تو جلنے نہیں دوں گا۔اور بہار ہے تو مرجھانے نہیں دوں گا۔اور اگر خزاں ہے تو بکھرنے نہیں دوں گا۔میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں اپنے قلب کی طرح اس کی حفاظت کروں گا۔"

پر عزم اور پختہ لہجے میں کہتا ہوا وہ عدن کے سارے شبہ دور کر گیا تھا۔ عدن نے بڑوں کی طرح اس کا کندھا تھپتھپایا اور اسے جانے کی اجازت دے دی۔ وہ نرمی سے مسکرا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ مڑ کر کھڑکی میں دیکھا جہاں ابھی بھی وہ کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ مسکرا کر آنکھوں سے ہی خدا حافظ کہتا وہ گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

یہ تو طے تھا کہ مصفرہ مغل نے محبت کی ہے تو اس میں آزمائش لازماً ہو گی۔ خوشیاں اتنی آسانی سے تھوڑی مل جاتی ہیں؟ آزمائش میں ثابت قدم رہنے کو وفاداری کہتے ہیں۔ کیا براق مرزا محبت میں وفا نبھا پائے گا یا مصفرہ کی زندگی میں کھلتی کلیاں، اگنے سے پہلے ہی مرجھا جائیں گے؟

دل کی راہوں پہ کڑا پہرا ہے خوش فہمی کا
مجھ سے کھیلیں میرے جذبات ضروری تو نہیں

www.novelsclubb.com

مجھ کو انسان کی قدریں بھی بہت بھاتی ہیں
بیش قیمت ہوں جمادات ضروری تو نہیں

ہر نئے سال کی آمد پر یہ کیوں سوچتی ہوں
اب بدل جائیں گے حالات ضروری تو نہیں

==============

"کیا بتائیں ہو رہی تھیں پھر؟"

عدن جب اپنے کمرے میں لوٹی تو مصفرہ فوراً وہاں لپکی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ کمرہ بہت پیارا ہے۔"

مصفرہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"تم بتاؤ۔ رات کا کھانا کس وقت کھاتی ہو؟"

وہ جان بوجھ کر بات گول کر گئی تھی۔ مصفرہ سمجھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں توجب مرضی کھالیتی ہوں۔آپ بتائیں کب کھائیں گی؟میں گرم کرلوں۔
آپ کی پسندیدہ ڈشز بنائی ہیں۔"

مصفرہ نے چہک کر اسے بتایا جو زمل کے ارد گرد سرہانے رکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ براق جانے سے پہلے اس کا سامان کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔

"مجھے تو بہت بھوک لگی ہے بھئی۔ تم کھانا گرم کرو۔میں فٹافٹ سے شاور لے کر پہنچتی ہوں۔"

عدن نے بیگ کھولتے ہوئے بولا تو مصفرہ مسکرا کر سر ہلاتی نیچے چلی گئی۔دونوں کے کمرے عین سامنے تھے۔جیسے خوشاب میں براق اور مصفرہ کے ہوا کرتے تھے لیکن وہ اوپر والا کمرہ استعمال نہیں کرتا تھا۔

وہ عدن کے کمرے سے نکل کر کھانا گرم کرکے میز پر برتن سجانے لگی اور کچھ ہی دیر میں فریش سی عدن بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔زمل سفر کی تھکاوٹ کے باعث سو رہی تھی۔

"ارے واہ مصفرہ۔تم نے بہت اچھی کوکنگ سیکھ لی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عدن نے کھانے کا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے اس کی تعریف کی تو وہ جو مسکرا رہی تھی مزید مسکرا دی۔

"ہلکی پھلکی ہی آتی ہے بس۔"

وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے خود بھی کھانا کھانے لگی۔

کھانے کے دوران بھی ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی۔ کھانے کے بعد وہ اسے اپنا اپارٹمنٹ دکھانے لگی۔

وہ دونوں اس کے پینٹنگ والے کمرے میں کھڑے اس کی سیاہ و سفید پینٹنگز کو دیکھ رہے تھے۔

"تم نے باقی کوئی رنگ استعمال نہیں کیا۔ کیوں؟"

عدن نے ایک سیاہ و سفید محل کی تصویر کے اوپر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ وہ جو ارگرد سے چیزیں سیٹ کر رہی تھی ایک پل کے لیے رک گئی۔

"میری زندگی میں یہی دو رنگ تھے۔"

وہ مختصر جواب دیتی خاموش ہو گئی۔ عدن مڑی اور اسے بغور دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تھے ؟اب مزید رنگوں کا اضافہ ہو گیا یا وہ دو بھی کھو دیے ؟"

اس کے الفاظ پر مصفرہ بھی کام سے اپنا ہاتھ روکتی اس کی جانب مڑی اور مسکرا کر اسے دیکھنے لگی جو نیلے رنگ کی ڈھیلی سی قمیض کے ساتھ کھلا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھے۔ گھنگرالے بالوں کو گیلا ہونے کی وجہ سے ایسے ہی کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ گلے میں دوپٹہ تھا اور ہاتھ میں اس کی بنائی پینٹنگ۔

"جو آپ کے کمرے میں، لاؤنج میں اور سیڑھیوں پر پینٹنگ لگی ہیں وہ میں نے پچھلے کچھ دنوں میں بنائی ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی تو عدن حیران ہوئی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی پینٹنگ وہیں چھوڑتی دوبارہ باہر آئی۔

www.novelsclubb.com

لاؤنج کے صوفوں کی پچھلی دیوار پر تین کینوس تھے جن پر خوبصورتی سے رنگوں کے ملاپ کے ساتھ "صبر""شکر""توکل" لکھا تھا۔ الفاظ سفید رنگ سے لکھے تھے لیکن اس کی اوپری طرف گہرے فیروزی رنگ کا پینٹ تھا اور نیچے کی سطح پر ہلکے آسمانی رنگ کا۔ رنگوں کا ایک خوبصورت ملاپ۔

عدن حیران تھی۔ کیونکہ مصفرہ کی ساری پینٹنگ میں صرف سیاہ و سفید رنگ ہوا کرتا تھا۔ اور اب۔۔۔۔ وہ واقعی بدل گئی تھی۔ محبت کیا سچ میں بدل دیتی ہے؟

اس کے بعد اس نے باری باری باقی سب پینٹنگ بھی دیکھی تھیں۔ زمل کے رونے کی آواز سن کر عدن کمرے میں گئی تھی۔

"میں کافی بناتی ہوں، پھر ہم ٹیرس پر جا کر باتیں کریں گے۔ آپ تب تک زمل کو سلا دیں۔"

مصفرہ کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتی زمل کا فیڈر تیار کرتی اسے سلانے لے گئی۔

جب تک مصفرہ کچن سمیٹ کر کافی بناتی فارغ ہوئی، تب تک وہ زمل کو سلانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"تم نے براق کو سب بتایا؟"

عدن کے سوال پر وہ خاموشی سے اپنے ہاتھ میں تھامے مگ کو دیکھنے لگی۔

"اسے سب معلوم ہے سوائے اس واقعے کے۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

عدن جانتی تھی وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔وہ کس بارے میں اشارہ کر رہی ہے۔اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

"عدن اپیا۔کیا میں غلط تو نہیں کر رہی براق کے ساتھ؟اس سے یہ باتیں چھپا کر؟"

عدن نے بغور اسے دیکھا تھا جو کشمکش میں مبتلا دکھائی دیتی تھی۔

"تم نے اسے بتانے کی کوشش کی؟"

عدن نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے استفسار کیا تو مصفرہ نے اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی پہلو بدلا۔

"میں نے چند بار کوشش کی تھی لیکن ناکام رہی۔ڈرتی ہوں۔۔۔اگر اس نے بھی سب کی طرح مجھے جھوٹی اور غلط سمجھا تو۔۔؟کسی نے بھی تو یقین نہیں کیا تھا۔۔تو وہ کیسے کرے گا؟"

مصفرہ پریشانی سے لب کترتے ہوئے بولی۔وہ اس واقعے کو لے کر ہمیشہ ہی کمزور رہی تھی۔

"میں نے بھی یقین کیا تھا نا مصفرہ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عدن نے جیسے اعتراض کیا۔

"ہاں صرف آپ نے ہی تو یقین کیا تھا۔ورنہ میں کب کی مر چکی ہوتی۔"

مصفرہ نے جب چہرہ اٹھایا تو آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے اور چہرے پر اذیت بھری مسکراہٹ جو رات کے اندھیرے میں کہیں ڈوب گئی تھی لیکن مدھم سی چلتی روشنی اسے نکھار رہی تھی۔ دونوں کے درمیان کافی دیر خاموشی رہی۔یاد ماضی کی اذیت اور ناخوش کن واقعات۔

"تم نے۔۔تم نے چیک کروایا تھا؟"

عدن کی آواز کسی گہرائی سے آئی تھی۔یوں جیسے بہت ہمت باندھ کر یہ سوال کیا ہو۔مصفرہ کافی دیر خاموش رہی۔

"کروایا تھا۔جب اپنی جاب میں سٹیبل ہوئی تھی اور یہ گھر خریدا تھا۔۔۔اس کے بعد سب سے پہلا کام یہی کیا تھا۔"

وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بتا رہی تھی۔اذیت بھرے الفاظ۔۔شکستہ حوصلہ اور ڈھلکے ہوئے کاندھے۔

www.novelsclubb.com

"تو۔۔۔کیا معلوم ہوا؟"

عدن پھر سے حوصلہ کرتی سوال کر گئی۔دونوں کی کافی ڈھنڈی ہونے لگی۔اس کے سوال پر مصفرہ سر جھکا گئی۔

"ڈاکٹر نے بولا تھا کہ۔۔۔۔"

اس کا گلہ رندھ گیا۔عدن نے آگے جھک کر اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا۔آنسو روکنے کی کوشش میں گلے میں درد اٹھی تھی۔

"وہ اپنی کوشش میں۔۔۔ناکام۔۔ناکام۔۔رہا تھا۔"

مصفرہ کی آنکھ سے ایک آنسو بہہ نکلا۔وہ وقت یاد کرنا کسی اذیت سے کم نہیں تھا۔اس کی بات پر عدن نے زور سے آنکھیں میچیں اور دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر اٹھ کر کافی کا مگ پیروں میں رکھا اور اسے گلے لگا لیا۔

"میں شرمندہ ہوں کہ تمہیں میرے گھر میں اتنا سب برداشت کرنا پڑا۔"

عدن نے نم لہجے میں بولا تھا۔اس کا دل دکھتا تھا۔۔یہ سوچ کر کہ اگر وہ دیر کر دیتی تو؟تو کیا ہوتا؟؟اب کیا مصفرہ زندہ ہوتی؟شاید نہیں۔

"آپ کی غلطی نہیں ہے عدن اپیا۔"

مصفرہ نے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا بھائی تھا مصفرہ۔ مجھے اسے سمجھانا چاہئے تھا۔ مجھے اس کی پرورش کرنی چاہیے تھی۔ مجھے اسے اچھے برے کی تمیز سکھانی چاہیے تھی۔"

عدن اسے گلے لگائے خود بھی رونے لگی۔ مصفرہ کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہہ نکلے۔

"آپ کی غلطی نہیں تھی اپیا۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ گلہ رندھ گیا۔

"غلطی تو تمہاری بھی نہیں تھی مصفرہ۔"

عدن الگ ہوتی اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی دکھ سے بولی۔

مصفرہ نے اپنی بھوری آنکھوں پر موجود نم پلکوں کو اٹھا کر اسے دیکھا جو خود بھی رو رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی، نرم دل۔ کمزور دل۔ ہر ایک کے غم میں رو جانے والی۔ ہر ایک کے دکھ کو محسوس کرنے والی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔۔۔شاید۔۔۔وہ سب بہت عرصے پہلے کی باتیں ہیں۔میں تو بھول گئی ہوں۔آپ بھی بھول جائیں۔"

مصفرہ نے آنسوؤں پر بندھ باندھتے ہوئے،اپنے چہرے پر موجود اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔اسے ہمت دکھانی تھی۔ہمیشہ کی طرح۔اسے باہمت ہونا تھا۔ہمیشہ کی طرح۔اسے مضبوط بننا تھا۔ہمیشہ کی طرح۔

"تم بہت مضبوط ہو مصفرہ۔بہت ہمت والی۔مجھے تم پر فخر ہے۔"

عدن نے اپنے آنسو پونچھ کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولا تھا۔ایک محبت بھرا لمس۔یہ لمس وہ کتنے عرصے بعد محسوس کر رہی تھی۔عدن اس سے قریبا آٹھ سال بڑی تھی۔وہ اسے اپنی بہن کی طرح نہیں،اپنی اولاد کی طرح سمجھتی تھی۔

کچھ دیر وہ یونہی خاموشی سے بیٹھی رہیں۔عدن واپس جھولے پر آبیٹھی اور مصفرہ بھی خاموشی سے آسمان کو دیکھتی رہی۔دونوں کے ہاتھ ابھی بھی قید تھے۔کافی کے دونوں مگ زمین کی سطح پر پڑے سرد ہو چکے تھے۔بالکل موسم کی طرح۔

"تم نے کبھی کوشش نہیں کی؟اپنا گھر ڈھونڈنے کی؟"

www.novelsclubb.com

عدن نے کافی دیر کی خاموشی کے بعد بولا تھا۔ مصفرہ نے ایک ہاتھ نرمی سے اس کے ہاتھ سے چھڑوا کر اپنے چہرے سے آوارہ لٹیں پیچھے کی تھیں۔

"کی تھی۔ کئی بار کوشش کی تھی۔ لیکن مجھے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ بچپن کی بہت سی یادیں دھندلا چکی ہیں اور کچھ مکمل بھول گئی ہوئی ہوں۔ پھر اتنے بڑے کراچی میں بغیر کسی کلیو کے میری تلاش ناکام ہی رہی۔"

وہ مدھم آواز میں کہہ رہی تھی۔ رونے کی وجہ سے آواز کچھ بھاری ہو گئی۔ فضا بھی سرد تھی اور اس نے اپنا دل ایک بار پھر سرد کر لیا۔

"ملتان کے بعد لاہور آئی تھی؟"

عدن نے ایک اور سوال کیا۔ وہ اس کا ماضی دہرا رہی تھی۔ مصفرہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔ ایک معصوم مسکراہٹ۔

"نہیں! میں فیصل آباد رہی چار سال۔ پھر اس کے بعد کچھ ماہ پنڈی رہی۔ وہ مجھے راس نہیں آیا تو ہمت باندھتے ہوئے لاہور آ گئی۔"

وہ وقت یاد کر کے خود پر ہی ہنس رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم لاہور ہی آجاتی۔ تمہیں بولا تھا میں نے۔ ہماری آخری ملاقات میں۔"

عدن نے یاد کرتے ہوئے بولا۔

"ڈر لگتا تھا لاہور سے۔۔۔ سنا تھا بہت بڑا ہے، بالکل کراچی کی طرح۔ تو بس ڈرتی تھی۔"

"اب نہیں ڈرتی؟"

عدن نے مسکرا کر پوچھا۔ وہ یہ بات سمجھ سکتی تھی۔

"بالکل نہیں! اب تو لاہور آکر ہی سکون ملتا ہے۔ جب لاہور کو اچھے سے سمجھ گئی تو یہ بھی سمجھ آگیا کہ اب کی ساری زندگی لاہور کے نام۔"

وہ ہلکا سا ہنس کر بولی۔ اسے کئی سال ہو گئے تھے یہاں آئے اور یہاں سے جانے کا ارادہ تھا بھی نہیں۔ عدن اس کی بات پر ہنس دی۔

"جب میں کراچی سے ادھر پڑھنے آئی تھی تو سب نے بہت مخالفت کی تھی۔ میں خود بھی ڈرتی تھی لیکن پھر کچھ ماہ بعد میرا یہاں سے لوٹنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ ہاسٹل لائف کے مزے ہی الگ تھے۔"

عدن مسکرا کر اپنا وقت یاد کرتے ہوئے بول رہی تھی۔

"جو چار سال میں نے یہاں گزارے تھے، وہ سب سے یادگار تھے۔"

عدن اسے دیکھتے ہوئے بولی جو اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔ عدن نا محسوس انداز میں بات بدل چکی تھی۔ اب لاہور کی باتیں ہونے لگیں اور پھر لاہور کی باتوں سے لاہوری کی بات نکل آئی۔ جس کے بعد عدن نے براق اور مصفرہ کی ملاقات کی ساری سٹوری سن کر جان چھوڑی۔

رات گئے تک وہ وہاں سردی میں بیٹھ کر باتیں کرتی رہیں۔ ایک لمبے عرصے کے بعد مصفرہ اتنا بولی تھی۔

کافی دیر وہ باتیں کرتی رہیں اور پھر زمل کے رونے کی آواز سنتی وہ دونوں نیچے قریباً بھاگتے ہوئے پہنچی تھیں۔

اک عمر زمانے کے اصولوں سے لڑے ہیں
تب ہی تو تھکن اوڑھ کے اک سمت پڑے ہیں

رفتار ہواؤں کی کبھی دیکھ تُو مڑ کر

کچھ لوگ جہاں چھوڑے وہیں آج کھڑے ہیں

========

سارے عالم کی اداسی کو ایک طرف رکھ کر جب ہم مسکرا دیتے ہیں تو کئی اذیتوں کو مات دے ڈالتے ہیں۔ لیکن۔۔۔ لیکن جب رات کے کسی پہر بستر سے لگتے ہیں تو وہ ساری اذیتوں کا وار بہت گہرا ہوتا ہے۔ ذہن کے پردوں پر۔ دل پر۔ ذات پر۔

مصفرہ جب رات کے آدھے پہر بستر پر لیٹی تو یادوں کا اذیت بھرا وار سر پر بہت گہرا پڑا تھا۔ ماضی کے آسیب نے اسے اپنی گرفت میں لینا شروع کر دیا۔ ایک آسیب، سیاہ رنگ کا دائرہ جو پہلے اس کے کمرے کو نگلنے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ مصفرہ کے وجود کو بھی نگل گیا۔ وہ سر دونوں ہاتھوں پر گرائے خود کو اس دائرے میں گم ہوتا دیکھنے لگی۔

منظر بدلنے لگا اور ایک نو سالہ لڑکی اپنے باپ کے ساتھ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی دکھائی دینے لگی۔ اس کا باپ پریشان تھا۔ سنہری آنکھوں والا، گہرے رنگ

کے بال، آنکھوں میں پریشانی لیے اسے کچھ کہہ رہا تھا جو بہت مزے سے اپنی فیروزی فراک کو پوری سیٹ پر پھیلائے، اپنے باپ کے الفاظ کو سن رہی تھی۔ رتی برابر بھی اثر لیے بغیر وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی کلر بک پر کلر کر رہی تھی۔ نفاست سے رنگ برنگے رنگ اس کلر بک پر اتارتے ہوئے وہ اپنے باپ کو بولتا ہوا سن رہی تھی۔

"فری! میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ خود سے سڑک کراس نہیں کرنی۔ میں آ رہا تھا نا۔ اب اگر وہ انکل وہاں نہ ہوتے تو پھر کچھ بھی غلط ہو سکتا تھا۔ پھر آپ کو کچھ ہو جاتا تو آپ کے ڈیڈا کیا کرتے؟"

وہ صدمے سے اموشنل ہوتے ہوئے بول رہے تھے جبکہ مصفرہ پر تو جیسے کسی چیز کا اثر ہی نہیں تھا۔

"Calm down dada! I am okay and nothing happened to me. That uncle saved me.”

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے اب کی بار اپنے رنگ سمیٹ کر اکٹھے کر رکھے تھے اور پھر اپنے فکر مند باپ کو تسلی دی تھی۔اس کا انداز دیکھ کر سامنے بیٹھا شخص یکدم ٹھنڈا ہوا تھا۔گاڑی خاموش سڑک کے ایک طرف روکی تھی۔اور اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا تھا۔

"مصفرہ! میں پریشان ہو جاتا ہوں آپ کے لیے۔مجھے کچھ ہو گیا تو آپ اپنے ماموں کے پاس چلی جانا۔اوکے؟"

وہ اسے سمجھا رہے تھے یا وعدہ لے رہے تھے۔مصفرہ کا چھوٹا ذہن سمجھ نہ سکا۔وہ کچھ اور بھی کہہ رہے تھے لیکن منظر دھندلا گیا۔منظر بدلنے لگا۔یادداشت کی گرہ کمزور پڑ گئی۔ماضی کسی دھند کے اثر ہونے لگا۔یوں کہ آنکھیں بند کر کے کھول کر بھی دیکھو تو منظر صاف نہ ہو۔

منظر بدل گیا۔آہستہ آہستہ سب بدل گیا۔وہ جو باپ کو تسلیاں دے رہی تھی،اب سڑک پر بیٹھی وہ اپنے باپ کے خون آلود کپڑوں کو جھنجھوڑ رہی تھی۔

کچھ دور سڑک پر ایک گاڑی الٹی ہوئی تھی،وہی گرے رنگ کی گاڑی جس میں کچھ دیر پہلے وہ بیٹھے ہوئے تھے۔وہ بہت دور فاصلے پر تھی۔کانچ سارے ٹوٹ کے

www.novelsclubb.com

سڑک پر بکھرے ہوئے تھے۔ گاڑی سے لے کر ان تک جو سڑک تھی وہ خون سے لت پت تھی۔ جیسے کوئی زخمی انسان وہاں سے گزرا ہو۔ پتھر کی طرح مضبوط انسان اس وقت ڈھیر ہوا سڑک پر مردہ کی سی حالت میں تھا۔ ایک وہی زندہ تھی، وہی بول رہی تھی، یا شاید رو رہی تھی۔

مدد کے لیے پکار جاری تھی لیکن گزرنے والے گزر گئے تھے۔ کوئی مدد کے لیے رکا نہیں تھا۔ آس پاس گھنے درختوں کی چھاؤں میں وہ اپنے باپ کے خون آلودہ جسم پر اپنی ننھی ننھی مٹھیاں مار رہی تھی۔

"ڈیڈا! اٹھیں ڈیڈا! دیکھیں ڈیڈا میں اکیلی ہوں ڈیڈا۔ کوئی ہماری ہیلپ نہیں کر رہا۔ ڈیڈا کیا کروں میں؟ ڈیڈا آپ بتائیں نا۔ آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے ڈیڈا۔ کیا آپ بھی ممی کی طرح مجھ سے ناراض ہو گئے ڈیڈا؟"

وہ رو رہی تھی۔ اس کی فیروزی فراک خون سے لت پت تھی۔ بال جو پونی میں بندھے تھے اب بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے پر رونے کی وجہ سے جو آنسو آئے تھے، اس کی وجہ سے بال چہرے پر چپک گئے تھے۔

دور گاڑی کے پاس پڑی کلر نگ بک پر خون کے قطرے بڑی شان سے نمایاں تھے۔

منظر پھر دھندلانے لگا۔۔آہستہ آہستہ غنودگی بھرنے لگی۔یوں جیسے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا ہو۔یوں جیسے اس سیاہ دائرے نے مزید خود کے اندر نگلا ہو۔ ایک گہرا سانس آیا اور ساتھ ہی منظر مختلف ہو گیا۔اب کوئی اس کے باپ کو اٹھا کر اپنی گاڑی میں بٹھا رہا تھا۔ایک خوبصورت سی عورت اپنے پیٹ پر اچھے سے چادر پھیلائے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔اس نے مصفرہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھایا تھا۔ نہایت محبت سے اسے گلے لگایا۔وہ خود بھی شاید تکلیف میں تھی لیکن وہ مصفرہ کو بڑے پیار سے پچکار رہی تھی۔مصفرہ کوئی آسرا ملتے ہی اس عورت کی ٹانگوں سے لپٹ گئی تھی۔

جب سر اٹھا کر دیکھا تو وہ عورت پریشانی سے گاڑی کی سمت دیکھ رہی تھی جہاں شاید اس کا شوہر مصفرہ کے باپ کو پچھلی سیٹ پر لٹا رہے تھے۔جب وہ پلٹے تو مصفرہ کی

نظر ان پر پڑی، وہ وہی انکل تھے جس نے کچھ دیر پہلے اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوئے بچایا تھا۔

"سانسیں چل رہی ہیں لیکن خون بہت بہہ گیا ہے۔ ہم بھی ہسپتال جا رہے ہیں، انہیں بھی ادھر ہی لے چلتے ہیں۔"

اپنی بیوی کو کہتے ہوئے وہ ان کا اور مصفرہ کا ہاتھ تھامے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ انہیں احتیاط سے وہاں بٹھا گئے۔ پیچھلی سیٹ پر احتیاط سے مزمل کا زخمی وجود رکھا تھا۔

منظر دھندلا گئے۔ سب کچھ سیاہ ہونے لگا۔ سانس اکھڑنے لگا۔ حال میں واپس آ کے اور سیاہ دائرہ مدھم پڑنے لگا۔ سانس تھا کہ ہموار نہ ہوتا تھا۔ مصفرہ کو لگا کہ مزید کچھ دیر وہ اس سیاہ دائرے میں رہی تو اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ وہ ہمت جمع کرتی خود کو اس سیاہ دائرے سے آزاد کر واگئی۔ بستر پر یکدم اٹھ کر بیٹھی۔ کانپتی ٹانگوں اور اکھڑی سانسوں کے ساتھ وہ بستر سے اٹھی لیکن اس کی ٹانگوں نے مزید ساتھ نہ دیا اور وہ زمین بوس ہو گئی۔ گرتے ہوئے کچھ فاصلے پر موجود لیمپ کی تار پر

ہاتھ لگا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی زمین کی زینت ہوا تھا۔رات کے خاموش پہر میں وہ زرا سی آواز بہت دور تک گونجی تھی۔۔

ساتھ والے کمرے میں کچی نیند میں سوئی عدن کی آنکھ یکدم ہی کھلی تھی۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں کی نیند یونہی کچی ہوتی ہے۔اس نے زمل کو دیکھا جو پر سکون سو رہی تھی اور پھر فوراً ہی خیال مصفرہ کا آیا تھا۔وہ فوراً سے پہلے اپنے کمرے سے نکل کر مصفرہ کے کمرے کی جانب گئی تھی۔دروازے کا ناب گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

"مصفرہ؟"

گہرے اندھیرے میں دیکھتے ہوئے وہ اسے پکار بیٹھیں۔ایک سسکی کمرے میں گونجی تو عدن نے اندازے سے ہی دیوار پر ہاتھ مار کر ساری بتیاں جلا دیں۔آنکھوں کو جب روشنی کی عادت ہوئی تو وہ مصفرہ کی تلاش میں نظریں گھما گئی۔

بیڈ کے بائیں جانب وہ گری ہوئی تھی،گہرے سانس لینے کی کوشش کرتی، بند آنکھوں سے مسلسل بہتے آنسو،اور ہاتھ پاؤں مسلسل کانپتے ہوئے۔

اسے ایسی حالت میں دیکھ کر،عدن کا تو مانو دل ہی کٹ گیا۔

"مصفرہ میری بچی!"

وہ آگے بڑھ کر اسے زمین سے اٹھا گئیں لیکن اس کا کانپتا وجود وہیں ڈھ گیا۔ عدن پریشانی سے اس کا چہرہ تھپتھپانے لگی۔

"مصفرہ! گہرے سانس لو میری جان۔ گہرے سانس لو۔"

عدن نے اس کے ہاتھ پاؤں دبائے تھے۔ وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھ چکی تھی۔ ہلکا سا اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کے منہ کے ساتھ لگائی تھی۔ سر اونچا کیے، وہ اس کے منہ میں پانی ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی وہ اسے ہوش میں دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مصفرہ پینک اٹیک کے زیر اثر تھی۔ وہ اسے واپس بحالی کی جانب لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مصفرہ دیکھو میں ادھر ہوں۔ بچے میں تمہارے پاس ہوں۔ میری جان سب ٹھیک ہے۔"

وہ ہولے ہولے اس کا سر تھپتھپا رہی تھی۔ مصفرہ کی سانسیں ہموار ہونے لگیں۔ دل کی دھڑکن مدھم ہونے لگی۔ ہاتھ پاؤں کی لرزش بھی کم ہوئی۔ سر جو عدن کی گود میں تھا، وہ ڈھیلا ہونے لگا۔ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوئی تو دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

"گولی۔ رائٹ۔ سائیڈ ٹیبل۔"

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی تھی اور گہرے سانس بھرتی دوبارہ آنکھیں موند گئی۔ عدن نے فوراً سے سر ہلایا اور اپنے پیچھے موجود صوفے سے ایک کشن اٹھا کر اس کے سر کے نیچے رکھا اور خود قریباً بھاگتے ہوئے وہ دائیں جانب گئی تھی اور وہاں سے دراز کھولتی، سارا کھنگالتی وہ ایک ڈبی پر نظر پڑتے ہی اسے ہاتھوں میں لے گئی لیکن اس کے خالی پن کو محسوس کرتے ہوئے جب کھولا تو وہ خالی تھی۔ عدن کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔ اس نے فوراً دوسرا دراز کھولا، وہاں کچھ نہیں تھا۔ پھر تیسرا دراز کھولا تو وہاں بھی کوئی شہ نہیں تھی۔ ایک تو یہ اینٹی ڈپریسنٹ ادویات ایک سے زیادہ خرید بھی نہیں سکتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب عدن کے سانس بھی پھولنے لگے تھے۔وہ پریشانی سے سارے دراز دیکھنے لگی۔ قسمت تھی یا کیا لیکن اسے ڈریسنگ کے ایک دراز سے ڈبی مل گئی۔کھولنے پر دیکھا تو اس میں فقط دو گولیاں تھیں۔وہ فوراً اسے پکڑتے ہوئے مصفرہ کے پاس پہنچی۔ گلاس میں پانی ڈالتی گولی اس کے منہ میں رکھتی اس کا سر اونچا کرتی اسے کھلا گئی۔ مصفرہ کا جسم ابھی بھی لرز رہا تھا لیکن سانسیں ہموار ہو رہی تھیں۔آنکھوں سے لگاتار بہتے آنسو اب چہرے پر نشان بھی چھوڑ رہے تھے۔وہ کچھ ہی دیر میں نیند کے زیراثر تھی۔جب عدن نے محسوس کیا کہ دوا نے اپنا اثر دکھا دیا ہے تو وہ اسے سہارا دیتی کسی طرح بستر پر لٹا گئی اور اس پر چادر درست کرتی کمرے میں مدھم سی روشنی رکھتی ساری بتیاں گل کر گئی۔لیکن وہ مصفرہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں آئی تھیں اور خود کے کمرے کا دروازہ بھی ہلکا سا وا تھا۔

اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔کتنی ہی دیر پریشانی سے اپنے کمرے کے چکر کاٹتی رہی۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔اگر دوبارہ ایسا ہو گیا تو؟

www.novelsclubb.com

اس کے پاس تو اب دوا بھی نہیں تھی۔ صرف ایک گولی۔۔۔ کیا وہ رسک لے سکتی تھی؟ نہیں! وہ مصفرہ کے معاملے میں رسک نہیں لے سکتی تھی۔اس نے ایک بار اپنے فون پر ٹائم دیکھا جہاں رات کے ساڑھے تین کا وقت تھا۔وہ کچھ سوچ کر فیصلہ کرتی مصفرہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔وہ بے ہوشی میں تھی۔ نیند کی گولی نے اثر دکھا دیا تھا۔

وہ مصفرہ کے سائیڈ ٹیبل سے اسکا فون اٹھا گئی۔

جانتی تھی کہ غلط حرکت ہے لیکن وہ مصفرہ کے معاملے میں را اٹک نہیں لینا چاہتی تھی۔

اس نے مصفرہ کا موبائل پکڑا تو اس کا فنگر پرنٹ لاک لگا ہوا تھا۔وہ جھجھکتی ہوئی کسی طرح مصفرہ کی انگلی اس پر لگا گئی۔وہ غنودگی میں تھی،اس لیے اسے معلوم نہ ہو سکا۔

موبائل آن کرتی وہ مطلوبہ نمبر ڈھونڈھتی رہی۔اسے کہیں براق کا نمبر نہ ملا۔اس نے ریسنٹ لاگ میں دیکھا تو وہاں صرف دو سے تین نمبر تھے۔جو سب سے نمایاں تھا وہ "وئیرڈو" تھا۔

عدن نے ایک نظر مصفرہ کے سوئے وجود کو دیکھا اور ایک نظر سامنے موبائل پر موجود نمبر کو۔وہ فون لیتی باہر نکل آئی۔اپنے کمرے میں داخل ہوتی وہ اپنا موبائل اٹھا گئی۔ایک آخری دفعہ اپنے فیصلے پر غور و فکر کرنے کے بعد وہ اپنے موبائل میں براق کا نمبر ملا گئی۔

دوسری جانب رات کے اس پہر انجان نمبر سے آتی کال دیکھ کر وہ اگنور کر گیا اور دوبارہ سو گیا۔لیکن کچھ دیر کے بعد ایک مخصوص ٹون کے ساتھ کال آئی تو اس کے سارے کے سارے عضو متوجہ ہوئے۔وہ سکرین کو دیکھ کر حیرت سے دوسری ہی بیل پر فون اٹھا گیا۔

"مصفرہ؟ خیریت ؟"

نیند سے بھرپور آواز سنتی عدن ایک پل کو رو دینے کو تھی۔اسکے دماغ سے مصفرہ کی حالت نکالے نہ نکل رہی تھی۔

"براق میں۔۔میں عدن۔"

براق کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔اس وقت مصفرہ کے نمبر سے کال آنا اور اس کی بجائے عدن کے بات کرنے سے وہ کیا کیا کچھ سمجھ چکا تھا۔کیا کیا کچھ وہ سوچ چکا تھا۔

"عدن باجی۔کچھ تو بولیں۔"

وہ اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا تھا۔عدن نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سب کچھ اسے بتایا۔ پہلے ہونے والی باتیں اور پھر مصفرہ کا پینک اٹیک۔براق کے لیے سب کچھ نیا تھا۔ وہ بات سنتے ساتھ ساتھ سب ہضم کر رہا تھا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لیے تمہیں کال کی ہے۔اس کی دوا نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ دوبارہ ایسا کچھ ہو گیا تو؟"

بات کے آخر میں عدن کی آواز کانپی تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ مجھے دوائی کی ڈبی کی تصویر بھیجیں میں لے کر آ رہا ہوں۔"
براق اپنے بستر سے اٹھتا ہوا بولا تھا۔

"لیکن اس وقت؟ وہ بھی بغیر نسخے کے؟"
عدن نے پریشانی سے پوچھا۔ ڈبی تو پہلے سے اس کے ہاتھ میں تھی۔

"وہ آپ پریشان نہ ہوں۔ میں کر لوں گا کچھ۔"
براق نے کہہ کر اسے دوائی کا نام بھیجنے کو بولا اور خود وہ انہیں ٹراؤزر شرٹ پر ہڈ پہنتا ہوا، پیروں میں چپل اڑستا والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتا وہ وہاں سے نکل گیا۔
آدھے گھنٹے کی لگاتار محنت کے بعد وہ ایک جگہ سے دوائی کی دو ڈبیاں لے کر وہاں سے مصفرہ کے گھر کی جانب آیا۔ ایک ڈبی وہ اپنی گاڑی میں رکھ چکا تھا اور دوسری اس کے ہاتھ میں تھی۔ فضا میں اب تہجد کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ ان کے گھر کے باہر رکتا وہ مصفرہ کے نمبر پر کال ملا گیا۔

دوسری جانب عدن نے جب سارا معاملہ براق کو بتایا تو اس کے بعد کچھ ریلیکس ہوتی وہ زمل کے بغل میں آلیٹی۔ براق کی کال پر اس کی آنکھ کھلی تو وہ دوپٹہ اوڑھتی دروازہ کھول گئی۔

"آجاؤ اندر۔"

وہ اس کے ہاتھ سے دوائی پکڑتی بولی تھی۔

"نہیں! اس وقت میرا آنا مناسب نہیں ہو گا۔"

وہ بولا تو عدن بس اسے مشکور نظروں سے دیکھے گئی جو کچھ بے چین سا تھا۔

"آپ ایک بار اسے دیکھ کر بتا دیں کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔"

وہ ابھی بھی دہلیز کے باہر کھڑا تھا۔

"تم خود دیکھ کر تسلی کیوں نہیں کر لیتے؟"

براق کو کہتے ہوئے اس نے دروازہ وا کیا تو وہ کچھ لمحے جھجھکا اور پھر دل کی بے چینی کو دبانے کی تگ و دو میں دہلیز پار کرتا اب عدن کے بتائے رستے کے مطابق اس کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ اس کے کمرے کا دروازہ آدھ کھلا تھا۔ کوریڈور کی

مدھم روشنی اس کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ عدن نیچے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ کچھ جھجکتا ہوا اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں بھی مدھم سی روشنی تھی۔ مکمل خاموشی میں مصفرہ کی مدھم سروں میں چلتی سانسوں کی آواز تھی۔ وہ بستر کے قریب آ کھڑا ہوا۔ مصفرہ سکون سے سو رہی تھی۔ اس کے اعصاب ڈھیلے تھے۔ چہرے کے اطراف میں بال بکھرے ہوئے، اور پورے چہرے پر آنسوؤں کے نشان واضح تھے۔

وہ سمٹی ہوئی لیٹی تھی، بہت معصومانہ طریقے سے۔ اس لگا وہ نو سالہ مصفرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اپنے دل کی دھڑکنوں کو قابو میں رکھتے ہوئے وہ بس اسے دیکھے گیا۔ اسے اذیت ہوئی تھی اپنی جان عزیز کو اس حالت میں دیکھ کر۔ وہ بہت معصوم اور بہت کمزور لگ رہی تھی مضبوطی کا خول جو اس پر ہر وقت چڑھا ہوتا تھا، وہ اس خول سے فلوقت آزاد تھی۔ زماں و مکاں سے لاپرواہ۔

سر جھٹک کر اس سے دور ہوتا وہ وہاں سے نکل گیا۔ عدن کو خدا حافظ کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔ لیکن جانے سے پہلے وہ کہنا نہ بھولا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بھی مسلئہ ہو تو دوبارہ مجھے کال کر دیجئیے گا۔ میرا نمبر مصفرہ کے موبائل سے لے لیں۔"

وہ سر ہلا کر اسے تسلی دی گئی۔ عدن بھی مصفرہ کو دیکھ کر کچھ پر سکون ہوتی اپنے کمرے میں آگئی اور دن بھر کی طرح تھکاوٹ کے بعد جلد ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

لیکن کوئی تھا جو اس رات نہیں سویا تھا۔ کوئی تھا جو پوری رات باہر گاڑی میں بیٹھا گزار گیا تھا۔ براق گاڑی میں بیٹھا جانے لگا، لیکن اس کا دل نہ مانا۔ وہ سر جھٹک کر وہیں سیٹ سے ٹیک لگائے مصفرہ کے کمرے کی کھڑکی کی جانب دیکھتا رہا۔ جس وقت صبح کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلی تھی، اس وقت مصفرہ کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ وہ گہری سانس بھرتا گاڑی آن کرتا اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

وہ بس یہ سوچتا رہا تھا کہ ابھی تو عدن موجود تھی جس نے مصفرہ کو اس حال میں سنبھال لیا تھا۔ کتنی بار ایسا ہوا ہو گا اور مصفرہ کو خود کو خود سنبھالنا پڑا ہو گا؟ کتنی بار

www.novelsclubb.com

اس نے کسی کو اذیت میں پکارا ہو گا اور کوئی وہاں موجود نہ ہو گا؟ اسے خود پر غصہ آیا کہ کیوں وہ مصفرہ کو جلدی ڈھونڈ نہ سکا۔ کیوں مصفرہ کو اتنا سب دیکھنا پڑا؟

لیکن وہ خود سے عہد باندھ گیا تھا کہ وہ مصفرہ کو پوری دنیا کی تمام تر خوشیاں لا کر اس کے قدموں تلے رکھ دے گا۔ اتنی محبت نچھاور کر ڈالے گا کہ ساری محرمیوں کا ازالہ ہو جائے۔ وہ ساری عمر کے لیے اس کا ہو جائے گا تاکہ اسے کسی اور کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ انہیں سوچوں کے زیر اثر وہ گھر واپس لاٹ آیا تھا۔

ہنستے ہوئے گزرے کبھی روتے ہوئے گزرے
ہم زیست کی راہوں سے یوں ہوتے ہوئے گزرے

ہر رمزِ محبت سے یوں انجان رہے ہیں
اک لمحہ ءدیدار بھی کھوتے ہوئے گزرے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زد میں غمِ دوراں کی ہیں ہم ایسے کہ جیسے
طوفان سفینے کو ڈبوتے ہوئے گزرے

احباب تو دانستہ رہے ہم سے گریزاں
اک ہم کہ انہیں دل میں سموتے ہوئے گزرے

چھوڑا تو نہیں ضبط کا دامن دمِ رخصت
آنچل کو مگر دل کے بھگوتے ہوئے گزرے

www.novelsclubb.com

کیا فائدہ اس درد بھری عمر کا رضیہ
پلکوں میں اگر اشک پروتے ہوئے گزرے

رضیہ سبحان

===============

رات کی تاریکی کو دن کی منور کردہ روشنی نگل گئی۔وہ معمول کے مطابق اٹھتی ہوئی اپنے بستر سے نکل کر کھڑکی کے پاس آرکی۔آس پاس سبزے کو دیکھنے لگی لیکن دروازے کے پار براق کی گاڑی دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی۔وہ مڑی اور کمرے میں اپنا موبائل ڈھونڈا کہ اس سے فون کرکے پوچھتی ہے۔لیکن کافی دیر کی محنت کے بعد اسے موبائل نہ مل سکا تو وہ سر جھٹک کر اسی حالت میں نیچے آگئی جہاں سے ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو آرہی تھی۔

"عدن اپیا۔میرا موبائل نہیں مل رہا۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

"وہ میرے کمرے میں ہے۔"

عدن نے زمل کو کھانا کھلاتے ہوئے مسکرا کر بتایا۔وہ بغیر کچھ پوچھے باہر دروازے پر پہنچی تھی۔لیکن تب تک وہ جا چکا تھا۔

"تم ٹھیک ہو مصفرہ؟"

عدن کی آواز پر وہ چونکی۔رخ پلٹ کر انہیں دیکھا جو کچن میں کھڑی ان دونوں کے لیے ناشتہ بنا رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ زمل کو کھانا بھی کھلا رہی تھیں۔

"جی۔"

وہ یک لفظی جواب دیتی رات کے واقعے کو یاد کرنے لگی لیکن فوراً سے سر کو جھٹک دیا۔

"براق۔آیا ہوا تھا؟"

مصفرہ نے سوال کیا تو اس بار عدن چونکی۔

"تمہیں کیسے معلوم؟"

وہ حیرت سے پوچھ بیٹھی۔

"اس کی گاڑی کچھ دیر پہلے باہر کھڑی تھی لیکن اب نہیں ہے۔"

مصفرہ نے دروازہ بند کرتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا وہ پوری رات سے باہر تھا؟"

اب کی بار عدن نے حیرت سے خود سے سوال کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب ؟"

مصفرہ اجنبے سے انہیں دیکھنے لگی جو سبز شلوار قمیض کے ساتھ سرخ دوپٹہ گلے میں لیے ہوئے تھیں۔

"کچھ نہیں۔تم فریش ہو کر آجاؤ۔میں ناشتہ لگاتی ہوں۔"

عدن نے کہا تو مصفرہ بے دھیانی میں سر ہلاتی اپنے کمرے میں آگئی۔اس کا دماغ ٹھیک سے بیدار نہیں ہوا تھا۔

بے دھیانی میں کپڑے اٹھاتی واشروم میں گھس گئی کہ گرم پانی سے شاور لے کر شاید کچھ بہتر محسوس ہو۔

"آپ نے کیوں ناشتہ بنایا؟"

وہ پیچھے سے آتی انہیں گلے لگا گئی۔عدن نے ایک طرف سے ہی اس کا چہرہ چوما۔

"تم اب دلہن بننے والی ہو۔میں تم سے کام کرواتی اچھی لگوں گی؟"

عدن نے مسکرا کر محبت سے بولا تو وہ ہنستی ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔زمل ایک طرف کھلونے لیے مزے سے کھیل رہی تھی۔وہ ایسی ہی تھی،خاموش طبیعت اور

معصوم سی۔ماں کو بلاوجہ تنگ نہ کرتی تھی۔خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا گیا۔مصفرہ نے اٹھ کر برتن سمیٹے اور سنک میں رکھتی نل کھول گئی۔عدن نے دھونے چاہے جس پر وہ انہیں گھور گئی۔

"اچھا مصفرہ۔آج سے شاپنگ شروع کرتے ہیں،بہت سی چیزیں باقی ہیں اور بہت سے کام ہیں۔"

عدن کچن سمیٹتے ہوئے بول رہی تھی۔

"اوکے اب تیار ہو کر نکلتے ہیں دونوں۔"

مصفرہ نے سر ہلا کر بولا تو عدن ایک لمحے کے لیے اسے دیکھ گئی۔وہ سوچ رہی تھی براق کو ساتھ لے لے لیکن پھر جب اسے صبح معلوم ہوا کہ براق پوری رات باہر ہی رہا ہے تو یقیناً وہ جاگتا بھی رہا ہو گا۔اور اس وقت وہ سو رہا ہو گا،اس لیے پھر بات بدلتی کہنے لگی۔

"ایسا کرو حماس سے پوچھ لو۔اگر وہ ہمارے ساتھ چلتا ہے تو بہترین ہو جائے گا۔ میں بھی مل لوں گی اس سے اور زمل کا بھی دل لگا رہے گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عدن کے کہنے پر مصفرہ کہنے لگی۔

"وہ مصروف بھی ہوا تو اسے آنا ہوگا۔"

عدن اس کی بات پر ہنس دی۔

"مطلب ابھی سے ہی دیور آن ڈیوٹی؟"

اسے چھیڑتے ہوئے بولا گیا جس پر وہ جھینپ گئی۔

"ایسی بات نہیں۔بتایا تھا نہ آپ کو۔۔۔۔کہ اس نے مجھے اڈاپٹ کر لیا ہوا ایک بہن کے طور پر؟"

مصفرہ برتن دھوتی ہوئی ہنس کر بتا رہی تھی۔

"ہاں جانتی ہوں۔اچھا لڑکا ہے ویسے لیکن منسا کی شہادت تو اسے مار گئی ہو گی اندر سے؟"

وہ اب چائے کا مگ تھامے اس سے بات کر رہی تھیں۔مصفرہ نے برتن دھوئے تو ایک کے اس کی جانب چائے کا مگ بڑھایا۔منسا کے ذکر پر دل بجھ سا گیا۔

"ہاں! منسا ہوتی تو سب کتنا اچھا ہوتا۔"

www.novelsclubb.com

وہ گہری سانس لیتی چائے کا مگ تھامے باہر آگئی۔عدن بھی آکر اس کے بغل میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کچھ لوگوں کی مدت ہماری زندگی میں کم عرصہ ہی ہوتی ہے۔"

عدن نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔پاس ہی کارپیٹ پر زلے اپنی گڑیا کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

"میں قریباً دو ماہ اس کے ساتھ رہی ہوں لیکن مجھے وہ بہت جلد بہت عزیز ہو گئی تھی۔"

مصفرہ نے چائے کا کپ لبوں سے الگ کرتے ہوئے بولا تھا۔لہجہ آسودہ تھا اور چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ۔منسا کا معصوم اور سادہ سا حجاب میں لپٹا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا۔وہ کچھ دیر یونہی باتیں کرتی رہی۔پھر سوہیل (عدن کا شوہر) کی کال پر عدن اٹھ کر کمرے میں چلی گئی اور مصفرہ بھی تیار ہونے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔آج کا سارا دن ان تینوں نے شاپنگ میں گزارا۔حماس تو

زلے کے پیچھے پڑ چکا تھا۔ مسلسل اس کے ساتھ شرارتیں کرتے ہوئے وہ جلد ہی زلے کا اعتبار حاصل کر گیا تھا۔ حماس کے ارد گرد موجود جو دائرہ تھا وہ صرف اچھی وائبز کا تھا۔ اس لیے اس سے جلد ہی لوگ گھل مل جاتے تھے۔

ہنسی مزاق کے اندر سارا دن گزر گیا۔

==========

اب حال کو یہیں چھوڑ کر ہم چلتے ہیں ماضی میں۔ اس وقت میں جہاں سب غلط ہوا لیکن اس کا اثر ابھی تک کئی لوگوں کی زندگیوں میں موجود تھا۔

مصفرہ کا ماضی۔

اذیت بھری یادوں کا مرکز

تمام کرداروں کا ماضی۔

کہانی کے مرکزی کرداروں کا ماضی۔

کہانی ہے کراچی کے ایک پوش علاقے میں موجود مرزا خاندان کی۔ جو "مرزا" کے نام سے مشہور تھے۔

www.novelsclubb.com

کہانی ہے مرزا خاندان کے اکلوتے وارث کے تین سپوتوں کی۔

ناظم مرزا

ابراہیم مرزا

مریم مرزا

تین بہن بھائیوں کی اور شاید ان کی اولادوں کی؟

سب سے بڑے ناظم مرزا تھے اور ان کی بیوی شائستہ۔ جن کے دو بچے تھے۔عدن ناظم مرزا اور نعمان ناظم مرزا۔

ابراہیم مرزا ان سے چھوٹے سے جو اپنی فیملی کے ساتھ کینیڈا میں سیٹل تھے۔ان کی بیوی ماہم اور ان کے دو بیٹے براق ابرہیم مرزا اور حماس ابراہیم مرزا ایک مطمئین زندگی گزار رہے تھے۔

اور سب سے چھوٹی اس گھر کی لاڈلی۔۔۔ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن۔۔۔ مریم مرزا۔

لیکن مریم مرزا کی ایک غلطی کے باعث ان کا اپنے خاندان سے رابطہ ختم ہو گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان کی ایک غلطی تھی۔۔۔وہ یہی کہ اپنی ذات برادری سے باہر کسی مزمل نامی شخص کو پسند کر بیٹھی تھیں۔جب بھائیوں سے اس بارے میں بات کرنے کا سوچا تو ناظم مرزا بھڑک اٹھے۔جبکہ ابراہیم نے کوئی مخالفت نہ دکھائی۔ابراہیم خود باہر تھے اور ناظم کے نہ ماننے پر مجبوراً مریم نے کورٹ میرج کرلی اور جب گھر آکر اطلاع دی تو انہیں مزمل سمیت گھر سے نکال دیا گیا۔بس وہی دن تھا بغاوت کا۔

وہی ایک غلطی تھی جو مصفرہ کی ماں سے ہو گئی تھی۔

ابراہیم کو جب ساری حالت کا معلوم ہوا تو وہ پاکستان واپس آگئے اور مریم سے رابطہ کیا۔ناظم کے خلاف کھڑے ہو گئے لیکن ناظم مرزا اپنی آنا کا قلعہ کھڑا کر کے مریم کو قبول کرنے سے انکار کر گئے۔

ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر ابراہیم بھی پاکستان میں الگ گھر لے گئے،وہ گھر مریم کے گھر کے نزدیک تھا۔

www.novelsclubb.com

وقت گزرنے لگااور جب سب کو معلوم ہوا کہ مریم کے گھر بچے کی خوشی ہے تو ناظم نے بھی اپنادل نرم کرلیا۔وہ بھی کچھ حد تک ملنے لگے لیکن شائستہ جوان کی بیوی تھیں وہ ان کے کان بھرتی رہیں۔

وہ وقت بھی آپہنچا جب مصفرہ کی پیدائش کے وقت کچھ مسائل کی وجہ سے مریم اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔تب ابراہیم اپنی فیملی سمیت پاکستان آگئے۔کچھ عرصے بعد حماس کی پیدائش بھی ہوئی اور ماہم نے نہایت محبت سے حماس اور مصفرہ دونوں کی پرورش کی۔

براق،حماس اور مصفرہ کا آپس میں بچپن گزرنے لگا۔

اس دورانیے میں ناظم مرزا پھر سے پیچھے ہٹ چکے تھے۔

پھر وہ وقت آیا جب ابراہیم مرزا کی بیوی ماہم بیمار رہنے لگیں۔ان کے علاج کے لیے قریباًایک سال پاکستان میں پھرتے رہے لیکن چاروناچار انہیں واپس کینیڈا جانا پڑا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس وقت مصفرہ کی عمر نو سال تھی اور اس نو سال کی عمر میں مصفرہ اپنے دونوں دوست کھو چکی تھی۔اور یہیں سے اس نے کھونا شروع کیا تھا۔

ہم سے اردو مزاج لوگوں میں
آدھے جھگڑے تو بول چال کے ہیں

تیرے خوابوں کی عمر سترہ برس
میرے رت جگے بیس سال کے ہیں

=========

ایک روز سکول سے واپسی پر سڑک کراس کرتے ہوئے مصفرہ کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ایک قریشی نام کے بندے نے اسے بچایا تھا۔مزمل اس شخص کا شکریہ ادا کرتا مصفرہ کو گاڑی میں بٹھا گیا۔اور اسی دن اسی روڈ پر ان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا یا شاید کروایا گیا تھا۔مزمل فوج میں تھا اور اس کے بہت سے دشمن تھے،اس لیے یہ جاننا مشکل تھا کہ یہ کس کا کام تھا۔وہاں اس دن ان کی مدد کرنے والے بھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قریشی اور اس کی بیوی تھیں۔ وہ لوگ بھی ہسپتال کی طرف جا رہے تھے اور دیکھنے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ مسز قریشی تکلیف میں تھیں۔

مصفرہ کا علاج کروایا گیا اور ساتھ ہی ساتھ مزمل کو بھی زیر علاج رکھا گیا لیکن خون زیادہ بہہ جانے کے باعث وہ کچھ ہی گھنٹوں میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

مسٹر قریشی چاہتے تھے کہ وہ مصفرہ سے بات کریں لیکن وہ خاموشی سے ایک طرف بیٹھی اپنی باپ کی میت کو دیکھتی رہی تھی۔ اس کے فیروزی فراک پر ابھی بھی خشک خون کے دھبے تھے اور سر پر پٹی بندھی تھی۔ وہ خاموشی سے بس اپنے باپ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے ہاتھ میں جکڑا، ٹوٹی ہوئی سکرین والا اپنے باپ کا موبائل سامنے کیا اور کوئی نمبر ملانے لگی۔ قریشی صاحب اپنی بیوی کی پریشانی میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہے تھے جو آپریشن تھیٹر میں تھیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کی جانب سے کوئی خبر سن کر مصفرہ کی جانب متوجہ ہوں گے۔ مصفرہ نے اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے چھوٹے ماموں کا نمبر ملایا تھا۔ وہ پاکستان میں موجود نہ تھے۔ ان سے رابطہ ممکن نہ ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جس وقت مزمل کے نمبر سے مصفرہ کی کالز آ رہی تھیں۔اس وقت ماہم (براق کی والدہ) کی میت ان کے گھر سے اٹھائی جا رہی تھی۔

وقت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔مقدر میں اذیتیں ہوں تو رابطوں کی ڈوریں کٹ جاتی ہیں۔

مصفرہ نے اپنے چھوٹے سے دماغ سے سوچتے ہوئے اپنے دوسرے ماموں کا نمبر ملایا تھا۔کجا کہ وہ لوگ ان سے ملتے نہیں تھے لیکن مزمل نے ہمیشہ اس کے دماغ میں یہ بات رکھی تھی کہ وہ بھی اچھے ہیں بس وہ مصروف ہوتے ہیں۔کوئی مسلئہ ہو تو ہمیشہ ان دونوں کو کال کرنی ہے۔

دوسری جانب مزمل کی کال آتی دیکھ کر ناظم مرزا نے فون کان سے لگایا تھا۔وہ ابھی کاروبار کے سلسلے میں لاہور کے لیے نکلنے والے تھے۔

"اسلام علیکم مزمل۔کیسے یاد کیا؟"

وہی ٹھوس اور پتھریلا لہجہ۔

"ماموں ناظی."

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے اپنی بچوں سی آواز میں انہیں پکارا تھا۔ناظم انہیں صرف مریم کہا کرتی تھی۔مریم کی وفات کے بعد وہ تو مانوں چپ سے ہو گئے تھے۔نہ کسی سے ملتے تھے اور نہ بات کرتے تھے ٹھیک سے۔

"مصفرہ؟"

وہ اس کی پیدائش کے بعد ایک دو بار ہی بس اس سے ملے تھے۔

"Mamo. Dada is no more with me.”

وہ ننھی سی بچی کسی اپنے کی آواز سنتی ہی رو دی تھی۔اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے ناظم کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلی تھی۔کف لنکس ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرے تھے۔ان کی حرکت پر شائستہ پریشان ہوئی تھیں۔

"کدھر ہو تم بچے؟"

وہ پریشانی سے بولے۔لیکن مصفرہ مسلسل رونے لگی تھی۔روتے ہوئے وہ بس ڈیڈا ڈیڈا بول رہی تھی۔تبھی مصفرہ کی رونے کی آواز پر قریشی صاحب اس کے کمرے میں آئے تھے اور اسے فون پر روتا دیکھ کر اس کی جانب بڑھے۔فون اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے ہاتھ سے لیتے اسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دے گئے۔انہیں اس بچی پر بہت ترس آیا۔

"ہیلو۔کون صاحب بات کر رہے ہیں؟"

مصفرہ کو نرمی سے اپنے حصار میں لیے وہ فون پر مخاطب ہوئے۔

"میں ناظم مرزا بات کر رہا ہوں۔بچی کا ماموں۔"

"دیکھیں ناظم صاحب۔بچی کے والد کی وفات ہو گئی ہے،ایک ایکسڈینٹ میں۔اور کل شام سے کوئی انہیں لینے نہیں آیا۔اگر آپ بچی کو لینا چاہتے ہیں تو ہسپتال آجائیں ورنہ میں نے اس کے والد کی تدفین کا انتظام کر لیا ہے۔"

قریشی صاحب نے سنجیدہ لہجے میں بولا تو وہ دل تھام کر رہ گئے۔

"آپ مجھے اڈریس بھیج دیں۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولے۔قریشی صاحب نے انہیں اڈریس سمجھایا اور مصفرہ کو اپنے ساتھ لیتے دوسرے کمرے میں آگئے جہاں مسز قریشی نے کچھ دیر پہلے ایک

www.novelsclubb.com

ننھی سی بچی کو جنم دیا تھا۔مصفرہ چھوٹی سی بچی کو روتا ہوا دیکھ کر اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"She is so pretty. Can I touch her?”

مصفرہ نے چمکتی آنکھوں سے کہا۔

"جی لیکن پہلے آپ کو کپڑے بدلنے ہوں گے اور فریش ہونا ہو گا۔ کھانا کھانا ہو گا۔ تب ہی آپ بے بی کو ہاتھ لگا سکتی ہو۔"

قریشی صاحب نے انہیں پچکارتے ہوئے بولا تھا۔وہ فوراً مان گئی۔ایک نرس نے اس کے کپڑے تبدیل کیے اور پھر مسٹر قریشی نے اسے خود کھانا کھلایا۔

"اب میں بے بی کو ہاتھ لگا لوں؟"

اس کا دماغ بٹ چکا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں؟"

www.novelsclubb.com

قریشی صاحب نے مسکرا کر بچی کو گود میں اٹھایا اور مصفرہ نے پیار سے اس کے گال کی چٹکی بھری۔ بچی رونے لگی تو وہ پریشان ہو گئ۔ مسز قریشی اس کو پریشان ہوتا دیکھ کر ہنس دی۔ وہ نیم غنودگی میں تھیں۔ بچی کو انہیں دے دیا گیا۔

"اس کا نام کیا ہے؟"

مصفرہ نے مسکرا کر پوچھا تھا۔ وہ بچی اسے پسند آئی تھی۔

"زویا قریشی۔"

وہ مسکرا کر اسے بچی کا نام بتا گئے۔ کچھ دیر بعد ناظم مرزا اور شائستہ اسے لینے پہنچے تھے۔ مزمل کی باڈی کو لے جایا جانے لگا۔ مصفرہ سارا رستہ خاموش رہی۔

اس کے باپ کا جنازہ اس کی ماں کے مائکے سے اٹھا تھا۔ پھر طے ہوا کہ مصفرہ ان کے ساتھ ہی رہے گی۔ عدن ایک خاموش طبیعت لڑکی تھی جو کم گھلتی ملتی تھی۔ وہ اپنی کتابوں میں سر کھپاتی رہتی تھی لیکن انہیں مصفرہ اچھی لگتی تھی۔ نعمان کی کسی سے گھر میں بنتی نہ تھی۔ وہ چھوٹا تھا لیکن بہت ضدی۔

www.novelsclubb.com

وقت یونہی گزرنے لگا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ شائستہ کا رویہ اس کے لیے سخت ہونے لگا۔اور سونے پر سہاگہ جب ناظم کی وفات ہوئی تو اس کے بعد مصفرہ کو گھر کے پچھلی طرف کا کمرہ دے دیا گیا جو گھر سے قریباً باہر تھا۔اس عرصے میں عدن لاہور ہوا کرتی تھی۔وہ کراچی چھوڑ کر لاہور پڑھنے گئی تھیں اور بہت کم آیا کرتی تھیں۔ نعمان بھی دوستوں کے ساتھ خوب آوارہ ہو چکا تھا اور پھر پیچھے بچتی تھی مصفرہ جو ہر وقت شائستہ ممانی کے غضب کے زیر اثر رہتی تھی۔

مصفرہ خاموش ہی رہتی تھی۔وہ ہر وقت بولتی رہتیں تو مصفرہ خاموشی سے سن لیتی۔پورے گھر کا کام مصفرہ کی زمہ داری ہوتا۔ان کا کہنا تھا کہ مفت کی روٹیاں نہیں توڑنی کوئی ہاتھ پاؤں بھی ہلانے ہیں۔

سارا دن وہ کمرے میں بند رہتی۔گھر سے نکلنے کی حد یہ تھی کہ وہ صبح سکول جاتی اور وہاں سے واپس گھر۔

اس پورے عرصے میں ابراہیم نے اسے ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی۔۔۔ لیکن وہ نہ مل سکی۔وہ ناظم سے پوچھنے بھی کئی بار آئے لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ نہیں جانتے۔نہ جانے یہ جھوٹ انہوں نے کیوں بولا تھا۔

وہ ان دنوں کی بات ہے جب عدن چھٹیوں میں گھر آئی ہوئی تھی اور مصفرہ کے ساتھ چھاؤں میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔مصفرہ لان کے گھاس پر بیٹھی اپنی پریکٹیکل کی کاپیاں بنا رہی تھی اور عدن بھی وہیں بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ مصفرہ سارے گھر والوں میں سے عدن سے مسکرا کر بات کرتی تھی کیونکہ وہ اسے اچھی لگتی تھیں۔عدن کی پڑھائی مکمل ہو گئی تھی۔اور ان دنوں اس کی شادی کی باتیں چل رہی تھیں۔عدن کی منگنی کو دو سال گزر چکے تھے اور اب لڑکے والے شادی کی تاریخ مانگ رہے تھے۔

اپریل کی وہ سہ پہر بہت بھلی لگ رہی تھی۔ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں جس سے ماحول خوبصورت تھا۔اس لیے وہ دنوں لان میں آ بیٹھی تھیں۔

"تو پھر کل تم سکول کیوں نہیں جا رہی؟"

عدن نے سوال کیا۔

"آخری ہفتہ ہے، پڑھائی ہوگی نہیں اور بچیاں رنگ برنگے مشغلے لے کر آجاتی ہیں۔"

"تو تم بھی ان مشغلوں میں حصہ لیا کرو۔یہی تو عمر ہے۔بعد میں تو بس پڑھائی ہی رہ جاتی ہے یا گھرداری۔"

وہ اسے سمجھا رہی تھیں۔ساتھ ہی ساتھ اس کی دوسری کاپی پر لائینیں بھی لگا رہی تھیں۔

"میرا دل نہیں کرتا اپیا۔"

"کیوں؟"

"واپسی پر لیٹ ہو جاتی ہوں۔پھر گلی میں کھڑے لڑکے عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں۔"

عدن اس کی بات پر رک کر سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"تم نے نعمان کو بتانا تھا نا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نعمان بھائی نے کیا کر لینا تھا۔الٹا ممانی کو پتہ چلتا تو وہ مجھے کھڑے کھڑے سنا ڈالتیں۔"

مصفرہ نے کندھے آچکا کر بولا تھا۔

"ارے ایسے کیسے مصفرہ۔ایسا کوئی مسلئہ ہو تو نعمان کو بتایا کرو۔بھائی ہے وہ تمہارا۔ دیکھ لے گا ان لڑکوں کو۔"

عدن اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی تھی۔جبکہ پیچھے سے گزرتا نعمان اپنی جگہ رک گیا۔

"کوئی مسلئہ ہے؟"

نعمان کی سنجیدہ آواز سن کر وہ دونوں مڑی تھیں۔مصفرہ نے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ کاپی پر سر جھکا لیا۔

"ہاں نعمان ادھر آؤ۔کچھ لڑکے ہماری مصفرہ کو گلی میں آتے ہوئے تنگ کرتے ہیں۔تم ان کا پتہ لینا زرا۔"

عدن نے بڑی بہنوں کی طرح سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔نعمان سر ہلا کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔وہ تو ویسے ہی لڑائی جھگڑوں میں شیر تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے روز مصفرہ سکول سے آرہی تھی تو پھر سے ان لڑکوں نے اسے تنگ کرنے کی کوشش کی۔ وہ سر جھکا کر گزر گئی لیکن گھر کے باہر کھڑے نعمان کو دیکھ کر پریشان ہوئی۔ نعمان نے ایک نظر اسے دیکھ کر رستہ دے دیا اور خود چل کر ان لڑکوں تک پہنچا جن میں آدھے سے زیادہ اس کے دوست تھے۔

"کچھ شرم کر لو تم لوگ۔ وہ بہنوں کی طرح ہے میری۔ میرے دوست ہو کر میرے گھر کی عزت پر نظر رکھے ہوئے ہو۔"

نعمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ لوفرانہ طریقے سے ہنس دیے۔

"ارے جگر! کیوں غصہ کرتا ہے۔ بہنوں کی طرح ہے، بہن تو نہیں ہے نا۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ ڈال گئے اور ایک نے سگریٹ جلا کر اس کی جانب بڑھائی۔ ان میں سے ایک کان کے قریب جھکا اور کہنے لگا۔

"ویسے ہے بہت مست۔ تو تو رہتا ہے ساتھ۔ کبھی اتفاق نہیں ہوا کوئی ایسا ویسا۔"

وہ مکروہ طریقے سے ہنس کر اسے بھی غلط راہ دکھا گئے۔ انہیں ڈپٹ کر وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر سگریٹ کے کش بھرنے لگا۔

اور پھر ایک ہفتہ مسلسل مصفرہ کو وہ نظر میں رکھے ہوئے تھا۔اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، وہ مصفرہ کو نظروں میں رکھے ہوئے تھا۔ نظروں کے مفہوم بدلنے لگے اور شیطانیت حاوی ہونے لگی۔

"یار عدن اپیا۔مجھے نہیں جانا فیئر ویل پر۔آپ کیوں تیار کر رہی ہیں۔"

مصفرہ نے رونے والی آواز میں کہا تو عدن اسے ڈپٹ گئی۔وہ چاہتی تھی مصفرہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح ایک نارمل زندگی گزارے اور ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔یہ چیزیں تو یادگار ہوتی ہیں اور وہ ایسے موقعوں پر مکمل طور پر خود کو بند کر لیتی تھی۔

"تم خود مت آنا میں نعمان کو بھیجوں گی۔بلکہ ابھی بھی وہ تمہیں گاڑی میں چھوڑ آتا ہے۔"

"نہیں آپیا۔میں خود چلی جاؤں گی۔"

وہ خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھتی اٹھ گئی۔اس نے عدن کا ایک جوڑا پہنا تھا۔

سیاہ رنگ کی کیپری کے ساتھ سیاہ فراک۔ دوپٹہ گلے میں تھا جسے نکال کر مصفرہ نے اوڑھا تھا۔ عدن نے اس کے بال کھولے تھے لیکن وہ یہ کہہ کر جوڑے میں باندھ گئی کہ وہاں جا کر کھول لے گی۔ چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ تھا جو عدن نے زبردستی کیا تھا۔

جانے سے پہلے ممانی کے طنز سننا وہ نہ بھولی تھی۔ واپسی پر انہیں شام ہو گئی تو نعمان اس کے سکول کے باہر گاڑی لیے کھڑا تھا۔ اس کا دل بری طرح سے بے چین ہوا۔ وہ کبھی بھی اکیلے نعمان کے ساتھ باہر نہیں نکلی تھی کجا کہ اب گاڑی میں بیٹھ جاتی۔ نعمان نے آگے بڑھ کر اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ ڈری سہمی سی خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ سولہ سال کی کم عقل لڑکی وہ بس اس وقت ممانی کی ڈانٹ کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی۔ گاڑی جب چلی تو نعمان نے اس سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ وہ بار بار اس کے چہرے پر نظریں گاڑ رہا تھا اور مصفرہ کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ ایک کونے میں سمٹ کر بیٹھی اس کی باتوں کا جواب ہوں ہاں میں دے رہی تھی۔

"تم ڈر کیوں رہی ہو؟"

نعمان نے کہہ کر اس کی ٹانگ پر ہاتھ رکھا تھا جس پر وہ فوراً بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔اس نے گاڑی ایک طرف روک دی۔

"ارے مصفرہ! تم مجھ سے کیوں ڈر رہی ہو؟"

اس نے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر انگلی پھیری تھی لیکن مصفرہ نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔وہ اتنی بھی کم عقل نہیں تھی جو یہ نہ سمجھ سکتی کہ یہ لمس اچھا لمس نہیں ہے۔جس نیت سے چھوا جا رہا ہے وہ اچھی نیت نہیں ہے۔

"پلیز بھائی۔ گاڑی چلادیں۔"۔

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں گویا ہوئی تو نعمان نے اس کے چہرے سے آنسو صاف کیے۔مصفرہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تو اس نے اس کے منہ کو اپنے ہاتھوں کے شکنجے میں لیا۔

"دیکھو جو کہہ رہا ہوں چپ کر کے مان جاؤ۔کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوگا۔"

وہ مدھم آواز میں سرد سے تاثرات کے ساتھ بول رہا تھا۔شیطانیت حاوی ہو چکی تھی۔

"بھائی پلیز۔گاڑی چلادیں۔ممانی بہت ڈانٹیں گی۔"

اسے ابھی بھی ان کی ڈانٹ کی فکر تھی۔اس سے پہلے کہ نعمان کوئی عمل کرتا،اس کے فون پر عدن کی کال آنے لگی جو اسے جلد آنے کا بول رہی تھیں۔

اپنے پلین پر مٹی ڈالتا وہ گاڑی چلا گیا۔جب گاڑی گھر کے سامنے رکی تو مصفرہ نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔لیکن وہ لاک تھا۔

"تم نے کسی قسم کی بات اگر عدن باجی سے کی تو میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔"

www.novelsclubb.com

وہ کہتا ہوا اس کی جانب جھک کر گاڑی کا لاک کھول گیا۔مصفرہ کی آنکھیں میچیں ہوئی تھیں۔جب وہ پیچھے ہٹا تو مصفرہ بھاگتی ہوئی گھر داخل ہوئی اور جاتے ساتھ اپنا کمرہ بند کر دیا۔عدن جو اس کا انتظار کر رہی تھی اسے آتا نہ دیکھ کر اس کے کمرے کی جانب گئی لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا تو اس کے آرام کا خیال کرتی واپس چلی گئی۔

رات کے کسی پہر جب کھڑکی کا لاک ٹوٹنے کی آواز آئی تو مصفرہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔ کھڑکی پھلانگ کر کوئی اندر داخل ہو رہا تھا۔اس نے بتیاں جلادیں تو سامنے ہی نعمان کھڑا تھا۔وہ کسی آسیب کی طرح وہاں بھی پہنچ چکا تھا۔مصفرہ نے ڈر کے مارے کمبل اپنے چاروں سمت گھیر لیا لیکن نعمان کی آنکھوں میں جو حیوانیت اتری ہوئی تھی اس سے وہ سہم کر رہ گئی۔

"دیکھو مصفرہ۔کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔کچھ دیر کی بات ہے۔پھر میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔"

وہ اس کے بستر پر بیٹھتا ہوا اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتا کسی حوس زدہ وجود کی مانند بہلا پھسلا کر پچکار رہا تھا۔

"چلے جاؤ یہاں سے پلیز۔"

وہ ڈری سہمی سی بستر کے ایک طرف سمٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔کمبل سے خود کو ڈھانپا ہوا تھا۔

"خاموشی سے میرا ساتھ دے دو ورنہ مجھے زبردستی پر اترنا پڑے گا۔"

وہ اس کا منہ دبوچتے ہوئے غراتے لہجے میں بولا تھا۔مصفرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔کچھ خوف سے اور کچھ اذیت سے۔

وہ جو بھی کرنا چاہ رہا تھا وہ اچھا نہیں تھا۔وہ بس اتنا جانتی تھی۔

"پلیز مجھے چھوڑ دو۔"

وہ ہاتھ جوڑتی اس سے منت کر رہی تھی۔ٹوٹی ہوئی سانسیں۔

"ابھی تو ٹھیک سے پکڑا بھی نہیں۔"

وہ کہتا ہوا ایک ہی جست میں اس سے کمبل الگ کر گیا تھا۔مصفرہ نے شور و گل کیا لیکن نعمان کو روکنے والا شاید اس وقت کوئی نہیں تھا۔وہ اسے نازیبہ طریقے سے چھونے لگا اور مصفرہ بس اسے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی رہی۔کچھ دیر کی چیخ و پکار کے بعد گھر کی پچھلی سمت کی لائٹیں آن ہوئی تھی۔جسے دیکھتے ہی نعمان اس سے الگ ہوا۔اس نے ایک نظر باہر دیکھا اور ایک نظر مصفرہ کو جس نے چیخ چیخ کر شاید کسی کو اٹھا دیا تھا۔ایک زوردار تھپڑ اسے جڑتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا تھا۔مصفرہ کا رونا اب سسکیوں میں بدل چکا تھا۔وہ چھوٹی سی بچی نا جانے کیا کچھ سہنے والی

تھی۔اس کا کمرہ گھر کی پچھلی طرف الگ سے تھا جس کا نعمان نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن شاید ناکام رہا تھا۔

تبھی دروازے پر عدن کی آواز گونجی جو اسے دروازہ کھولنے کا بول رہی تھی۔

نعمان نے اسے خاموش رہنے کی تنبیہ کی اور کھڑکی سے چلا گیا۔کھڑکی چونکہ دروازے کے دوسرے جانب تھی اس لیے عدن دیکھ نہ سکی۔وہ کانپتی ٹانگوں سے اٹھ کر دروازہ کھول گئی لیکن سامنے عدن کو دیکھ کر وہ بچوں کی طرح روتی اسے کے گلے لگ گئی۔

عدن اس کی ایسی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی۔وہ صبح والے لباس میں ہی تھی۔جو کہ اس کا لباس تھا۔لیکن اب فراک کا ایک بازو پھٹ چکا تھا۔اور دوپٹہ نا جانے کدھر غائب تھا۔بال بھی بکھرے ہوئے تھے اور چہرہ آنسوؤں سے لدا ہوا۔سارا کاجل پھیل چکا تھا۔

"مصفرہ یہ سب کیا ہے؟"

وہ آگے بڑھ کر دروازہ بند کرتیں اسے بستر پر بٹھا کر پوچھ بیٹھیں۔بستر بھی بری طرح سے خراب تھا اور کمبل زمین کو سلامی دیے ہوئے۔

"عدن آپیا۔نعمان بھائی۔"

وہ روتے ہوئے بس اتنا ہی بول سکی اور پھر روتی گئی۔عدن نے مزید کچھ نہ پوچھا اور حیرت کی زیادتی سے وہ مصفرہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ جذب کرتی رہی۔اسکے لیے یہ سب ہضم کرنا مشکل تھا لیکن مصفرہ کی حالت گواہ تھی کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔

دو دن تک مصفرہ بخار میں پھنکتی رہی تھی اور اس ان دنوں میں ہی عدن کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی۔شادی ایک ماہ بعد تھی۔اور پھر وہ ایک ماہ مصفرہ کی زندگی کا سب سے برا ماہ تھا۔کیونکہ عدن کافی مصروف رہی تھی اور اس مصروفیت کا سب سے زیادہ فائدہ نعمان نے اٹھایا تھا۔وہ اسے ٹارچر کرتا تھا۔اسے اس کی مرضی کے بغیر چھوتا تھا۔

اور پھر وہ دن بھی آ پہنچا جب عدن رخصت ہو کر گئی اور اسی رات مصفرہ کی برداشت بھی جواب دے گئی۔۔اس نے اپنی ممانی کو بتانے کا فیصلہ کیا لیکن اس کی ممانی نے اسکا یقین کرنے کی بجائے سارے مہمانوں کے سامنے اس کے کردار کا تماشہ بناڈالا اور اپنے بیٹے کو سرخرو ثابت کر کے جان بخشی۔جب اس کی برداشت جواب دے گئی تو وہ روتے ہوئے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔وہ ولیمے کے فنکشن پر بھی نہ گئی اور کھڑکی اور کمرے کو اچھے سے بند کر دیا۔رسم کے مطابق عدن اور سہیل جب واپس گھر آئے تو عدن اس کی تلاش میں اس کے کمرے تک پہنچی۔وہ پورے فنکشن اسی کا پوچھتی آئی تھی۔یہاں آکر جو اسے رشتے داروں سے معلوم ہوا اسکے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔اسے افسوس ہوا خود پر کہ اس نے کوئی قدم پہلے کیوں نہیں اٹھایا۔

"عدن اپیا۔انہوں نے بولا کہ خود بھی نا جانے حلال ہے یا نہیں۔اور چلی ہے میرے بیٹے کے خلاف بولنے۔"

وہ سسکیاں لیتی بتا رہی تھی۔

عدن اپنے عروسی لباس میں اس سے لپٹی ہوئی تھی۔ تبھی عدن کی تلاش میں ادھر آتے سہیل کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"اسلام علیکم سالی صاحبہ۔ارے کیا ہوا؟"

سہیل خوشگوار ماحول میں اسے سلام کرتا اندر آیا لیکن اسے روتا دیکھ کر پریشان ہوا۔ عدن نے شروع سے لے کر اب تک سب کچھ اسے بتادیا۔ جس پر سہیل سر ہاتھوں میں گرائے بس خاموش رہ گیا۔

"عدن! اسے اس گھر سے سب سے پہلے نکالو۔میں کہیں اس کی رہائش کا انتظام کرتا ہوں۔"

سہیل کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔وہ بہت اچھا مرد تھا۔اس نے عدن کو جج نہیں کیا کہ اس کا بھائی ایسا ہے تو عدن کیسی ہوگی۔وہ صرف مسلئے پر غور و فکر کرتا مصفرہ کے لیے حل پیش کر گیا تھا۔

"میں کہاں جاؤں گی اپیا۔"

مصفرہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

"دیکھو میری جان۔ میں اب اس گھر میں خود مہمان بن کے آیا کروں گی۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو سہیل کہہ رہا ہے اس پر عمل کر لو۔ ہم تمہیں معاشی طور پر سپورٹ کریں گے۔"

وہ اسے سمجھاتی ہوئی بہلاتی پھسلاتی اپنے کمرے میں لوٹ آئی۔ وہاں آ کر سہیل نے اسے سارا پلین بتایا اور مصفرہ کو وہ تیار کرتے سارے انتظامات دیکھنے لگے۔ ان کا ارادہ اسے محفوظ طریقے سے کراچی کے کسی دوسرے علاقے میں پہنچانا تھا۔ پھر وہاں سے وہ لوگ اسے خود ملتان لے جانے والے تھے۔ عدن کی شادی ملتان میں ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اس رات ہی وہاں سے مصفرہ کو ایک محفوظ علاقے میں پہنچایا۔

www.novelsclubb.com

گھر میں کہرام مچا لیکن سب نے خود کو بوجھ سے آزاد کہہ کر بلا کی طرح ٹالا تھا۔ عدن اور سہیل اپنی گاڑی میں الگ تھے۔ انہوں نے رستے میں مصفرہ کو لیا تھا اور پھر اسے اپنے ساتھ رہنے کا بولا لیکن وہ نہ مانی۔ ضد پر اڑے بیٹھی کہ کہیں بھی کسی ہوسٹل میں بھیج دیں لیکن وہ ان کے ساتھ ایک بوجھ کی طرح نہیں رہے گی۔

عدن کے لاکھ منانے پر بھی وہ نہ مانی تو پھر وہ لوگ اسے ملتان کے ایک قریبی ہاسٹل میں ساری سکیورٹی کو دیکھ کر چھوڑ گئے۔

اپنے سامان کو باندھے ہوئے اسی سوچ میں ہوں
جو کہیں کے نہیں رہتے وہ کہاں جاتے ہیں

اس سارے دورانیے میں مصفرہ اس قدر چپ ہو گئی تھی کہ اسے بس تنہائی چاہے تھی۔وہ کسی سے بات کرنے کی روادار نہیں تھی۔عدن اپنی شادی شدہ زندگی میں مصروف ہو گئی لیکن وہ اس سے ملنے کی بھرپور کوشش کرتی تھیں۔کئی بار اس کے ہاسٹل بھی آتی تھی جس پر وہ ہمیشہ انہیں منع کرتی تھی۔اس کے کالج کے دونوں سال خرچہ اٹھانے والے عدن اور سہیل ہی تھے۔اس نے ساتھ ہی کچھ کورسسز کیے اور گرافک ڈیزائننگ سے تھوڑا بہت خرچہ نکالنے لگی۔اسے ہیکنگ میں انٹرسٹ ہوا اور لگاتار محنت کے بعد وہ ہیکنگ میں بھی جلد ہی ایکسپرٹ ہو گئی۔

عدن اور سہیل نے اسے ایک بار موبائل گفٹ کیا تھا اور پھر اگلی سالگرہ پر اسے لیپ ٹاپ۔ وہ لوگ جلد ہی باہر چلے گئے تو مصفرہ نے مزید رابطہ رکھنے سے منع کر دیا کیونکہ کہیں سے شائستہ ممانی کو معلوم ہو گیا تھا کہ سہیل اور عدن کا مصفرہ کے ساتھ رابطہ ہے تو نعمان انہیں بہت تنگ کرنے لگا تھا۔

مصفرہ نے کسی طرح سہیل اور عدن کو منایا تھا کہ وہ مزید رابطہ نہ رکھیں۔ سہیل چاہتا تھا کہ وہ اسے پڑھا سکے لیکن وہ نہ مانی۔ اس نے ضد کی کہ وہ مزید احسان نہیں لینا چاہتی لیکن سہیل نے بڑے بھائی کی طرح اس کے اکاؤنٹ میں کافی رقم ٹرانسفر کر دی۔ مصفرہ نے اس کے بعد وہ اکاؤنٹ بند کروا دیا تاکہ دوبارہ سہیل ایسا کچھ نہ کر سکے۔

پھر مصفرہ نے نمبر بھی بدل لیے اور اس طرح وہ عدن لوگوں سے بھی مکمل طور پر دور ہو گئی۔

دو سال ملتان میں گزارنے کے بعد اس نے فیصل آباد کی یونیورسٹی میں اپلائے کیا جہاں وہ میرٹ پر پوری آگئی۔ چار سال اس شہر کے نام کرتی وہ پنڈی آگئی۔ اس کی

www.novelsclubb.com

وہاں جاب لگ گئی لیکن یونہی بیٹھے بیٹھے اس نے لاہور میں دو تین جابز کے لیے اپلائی کیا اور اسے وہاں بہترین جابز مل گئیں۔ جس کے بعد وہ کچھ ماہ بعد ہی لاہور آگئی۔

چھوٹے چھوٹے کاموں کے بعد اس نے طہ کیا کہ وہ اب اپنا بزنس شروع کرے گی۔ بہت سے کاموں کو ایک ساتھ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ وہ ضرورتوں کی جگہ خواہشات پوری کرتی رہی لیکن اس سارے عرصے میں مصفرہ کی خود کی ذات مسخ ہو کر رہ گئی۔

بچپن کی کئی باتیں وہ بھول گئی۔ اور فیئر ویل کی وہ رات بس اس کے دماغ میں ہر رات چلنے لگی۔ جب وہ پیسوں کے معاملے میں سٹیبل ہو گئی اور اپارٹمنٹ بھی خرید لیا تو اس کے بعد اس نے مختلف ڈاکٹرز سے رابطے کیے اور دوائیوں کے آسرے پر آگئی۔ سائیکٹریسٹ کے کئی سیشنز کے بعد وہ بہتر ہونے لگی۔ اور پھر بس اپنی ہی ایک دنیا بنالی۔

اور اس طرح مصفرہ مغل کی زندگی صرف غموں کے نام ہو گئی۔

کبھی تو شہرِ ستمگراں میں
کوئی محبت شناس آئے
وہ جس کی آنکھوں سے نُور چھلکے
لبوں سے چاہت کی باس آئے

چلے تو خوشیوں کے شوخ جذبے
ھماری آنکھوں میں موجزن تھے
مگر نہ پُوچھو کہ واپسی کے
سفر سے کتنے اُداس آئے

ھمارے ھاتھوں میں اِک دِیا تھا
ھوا نے وہ بھی بُجھا دیا تھا
ھیں کس قدر بدنصیب ھم بھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ھمیں اُجالے نہ راس آئے

ھماری جانِب سے شہر والوں میں
یہ منادی کرادو، محسن
جسے طلب ھو متاعِ غم کی
وہ ھم فقیروں کے پاس آئے

"محسن نقوی"

===========

www.novelsclubb.com

اب واپس لوٹتے ہیں حال میں۔

اس جگہ جہاں کہانی رک گئی تھی۔

واپس اپنے کرداروں کے حال میں۔

جو شاید خوش ہونے کی دہلیز پر کھڑے تھے۔

مصفرہ نے محبت کر کے بہت بڑا سودا کیا تھا۔

یا زندگی کا سب سے بڑا خسارہ اس کے نصیب میں لکھا جانے والا تھا یا پھر سب سے بڑی خوشی۔

یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

وقت بہت تیزی سے گزرا اور اتنی تیزی سے گزرا کے نکاح کا روز پہنچ گیا۔

وہ تہجد کے وقت جائے نماز پر بیٹھی اپنے لیے دعا کر رہی تھی۔

"میں نہیں جانتی کہ محبت مجھے راس آئے گی یا نہیں لیکن میں کر بیٹھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اگر براق میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو اسے میرے حق میں بہتر کر دیں اور اگر وہ میرے حق میں بہتر ہے تو اسے مزید بہتر کر کے مجھے نواز دیں۔ ساری عمر آپ سے کوئی شکایت نہیں کی، اگر یہ شخص بھی نہ ملا تو میں شکایت تب بھی نہیں کروگی لیکن اللہ تعالیٰ میں نے ساری زندگی آپ سے کچھ اتنی شدت سے مانگا بھی نہیں ہے۔ شاید پہلی بار اتنی شدت سے میں مانگ رہی ہوں اور میں جانتی ہوں، مجھے یقین ہے کہ آپ میری دعا ضرور سنیں گے۔"

وہ دعا کے لیے اٹھائے ہاتھ چہرے پر پھیرتے ہوئے دوبارہ سجدے میں گر گئی اور کچھ دیر بعد وہیں لیٹ کر دوبارہ سو گئی۔

صبح وہ تیار ہو کر جس وقت شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی، تو خود بھی حیران ہو رہی تھی کہ اس دن کے بارے میں تو اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے ایک آخری نظر خود پر ڈال گئی۔

سفید رنگ کی لہنگا چولی پہنے، جس پر گولڈن رنگ کا کام ہوا ہوا تھا۔ خوبصورتی اور باریک بینی سے ہوا کام۔

بالوں کو خوبصورت چٹیا کی شکل دی ہوئی تھی اور آگے سے ہلکے سے گھنگرالے کر ڈالے تھے۔ دوپٹہ آگے سے ایک بازو پر ڈالا رکھا تھا اور دوسرے کاندھے پر ڈالے پیچھے سر پر ڈال رکھا تھا۔

مانگ کے درمیان لگی بندیا اور ایک طرف جھومر بھی موجود تھا۔ ہلکے سے جھمکے اور ہاتھوں میں سرخ، گہرے سرخ رنگ کے گجرے۔

پورا لباس شاہانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔سب کچھ سفید اور گولڈن کے امتزاج میں تھا لیکن اس کی لپ اسٹک اور گجرے گہرے سرخ تھے۔باریک سی نتھ تھی جو اس کی لک کو مکمل کر رہی تھی۔

وہ کچھ لمحے بے خودی کے عالم میں خود کو دیکھے گئی۔کیا یہ سب سچ تھا؟کیا وہ واقعی کسی کی زندگی میں شامل ہونے والی تھی؟یہ احساس خوبصورت تھا یا جان لیوا؟وہ سمجھ نہ سکی۔

"مصفرہ بچے!!چلیں؟"

سہیل کی آواز باہر سے آئی تو وہ سر جھٹک کر آنکھوں میں اڈتی نمی کو چھپا کر جوتے پہن گئی۔

"جی بھیا۔بس آرہی ہوں۔"

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

سہیل نے دروازے کے پار سے اجازت چاہی تھی۔وہ اور ان کا بڑا بیٹا زین آج صبح ہی پاکستان پہنچے تھے۔

"جی بھیا ضرور۔"

وہ آنکھوں میں اُمڈتی نمی کو چھپاتی مسکرا کر انہیں آنے کی اجازت دے گئی۔

"ماشاءاللہ! اللہ رب العزت تمہارے نصیب اچھے کریں۔ کب ہماری مصفرہ اتنی بڑی ہو گئی۔"

سہیل نے اپنی خوبصورت اور نرم مسکراہٹ سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ بھی رکھ گیا۔ مصفرہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"بھیا! آپ نہ ہوتے تو میں کبھی اس مقام تک نہ پہنچ پاتی۔ آپ نے اس رات مجھے اس قید سے آزاد کروایا تھا۔ میں تاعمر آپ کی مشکور رہوں گی۔"

مصفرہ نے نم ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر اس کا چہرہ نرمی سے تھپتھپا گئے۔ ایک باپ کی سی شفقت۔ اور بھائی کا سا پیار۔

"کوئی کسی کو کسی قید سے آزاد نہیں کروا سکتا۔ تم نے ہمت کی تھی۔ ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔ یہ سب ایسے ہی ہونا تھا۔ میں تو فقط وسیلہ بنا تھا۔"

وہ اسے نرمی سے سمجھا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں آپ کے احسان کبھی نہیں چکا سکتی بھیا۔"

وہ ان کے سامنے سر جھکا گئی۔

"بھیا بھی کہہ رہی ہو اور احسان بھی؟ تم بھی نا مصفرہ!"

وہ ہنس کر اس کا سر اونچا کر گئے۔

"ارے بھائی بہن کا اموشنل سین چل رہا تھا۔ڈسٹرب تو نہیں کیا۔"

عدن کی آواز پر وہ دونوں ہنس کر نفی میں سر ہلا گئے۔

"ماشاءاللہ دیکھو تو۔میری بچی کتنی حسین لگ رہی ہے۔اور کتنی بڑی بڑی لگ رہی ہے۔"

عدن کہتے ہوئے زور سے اسے خود میں بھینچ گئی۔

"ابھی کل کی بات لگتی ہے کہ بابا تمہیں لے کر گھر آئے تھے اور اب دیکھو، ہم اسے رخصت کرنے کھڑے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ دیر یونہی اموشنل گپ شپ ہوتی رہی۔ پھر براق کا فون جب آیا تو عدن نے انہیں نکلنے کا بولا۔ وہ باہر نکلی تو زین جو کہ عدن اور سہیل کا چھ سالہ بیٹا تھا، ٹھٹک کر رک گیا۔

"She is beautiful mummy."

وہ اپنی ماں کی قمیض کھینچ کر متوجہ کرتا بولا تو سب ہنس دیے۔ البتہ زلے کو مصفرہ کی نتھ بہت بھائی تھی۔ وہ ہر دو منٹ بعد اس کی نتھ پر انگلی مار دیتی۔

وہ پانچ لوگ اسی طرح ہنستے مسکراتے گھر سے بادشاہی مسجد کی جانب روانہ ہو گئے۔

=======

www.novelsclubb.com

دوسری جانب براق اور حماس سارے مہمانوں سمیت ایک گھنٹا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ سفید رنگ کی شلوار قمیص پر گولڈن رنگ کی شیروانی پہنے ہوئے تھا جس میں گہرے سرخ رنگ کا رومال تھا اور سر پر گولڈن رنگ کا کلہ تھا۔ جبکہ دوسری جانب حماس نے سفید شلوار قمیص پر گولڈن واسکوٹ پہن رکھی تھی۔

"تاریخ گواہ رہے گی کہ دلہے کو نکاح کی اتنی جلدی تھی وہ ہمیں بغیر ناشتے کے لے آیا۔"

حماس نے اپنے پیٹ کی دہائی دیتے ہوئے کہا تھا۔ براق نے جواباً صرف اسے گھورا تھا۔اس کی نظریں سامنے تھیں اور منتظر تھیں۔

"اس مسجد کی درودیوار گواہ رہیں گی کہ دلہا باراتیوں کو ایک گھنٹہ پہلے لے کر نکاح کرنے پہنچ گیا تھا۔"

حماس کے دوست حمزہ نے بھی لقمہ ڈالا تھا۔وہ سب ہنس دیے۔کیمرہ مین نے انہیں ایک طرف بلالیا اور تب تک ان کا سولو شوٹ ہونے لگا۔ براق سے زیادہ تو حماس نے شوٹ کروایا تھا۔

"تھا جس کا انتظار وہ ہستی آگئی۔"

حماس کے کہنے کی دیر تھی کہ براق کی نظریں مسجد میں داخل ہوتے ان پانچ لوگوں پر پڑی تھی۔ مصفرہ کے سر پر سرخ رنگ کا دوپٹہ تھا جس پر تلے کا کام ہوا تھا۔وہ

دوپٹہ اتنا لمبا تھا کہ سر پر ہونے کے باوجود وہ دونوں سمت سے مسجد کے فرش پر لگ رہا تھا۔

دھوپ سے اس کے جوڑے کا رنگ اٹھ رہا تھا۔ براق کے دل کی رفتار تیز ہوئی۔

مصفرہ سر اٹھا کے دیکھ نہ سکی۔ حماس نے فٹ سے بھاگ کر مصفرہ تک پہنچ کر اپنے قدم جمائے تھے۔اور عین اسکے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے براق مزید اسے نہ دیکھ سکا۔اس کا دل کیا وہ حماس کی گچی مڑور دے۔دوسری جانب مولوی صاحب نے اسے پھولوں کی سیج کے دوسرے جانب بٹھایا۔ مصفرہ کو اس کے دوسرے جانب بٹھایا گیا۔ براق نے دل پر قابو پاتے ہوئے سر جھکائے رکھا۔

اب وہ ایک ہی بار اسے دیکھے گا۔وہ بھی بیوی کے روپ میں۔

مصفرہ کا دل تو مانوں منہ کو آ گیا تھا۔دونوں اطراف سے اپنا دوپٹہ پکڑے وہ حماس کی بات کا جواب دے رہی تھی۔ لیکن اس کا لہجہ کانپتا ہوا تھا۔اب تو فیصلے پر نظر ثانی کا بھی وقت نہیں تھا تو کیوں دل کانپ رہا تھا۔عدن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ

www.novelsclubb.com

کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ زین اور زلے اشتیاق سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

وہ دھڑکتے دل سے سامنے دیکھنے سے اجتناب کر رہی تھی۔ جب نگاہیں اٹھیں تو پھولوں کی اوٹ سے اسے وہ سر جھکائے بیٹھا نظر آیا۔

گہرے سانس بھرتی وہ متوجہ ہو گئی۔

اب اگر یہی فیصلہ تو پھر ایسا ہی صحیح۔

مولوی صاحب نے کلمات پڑھنے شروع کیے۔

"براق مرزا ولد ابرہیم مرزا، آپ کا نکاح مصفرہ مغل ولد مزمل مغل کے ساتھ بطور دولاکھ حق مہر سقہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب کی آواز جب کانوں میں گونجی تو براق کے دل کی رفتار تیز ہوئی۔

چہرے پر پسینے آنے لگے۔

"قبول ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مزید دو بار اس کی قبولیت جان کر اس سے دستخط لیے گئے۔اور اب مولوی صاحب دوسری جانب کو رخ کر کے متوجہ ہو گئے۔ براق کے دل نے پھر سے رفتار پکڑی۔ حماس اب اٹھ کر مصفرہ کی جانب چل دیا۔

"مصفرہ مغل ولد مزمل مغل،آپ کا نکاح براق مرزا ولد ابراہیم مرزا کے ساتھ بطور دو لاکھ حق مہر سقہ رائج الوقت طہ پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ؟"

وہ کانپتے دل کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جو مہندی سے لبریز تھے۔ یہ مہندی اسے عدن نے لگائی تھی۔اس کی جانب سے خاموشی پا کر حماس نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت سے باہر نکلی۔

عدن نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔

"قبول ہے۔"

اس نے کانپتے ہوئے گہری سانس بھر کر اپنی زندگی کو اس شخص کے نام لکھ دیا جس پر وہ سب سے زیادہ بھروسہ کرتی تھی۔ جس پر بھروسہ کر کے وہ خود کو اس کے نام کر گئی تھی۔

براق نے صد شکر کہہ کر آسمان کو دیکھا۔

تین بار قبولیت دے کر جب مصفرہ کے ہاتھ میں قلم پکڑایا گیا تو وہ گہرے سانس بھرتی قلم تھام گئی۔اس بار سہیل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ ہمت جمع کرتی سائن کر گئی۔

مبارکباد کا شور بلند ہوا اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گئے۔

"اللہ تعالیٰ! میں کمزور ہوں اور بہت کمزور ہوں۔مزید کسی آزمائش کو سہہ نہیں سکوں گی۔براق کو میرے حق میں بہتر فرما دینا اور مجھے توفیق دے دینا کہ میں اس کا ہر قدم پر ساتھ دے سکوں۔"

مصفرہ نے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا جو ابھی بھی سرخ دوپٹے کے آنچل میں تھا۔

"اے میرے مالک! مجھے میری محبت نوازنے کا شکریہ۔مجھے اتنی توفیق دیجئے گا کہ میں ان کے ہر زخم اور اذیت کا ازالہ کر سکوں۔ان کو اتنا خوش رکھ سکوں کہ انہیں

اپنے سارے پچھلے غم فریب لگیں۔اور مجھے ہر آزمائش میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمادیں۔"

براق نے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرے اور پھر گہرے سانس بھرتا حماس اور حمزہ کے گلے لگا تھا۔پردوں کی اوٹ سے جھانکتی مصفرہ کا دل بے ساختہ اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر دھڑکا تھا۔کیمرہ مینز کھڑے ہوئے تھے اور براق نے آگے بڑھ کر پھولوں کی سیج ہٹادی۔ سہیل اور عدن سے ملا اور پھر واپس مصفرہ کی جانب متوجہ ہو گیا جو اسی کے انتظار میں تھی۔اس کے سرخ دوپٹے پر تلے کے کام کے ساتھ بڑا بڑا 'براق کی مصفرہ' لکھا تھا۔وہ مسکرا دیا۔دل جیسے باغ باغ ہوا تھا۔سب پیچھے ہٹ گئے اور کیمرہ مین نے انہیں تصویروں میں اتارنا شروع کیا۔

وہ آگے بڑھ کر اس کے دوپٹے پر ہاتھ رکھ گیا۔

"اجازت ہے؟"

مصفرہ نے مسکراتی آنکھوں سے سر ہلا دیا۔وہ جھینپ گئی تھی۔

اس نے اجازت لے کر اس کا چہرہ دوپٹے سے آزاد کیا۔اور پھر وہ مبہوت رہ گیا۔

عدن نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے دوپٹہ لے لیا۔

وہ مبہوت سا کسی ٹرانس کی سی کیفیت سے اسے دیکھے گیا۔مصفرہ پر اتنا رنگ و روپ آئے گا؟وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا کہ وہ اسے کس قدر خوبصورت لگ رہی تھی۔ایک شاہانہ طرز میں لیے دوپٹے نے اس پر سنگھار کو چار چاند لگا ڈالے تھے۔

دوسری جانب مصفرہ بھی اسے پہلی بار شلوار قمیض میں دیکھ کر بس دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔حماس اور باقی سب نے ہوٹنگ کی تو دونوں چونکے۔کیمرہ مین کچھ کہہ رہے تھے۔لیکن وہ نہیں سن رہا تھا۔

وہ آگے بڑھ کر تھوڑا جھکا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ لب مصفرہ کے ماتھے پر رکھتا،وہ رکا،اس نے مصفرہ کی آنکھوں میں دیکھا،جیسے اجازت لے رہا ہو۔مصفرہ نے مسکرا کر پلکیں جھپکا کر اجازت دے دی اور خود بھی چہرہ جھکا گئی۔وہ اجازت ملنے پر اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ گیا۔عین ان دو آنکھوں کے درمیان۔

www.novelsclubb.com

"نکاح مبارک ملکہ قلب۔"

براق نے دلفریب لہجے میں بولا تو وہ جھینپ گئی۔ پھر سرخ ہوتے گالوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تمہیں بھی نکاح مبارک مسٹر وئیر ڈو۔"

اس کے لقب پر وہ ہنس دیا۔ پچھلا وقت یاد آیا جب وہ ریڈ لیڈی اور وئیر ڈو بن کر ملے تھے اور اب؟؟ اب ایک میاں بیوی بن کے۔۔۔ کتنا کچھ بدل گیا تھا۔۔۔

ہر طرف خوشی کا شور گونجا تھا۔ اور وہ منظر اتنا دلفریب تھا کہ عدن کے ساتھ ساتھ سہیل کی آنکھیں بھی اشک بار ہو گئیں۔ انکی مصفرہ اتنی بڑی ہو گئی تھی، انہیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔

"Mummy.why that man is kissing her?”

زین نے کچھ جلتے ہوئے لہجے میں کہا تو حماس بھی ہنس دیا۔

"Because he is her husband.”

عدن کے جواب پر مصفرہ کا دل دھڑکا تھا اور براق تو مانوں خوشی سے جھوم اٹھا تھا خود کو ان کا "ہسبینڈ" کہلوا کر۔

"دونوں ایک دوسرے کو دیکھیں مسکرا کر۔"

کیمرہ مین کے کہنے پر وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے، لیکن نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ سر جھکا کر شرما گئی۔

"اب تم یوں مجھے دیکھ کر شرماؤ گی تو میں ساری عمر بیٹھا تمہیں ہی دیکھتا رہوں گا۔"

وہ مدھم مگر محبت سے بھرپور لہجے میں بولا تو مصفرہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا گئی۔ان کے رینڈم کلک کیمرے میں قید ہوتے گئے۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ مجھے شرم کیوں آرہی ہے۔"

مصفرہ نے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے ہنستے ہوئے بولا تھا۔براق نے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور اپنے ہاتھوں میں قید کیئے۔

"تھوڑی دیر لڑکیوں والی حرکتیں کرلو گی تو اس میں کوئی مسلئہ نہیں۔"

www.novelsclubb.com

اس کی بات سنتی وہ ناک پھلاتی اسے گھورتی ایک مکہ اس کے بازو پر جڑ گئی جس پر سب ہنس دیے۔

اس کے بعد حماس سب کو لیے وہاں سے چلا گیا۔

وہ ایک تصویر میں اسے مسکرا کر اسے دیکھے گئی تو براق نے چہرہ گھما لیا۔

"کیا ہوا؟"

مصفرہ نے حیرت سے استفسار کیا۔

"اب تم یوں مسکرا کر دیکھو گی تو مجھے شرم آئی گی نا؟"

اس کی بات پر مصفرہ دل کھول کر ہنس دی۔

"ارے میرے شوہر کو بھی شرم آتی ہے۔"

مصفرہ نے اسے مزید چھیڑا تھا۔

"دیکھو تم شوہر بھی کہہ رہی ہو۔ تم کیا نکاح کے فوراً بعد مجھے خوشی سے مار دو گی؟"

وہ رو دینے کو تھا۔ کوئی یقین کر سکتا تھا کہ ایک سخت، خونخوار اور سرد تاثرات رکھنے والا مرد اپنی بیوی کے شوہر کہنے پر جان دینے کو تیار بیٹھا تھا۔

مصفرہ اس کے گال کی چٹکی بھر کر ہنس دی۔ براق سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

کھانا کھا کر عدن، سہیل اور حماس کی واپسی ہوئی۔ باقی سب مہمان اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ زین اور زلے کو بھی وہ براق کے گھر چھوڑ آئے تھے جہاں ایک ورکر انہیں سنبھالے ہوئے تھی۔ تب تک ان دونوں کا اچھا خاصہ شوٹ بھی ہو چکا تھا۔

وہاں سے اس کی رخصتی ہوئی اور عدن اور سہیل سمیت سب براق کے گھر میں موجود تھے۔ وہ سب ابھی بھی لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ان کو دیکھ کر معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کچھ دیر پہلے نکاح ہوا ہے۔

مزے سے اپنے عروسی لباسوں میں بیٹھے وہ کھانا کھا رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

خوشی کی فضا شاید کچھ دیر کی تھی کہ جب باہر سے گارڈ اندر آیا تھا۔

"صاحب کوئی میڈم سے ملنے آیا ہے؟"

اس کی بات پر صوفے پر آلتی پالتی مار کے بیٹھی کھانا کھاتی مصفرہ یکدم رکی۔

"کس میڈم سے اور کیا نام ہے؟"

براق نے عام سے لہجے میں استفسار کیا۔وہ بھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔

"جی مصفرہ میڈم سے ملنے آیا ہے کوئی نعمان نامی شخص۔"

اور مصفرہ تو مصفرہ،عدن اور سہیل کے پاؤں کے نیچے سے بھی زمین کھسک گئی تھی۔وہ کھانے کی پلیٹ ٹیبل پر رکھتی یکدم اٹھ بیٹھی تھی۔حیرت کی زیادتی سے وہ عدن کو دیکھے گئی۔سب سے پہلے سہیل کو ہوش آیا تھا۔

"پورا نام پوچھو۔"

سہیل کے کہنے پر گارڈ واپس باہر گیا۔

"براق! میں نے کچھ نہیں کیا۔"

مصفرہ نے پریشانی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا۔اس کے جسم میں لرزش آگئی تھی۔حماس اور براق حیرت سے سب کچھ دیکھنے لگے۔براق نے اسے تسلی دی اور ریلیکس ہونے کا کہا۔تبھی گارڈ اندر آیا۔

"نعمان ناظم مرزا۔"

وہ نام سنتے ہی مصفرہ اپنے تمام تر عروسی لباس کے ساتھ صوفے پر گرنے کے سے انداز سے بیٹھ گئی تھی۔ عدن نے آگے بڑھ کر اسے پانی پکڑایا تھا۔ حماس نے اسے گہرے سانس بھرنے کا بولا۔

"اندر بلاؤ اسے۔"

کچھ سوچتے ہوئے براق نے کہا، جس پر سہیل اور عدن پریشان ہوئے تھے۔

"براق! ایسا مت کرو۔"

سہیل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ انہیں آنکھوں سے ہی تسلی دے گیا۔۔ وہ ایک آخری بار مصفرہ کا سارا خوف ختم کرنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد ایک تیس بتیس سال کا آدمی لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ مصفرہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ عدن اسے مسلسل گہرے سانس بھرنے کا بول رہی تھی۔ اسے مصفرہ کی اس رات والی حالت ابھی بھولی نہیں تھی۔

"ویل میں نے اچھا کیا یہاں آکر۔ ایک ساتھ سب سے مل لوں گا۔"

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ارتسا ہوا وہ براق جب سامنے آ کھڑا ہوا لیکن اس کی نظریں اس کے پیچھے موجود باقی چاروں نفوس پر تھی۔ زلے اور زین کو وہ بہت پہلے ہی سلا چکی تھی۔

"کون ہو تم؟"

سب سے پہلا سوال حماس نے کیا تھا۔ براق کھڑا صرف اسے سرد نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"میں نعمان مرزا۔ یار تم لوگوں کا کزن ہی ہوں۔"

عدن کو اتنے سال بعد بھی اپنے بھائی کو دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی تھی اور یہی حال سہیل کا تھا۔

"کیوں آئے ہو؟"

اگلا سوال اس کے بہنوئی سہیل کی جانب سے تھا۔

"میں نے سوچا میری بہن پاکستان آئی ہے۔ وہ تو ملے گی نہیں تو خود ہی مل آتے ہیں۔ اپنی بہن سے۔ اپنے بہنوئی سے۔ اور۔۔۔ اپنی کزن سے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے آخری جملہ مصفرہ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا جو خوفزدہ نظروں سے اسی کو دیکھ رہی تھی۔

براق نے مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کیا تھا ورنہ دل تو چاہا تھا کہ کھڑے کھڑے اسے زمین میں گاڑ دے۔

"میں بھی لاہور ہی ہوتا ہوں اب۔اماں مر گئیں۔اتنا بڑا گھر تھا۔میں نے بیچ دیا۔ اب پیسے ختم ہو گئے ہیں تو بس لاہور میں نوکری کی تلاش میں ہوں۔"

اس نے مزے سے بتاتے ہوئے مصفرہ کے سامنے والے صوفے پر جگہ بنائی۔

براق خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھتا رہا۔

"ویسے براق۔کیا سوچ کر تم نے ایسی لڑکی سے شادی کی ہے جو پہلے سے ہی کئی مردوں کی راتیں۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتا،اس کا منہ براق کے شکنجے میں تھا۔براق کی بازؤں کی رگیں اس قدر نمایاں تھیں کہ ڈر تھا کہیں پھٹ نہ جائیں۔اس نے شیروانی اتار کر سادہ شلوار قمیض کے بازو فولڈ کیے ہوئے تھے۔اور غیض وغضب

سے نعمان کو اٹھاتا ہوا وہ اسکا منہ دبوچ گیا تھا۔یہ کام اتنا اچانک ہوا تھا کہ سب حیران ہو گئے۔مصفرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ غلطی دوبارہ مت کرنا۔میرے سامنے میری بیوی کے کردار پر بات کرنے سے پہلے میں تمہیں زندہ گاڑنا بہتر سمجھوں گا۔"

وہ اسے منہ سے دبوچے ہوئے گھسیٹ کر باہر لے گیا۔سب اس کے پیچھے گئے تھے۔براق نے لان میں پہنچ کر اسے دھکا دیا تھا جو گرتے گرتے بچا۔مصفرہ اپنی بھاری فراک اٹھاتی براق کے بغل میں کھڑی تھی۔آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی تھا۔

"جو سچ ہے وہ تو تمہں سننا پڑے گا۔"

نعمان نے اپنی شرٹ کا کالر ٹھیک کرتے ہوئے کہا تو براق نے اسے دوباہ کالر سے دبوچا تھا۔

"اس سے پہلے کہ میں تمہارا خون کرنا خود پر فرض سمجھوں،دفع ہو جاؤ یہاں سے اور دوبارہ اس دہلیز پر نظر مت آنا۔"

www.novelsclubb.com

وہ اسے دھکے دیتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ براق کا غصہ ایسا ہی تھا۔
سب کو پیچھے چھوڑتا وہ واپس لاؤنج میں آگیا تھا۔ لیکن مصفرہ کی ہمت یہیں تک تھی۔ عدن، سہیل اور حماس اس کے پیچھے لاؤنج میں آئے تھے لیکن مصفرہ سیڑھیاں چڑھتی اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی جو اب اسکا کمرہ بھی تھا۔ بستر پر بیٹھے وہ ڈھیروں دعائیں کرنے لگی کہ براق کے دل ودماغ میں اس کے بارے میں کوئی غلط خیال تک نہ آیا ہو۔
دوسری جانب وہ گلاس بھر بھر کر پانی پینے لگا۔ وہ اسی طرح اپنا غصہ ڈھنڈا کرتا تھا۔
"براق! وہ جو کچھ بھی کہہ رہا تھا جھوٹ ہے۔ مصفرہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"
عدن نے ہمت جمع کرتے ہوئے صفائی پیش کی۔
"فارگاڈ سیک عدن باجی۔ آپ کو یا کسی کو بھی مصفرہ کے کردار کی گواہی میرے سامنے دینے کی ضرورنہیں ہے۔ میں اس کے بارے میں برا سوچنے سے پہلے مرنا پسند کروں گا۔"

براق نے سنجیدہ آواز میں انہیں جواب سنایا تو سہیل اور عدن کے ساتھ ساتھ حماس کو بھی سکون ہوا۔

"میں مصفرہ کو دیکھتا ہوں، وہ پریشان ہو گئی ہو گی۔ اور ہاں آپ لوگ آرام کریں۔ پریشان نہ ہوں۔ اس نعمان کو تو میں دیکھ لوں گا۔"

براق نے انہیں تسلی دی اور وہاں سے اپنا کلہ اور شیر وانی اٹھاتا کمرے کی جانب چل دیا۔

"آپ لوگ براق کے غصے کو دیکھ کر پریشان نہ ہوئے گا۔ وہ کبھی بھی اپنوں کے ساتھ غصے سے پیش نہیں آتے۔"

حماس نے اس کی صفائی پیش کی تو وہ ہنس دیے۔

"نہیں! ہم بالکل جج نہیں کریں گے۔ نعمان کی بات پر تو ہمیں بھی غصہ آگیا تھا۔"

سہیل نے کہا تو وہ تینوں وہیں صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اب باقی کے دن وہ لوگ یہاں رہنے والے تھے۔ آخر کو یہ بھی عدن کے چاچو کا گھر تھا۔

"اب آپ دونوں میں سے کون مجھے بتائے گا کہ یہ نعمان والا کیا سین ہے؟"

حماس کے سوال پر عدن اور سہیل ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر گہری سانس بھرتی عدن بات کا آغاز کر گئی۔

فیصلہ چھوڑ دیا ہے تیرے اندازے پر
روز اک بات سمجھائی نہیں جائے گی

تو اگر گن نہیں پایا تو مجھے غور سے دیکھ
بات ایسی ہے کہ پھر دہرائی نہیں جائے گی۔

==========

وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو مصفرہ سر سے دوپٹہ اتارے کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔دروازے کی بند ہوتی آواز سن کر وہ پلٹی تھی اور اسے دیکھا جو صوفے پر کلہ اور شیروانی رکھ رہا تھا۔

"براق۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔پلیز میرا یقین کرو۔"

مصفرہ نے ہمت جما کرتے ہوئے کہا تھا۔وہ اس وقت سولہ سالہ کمزور سی مصفرہ لگ رہی تھی۔ٹراماز ہم سے ہماری عمر چھین لیتے ہیں۔

"ریلکس فری! میں اس سو کالڈ انسان کی وجہ سے اپنی فری پر شک کیوں کروں گا؟"

وہ اسے مسکرا کر دیکھتا ہوا تسلی دے گیا۔

"تم۔۔تم سچ میں مجھ پر اعتبار کرو گے نا؟تم ویسا تو نہیں کرو گے جیسا ممانی نے کیا؟ جیسا سب رشتے داروں نے کیا؟"

وہ بچوں کی سی کیفیت میں بولی۔

"میں ہمیشہ ہر حال میں صرف اپنی فری پر ہی اعتبار کروں گا۔"

اس کے الفاظ تھے کہ مرہم،مصفرہ کی آنکھیں خوشی سے نم ہو گئیں۔وہ اس کے پاس آیا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔اور مصفرہ کو لگا کہ وہ اس سے زیادہ محفوظ حصار میں کبھی نہیں آسکتی تھی۔وہ اس سے زیادہ نرم و نازک حصار کہیں چاہ کر بھی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔اسکے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پر گئے۔براق کے

کلون کی مہک اسکے چلتے دماغ کو پر سکون کرنے لگی اور اس نے اپنا آپ ڈھیلا پڑتا محسوس کیا۔ پر سکون ہوتا ہوا۔

"میں تمہیں سب بتانا چاہتی ہوں۔ کیا تم مجھے سنو گے ؟"

مصفرہ نے اس کے سینے پر سر ٹکائے پوچھا تھا۔

"پوری زندگی تمہیں سننے کا کانٹریکٹ سائن کیا ہے فری۔ کیسے نہیں سنوں گا؟"

وہ نرمی سے کہتے ہوئے اس کے بالوں پر لب رکھ گیا اور مصفرہ کو لگا جیسے وہ ہمیشہ کے لیے امر ہو گئی ہے۔

"پہلے فریش ہو جاؤ، اچھے سے کھانا کھالو۔۔ پھر ہم پوری رات بیٹھ کر اپنی فری کی بات سنیں گے۔"

www.novelsclubb.com

براق نے نرمی سے اسے الگ کرتے ہوئے کہا تو وہ معصوم بچوں کی طرح اس کی بات مان کر اپنے کپڑے نکالتی واشروم میں گھس گئی۔ جیولری اور دوپٹہ تو وہ پہلے سے ہی نوچ کر اتار چکی تھی۔ براق نے اپنے لیے آرام دہ کپڑے چن کر بستر پر رکھے اور نیچے آکر اس کے لیے کھانا گرم کیا اور واپس کمرے میں چلا گیا۔

لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے ہی ان تینوں نے اسکی حرکت دیکھی تھی اور پھر آپس میں ہی ہنس دیے۔

کھانا کھا کر فریش ہو کر وہ دونوں اب بستر میں گھسے تھے۔ براق نے اپنا دائیاں بازو اس کے پیچھے موجود تکیوں پر رکھ دیا اور فرصت سے اس کی ساری بات سننے لگا۔ وہ آج اپنا ماضی دہرانے والی تھی۔ جو چیز اسے اذیت دیتی تھی وہ آج کہنے والی تھی۔ دل کا منوں بوجھ ہلکا ہونے والا تھا اور براق تو صرف یہی سوچ رہا تھا کہ اس چھوٹی سی جان نے اتنا سب سہہ کیسے لیا۔ وہ بات کے آخر میں قریباً رو دی تھی۔ ماضی دہرانا آسان تھوڑی تھا۔

"ممانی مجھے کہتی تھیں کہ تیری ماں نے بھی بھاگ کر شادی کی ہے تو بھی ایک دن بھاگ جائے گی۔ میں واقعی بھاگ گئی تو کیا میں بری لڑکی ہوں؟"

اس نے نم پلکیں اٹھائے اس سے پوچھا تھا جو بغیر اسے غلط سمجھے سب کچھ سن رہا تھا۔

"نہیں! نہ ہی پھوپھو نے کچھ غلط کیا تھا اور نہ ہی تم نے۔ تم تو سب سے اچھی ہو فری۔"

وہ کہہ کر اس کے بال سنوار گیا۔

"میں نے ماما کو کھویا، پھر تم لوگ بھی الگ ہو گئے، پھر بابا کو کھو دیا۔ ناظم ماموں مجھ سے پیار کرتے تھے تو میں نے ان کی موت بھی دیکھی۔ عدن اپیا کی شادی ہو گئی۔ منسا بھی شہید ہو گئی۔ میں جس جس سے محبت کرتی ہوں وہ سب مجھ سے بچھڑ جاتے ہیں۔۔ میں ہر بار۔۔۔ ہر بار خالی ہاتھ رہ جاتی ہوں۔"

وہ روتے ہوئے براق کو اپنے ہاتھ دکھا رہی تھی جو خالی تھے۔ مہندی باہری سائیڈ پر لگائی گئی تھی اندر والی ہتھیلی خالی تھی۔ وہ اسے دکھا رہی تھی۔

"دیکھو میں ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ ہوں۔"

مصفرہ نے روتے ہوئے کہا تھا۔ براق نے جھک کر اس کے ہاتھوں کو باری باری لبوں سے لگایا اور مصفرہ کو لگا کہ زندگی اس کی رگوں میں گردش کرنے لگی ہے۔

اس کے آنسو تھم گئے۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے دامن کو خوشیوں سے بھر دوں گا فری۔ تمہاری ساری اذیتوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں تمہیں اتنی محبت دینا چاہتا ہوں کہ تماری ساری اذیتوں کا ازالہ ہو جائے۔ تم بس مجھ پر بھروسہ رکھو۔ میں کوئی دکھ تم تک پہنچنے نہیں دوں گا۔"

وہ محبت سے اور بڑے مان سے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔اور مصفرہ کی آنکھیں شدت جذبات سے بند ہو گئیں۔ سکوں رگ ودل میں سراب کرنے لگا۔اور پھر وہ کچھ ہی دیر میں اس کے شانے سے لگے سو گئی۔اور وہ ساری رات بغیر حرکت کیے اسے سوتا دیکھتا رہا۔

تو اگر ایک جھلک اپنی دکھادے اُن کو
سب مصور تری تصویر بنانے لگ جائیں

ایک لمحے کو اگر تیرا تبسم دیکھیں
ہوش والوں کے سبھی ہوش ٹھکانے لگ جائیں

www.novelsclubb.com

تو جو ہنس کہ دیکھ لے اک نظر میری طرف
خدا کی قسم میرے بخت ٹھکانے لگ جائیں

میرے سکون کیلئے یہی کافی ھے میری جاں
تیرے شانے سے ہم کسی بہانے لگ جائیں

============

www.novelsclubb.com

راز نجاد از زھرہ بنت خالد

آخری قسط:

"Love can conquer all & it lasts forever."

صبح کی منور کردہ روشنی نے جب دھرتی کو منور کرنے کی کوشش کی تو لاہور پر قابض سردی نے اسے ناکام کر دیا۔ دھند اور سردی کی شدت لاہور پر یکدم سر اٹھا گئی۔ ایسے میں شہر لاہور کے مکین سکون کا لبادہ اوڑھے اپنے نرم و گرم بستروں میں موجود تھے۔ براق اور مصفرہ کے ولیمے کا فنکشن بھی رات میں منعقد تھا اس لیے سب سکون سے اٹھنے والے تھے۔ رات دیر تک بیٹھ کر کی جانے والی باتیں اور فنکشن کی تھکاوٹ کے باعث سب سوئے ہوئے تھے۔ ایسے میں براق کی جب آنکھ کھلی تو مصفرہ کو خود کے قریب سمٹ کر سویا ہوا پایا۔ اس کا سر جو رات میں

www.novelsclubb.com

براق کے کندھے پر تھا، اب سینے پر موجود تھا۔ آہستہ سے اٹھتا ہوا کہنے کے وزن پر لیٹا اور پھر اسے دیکھنے لگا۔

اسے ہی جو اس کی ساری محبتوں کی حق دار تھی بلکہ وہ ساری دنیا سے صرف محبتوں کی ہی حق دار تھی لیکن اسے اس کے حصے کی محبتیں شاید ایک ہی شخص سے ملنے والی تھیں۔

وہ اس کی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا اور سوچنے لگا کہ جب وہ آنکھیں کھلی ہوں تو ان میں ہمیشہ سرد تاثرات ہوتے ہیں، کچھ راز ہوتے ہیں، کچھ پریشانیاں ہوتی ہیں، کچھ اذیتیں رقم ہوتی ہیں اور کچھ صبر کے نشانات ہوتے ہیں۔

لیکن وہ ان آنکھوں میں خوشی کے ننھے ننھے دیے جلانا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اتنے دل سے مسکرائے کہ اس کی آنکھیں صرف محبت اور خوشی کے ترانے گائیں۔ اس کی آنکھیں جب روشن ہوں تو صرف خوشی اور مسرت سے روشن ہوں۔ اس کی بھوری آنکھوں میں ہر رنگ ہو سوائے سیاہی کے۔ سوائے ان بے رنگ آنسوؤں کے۔

براق کی نظریں اس کے بالوں پر آٹھہریں۔ان بالوں میں موجود وہ دو سرخ لٹیں، چاہے وہ قدرتی نہیں تھیں، رنگی گئی تھیں۔ لیکن وہ اسے بہت پسند تھیں۔ وہ اس کی ذات میں ایک مخصوص قسم کا اثر رکھتی تھیں۔ جیسے اسے مضبوط بنانا ہو؟

وہ کہنی پر وزن ڈالے بس اسے دیکھ رہا تھا جو بہت مزے سے نیند پوری کر رہی تھی۔ وہ ہلکا سا جھکا اور اس کے بالوں سے اٹھتی خوشبو سونگھنے لگا۔ مصفرہ کی نیند ٹوٹ گئی۔ وہ کچی نیند کے ساتھ رخ پلٹ گئی۔ براق نے زور سی آنکھیں میچیں۔

"What on earth you are planning to do Buraq?”

اس نے زیر لب خود کو ڈپٹا اور خاموشی سے بستر سے اٹھ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بستر سے باہر نکلتا، مصفرہ نے رخ پلٹ کر مکمل آنکھیں کھولے اسے دیکھا۔اس کی نیند ٹوٹ گئی تھی لیکن آنکھوں میں ابھی بھی خماری تھی۔

"کیا ٹائم ہوا ہے؟"

مصفرہ نے ہلکی بھاری زکام زدہ آواز میں پوچھا تھا۔شاید رات رونے کی وجہ سے گلہ بیٹھ گیا تھا۔براق نے ایک نظر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں موجود ہلکی سی سرخی اسے خوبصورت بنا رہی تھی۔وہ صبح ہی صبح اتنی پیاری کیسے لگ سکتی تھی۔یہ تو سراسر ناانصافی ہے۔

"ہاں وہ۔۔۔ساڑھے آٹھ ہو گئے ہیں۔"

براق کے کہنے پر وہ یکدم اٹھ بیٹھی۔

"ہم لیٹ ہو گئے ہیں۔اف تم نے اٹھایا کیوں نہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ کمبل اتار کر الگ کرتی، براق نے اس کا بازو تھاما اور دوبارہ بستر پر بٹھایا۔وہ رخ اس کی جانب کر کے بیٹھ گئی۔

"ریلیکس مصفرہ۔فنکشن رات کو ہے۔عدن باجی نے بتایا تھا کہ بچے لیٹ اٹھتے ہیں تو وہ بھی سو رہے ہیں۔سہیل بھیا اور زین کل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو نہیں سکے تو وہ بھی لیٹ اٹھیں گے اور۔۔۔حماس بھی دیر سے اٹھے گا۔سو۔۔۔ریلیکس۔سب اپنے ہیں یہاں، تمہیں کسی کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

براق نے ایک لمبا، تفصیل بھرا جواب دیا تھا۔ مصفرہ کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"میں یونہی پریشان ہو رہی تھی۔"

وہ مسکرا کر کندھے ڈھیلے چھوڑ گئی۔

"ہاں! تم یونہی پریشان ہو رہی تھی۔"

براق اس کو مسکراتا دیکھ کر نرمی سے گویا ہوا۔ دونوں کے درمیان خاموشی ٹھہر گئی۔ مصفرہ اسے دیکھنے لگی جو پرسکون ہوتا بیڈ سے ٹیک لگاتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نیند کیسی آئی؟"

اس کے سوال پر وہ حیرت سے کہنے لگی۔

"اتنی پرسکون نیند تو مجھے مشن کے بعد بھی نہیں آئی۔"

وہ اس کی بات پر مسکرا دیا۔ اس کے بکھرے بال اسے متوجہ کر رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں سوارا تھا۔ مصفرہ جو کچھ

کہنے لگی تھی وہ اس کے عمل پر خاموش ہو گئی۔اس کی سر مئی آنکھوں میں دیکھا جہاں نرمی اور محبت کے علاوہ ڈھونڈھنے سے بھی کچھ نہ ملتا تھا۔

"کیسا محسوس کر رہی ہو؟"

وہ پھر سے بیڈ سے ٹیک لگا گیا۔اور مصفرہ سانس روکے اس محبتوں کے دیوتا کو دیکھتی رہی۔

"بہت ہلکا، بہت بہتر۔جیسے دل کا سارا بوجھ اتر گیا ہو۔جیسے ساری پریشانیاں رائیگاں ہو گئی ہوں۔"

وہ گم سم سے لہجے میں بولی تو براق بس مسکراتا ہوا اسے دیکھے گیا۔یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ ساری عمر بولتی رہے اور وہ ساری عمر سنتا رہے۔

"سن کر اچھا لگا۔"

وہ مسکرایا تھا۔پھر کچھ یاد آنے پر وہ بستر سے اٹھا۔مصفرہ نے بے چینی سے اسے اپنے پہلو سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔وہ ایک دروازہ کھول کر واکنگ وارڈروب میں

گیا۔ایک دراز کھولتا، کچھ کھنگالتا واپس لوٹا اور ہاتھوں کو پیچھے باندھے واپس بستر پر آبیٹھا۔

"رات کو موقع نہیں مل سکا، کوئی بھی تحفہ دینے کا۔"

اس نے کہتے ہوئے ایک سرخ رنگ کی ڈبیہ اس کے سامنے کی۔ مصفرہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو براق نے وہ ڈبی کھول دی جس میں دو سونے کے کنگن تھے۔

"یہ میری ماں کے ہیں۔انہوں نے میرے والد کو دیے تھے کہ دو میری بیوی کے لیے اور دو حماس کی بیوی کے لیے۔ جانتا ہو کہ ان کا ڈیزائن پرانا ہے لیکن۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا مصفرہ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے گئی۔

"یہ انمول ہیں براق۔اور انمول چیزیں نئی یا پرانی نہیں ہوتیں۔وہ بس انمول ہوتی ہیں۔"

مصفرہ نے کہا تو وہ مسکرا کر اسے اپنے ڈمپل دکھا گیا۔مصفرہ بھی مسکرا کر انہیں پہننے لگی کہ براق گویا ہوا۔

“May I?”

اس کے اجازت طلب لہجے پر وہ ہنس دی اور دونوں کنگن اس کی جانب بڑھائے۔

"مجھے خوشی ہو گی۔"

وہ مسکرا کر اس کی کلائی میں دونوں کنگن پہنا گیا۔

"اس کے علاؤہ ایک اور چیز ہے۔"

براق نے مڑ کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں سے ایک چھوٹی ڈبی نکالی۔

"اب یہ کیا ہے؟"

مصفرہ نے اچنبے سے پوچھا۔وہ مسکرا دیا۔

"وہ تو ماما کی طرف سے تھے۔یہ میری طرف سے ہے۔"

براق نے کہتے ہوئے ڈبی کھول کر انگوٹھی اس کے سامنے کی۔وہ بہت چھوٹی سی نفیس سی انگوٹھی تھی۔

دونوں اطراف سے باریک پتوں کا ڈیزائن اور درمیان میں چھوٹا سا دل۔اس دل کے اندر ننھے ننھے ہیرے جڑے تھے۔

براق نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما اور بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں انگوٹھی ڈال دی۔ وہ اس کے ہاتھ پر سج رہی تھی۔ مصفرہ حیران سی بس اس محبت میں لپٹے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ اسے نہیں یاد کہ کبھی اس کے لیے کسی نے تحفہ خریدا ہو۔

"یہ بہت۔۔ بہت خوبصورت اور نفیس ہے۔"

وہ اپنی انگلی کو غور سے دیکھتی کہہ رہی تھی۔ براق مسکرا دیا۔

"تمہاری طرح۔"

براق نے کہا تو وہ مسکرا کر نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

"شکریہ!"

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ خوشی سے جھوم اٹھنے کا دل تھا لیکن لفظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"ہاں ایک چیز تو رہ ہی گئی۔"

وہ کہتا ہوا بستر سے اٹھتا مصفرہ کی سائیڈ والے دراز کھول کر کچھ نکال گیا۔ لیکن مصفرہ کی نظر سے بچا کر وہ اس کے سامنے آ بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی کچھ رہتا ہے؟؟؟"

وہ حیرت سے بس اسے دیکھ رہی تھی۔یہ شخص۔۔کیا کہتی اب؟

"ہاں بس آخری چیز۔"

وہ اشتیاق سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔براق نے اس کی آنکھوں میں چمکتی بچوں سی خوشی نوٹ کرتے ہوئے آخری تحفہ آگے کیا۔

مصفرہ نے وہ سیاہ رنگ کا ڈبہ تھاما اور براق کو دیکھا جو اسے کھولنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"کھولو کھولو۔"

وہ اس کے تاثرات کا انتظار کرنے لگا۔

مصفرہ نے جس وقت وہ ڈبہ کھولا تو اس کی حیرت اور خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

وہ ایک لیڈیز پسٹل تھا جو سیاہ رنگ کا تھا لیکن اس کے ٹریگر کے پاس سرخ رنگ سے 'red lady' لکھا تھا۔

وہ خوشی اور حیرت سے پھولے نہ سمائی۔

"یہ کس قدر شاندار ہے۔"

اس نے پسٹل کو ہاتھ میں لیتے ہوئے اپنے نام پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پسند آئی؟"

وہ مسکرا کر اسکی خوشی کو دیکھ رہا تھا۔یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی خوش رہے۔

"حد سے زیادہ۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی تھی اور بندوق اس پر تانی۔

"ہینڈز اپ۔آپ گرفتار ہو چکے ہیں۔"

براق نے اپنے ڈمپل دکھاتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھا لیے جیسے سچ میں کوئی مجرم ہو۔

"لیکن میرا جرم کیا ہے میڈم؟"

وہ اسے دیکھ کر اپنے ناکردہ جرم کے بارے میں پوچھ گیا۔مصفرہ مسکراہٹ دباتی اس کے قریب ہوئی اور پسٹل اس کے ماتھے پر ٹکادی۔

"آپ پر الزام ہے کہ آپ نے ایک معصوم اور حسین لڑکی کا دل چوری کر لیا ہے۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولی تھی۔ براق نے پسٹل کی نوک اپنے ماتھے سے ہٹا کر اپنے دل کے مقام پر رکھی۔

"اگر تو وہ معصوم اور حسین لڑکی آپ ہیں جس کا دل چوری ہوا ہے تو میں اپنا جرم قبول کرتا ہوں۔بتائیں محترمہ میری سزا کیا ہو گی؟"

وہ اپنے ڈمپل اس کی خدمت میں پیش کرتا ہوا بول رہا تھا۔ مصفرہ سے مسکراہٹ دبانا مشکل ہو گیا۔

"سزا کے طور پر آپ کو ساری عمر اس معصوم اور حسین لڑکی کے ساتھ رہنا ہو گا۔ کیا منظور ہے؟"

وہ بمشکل مسکراہٹ دبائے پوچھ رہی تھی۔ پسٹل ابھی بھی براق کے دل کے مقام پر تھی جس پر وہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور ٹریگر کے پاس مصفرہ کا ہاتھ تھا۔

"میں اسی سزا کا مستحق ہوں میڈم۔"

وہ ہنس کر بولا تو مصفرہ بھی کھل کر ہنستی پسٹل بستر پر رکھ گئی۔ وہ دونوں ہنستے ہوئے بستر پر لیٹ گئے۔ کچھ دیر ہنسنے کے بعد مصفرہ اٹھ بیٹھی۔

"تم نے تین تحفے کیوں دیے؟"

وہ اس کی بات سنتا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا اور بیڈ سے اٹھ گیا۔

"پہلا تحفہ مصفرہ کے لیے۔

دوسرا تحفہ میری فری کے لیے۔

اور تیسرا تحفہ ریڈ لیڈی کے لیے۔"

وہ اس کی بات پر پھر سے ہنس دی۔ تو براق بھی اپنے گھنگرالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالنے لگا۔

"لیکن میں نے تو تمہیں کوئی تحفہ نہیں دیا۔"

وہ اس کے پیچھے وہاں آئی اور اپنے لیے بھی کپڑے نکالنے لگی۔

"تم میری زندگی میں شامل ہو گئی ہو، اس سے بڑا تحفہ کیا ہے میرے لیے؟ تم نے مجھ پر بھروسہ کیا اور مجھے اپنا ماضی بتایا اور تم ابھی بھی کہہ رہی ہو کہ تم نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ تم نے مجھے دنیا کی سب سے انمول چیز دی ہے۔ اپنا اعتبار۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں چاہیے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جذبات لٹاتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جو اپنے دراز کا دروازہ کھولے وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔اس کے الفاظ کتنے خوبصورت تھے۔کتنے سکون دینے والے۔

براق مسکرا کر کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا۔وہ بس اسے سوچ گئی۔اس کے الفاظ کو۔۔۔اسے محسوس ہوا کہ قدرت اس کے نقصان کی تلافی کر رہی ہے۔اس کی دکھتی ہوئی رگوں پر مرہم رکھا جا رہا ہے۔وہ مرہم شروع میں اجنبی لگا تھا لیکن اب بہت بھلا معلوم ہونے لگا تھا۔آخر کار مصفرہ کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ محبت کر بیٹھی ہے۔وہ اس شخص کو حاصل کر چکی ہے جو اس کے ساتھ چلنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔جس نے ساری باتیں سننے کے بعد اسے جج نہیں کیا لیکن اس کا شکر گزار ہوا۔وہ آنکھوں میں امڈتی نمی کو اندر دبا گئی اور دل سے اپنے مالک کا شکر ادا کرتی اپنے لیے کپڑے نکال گئی۔

میں تھی ہجوم شہر میں تنہا اداس سی

اور لوگ تھے کہ پاؤں تلے روندتے رہے

پھر یوں ہوا کہ وہ مل گیا جسکی تلاش تھی

پھر یوں ہوا کہ لوگ مجھے ڈھونڈتے رہے

=======

ناشتے کے بعد وہ سب باتوں میں مصروف تھے جب حماس کو کوئی کال آئی۔ مصفرہ شال کندھوں پر اوڑھے چائے پی رہی تھی۔ براق اس کے ساتھ ہی سادہ شلوار قمیض پر شال اوڑھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ زلے اور زین آپس میں کھیلنے میں مصروف تھے۔ عدن اور سہیل ان کے سامنے والے صوفے پر براجمان باتیں کر رہے تھے۔ ایسے میں جب حماس فون سن کر واپس آیا تو اس نے براق کو اشارہ کر کے باہر بلایا۔ وہ مصفرہ سے کسی بات میں مصروف تھا، معذرت کر کے اٹھا اور دروازے کے پاس کھڑے حماس کی بات سننے لگا۔

مصفرہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی جو شلوار قمیض میں اتنا وجیہہ لگ رہا تھا کہ اسے شک ہوا کہیں نظر نہ لگ جائے۔ محبت ہو جائے تو محبوب ویسے بھی حسین لگتے ہیں۔

"ام۔۔ ہمیں کچھ دیر کے لیے اچانک کسی ضروری کام سے جانا پڑے گا۔ لیکن ہم فنکشن شروع ہونے سے پہلے آ جائیں گے۔"

براق نے حماس سے بات کرنے کے بعد اعلان کیا تو مصفرہ کے خوش چہرے کی جوت بجھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی آج کے دن براق اس کا پہلو چھوڑ کر کہیں جائے۔ نا جانے کیوں مگر وہ اسے سامنے بٹھا کر بس دیکھنا چاہتی تھی۔ اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔ اسے سننا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا اور فکر نہ کرو ہم دیکھ لیں گے ادھر کے معاملات۔"

سہیل نے اسے بے فکر کرتے ہوئے بولا تو وہ دونوں مزید کچھ کہے بغیر باہر کے لیے نکل گئے۔ اس سے پہلے کہ عدن مصفرہ سے کوئی بات کرتی، براق واپس آیا تھا۔

"مصفرہ گاڑی کی چابیاں کمرے میں ہیں؟"

www.novelsclubb.com

وہ اس سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو۔

"ہاں! شاید سائیڈ ٹیبل پر۔"

مصفرہ نے اسے بتا کر چائے کا کپ لبوں سے لگا لیا۔ براق کچھ لمحے وہاں کھڑا رہا۔ وہ اسے بلانے کے ارادے سے آیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ مصفرہ کوئی گھاس نہیں ڈال رہی تو وہ خود ہی سیڑھیاں چڑھتا کمرے میں چلا گیا۔

"وہ تمہیں بلانا چاہ رہا تھا۔ جاؤ بات سن لو۔"

عدن نے مسکرا کر اسے جانے کا بولا تو وہ چائے کا خالی کپ میز پر رکھتی کندھے اچکا گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ اس نے کوئی بات کرنی ہوتی تو سیدھے سے بلا لیتا۔"

مصفرہ کے بات کے اختتام میں سیڑھیوں سے براق کی آواز آئی تھی۔

"فری زرا بات سننا۔"

اس کی آواز پر مصفرہ چونکی، جبکہ عدن اور سہیل ہنس دیے اور پھر جانے کا اشارہ کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی۔"

وہ کہتے ہوئے کمرے کی جانب لپکی اور اس کے جانے کے بعد عدن اور سہیل ہنس دیے۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو براق بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیوں بلایا؟"

مصفرہ نے اس دیکھا جو شلوار قمیض پر اچھے سے شال اوڑھے ہوئے تھا۔ وہ پلٹا، اسے دیکھا، مسکرایا اور ہاتھ تھام گیا۔

"میرا جانا ضروری ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا نعمان دوبارہ رنگ میں بھنگ ڈالے۔ وقتی طور پر اسے کہیں ٹھکانے لگادوں، پھر بعد میں ہم تینوں مل کر دیکھ لیں گے اسے۔"

وہ اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔ تفصیل بتا رہا تھا۔ جانتا تھا وہ اس کے اچانک جانے پر سوچے گی۔ تو اس سے سوچنے کا موقع چھین رہا تھا۔

"پریشان نہ ہونا۔ میں فنکشن سے پہلے آجاؤں گا۔"

وہ کہتا ہوا مسکرا کر اس کا گال تھپتھپا کر ہاتھوں کو گرفت سے آزاد کر گیا۔

www.novelsclubb.com

"اپنا خیال رکھنا۔"

مصفرہ نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے بولا تو وہ تابعداری سے سر ہلاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ مصفرہ اس کی پشت کو تکتی بس مسکرا دی۔

کہاں سوچا تھا کہ کوئی ایسا ملے گا جو اس کی کمزوری کو کمزوری سمجھے گا۔ جو اسے اتنا مضبوط تحفظ دے گا کہ اسے اپنا آپ آزاد محسوس ہو گا۔ یوں لگ رہا تھا کی زندگی میں موجود نا امیدی کہیں دور سوئی ہے۔ کہیں بہت دور۔

وہ شخص محبت بن کر نہیں امید بن کر آیا تھا اور مصفرہ کے تن من کو روشن کر گیا تھا۔

========

www.novelsclubb.com

شام کے سائے لہرانے لگے تھے۔ براق کچھ دیر پہلے ہی لوٹا تھا لیکن حماس ابھی کسی کام سے باہر ہی تھا۔ مصفرہ، عدن اور سہیل نے زمل اور زین کے ساتھ مل کر بہت سی باتیں کی تھیں اور بہت سی اچھی یادیں بنائی تھیں۔ جو موقع پہلے کبھی قسمت نے نہیں دیا تھا، وہ اب مل گیا تھا۔ مصفرہ گھر میں ہی تیار ہوئی تھی۔ یہ اس کی خواہش

تھی جس کا ہر ایک نے احترام کیا تھا۔ اسی طرح عدن بھی بچوں کو تیار کرنے کے بعد اب خود تیار ہو رہی تھی۔

براق جب کمرے میں آیا، اس وقت وہ اپنا میک اپ مکمل کیے بال بنا رہی تھی۔ لیکن اس نے فنکشن کے کپڑوں کی بجائے، براق کی کھلی سی شرٹ اور ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ براق اسے دیکھ کر ہنس دیا، وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔ جس پر مصفرہ نے اسے گھورا اور کپڑے دے کر واشروم کی جانب دھکیلا۔

جب وہ سفید ڈریس شرٹ کے ساتھ سیاہ ڈریس پینٹ پہنے باہر نکلا اور اپنے گھنگرالے بالوں میں ٹاول پھیرتے ہوئے نظر اٹھا کر دیکھا تو بس اس کی نظریں تھم گئیں۔

مصفرہ بے بی پنک کلر کی جارجٹ کی ساڑھی پہنے شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ اپنے بالوں میں بندیا سیٹ کر رہی تھی۔ ساڑھی کے پلو پر جگہ جگہ سلور بھاری کام ہوا ہوا تھا لیکن وہ نفیس لگتا تھا۔ بلاؤز کے مکمل بازو سلور کام سے بھرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے جب بال سیٹ کیے اور بستر پر موجود دوپٹہ لینے کے لیے مڑی تو براق کو ششدر سا کھڑے پایا۔وہ بھی ٹھہر گئی۔

"کیا ہوا؟اچھی نہیں لگ رہی کیا؟"

مصفرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ایک نظر خود کو آئینے میں۔زندگی میں پہلی بار ایسے تیار ہوئی تھی، لیکن وہ دل سے تیار ہوئی تھی۔کیا اچھی نہیں لگ رہی تھی؟

"یقین نہیں آرہا۔"

براق نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہا جو بے چینی سے آئینہ دیکھ رہی تھی۔

"کس چیز کا؟"

وہ مڑی اور پریشانی سے پوچھا۔

"کہ فری لڑکیوں والے لباس میں بھی اتنی اچھی لگ سکتی ہے۔"

وہ مسکراہٹ دباتا اسے چھیڑ گیا۔

"تم نا یہاں سے غائب ہو جاؤ۔پریشان کر دیا تھا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ سر جھٹکتی اسے ڈپٹ کر ریلیکس ہوتی بستر سے دوپٹا اٹھا گئی۔وہ بھی سر جھکا کر ہنس دیا اور شیشے کے سامنے عین اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

بال بنا تا مزے سے اسے دیکھ بھی رہا تھا جو سر پر دوپٹہ جمانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بال سلکی ہونے کی وجہ سے وہ جم نہیں رہا تھا۔وہ ایک طرف جھک کر پن پکڑتی تو دوسری جانب دوپٹہ سرک جاتا۔

"اففف! کیا مصیبت ہے۔"

وہ چڑتی ہوئی جھک کر دوپٹہ اٹھانے لگی لیکن براق نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اوپر کیا اور خود زمین سے دوپٹہ اٹھا کر اس کے پیچھے کھڑا ہوتا سر پر رکھ گیا۔

"میں پکڑتا ہوں تم سیٹ کر لو۔"

اس نے پیشکش کی تو مصفرہ کے غصے سے اکھٹے ہوئے ابرو یکدم ڈھیلے پڑے۔وہ مسکرا دی۔سنگھار میز سے پنز اٹھاتی وہ دوپٹے کو اچھے سے سر پر سیٹ کر گئی۔اس سارے عرصے میں براق بس شیشے میں نظر آتا دونوں کا عکس دیکھتا رہا۔وہ کتنے

www.novelsclubb.com

مکمل لگ رہے تھے۔ کتنے خوبصورت۔ مصفرہ نے ہلکے سے میک کے ساتھ ہلکی گلابی لپ سٹک لگا رکھی تھی اور ماتھے پر بندیا لٹک رہی تھی۔

"ہو گیا۔"

وہ مسکرا کر بولی تو براق نے نرمی سے اس کے سر پر جما دوپٹہ چھوڑ دیا۔ وہ مکمل تیار کھڑی تھی۔ گلابی ساڑھی کے لمبے پلو کو یونہی پھیلائے، دوسرے دوپٹے سے سر کو ڈھکے وہ منفرد لگ رہی تھی۔

"تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ میں جوتے پہن لوں۔"

وہ اسے کہتے ہوئے وارڈروب سے جوتے نکالنے چلی گئی۔ وہ بس اسے دیکھتا رہ گیا۔

کیا انداز تھا محترمہ کا۔

حکم دیا اور غائب۔

بالکل شہزادیوں کی طرح۔

وہ ہنس دیا۔ افف یہ لڑکی پاگل کر کے چھوڑے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جب وہ جوتے پہن کر باہر نکلی تو براق مکمل تیار کھڑا اپنی ٹائی باندھ رہا تھا۔ مصفرہ نے آگے بڑھ کر اس کے کوٹ میں موجود گلابی رومال نکالا اور اسے اچھے سے تہہ کرتی اس کی جیب میں واپس سیٹ کر گئی۔ اس نے مسکرا کر مصفرہ کا خاصہ بیویوں والا روپ دیکھا لیکن بولا کچھ نہیں۔ البتہ ڈمپل منظرِ عام پر تھے جسے مصفرہ اگنور کر گئی۔

"کھڑے کیوں ہو۔ جلدی کرو۔ سب انتظار کر رہے ہیں باہر۔"

وہ کہتی ہوئی بستر کی جانب چلی گئی جہاں اس کا کلچ اور موبائل رکھا تھا۔

"جو حکم محترمہ۔"

وہ تابعداری سے کہتا ہوا جوتے پہننے لگا۔ تبھی ان کے کمرے کا دروازہ بجا۔ ان کے اجازت دینے پر سہیل اندر آیا تھا۔

"ارے ماشاءاللہ! کیا لگ رہے ہو دونوں!"

وہ خوشی سے بولتے ہوئے دروازے میں ہی کھڑے ان کی نظر اتارنے لگے جس پر وہ دونوں ہنس دیے۔

"اچھا میں بتانے آیا تھا کہ ہم لوگ نکل رہے ہیں۔"

"حماس آگیا کیا؟"

براق کے پوچھنے پر وہ کہنے لگے۔

"ہاں۔وہ آیا تھا،جلدی سے تیار ہوا اور پھر زین کو ساتھ لیے فنکشن کے لیے نکل گیا۔کہہ رہا تھا کہ وہاں جا کر انتظامات دیکھے گا۔"

ان کے بتانے پر وہ ٹھیک ہے کہہ گیا۔

"لیکن آپ لوگ کیسے جائیں گے پھر؟"

براق کے پوچھنے پر اس نے مصفرہ کی گاڑی کی چابی اس کے سامنے لہرائی۔

"مصفرہ کی گاڑی میں۔کل بھی اسی میں آئے تھے۔"

وہ ہنس کر بولے تو وہ دونوں بھی ہنس دیے۔پھر وہ انہیں جلد آنے کی ہدایات دیتے ہوئے نکل گئے۔زمل کو شاید موسمی بخار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ عدن کو کافی تنگ کر رہی تھی۔اسی کو دیکھتے ہوئے حماس زین کو اپنے ساتھ لے آیا تھا،تاکہ ان کی ایک زمہ داری کم ہو۔اور ویسے بھی حماس اور زین کی کافی دوستی ہو گئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوٹے سے زین کو وہ سبز آنکھوں والا ہنس مکھ سا حماس بہت بھایا تھا۔اور بچے جب انسیت کرتے ہیں تو شدید کرتے ہیں۔اس لیے وہ حماس کا پہلو چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔

============

براق اور حماس نے نعمان کے خلاف اچھا خاصہ پلین ترتیب دیا تھا۔وہ نعمان کے پہلے سے موجود دشمنوں کو اچھے سے استعمال کرنے والے تھے۔اسی پلین کو ترتیب دیتے ہوئے وہ دونوں ناشتے کے بعد لاہور کے ایک گمنام علاقے میں گئے تھے۔ نعمان کی اقو بھائی نامی کسی شخص سے دشمنی تھی۔دشمنی کی نوعیت کیا تھی،اس میں انہیں کوئی دلچسپی نہیں فھی۔بس دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔وہ اسے دوست بنانے کی خواہش میں نہیں تھے۔لیکن وہاں اقو بھائی سے ملنے کے خواہش مند ضرور تھے۔

وہ وہاں نعمان کے بندے بن کر گئے تھے۔

چہرے پر رومال باندھے وہ آنکھوں کو سیاہ لنز سے تبدیل کر چکے تھے۔ سر پر مفلر بندھے تھے اور بھر بھر کر سرمہ ڈالا گیا تھا۔ مختصر یہ کہ دوں ہوں کو پہچاننا کافی مشکل تھا۔ وہاں وہ اقو بھائی کے اڈے پر کافی بحث و مباحثہ کے بعد لڑائی کھڑی کر کے آئے تھے۔ چونکہ انہوں نے اپنا تعارف نعمان کے نام سے کروایا تھا تو اب ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ نہ نعمان اور نہ اقو بھائی۔ وہ دونوں بس چنگاری ڈال چکے تھے، اب آگ کو بھڑکانے کا کام حماس پر چھوڑتا وہ گھر آگیا تھا۔

دوسری جانب حماس نعمان کے پاس اپنے دو کو لیگز بھیج چکا تھا۔ جنہوں نے بالکل ویسی ہی گھما گھمی نعمان کے پاس کی تھی اور اقو بھائی کے نام پر وہ وہاں چنگاری لگا چکے تھے۔ اب وہ انتظار میں تھے کہ کب دو چنگاریاں ملیں اور آگ بھڑکے۔ اور اس آگ میں ان کے ہاتھ نہ سیاہ ہوئے تھے اور نہ سپید۔

داماسٹر مائنڈ براق ابراہیم مرزا۔

==========

www.novelsclubb.com

وہ جب فنکشن کے لیے ہال میں داخل ہوئے تو مہمان آچکے تھے۔ان کے خوبصورت سے استقبال کے بعد انہیں سٹیج کی زینت بنایا گیا۔براق اور حماس کے کافی کولیگز آئے ہوئے تھے۔براق نے اس لمحے بھی اپنے عزیز تر دوست کو یاد کیا تھا جو اب اس کے ملک کا دشمن بن کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھا۔یکدم جب وہ اداسی میں گھرا تو اسے اس اداسی سے نکالنے والی مصفرہ کی کھنکھناتی ہنسی کی آواز تھی۔حماس اس کے پاس والے صوفے پر بیٹھا اس کی جانب جھک کر کچھ بول رہا تھا جس پر مصفرہ کے لیے ہنسی دبانا مشکل ہو گیا تھا۔وہ اسے ایسے بے پرواہی سے ہنستے دیکھ کر جیسے کھل سا گیا تھا۔

یہی تو وہ چاہتا تھا کہ اس کی ہنسی کسی گیت کی طرح ہر وقت اس کے کانوں میں سر کی صورت چلتی رہے۔

وہ مسکرا دیا۔دل کھول کر۔

"تم جب ہنستی ہو تو لگتا ہے قوس قزح کے رنگ میری زندگی میں بکھر گئے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولا تو وہ ٹھٹھک گئی۔اس کی ہنسی کو بریک لگی اور کچھ لمحے لگے اسے سمجھنے میں۔ سمجھ آنے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری اور وہ پھر سے ہنس دی۔

"کتنی خالص اردو بولی ہے یار۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تو چہرہ ہلکا گلابی ہو رہا تھا۔ براق سر جھٹک کر ہنس دیا۔کچھ دیر بعد حماس نے مائک پکڑا اور سٹیج کے پیچھے کسی کو کوئی اشارہ کیا۔حال کی جلتی بتیاں بجھ گئیں اور ایک سفید روشنی بالکل عین وسط میں پڑنے لگی جہاں حماس موجود تھا۔وہ سٹیج تک آتا رستہ تھا۔ مصفرہ نے براق کی جانب دیکھا جو کنفیوز سا نظر آتا تھا۔وہ اپنی سرمئی آنکھیں پھیرتا اسے دیکھنے لگا جس کا جوڑا اندھیرے میں بھی شاندار لگ رہا تھا۔

"کیا ہونے والا ہے؟"

مصفرہ نے جھک کر اس کے کان کے قریب پوچھا۔

"معلوم نہیں بیگم صاحبہ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

"بھائیو اور ان کی پیاری پیاری بہنوں! آج کے دن کو یادگار بنانے کے لیے ہمارے پاس دو خصوصی مہمان ہیں۔ ہماری ایک بہت ہی خاص دوست کچھ عرصے پہلے شہید ہو گئی تھیں۔"

اس کی بات پر آس پاس خاموشی چھا گئی۔ حماس کا خود کا دل بھی چھلنی ہوا۔ اسے سفید دوپٹے کے ہالے میں دمکتا معصوم چہرہ یاد آیا۔ مصفرہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔ اسے اپنی اکلوتی دوست شدت سے یاد آئی اور براق کو اس معصوم سی لڑکی کا خود کو بھائی کہنا یاد آیا۔ عدن بھی افسردہ ہوئی۔ مصفرہ نے جب اسے منسا کے بارے میں بتایا تھا تو وہ تب بھی اداس ہوئی تھی۔ زین اور زلے ایکسائیٹیڈ سے سب دیکھ رہے تھے جبکہ سہیل خاموشی سے بیمار سی زلے کو گود میں اٹھائے کھڑا تھا۔

"تو کیا ہوا اگر وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ ہمیں جوائن کیا ہے ان کی عزیز ترین والدہ نے۔"

وہ نم آنکھوں کے ساتھ خوشی سے ان کا استقبال کر گیا تو مصفرہ اور براق بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ حال کی لائٹس آن ہوئیں اور منسا کی والدہ سفید رنگ کا نفیس سا جوڑا پہنے، سر پر سکارف اوڑھے، کندھوں پر شال پھیلائے حماس کے سر پر محبت سے پیار دے رہی تھیں۔ مصفرہ اور براق ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور سٹیج سے اتر کر ان سے ملے تھے۔ حال میں گنے چنے مہمان تھے۔ لیکن سب کی آنکھیں اس منظر کو دیکھ کر محبت سے بھر گئی تھیں۔

وہ نہایت محبت سے ان سے ملے اور پھر ان کا ایک ایک ہاتھ تھامے سٹیج پر لے آئے۔ عدن اور سہیل نے آگے بڑھ کر پیار لیا اور پھر انہیں مصفرہ کے بغل والے صوفے پر بیٹھا دیا، جہاں کچھ دیر پہلے حماس بیٹھا تھا۔ ہنس کر کچھ دیر بعد ماحول ہلکا پھلکا ہوا تو حماس دوبارہ ایکشن میں آیا۔

"سو گائز۔ ماحول کو مزید آسودہ ہونے سے بچانے کے لیے، میں آپ کے سامنے ایک ایسی ہستی پیش کرنے جا رہا ہوں جنہیں 'جنگل کا راجا' کہنا غلط نہیں ہو گا۔ ارے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں نہیں! گھبرائیں نہیں۔ شیر نہیں لا رہے لیکن جو آ رہے ہیں وہ شیر سے کم بھی نہیں۔ ویلکم مسٹر باہس۔"

اس کے اعلان کرنے پر براق اور مصفرہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر لائٹ کی ساری روشنی باہس اور حماس پر پڑی جو گلے مل رہے تھے۔ حماس نے نیوی بلیو پینٹ کورٹ پہن رکھا تھا جبکہ باہس گہرے بادامی رنگ کے پینٹ کورٹ میں ملبوس تھا۔

وہ ہنستے ہوئے اب سٹیج کی جانب آ رہے تھے۔ سب خوشی سے تالیاں بجاتے اس کا استقبال کرنے لگے۔ مصفرہ اور براق بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ براق نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا جبکہ مصفرہ نے اس کے بازو پر مکہ جڑا تھا۔

"بتا نہیں سکتے تھے۔"

وہ بولی تو سب ہنس دیے۔

"بتا دیتا تو کیسا سرپرائز میڈم۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہنس کر بولا تھا تو سب ہنس دیے۔ پھر وہ سب سے ملا اور منسا کی والدہ کے پاس کچھ دیر بیٹھ گیا۔ تھوڑی بہت باتوں کے بعد فنکشن پھر سے رواں دواں ہو گیا اور کھانا کھل گیا۔ کیمرہ مین بھی اپنا فریضہ نبھاتے رہے۔

"میں شروع شروع میں سوچتا تھا کہ اتنے کھڑوس انسان سے کون ہی شادی کرے گا۔"

باہس نے براق کو ٹارگٹ کرتے ہوئے کہا تو اس نے جواباً گھورا۔

"لیکن جب دیکھا کہ آپ ہیں، تو میں سمجھ گیا کہ لوگوں کو اپنے جیسے ہی لوگ پسند آتے ہیں۔"

مصفرہ جو اسکے کھڑوس کہنے پر ہنس رہی تھی، اب خود کو ٹارگٹ ہوتا دیکھ کر سٹپٹائی۔

اب کی بار ہنسنے کی باری براق کی تھی۔

"او ہیلو۔ میں ایک انتہائی خوش مزاج لڑکی ہوں۔"

اس نے گھور کر بولا تو براق، حماس، عدن، سہیل اور باہس ایک ساتھ ہنس دیے۔

"لیکن سب کے مشترکہ قہقہے تو یہی ثابت کر رہے ہیں کہ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے فری۔"

براق نے اسے مزید تنگ کرتے ہویے کہا تو مصفرہ نے اسے کہنی مار کر وارن کیا۔وہ ہاتھ اٹھاتا معافی مانگ گیا۔

"بھائی معافی۔میں شادی کی دوسری ہی رات کمرے سے باہر نہیں سونا چاہتا۔"

براق نے جیسے اپنے انجام سے توبہ کی۔

"کمرے سے باہر کیوں،گھر سے باہر سلاؤں گی۔"

مصفرہ نے گھورتے ہوئے بولا تو سب ایک ساتھ ہنس دیے۔

اسی طرح خوش گپیوں کے بعد اچھے سے فنکشن نبٹ چکا تھا۔

پھر سب گھروں کو لوٹ آئے تو تھکن اوڑھ کر بستروں کے حوالے ہو گئے۔

=============

اگلے روز جب سب ناشتے کی میز پر بیٹھے تو ایک مکمل فیملی لگ رہے تھے۔وہ منسا کی والدہ کو اپنے ساتھ رہنے پر راضی کر رہے تھے۔لیکن وہ مان نہیں رہی تھیں۔

ناشتے کے بعد جب سب چائے پینے لاؤنج میں بیٹھے تو مصفرہ نے اپنے اموشنل ڈرامے کے باعث انہیں اپنے ساتھ رہنے پر راضی کر لیا تھا۔سب خوشی سے جھوم گئے تھے۔وہ منسا کی وفات کے بعد اتنی اکیلی ہو گئی تھیں کہ انہیں ڈر رہتا تھا کہ کہیں خدانخواستہ کچھ ہو جائے تو ان کی خیر خبر دینے والا بھی نہ ہو۔اس لیے وہ انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے۔مصفرہ، براق اور حماس کے ساتھ ساتھ باہس، عدن اور سہیل نے بھی انہیں منایا تھا۔

اب جبکہ وہ مان گئی تھیں تو سب خوش تھے۔

عدن اور سہیل لوگوں کی کل کی واپسی کی فلائٹ تھی کیونکہ بچوں کے سکول سے وہ مزید چھٹیاں نہیں کر سکتے تھے۔وہ انہیں جانے سے پہلے باہر کھانا کھلانے لائے تھے اور پھر اس دن سب نے پورا لاہور دیکھا تھا۔حماس زبردستی ماجدہ بیگم (منسا کی والدہ) کو بھی ساتھ لیے ہوئے تھا۔اس کا کہنا تھا کہ دنیا دیکھیں گے تو اپنے غم سے نکلیں گے ورنہ یہ غم انسان کو اندر سے چاٹ دیتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگلے روز عدن، سہیل، زلے اور زین بھی چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد سب سے زیادہ دل جو اداس ہوا تھا وہ براق کا ہوا تھا اور وہ بھی زلے کے بغیر۔اس کی ان دنوں میں زلے سے اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی اور مصفرہ بھی اس کا بچوں سے لگاؤ دیکھ چکی تھی۔

ان کے دو دن بعد باہس بھی واپس چلا گیا تھا۔اب زندگی پھر سے چار لوگوں پر محیط ہو گئی تھی۔مصفرہ اور براق،ماجدہ بیگم اور حماس۔

مصفرہ اور براق جو اپنی محبت کے سفر پر ثابت قدمی سے چل رہے تھے۔

حماس جو اپنی محبت کے ادھورا رہ جانے کا غم منانے کی بجائے اسے خوش کن الفاظ میں یاد کرتا تھا۔

اور ماجدہ بیگم جو اپنی ساری زندگی اکیلا رہ جانے کے غم سے آزاد ہو کر ان کے ہنستے بستے گھرانے کا حصہ بن چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ان تینوں میں سے کوئی بھی انہیں اوپرا نہیں لگا تھا۔وہ سب اسے منسا جیسے لگے تھے۔
انہیں حماس سے ایک الگ طرح کی انسیت سی ہو گئی تھی۔کیونکہ حماس فارغ وقت میں ان کے پاس بیٹھ کر ان سے منسا کی ساری باتیں سنا کرتا تھا۔
اور ماجدہ بیگم اپنے عمر کے تجربے سے کہہ سکتی تھیں کہ یہی وہ شخص تھا جو منسا کی وفات پر سب سے زیادہ رویا ہو گا۔جسے منسا شاید ان سے زیادہ عزیز تھی۔
واللہ یہ ادھوری محبتوں کے پورے عذاب!

آمیرا ہاتھ پکڑ---بھاگ لے افسانے سے
تو کہانی میں ستایا ہوا لگتا ہے مجھے۔

==========

دن آہستہ آہستہ سرکنے لگے۔وہ دونوں براق کے اسٹڈی روم کی ارد گرد جمع تھے۔
مصفرہ براق کی کرسی پر براجمان تھی اور حماس ٹیبل کی دوسری جانب ملاقاتی کرسی پر، جبکہ براق ان دنوں کے درمیان موجود ٹیبل کے بائیں جانب موجود تھا۔کمرے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کاڈیزائین کچھ یوں تھا کہ مصفرہ کے عین پیچھے دیوار گیر کھڑکی تھی جہاں سے دسمبر کی سرد ہوتی شام اتر رہی تھی۔ ٹیبل سے پیچھے ہٹ کر اگر دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھیں تو دروازے کے عین سامنے دو صوفے موجود تھے۔ براؤن رنگ کے۔۔ گہرے براؤن، جس کے سامنے ہلکے بھورے رنگ کا ٹیبل موجود تھا جس پر کچھ فائلز اور شو پیس دھرے تھے۔ صوفوں سے دائیں جانب، عین کھڑکی کے مخالف سمت میں کچھ ریکس بنے تھے ایک لمبے اور بڑے ریکس میں فائلز تھیں، جبکہ دوسرے ریک میں ادب کی کچھ کتابیں رکھی تھیں۔ وہ سب کچھ نہایت سلیقے سے سیٹ کیا گیا تھا۔ کمرہ مکمل طور پر بھورے رنگ سے لبریز تھا۔ ہلکے بھورے اور گہرے بھورے رنگ کا۔

www.novelsclubb.com

"اس کا مطلب ہم اسے اس کی ماں کے قتل کے الزام میں گرفتار نہیں کر سکتے۔"

براق اپنے سامنے موجود پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے بول رہا تھا۔

"ہاں کیونکہ ثبوت تو کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ یا تو ایسا ہو جائے کہ وہ کسی طرح شدت جذبات میں آکر ہمارے سامنے اعتراف کر بیٹھے۔"

حماس نے کہا تو مصفرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہم اگر ثبوت ڈھونڈنے کی کوشش کریں تو مل سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ کوئی سیریل کلر تو ہے نہیں جس نے سب سوچ سمجھ کر قتل کیا ہو۔"

براق نے اپنی سرمئی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جو پرسوچ نگاہیں سامنے موجود فائل پر جمائے ہوئے تھی۔ اس نے پرپل رنگ کے کرتے کے ساتھ کھلا سا سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔ بال جوڑے میں مقید تھے اور کانوں میں چھوٹے سے جھمکے موجود تھے۔ لبوں پر ہلکی گلابی رنگ کی لپ سٹک لگی تھی۔ اور بند جوڑے سے کچھ لٹیں نکل کر اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ اس کے بالوں میں موجود سرخ لٹیں بھی جوڑے میں مقید تھیں۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

تبھی حماس کا فون بجا تو وہ سننے کے لیے ایک طرف ہو گیا۔ مصفرہ نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

اس نے کنفیوز سا پوچھا۔۔ محبت کی پریاں اس کمرے پر اترنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"حق رکھتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر ڈمپل دکھاتا بولا تو مصفرہ سر جھکا کر ہنس دی۔

"تمہیں پتہ ہے جب تم یوں میری باتوں پر شرماتی ہو تو مجھے کیسا محسوس ہوتا ہے؟"

وہ کھوئے سے لہجے میں چہرہ ہاتھ پر ٹکائے اسے دیکھ کر پوچھ بیٹھا۔اس کے دل نے رفتار پکڑی۔اس کے ارد گرد ہر چیز سانوی سی ہو گئی۔ہر جانب سفیدی تھی۔وہ تھا جو اسے دیکھ رہا تھا اور وہ تھی جو اسے سن رہی تھی۔

"کیسا محسوس ہوتا ہے؟"

وہ بھی اس کی سرمئی آنکھوں کو نظر میں رکھتے ہوئے نرمی سے اور کچھ تجسس سے استفسار کر گئی۔

"یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا قلب میرے جسم میں حرکت کرنے لگتا ہے۔یوں جیسے میری رگوں میں خون یکدم تیزی سے بہنے لگتا ہے۔یوں جیسے میرے دماغ پر غنودگی سی چھانے لگتی ہے اور پھر ایک بار دل سے صدا اٹھتی ہے کہ 'مینہ بیازیاتہ شوہ'(لو محبت پھر سے بڑھ گئی)"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کھوئے سے لہجے میں بول رہا تھا۔ مصفرہ کئی زبانیں سمجھتی تھی۔ وہ ٹوٹی پھوٹی پشتو جانتی تھی۔ اتنی کہ وہ اس کا جملہ سمجھ سکتی۔ ایک بلبلہ سا بن گیا تھا جس میں وہ دونوں قید ہو گئے۔ سنہری محبت کی روشنی پھیلنے لگی۔

"تمہیں مجھ سے محبت ہے؟"

وہ اس کے سوال پر چونکا، سنبھلا، مسکرایا اور پھر ہنس دیا۔

"کیا نہیں ہونی چاہیے؟"

وہ جوابا سوال گڑھ رہا تھا۔ اس کے سوال سے اپنا دامن بچا رہا تھا۔ سرمئی آنکھیں بھوری آنکھوں میں گڑھی ہوئی تھیں۔ سرمئی بادل اور بھورے زرد پتے۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی یا سوال کرتی، حماس ان تک آیا تھا۔ وہ کونے میں کھڑا تب سے فون پر موجود تھا۔ اس نے انہیں گلہ کھنکار کر متوجہ کیا۔ وہ دونوں چونکے۔ محبت کا بلبلے میں شگاف پڑ گیا۔ وہ سنجیدہ تاثرات کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا۔ بات کرنے کے لیے الفاظ تول رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوال براق کی جانب سے تھا۔ مصفرہ بھی اس کے انتظار میں تھی۔

"نعمان کا قتل ہو گیا ہے۔"

اس کی بات پر سب سے بدمزہ مصفرہ ہوئی تھی۔ براق نہیں چونکا۔ وہ جانتا تھا ایسا کچھ ہونے والا ہے۔

"اقو بھائی؟"

اس نے یک لفظی استفسار کیا، جس پر حماس نے سر ہلایا۔

مصفرہ ٹیبل سے ہٹتی، کرسی کی پشت پر سر ٹکا گئی۔ وہی کرسی جو براق کی تھی۔ جسے براق نے مصفرہ کے لیے چھوڑا تھا۔ وہ اس کے دل پر حکمرانی کر سکتی تھی تو اس کی کرسی پر کیوں نہیں؟

براق اور حماس نے مصفرہ کی جانب دیکھا جو سخت بدمزہ ہو گئی تھی۔ وہ اسے اپنے ہاتھوں کوئی سزا دینے کی خواہشمند تھی۔ وہ اپنا خوف ختم کرنا چاہتی تھی۔

"خس کم جہاں پاک۔"

حماس بڑبڑاتا ہوا دوبارہ کرسی پر براجمان ہو گیا۔ مصفرہ نے فائل بند کر دی۔ اب اس فائل کی اور کسی پلین کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ براق نے نگاہیں اس کے فائل پر موجود ہاتھوں پر جمائیں۔ اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ پتوں والی انگوٹھی موجود تھی۔ مہندی کے ہلکے ہلکے نشان ابھی بھی کہیں کہیں موجود تھے اور اس کی دائیں کلائی میں سونے کے دو کنگھن بھی تھے۔ وہ واقعی نئی نویلی دلہن لگتی تھی۔ کچھ دیر بعد براق کے فون پر کال آئی تو وہ وہیں پر بیٹھے بیٹھے فون اٹھا گیا۔ دوسری جانب سے ساری بات توجہ سے سنی اور پھر کچھ سختی سے کہنے لگا۔

"میں جلد آؤں گا کراچی۔ اسے اطلاع دے دیں۔"

اس نے کہتے ہوئے بغیر کچھ سنے فون رکھ دیا۔ کچھ دیر پہلے کی نرمی چہرے سے غائب تھی۔ اب وہاں پہلے جیسے سنجیدہ اور تنے ہوئے نقوش تھے۔ حماس نے مصفرہ کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی اس کے ٹیبل پر موجود ہاتھ پر اپنا ہاتھ دھر گئی۔ براق کے تنے ہوئے نقوش ڈھیلے پڑنے لگے۔

"کیا ہوا ہے؟"

مصفرہ نے اسی نرمی سے پوچھا جس نرمی سے وہ اس کے ساتھ مخاطب ہوتا تھا۔

حماس نے پیچھے موجود ٹیبل سے پانی کا گلاس بھرا اور اس کی جانب بڑھایا۔اس نے بائیں ہاتھ سے وہ گلاس اپنے لبوں سے لگایا کیونکہ اس کے دائیں ہاتھ پر مصفرہ کا ہاتھ دھرا تھا۔وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے اٹھانا نہیں چاہتا تھا،وہ بھی اس صورت میں جب اسے اس کے لمس کی ضرورت تھی۔

"ابر۔۔ابر آش نے جیل سے بھاگنے کی کوشش کی ہے۔"

اس نے پانی کا گلاس خالی کرتے ہوئے کمال ضبط کے بعد بولا تھا۔وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا اسی لیے جلد ہی اپنے اعصاب کو قابو میں کر چکا تھا۔

"اور؟"

مصفرہ نے انتہائی نرمی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تھا۔حماس نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک نظر مصفرہ کو اور پھر کرسی پر براجمان ہو گیا۔وہ اسے سنبھال لے گی۔اسے یقین تھا۔

"وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے ہموار ہوتی سانسوں کے درمیان بتایا تھا۔

"اور؟"

مصفرہ نے سر اس کی جانب جھکاتے ہوئے پوچھا تو وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ پھر بولا تو آواز آہستہ تھی۔ ہموار اور سنجیدہ۔ بالکل اس کی ذات کی طرح۔

"اس نے دھمکی دی ہے کہ میں ملنے نہ گیا تو وہ خود مجھے ڈھونڈتا ہوا آجائے گا۔"

مصفرہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"پھر۔ کیا سوچا ہے؟"

اب کی بار اس نے اپنا ہاتھ براق کے ہاتھ سے اٹھایا تھا۔ براق نے اپنی سرمئی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"ہم دونوں کل کراچی جا رہے ہیں۔"

وہ کہہ کر اٹھتا ہوا اسٹڈی روم سے واک آؤٹ کر گیا۔

"ہم دونوں کیوں؟"

www.novelsclubb.com

مصفرہ بس بڑبڑا ہی سکی۔ وہ اپنے کمفرٹ زون میں رہنے والی بندی تھی۔ گھر میں اس کا دل لگ گیا ہوا تھا۔ لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ براق کے بغیر نہیں رہ پائے گی تو خاموشی سے سر ہلا گئی۔

"آئی گیس آپ لوگوں کا ہنی مون کراچی میں ہی منعقد ہوا ہے۔"

حماس اپنی کرسی سے اٹھتا ہوا اسے چھیڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ مصفرہ بس اسے گھور ہی سکی۔ پھر کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد وہ اٹھ کر براق کو ڈھونڈتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی۔ وہ یخ ہوتی سردی میں کھڑکی کھولے کھڑا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ اسے مخاطب کرے لیکن پھر کچھ دیر تنہا چھوڑنے کے ارادے سے وہ باہر نکل آئی۔ کچن میں کھانا بن چکا تھا۔ ملازمہ کو کھانا گرم کرنے کا بولتے ہوئے وہ ماجدہ بیگم کو بلانے چلی گئی جو غالباً نماز پڑھنے اپنے کمرے میں گئی تھیں۔ وہ داخل ہوئی تو حماس بھی ان کے پاس جائے نماز پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ مسکرا کر باتیں کرتا ہوا وہ اسے بہت معصوم لگا۔ حماس اور ماجدہ بیگم کی بہت اچھی بننے لگی تھی۔ دیکھنے میں یوں لگتا تھا کہ

حماس کو اس کی ماں مل گئی ہو اور ماجدہ بیگم کو ان کا بیٹا۔ دونوں کو کھانے کا بول کر وہ براق کو بلانے آئی۔ اس نے خاموشی سے سر ہلا کر آنے کا بول دیا۔

کچھ دیر بعد وہ چاروں نفوس ٹیبل پر موجود تھے اور کھانے سے انصاف کر رہے تھے۔

"میں اور مصفرہ کل کراچی جا رہے ہیں ماں جی۔ کسی کام کے سلسلے میں۔"

براق کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی انہیں ماں جی کہہ کر بلاتے تھے۔ ماجدہ بیگم کو اپنے بڑھاپے میں ایک خاندان مل گیا تھا۔ وہ اپنے مالک کا اس سے زیادہ شکر ادا نہیں کر سکتی تھیں۔

"خیریت سے جاؤ۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔ واپسی کب تک ہو گی بچو؟" وہ محبت سے دعائیں دیتی ہوئی پوچھ بیٹھیں۔

"واپسی کا اندازہ نہیں ہے ماں جی۔ شاید ہفتہ لگ جائے۔ وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا۔ لیکن میں فون پر آپ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

براق نے پانی کا گلاس لبوں سے الگ کرتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئیں۔ وہ انتہائی نفیس سی عورت تھیں۔ خاموش طبیعت لیکن سادہ اور دل کی صاف۔

"اللہ رب العزت آپ کی مشکلیں آسان کریں اور سلامت رکھیں۔"

وہ مسکرا کر دعا دیتی ہوئیں کھانے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

"ساری دعائیں ان دونوں کے لیے؟ میں کدھر جاؤں؟"

حماس روہانسہ ہوتا ہوا بولا تھا۔

"تم تو میرے سب سے پیارے بیٹے ہو۔ اللہ تمہیں خوش رکھے اور سکون دے۔"

وہ ان کی آخری دعا پر مدھم سا مسکرا دیا۔ پھر کھانا کھانے کے بعد چائے پی گئی اور سب نے بیٹھ کر باتیں کیں۔ لیکن اس سب میں براق معمول سے ہٹ کر خاموش خاموش تھا۔ مصفرہ اسے نوٹ کر چکی تھی۔ وہ حماس اور ماں جی کی باتوں کا بس نپے تلے انداز میں جواب دے رہا تھا۔ وہ مسکرا بھی رہا تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ دور اندر وہ پریشان ہے۔ وہ جانتی تھی وہ ابراش کو لے کر پریشان ہے۔

چائے کے بعد سب اپنے کمروں کی جانب روانہ ہو گئے تو براق بھی کندھوں پر شال اوڑھے بستر میں آ بیٹھا۔ وہ مشغول سا لیپ ٹاپ میں کام کر رہا تھا۔ وہ واشروم میں گھستی فریش ہوتی آرام دہ کپڑے پہن کر سنگھار میز کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ہاتھوں سے کنگھن اتار کر وہ دراز میں سنبھال کر رکھ گئی۔ اسے ابھی عادت نہیں تھی اس لیے سونے سے پہلے اتار دیا کرتی تھی۔ شیشے میں نظر آتا براق کا مصروف سا عکس بھی گاہے بگاہے نظروں میں تھا۔ وہ ضرورت سے زیادہ خاموش تھا۔

"کل فلائیٹ کتنے بجے ہے؟"

اس نے بات کا آغاز کرنا چاہا اور ساتھ ہی ساتھ ہاتھوں پر لوشن ملنے لگی۔ لیکن نظریں شیشے میں نظر آتے اس کے عکس پر تھیں۔

"ساڑھے گیارہ بجے۔"

مختصر سے جواب کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ مصفرہ کو یہ خاموشی چب رہی تھی۔ وہ کسی کو کنسول کر نہیں جانتی تھی لیکن سامنے براق تھا۔ وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ وہ شخص محبت تھا اس کی۔ اس کا پسندیدہ شخص۔

www.novelsclubb.com

وہ سر جھٹک کر واکنگ وارڈروب کی جانب بڑھ گئی۔اس کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔
ایسے کی براق کے دائیں جانب وہ وارڈروب تھی اور وہ وہاں کھڑی باآسانی براق کو
بستر پر بیٹھا کام کرتا دیکھ سکتی تھی۔
"کون کون سے کپڑے رکھنے ہیں تمہارے؟"
اب کی بار مصفرہ نے ہینڈ کیری کھولے اس کو اپنی جانب متوجہ کیا۔
"اپنی مرضی سے رکھ دو جو دل چاہے۔کوئی ضرورت کی چیز ہو گی تو وہاں سے لے
لیں گے۔"
اس نے سنجیدہ سا جواب دیا تھا۔مصفرہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔وہ سب کچھ چھوڑ کر
غصے سے وارڈروب کا دروازہ بند کرتی اس تک پہنچی۔براق نے سر اٹھا کر اس کی
بھوری آنکھوں میں موجود بے چینی اور غصہ دیکھا۔
"کیا مسلئہ ہے براق؟"
وہ چڑ کر بولی تھی۔براق نے ایک نظر اس کے ناک پر موجود غصے کو دیکھا تھا اور
ایک نظر اس کی سرخ لٹوں کو۔وہ تو غصے میں بھی پیاری لگتی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کوئی مسلئہ نہیں ہے مصفرہ۔"

نگاہیں چرا کر وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔ مصفرہ نے ہاتھ مار کر لیپ ٹاپ کی سکرین بند کر دی تو وہ ٹھٹھک گیا۔رک گیا۔ حیرت سے اسے دیکھا جواب اس کا لیپ ٹاپ پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔

وہ اس کے ساتھ بستر پر بیٹھی اسے دیکھنے لگی جو حیرت سے رخ اس کی جناب موڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے گرے ٹراؤزر کے ساتھ سیاہ سادہ سی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ کمرے میں ہیٹر آن ہونے کی وجہ سے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

"براق ایسے مت کرو۔"

وہ بہت آہستہ سے بولی۔ جیسے فریاد کی ہو۔ براق کا دل سہما۔

"میں نے کیا کیا ہے؟"

وہ بھی آہستہ آواز میں نرمی سے پوچھ بیٹھا۔

"جب میں تکلیف میں ہوتی ہوں۔ میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔ تم مجھ سے اپنے مسئلے مت چھپایا کرو۔ اپنا غم نہ چھپایا کرو۔"

وہ بولی تو براق اپنے تاثرات چھپاتا چہرہ ہلکا سا جھکا گیا۔ نہیں تو آنکھیں سارے راز عیاں کر دیتیں۔ مصفرہ نے دو انگلیوں سے اس کی ٹھوڑی بلند کی اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو کچھ۔ بے چین سی تھیں۔ کچھ پریشان سی۔ وہ اپنے تاثرات چھپانے میں اچھا تھا۔ ماہر تھا۔ لیکن ناجانے کیوں، مصفرہ کے سامنے کمزور پڑنے لگا۔

وہ کندھے جھٹک کر اپنا سر مصفرہ کی گود میں رکھتا لیٹ گیا۔ وہ کچھ لمحے کے لیے ٹھٹھکی۔ پھر تیز ہوتی دل کی دھڑکن کو پس پشت ڈال کر اس کے ماتھے پر بکھرے گھنگرالے بال پیچھے کرنے لگی۔

"مجھے ابر سے بہت انسیت تھی۔ وہ زندگی میں بہت کچھ دیکھ چکا تھا اور میں چاہتا تھا وہ کبھی رستہ نہ بھٹکے۔"

وہ دھیرے دھیرے بولنے لگا۔ سرمئی آنکھیں اوپر چھت کی سیلنگ پر مقید تھیں۔

وہ اسے فرصت سے دیکھتی نرمی سے انگلیاں اس کے بالوں میں چلانے لگی۔ براق کی رگوں میں سکون اترنا شروع ہوا۔

"حماس اور ابراش میں بہت مشابہت تھی۔ وہ دونوں ہم عمر تھے اور دونوں کی آنکھیں سبز مائل سی۔ شاید اسی لیے وہ مجھے بہت جلد عزیز ہو گیا۔"

وہ کچھ لمحے ٹھہرا۔ خاموشی دونوں کے درمیان آٹھہری۔

سرد موسم اور دو زخمی دل۔

"ایک وقت تک میں سوچتا رہا تھا کہ وہ شہید ہو گیا ہے۔ لیکن۔۔۔۔ اس نے۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ چھوٹے چھوٹے وقفوں کے بعد بول رہا تھا۔ جیسے ضبط کر رہا ہو۔

"اس نے وہی کیا جس کے بارے میں ہمیشہ اسے منع کرتا تھا۔"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مجھے غداروں سے نفرت ہے اور اس نے مجھ سے اور میرے وطن سے غداری کی۔"

براق نے کہتے ہوئے اب کی بار آنکھیں بند کی تھیں۔ مصفرہ مسلسل اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔اس کے گھنگرالے مگر سلکی بال مصفرہ کو بہت بھلے لگتے تھے۔

"میں اس کے ساتھ مخلص تھااور دور اندر کہیں آج بھی میں اسے اپنا دوست سمجھتا ہوں۔"

وہ بند آنکھوں کے ساتھ کہہ رہا تھا۔مصفرہ کی چلتی انگلیاں اسے سکون پہنچا رہی تھیں۔اس کے اعصاب پر موجود ان دیکھا سا بوجھ تھا جو اتر رہا تھا۔اس کا لمس۔۔۔ اس کا لمس پر سکون کر دیتا تھا۔وہ خاموشی سے بس اسے سن رہی تھی۔ جیسے وہ سنا کرتا تھا۔

"پتہ ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے اور مجھے دھوکا دیا ہے۔۔۔تب دکھ مجھے اس کے دھوکا دینے کا نہیں تھا، دکھ اس چیز کا تھا کہ میں پچھلے چار سال سے اسے شہید سمجھ کر اس کی مغفرت کی دعا کرتا رہا۔"

اس کے الفاظ گہری اذیت لیے ہوئے تھے۔آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔کہنا تو شاید بہت کچھ چاہتا تھا لیکن الفاظ ختم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"تم اسے معاف کردو۔"

مصفرہ نے مدھم سی آواز میں بولا تھا۔براق نے اپنی سرمئی آنکھیں کھول دیں۔وہ اب اپنے پر جھکی مصفرہ کو دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"کیسے معاف کر دوں؟"

وہ معصوم سا استفسار کر گیا۔مصفرہ کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا۔وہ مسکرادی۔

"تم دونوں کی دوستی میں کئی اچھے لمحات بھی ہوں گے،ان اچھے لمحات کے عوض اسے معاف کردو۔"

وہ سر میں ہاتھ پھیرتی بولی تو براق اسے دیکھے گیا۔

"کیا یہ اتنا آسان ہے فری؟"

وہ ایک زخمی مسکراہٹ اس کی خدمت میں پیش کرتا ہوا بولا۔

www.novelsclubb.com

"چیزیں مشکل نہیں ہوتیں، مختلف ہوتی ہیں۔ تم اسے معاف کردو ایک دوست کی حیثیت سے۔ لیکن وطن کے محافظ ہونے کی حیثیت سے اسے معاف نہ کرو۔ اس نے اپنا ظرف دکھایا تم معاف کر کے اسے اپنا ظرف دکھادو۔"

وہ نرمی سے بول رہی تھی۔ چاشنی بھرے لہجے میں۔

"میں کوشش کروں گا۔"

وہ مسکرادیا۔ مدھم سا۔ وہ بھی اسے دیکھتی مسکرادی۔

کچھ دیر کی خاموشی آٹھہری۔ پھر وہ بولا تو لہجہ سنجیدہ تھا لیکن نرمی لیے ہوئے۔

"میں آسانی سے معاف نہیں کر پاتا۔ مجھے لگتا ہے میں بہت سخت دل ہوں۔"

وہ خاموش ہو گیا۔

"لیکن مجھے ایسا نہیں لگتا۔"

وہ مسکرا کر بولی تو اس نے اپنی سرمئی آنکھیں کھول دیں۔

"تمہیں کیسا لگتا ہوں؟"

وہ جاننا چاہ رہا تھا۔ارد گرد محبت کی دیوی اترنے لگی۔ایک خمار ساہر سو چھانے لگا۔وہ اب بغیر پلک جھپکے اسے دیکھتی رہی۔پھر بولی تو لہجہ خمار بھرا تھا۔

"تم وہ ہو جسے صرف محبت سے جیتا جا سکتا ہے۔جس کے آگے انا کھڑی کر و تو وہ چھوڑ بھی سکتا ہے۔اسے صرف محبت کرنا آتی ہے لیکن اس محبت کے بغیر جینا نہیں۔خود کو ٹف گائے سمجھتے ہو لیکن اندر سے بہت نرم، مخلص اور کھرے انسان ہو۔حالات اور ماحول نے تمہیں سخت اور سنجیدہ بننے پر مجبور کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود پھر بھی تمہیں محبت اور رشتے بہت عزیز ہیں۔ان شارٹ یہ کہ تم محبتوں کو نبھانے والے مخلص مرد ہو۔"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی جو اس کی گود میں سر رکھے سننے میں مصروف تھا۔وہ ایسے غور سے سن رہا تھا جیسے حفظ کر رہا ہو۔

"لوگ کہتے ہیں مرد حسین نہیں ہوتے ہینڈ سم ہوتے ہیں لیکن سچ کہوں تو تم بہت حسین ہو۔۔۔اور جانتے ہو حسین مرد کونسے ہوتے ہیں؟"

وہ نظریں اٹھائے اسے دیکھتے ہوئے سن رہا تھا اور وہ نظریں جھکائے اسے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"کون سے؟"

"جو کردار کے مضبوط ہوں اور ہر حال میں وفاداری اور محبت نبھانا جانتے ہوں۔"

وہ کہہ کر خاموش ہوئی تو براق نے اس کا اپنے بالوں میں چلتا ہاتھ تھاما اور لبوں سے لگا کر اس کی ہتھیلی پر ایک نرم و گرم بوسا دیا۔ مصفرہ چہرہ جھکائے مسکرا دی۔

"کیا تم جانتی ہو کہ تم کتنی انمول ہو؟"

وہ ایسے ہی اس کا ہاتھ لبوں سے لگائے بولا تھا۔ وہ خاموش رہی، کچھ نہ بولی۔ کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ گویا ہوئی۔

"تم پہلے شخص ہو جو انمول کہہ رہے ہو ورنہ میں ساری عمر خود کو بے مول کرتی آئی ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کہہ رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔ہاتھ ابھی بھی براق کے لبوں پر تھا۔وہ اب اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹا کر اس کی بیرڈ پر پھیرنے لگی تھی۔وہ مسکرا دیا تو مصفرہ واپس اس کے گھنگرالے بالوں میں اپنا ہاتھ رکھ گئی۔

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"پھر کیسا سمجھتے ہو؟"

وہ استفسار کر رہی تھی لیکن اب کی بار نگاہیں اس کے بالوں پر جمی تھیں۔وہ آنکھیں نہیں ملا رہی تھی۔شاید اپنے بارے میں جاننے سے ڈرتی تھی۔

"تم شبنم کے قطرے کی طرح شفاف ہو۔

ایک پیدا ہوئے بچے کی طرح معصوم۔

ماں کی محبت کی طرح مضبوط ہو۔

موسم گرما کی بھسم کر دینے والی دھوپ میں ٹھنڈی ہوا کی طرح نازک اور پر سکون۔

تیز آندھیوں کے جیسی طاقتور۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرد خلا کی طرح گہری اور رازدار۔

جھڑتے پتوں کے جیسی ٹوٹی ہوئی۔

لیکن موسم بہار کی طرح پر امید۔

اندھیرے میں رستہ دکھانے والے ستارے کی طرح وفادار۔

اور ایک خواب کے جیسی خوبصورت۔اس خواب کی طرح جس میں سفید اور سنہری رنگ کی پریاں اترتی ہوں اور جو صرف محبت کرنے والے محسوس کر سکتے ہوں۔"

وہ کھوئے سے لہجے میں بولتا جا رہا تھا اور مصفرہ مسلسل اس کی سرمئی آنکھوں میں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"میں تمہیں ایسی لگتی ہوں؟"

وہ پھر پوچھ رہی تھی۔ جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

"اس سے بھی کئی گنا قابل ستائش۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی آنکھوں میں خوشی کی نمی چمکنے لگی تو وہ اٹھ بیٹھا۔ پریشانی سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"فری یار۔۔یوں رویا مت کرو۔ مجھے تمہاری نم آنکھیں تکلیف دیتی ہیں۔ میں تمہارے لبوں پر مسکراہٹ کا طلب گار ہوں۔"

وہ اسے ساتھ لگائے بولا تو وہ نم آنکھوں سے ہنس دی اور اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

"تم نے گلے لگنا تھا تو ایسے ہی بتا دیتی۔"

وہ شرارت سے بولا تو مصفرہ نے اسے گھور کر، مکا اس کے سینے پر جڑا، جس پر وہ قہقہہ لگائے ہنس دیا۔ وہ بھی سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو اس کی الگ ہونے کی کوشش کو ناکام بنائے ہوئے تھا۔ معصومیت سے اسے دیکھتا وہ مصفرہ کو بہت بھلا لگا۔ وہ بھی ہنس دی تو وہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔

"ہٹ جاؤ۔ سانس بند ہو رہا۔"

وہ ہنستے ہوئے اسے الگ کرنے لگی تو وہ مزید اسے خود میں بھینچ گیا۔

"میں ماروں گی براق اب۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کے پیٹ پر مکا مار گئی تو وہ کراہتا ہوا اسے خود سے الگ کر گیا۔

"کتنا بھاری ہاتھ ہے یار تمہارا۔"

وہ ہنستے ہوئے کراہ بھی رہا تھا۔ مصفرہ گہرا سانس لیتی بال پیچھے جھٹک کر سیدھی ہوئی۔

"باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے بتا رہی ہوں۔"

وہ انگلی دکھاتی اسے وارن کر گئی۔

"واہ بھائی! اب چھٹانک برابر کی لڑکی مجھے آنکھیں اور انگلیاں دونوں دکھائے گی۔"

وہ اس کی انگلی میں اپنی انگلی ڈالتا تھام گیا۔ مصفرہ کے بال بکھر کر چہرے پر طواف کرنے لگے۔ البتہ براق کی آنکھوں میں ابھی بھی شرارت کی واضح رمق موجود تھی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے اسی چھٹانک برابر کو تم متاعِ جان کہہ رہے تھے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ گھور کر بولی تھی۔وہ اس کے گھورنے پر مزید مسکراتا ہوا ڈمپل دکھا گیا۔اس نے سامنے موجود اپنے شوہر کے قاتل ڈمپل دیکھے تو سر کے بل ڈھیلے پڑے۔

"متاع جان تو نہیں کہا تھا لیکن اچھا لفظ ہے۔کہہ سکتا ہوں۔"

وہ مسکراہٹ دباتا ہوا بولا تو مصفرہ سے مزید اپنی مسکراہٹ نہ روکی گئی اور کھل کر ہنستی بستر پر لیٹ گئی۔

"اف اللہ! کتنی پریشان ہوگئی تھی میں۔"

"کس کے لیے؟"

وہ بھی اس کے ساتھ بستر پر لیٹ کر رخ اس کی جانب پھیر گیا۔

"ہے ایک عجیب سا شخص۔"

وہ اس کی طرف سر پھیر کر دیکھتے ہوئے بولی۔براق کہنی کے بل اونچا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے اسی عجیب شخص کو تم سرمایہ حیات کہہ رہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کے جواب پر دل کھول کر ہنس دی۔ اس نے اس کے انداز میں اسے جواب دیا تھا۔

"سرمایہ حیات تو نہیں کہا تھا لیکن اچھا لفظ ہے۔ کہہ سکتی ہوں۔"

وہ ہنستی ہوئی اسی کے انداز میں بولی تو براق بھی سر جھٹک کر ہنس دیا۔ دونوں کی میٹھی ہنسی اور ہر طرف بکھرتی سنہری چاندنی۔ محبت کی دیوی۔ وہ پیار بھری نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

"دیکھ کیا رہے ہو۔ اٹھو اور پیکنگ کرواؤ ساتھ!"

وہ اس کے کندھے پر تھپک لگاتی بستر سے اتر گئی تو وہ بھی سر جھکا کر مسکراتا بستر سے اتر کر واکنگ وارڈروب کی جانب اس کے پیچھے بڑھا۔ دونوں نے مل کر پیکنگ کی اور اگلے روز سفر کرنے کا سوچ کر باتیں کرتے ہوئے سو گئے۔

گلاب ہاتھ میں ہو، آنکھ میں ستارہ ہو

کوئی وجود محبّت کا استعارہ ہو

کبھی کبھار اُسے دیکھ لیں، کہیں مل لیں
یہ کب کہا تھا کہ وہ خوش بدن ہمارا ہو

قصور ہو تو ہمارے حساب میں لکھ جائے
محبتوں میں جو احسان ہو، تمھارا ہو

اگر وجود میں آہنگ ہے تو وصل بھی ہے
میں چاہے نظم کا ٹکڑا، وہ نثر پارہ ہو
پروین شاکر

==========

دسمبر کی سرد رات میں وہ اپنے خالی دل کے ساتھ اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے ٹیبل پر موجود فائلز بکھری ہوئی تھیں اور ایک طرف کھلا لیپ ٹاپ پڑا تھا لیکن ہاتھ میں موجود تصویر کی وجہ سے ہر چیز رک گئی تھی۔ ساکن ہو گئی

تھی۔حجاب کے ہالے میں دمکتا صاف وشفاف چہرہ۔اس کی چھوٹی سی خوبصورت مسکراہٹ۔

"کیوں چلی گئیں آپ؟کیوں آپ کی جگہ میں نہ چلا گیا؟کیوں اس بے رحم شخص کو ترس نہ آیا؟"

وہ اداس تھا۔بے حد اداس۔آج منسا کی شہادت کو تین ماہ ہو گئے تھے۔اس تین ماہ کے عرصے میں اس کی محبت صرف منسا کے لیے گہری ہوئی تھی۔جانتا تھا کہ اب وہ ساری عمر کا روگ ہے۔ایک لاحاصل محبت۔

وہ شدت جذبات سے سر جھکا گیا۔آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے فوراً سر اٹھا کر منسا کی تصویر کو فائلز کے نیچے رکھا اور آنکھیں صاف کرتا پانی کے گھونٹ بھرتا ہوا اندر آنے کی اجازت دے گیا۔دروازے پر ماجدہ بیگم کھڑی تھیں۔وہ انہیں دیکھ کر صوفے سے اٹھا اور نرمی اور محبت سے اپنے ساتھ بستر پر بٹھا گیا۔

"ماں جی!آپ مجھے بلا لیتیں۔"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ آنسو روکنے کے باعث آواز بھاری ہوئی تھی۔ ماجدہ بیگم نے غور سے اسے دیکھا۔

"مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو اس لیے تمہارے پاس چلی آئی۔"

وہ نرم مسکراہٹ سے بولیں تو حماس سر جھکائے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے بیٹھا رہا۔ وہ کچھ نہ بولیں۔ کچھ لمحے دونوں کے درمیان خاموشی آٹھہری۔

"تم محبت کرتے تھے منسا سے؟"

وہ آج پوچھ بیٹھیں۔ گو کہ وہ جانتی تھیں کہ اس کا جواب کیا تھا لیکن وہ ان تین ماہ کے عرصے میں صرف اس کے منہ سے سننے کی خواہش مند تھیں۔ ان کے سوال پر حماس نے جھٹکے سے سر اٹھائے انہیں دیکھا جو سفید سوٹ کے ساتھ سفید ہی سویٹر پہنے ہوئے تھیں اور ایک کندھے پر نفاست سے شال سجی تھی۔ سر پر ہر وقت دوپٹہ موجود ہوتا تھا۔ وہ ایک نہایت سادہ، نفیس اور سوبر خاتون تھیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔"

وہ نگاہیں چرا گیا۔ ماجدہ بیگم اداسی سے مسکرا دیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جتنی تم نے دنیا دیکھی ہے اس سے دگنا میرا تجربہ ہے۔اپنی ماں سے جھوٹ بولو گے حماس؟"

وہ اداسی سے کہتی ہوئیں بستر کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام دہ سی براجمان ہو گئیں تو ان کی بات سنتا وہ بمشکل آنکھوں میں اُمڈتی نمی کو روک پایا تھا۔دل کا بوجھ تھا جو وہ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔

"محبت کرنے لگا تھا ان سے۔لیکن ہمیشہ ان کی عزت کرتا تھا۔"

وہ نم سے لہجے میں بولتے ہوئے ہمت ہارنے کے سے انداز میں ان کی گود میں سر رکھتا لیٹ گیا۔وہ اداس تھا اور اس اداسی کی شفا تو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں تھی۔

"مشن کے بعد آپ سے بات کرنا چاہتا تھا کہ منسا سے نکاح کا خواہش مند ہوں۔"

وہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے کرنا چاہتا تھا لیکن شاید آج ممکن نہیں تھا۔

"آپ کو معلوم ہے ماں جی۔۔۔جب مجھے ان کی گمشدگی کا علم ہوا تھا تب میں مجھے گولی لگی ہوئی تھی اور میں نیم غنودگی کی حالت میں تھا لیکن میرے دل سے صرف

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

منسا کی سلامتی کی دعائیں نکل رہی تھیں۔شاید وہ دعائیں رد ہو گئیں۔شاید میں نے دیر کر دی۔"

وہ اٹھ کر ان کے سامنے بیٹھا تھا۔بالکل کسی بچے کی طرح بول رہا تھا جس سے اس کا پسندیدہ کھلونا چھین لیا گیا تھا۔

"مجھے ان کی شہادت کا نہیں بتایا گیا۔۔جب بھائی نے فون کیا کہ لاہور جانے کے انتظامات کرواؤاور ایک ڈیڈ باڈی بھی جائے گی تو میں تب بھی نہ پوچھ سکا۔مجھ میں ہمت ہی نہیں تھی۔میں کیا پوچھتا؟کہ میری منسا ٹھیک ہے؟میں نہیں پوچھ سکا۔میں نے اپنے شبہات کو سرے سے ماننے سے انکار کر دیا۔"

اور یہاں اس کی سبز مائل آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔ماجدہ بیگم خاموشی سے اور قرب سے اسے ٹوٹتے ہوا دیکھ رہی تھیں۔انہوں نے خود اپنی اکلوتی بیٹی کھوئی تھی۔لیکن جو حالت حماس کی تھی،وہ ترس کھانے لائق تھی۔

"لیکن۔۔۔لیکن جب میں نے ائیر پورٹ پر کفن میں لپٹا منسا کا چہرہ دیکھا تو مجھے لگا میں وہیں کہیں ائیر پورٹ کی چار دیواری کے اندر مر گیا ہوں۔میں رو نہیں سکا

لیکن میں چیخیں مار مار کر رونا چاہتا تھا۔ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ منسا سے محبت کس قدر مضبوطی سے میرے اندر جڑیں پکڑ چکی ہے۔ میں وہیں رک جانا چاہتا تھا، آگے بڑھ کر نہیں دیکھنا چاہتا تھا لیکن ایک آخری ملاقات سمجھ کر میں نے ان کا چہرہ دیکھا۔ وہ ویسا ہی تھا پر سکون اور خاموش۔ لیکن وہ بول نہیں رہی تھیں۔ ماں جی وہ بول نہیں رہی تھی۔ ان کی آنکھیں بھی بند تھیں۔ لاکھ بلانے پر بھی انہوں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔"

وہ اب رو دیا تھا۔ ایک مرد کی بے بسی کی انتہا یہی تھی کہ وہ کسی کے سامنے رو دے۔

وہ رو دیا تھا آج۔ اس کی یاد اتنی شدت سے آ رہی تھی کہ حماس مرزا کو لگا کہ وہ دوبارہ سانس لے گا تو اسے تکلیف ہو گی۔ وہ آنکھیں بند کرے گا تو وہ ویسے ہی سامنے ہو گی۔ کفن میں لپٹی ہوئی۔

"مجھ میں ہمت نہیں تھی میں انہیں الوداع کہتا لیکن میں نے ان کی نماز جنازہ کے بعد کندھا بھی دیا اور قبر میں بھی اتارا صرف اس امید پر کہ شاید اب وہ آنکھیں

کھول کر بول دیں کہ میں تو نیند میں تھی۔شاید میری ہی آنکھ کھل جائے اور مجھے معلوم ہو کہ یہ سب تو ایک ڈرؤانہ خواب تھا۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔"

وہ اب مکمل طور پر سر جھکائے روتے ہوئے بول رہا تھا۔ماجدہ بیگم کی آنکھیں بھی اشک بار ہوئیں۔اپنی جوان بیٹی کا کفن میں پلٹا چہرہ تو انہیں بھی راتوں کو سونے نہیں دیتا تھا۔

"ایسا نہیں ہوا اماں جی۔۔نہ وہ نیند میں تھی اور نہ میں خواب میں۔وہ سب حقیقت تھا۔ایک تلخ حقیقت۔"

وہ جھکے سر کے ساتھ رو دیا۔ماجدہ بیگم نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے چپ کروایا اور پانی پلایا۔وہ خود بھی رو رہی تھیں۔اس رات ان دونوں نے دیر رات تک بیٹھ کر منسا کی باتیں کی تھیں۔منسا کو یاد کیا تھا۔اور منسا کی یاد میں کئی بار روئے تھے اور کئی بار ہنسے بھی۔

رات پھر دیر تلک کی تیری باتیں خود سے

رات بھر سامنے چہرہ تیرا پل پل دیکھا.!!

آج یادوں کی گھٹا ٹوٹ کے برسی دل پر
آج ہم نے بھی برستا ہوا بادل دیکھا.!!

ایک وہ تھی کہ بہت ہنستی تھی ناصر
آج اس کی بھی آنکھوں سے بہتا کاجل دیکھا.!!
ناصر کاظمی

=========

www.novelsclubb.com

جس وقت وہ کراچی کی حدود میں داخل ہوئے تھے، سرد فضاؤں نے ان کا استقبال کیا۔ سردی زیادہ نہیں تھی لیکن دسمبر کا اختتام تھا اسی لیے فضاؤں کا سرد ہونا قدرتی فعل تھا۔ براق نے مونگیا رنگ کی شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ سیاہ پینٹ کے ساتھ آنکھوں پر گاگلز بھی چڑھائے ہوئے تھے۔ایک ہاتھ میں مصفرہ کا

ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ سے سامان کا بیگ گھسیٹ رہا تھا۔ جبکہ دوسری جانب مصفرہ نے گرے رنگ کی شرٹ کے ساتھ سرمئی رنگ کی بیگی پینٹ پہن رکھی تھی جس پر مونگیا رنگ کا لمبا کورٹ تھا۔ گردن میں ایک مفلر لپیٹے، آنکھوں پر گاگلز چڑھائے وہ براق کے ہم قدم تھی۔ کندھے پر ہینڈ بیگ تھا اور ایک ہاتھ براق کے ہاتھ میں۔ وہ دونوں شان بے نیازی سے چلتے ہوئے مکمل اور پاور کپل لگ رہے تھے۔

ائیر پورٹ سے نکل کر سامنے ہی ایک گاڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ براق رک گیا تو مصفرہ کے قدم بھی رک گئے۔ گاڑی سے ایک کم عمر لڑکا نکلا تھا اور انہیں سلام کرتا چابی ان کی جانب بڑھا کر خود دوسری طرف چل دیا۔

اس نے آگے بڑھ کر سامان گاڑی میں رکھا اور مصفرہ کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا، خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر ہیٹر آن کرتا وہ گاڑی ائیر پورٹ کی حدود سے نکال گیا۔

کراچی ویسا ہی تھا جیسا وہ تین ماہ پہلے چھوڑ کر گئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تین ماہ پہلے جب ابراش کی گرفتاری کے لیے ہم یہاں الگ الگ آئے تھے تو میں پورا راستہ سوچتی آئی تھی کہ اگر ہمارا پلین کامیاب نہ ہوا تو؟ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ؟"

مصفرہ ہینڈ بیگ پچھلی سیٹ پر رکھتی آرام دہ ہوتے ہوئے بولی۔ آنکھوں سے گاگلز بھی اتر چکے تھے۔ لاہور کے برعکس یہاں دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

"اور میں پورا راستہ یہ سوچتا آیا تھا کہ اپنے آبائی گھر کو چھوڑ کر میں لاہور میں کیوں جا بسا؟"

وہ اس کو ایک نظر دیکھ کر مسکرا کر بولا تھا۔ جیسے اسے پورا یقین ہو کہ پلین کامیاب ہونا ہی تھا۔ مصفرہ نے بالوں کو ہالف پونی ٹیل میں باندھ رکھا تھا۔ جس کے عوض اس کی سرخ لٹیں چہرے کا طواف کر رہی تھیں اور کچھ پونی میں قید تھیں۔

"کیا تمہیں اپنے آبائی گھر کے بارے میں یاد ہے کچھ ؟"

مصفرہ بولی تو وہ اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتا واپس نظر سڑک پر جما گیا۔

"ہاں کچھ کچھ یاد ہے لیکن وہ بک گیا ہوا۔ کیوں تمہیں نہیں یاد ؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔ وہ خاموش ہو گئی۔

"نہیں۔ مجھے کچھ بھی یاد نہیں۔ مجھے تو ماموں کا گھر بھی یاد نہیں جہاں میں بچپن میں پلی بھلی تھی۔"

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

"کیوں؟ تم اس وقت ہوش میں تھی۔"

براق کو حیرت ہوئی تھی۔

"مجھے اپنے بچپن کی صرف چند گنی چنی باتیں یاد ہیں۔ میں نے ڈاکٹرز سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا یہ بیماری ہے۔"

وہ فون کی سکرین کھولتی بولتے ہوئے ماں جی کو فون کرنے لگی۔ براق خاموش رہا۔

اس نے فون کر کے اپنے پہنچنے کی اطلاع انہیں دے دی تا کہ وہ پریشان نہ ہوں۔

کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی۔

"تم نے بتایا نہیں کیسی بیماری؟"

وہ سنجیدگی مگر نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"dissociative amnesia”

مصفرہ نے موبائل کی سکرین کو بند کرتے ہوئے بولا تھا۔وہ اس معاملے میں بہت لاپرواہ نظر آتی تھی۔

"کسی ٹراما کی وجہ سے آہستہ آہستہ آپ اپنے بچپن کی باتیں بھول جاتے ہو۔یہاں تک کہ روز مرہ میں ہونے والی چیزیں بھی ذہن سے نکل جاتی ہیں۔"

وہ اسے مزید بتا رہی تھی۔اب بھی وہ اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے عام سی بات ہو۔لیکن براق جانتا تھا وہ لاپرواہ نہیں تھی اس معاملے میں۔اسے فرق پڑتا تھا۔

"اس کا علاج نہیں کروایا تم نے؟"

وہ اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"کروایا تھا۔اس کا یہ فائدہ ہوا کہ میں روز مرہ کی چیزیں نہیں بھولتی اب۔بچپن کی کچھ باتیں یاد آ گئیں۔لیکن وہ سب بہت اذیت ناک تھا اس لیے میں نے چھوڑ دیا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصفرہ کھوئے سے لہجے میں سڑک پر دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔ پھر سر جھٹک کر پچھلی سیٹ پر موجود اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور بے مقصد ہی اسے کھنگالنے لگی۔

"لیکن تمہیں اس کا مکمل علاج کروانا چاہیئے تھا۔"

وہ زور دیتے ہوئے بولا۔ وہ پریشان ہو گیا تھا۔ تو اسی لیے مصفرہ کو براق اور حماس یاد نہیں تھے اور نہ ہی ابراہیم۔

"کیا کروں گی میں علاج کروا کر براق؟"

وہ ایسے ہی مصروف انداز میں اپنے بیگ میں کچھ کھنگالتے ہوئے بولی۔ براق نے ہوٹل کے سامنے گاڑی روک کر اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے ہینڈ بیگ پکڑ کر پیچھے کیا۔

"فری کیوں علاج نہیں کروانا؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ مصفرہ نے گہری سانس بھری اور سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ یا ک تو وہ جب فری کہتا تھا تو اسے کمزور کر دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ میں مزید کسی بھی اذیت سے دوچار نہیں ہونا چاہتی براق۔ میرا اذیتوں کو برداشت کرنے کا مادہ ختم ہو گیا ہے۔اب میں ایک پر سکون زندگی گزارنا چاہتی ہوں تمہارے ساتھ۔ مجھے فرق نہیں پڑتا کہ مجھ۔ کیا یاد ہے اور کیا نہیں۔ میں کیا کروں گی اپنے بچپن کو یاد کر کے۔ جو گزر گیا وہ گزر گیا۔اور تم مجھے فورس نہیں کرو گے اس کے علاج کے لیے۔ پلیز۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولتی ہوئی باور کروا رہی تھی۔

لیکن وہ پورے جملے میں صرف ایک بات پر اٹکا تھا، 'تمہارے ساتھ'۔

"ٹھیک ہے فری! جس میں تمہاری خوشی۔"

وہ مسکرا کر اسے تسلی دے گیا۔ مصفرہ کے کاندھوں سے ان دیکھا سا بوجھ اتر گیا۔ وہ دروازہ کھولتا باہر نکلا تو مصفرہ بھی دروازہ کھولے باہر آئی۔ وہ جو اس کی جانب بڑھ کر دروازہ کھولنے والا تھا ایک نظر اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتا گاڑی سے سامان نکال گیا۔ ہوٹل میں داخلے کے بعد وہ اسے فریش ہونے کا کہہ کر خود نا جانے کہاں

نکل گیا۔ مصفرہ بھی فریش ہو کر بستر میں گھس گئی اور اس کا انتظار کرتی کرتی نہ جانے کب سو گئی۔

کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ اب وہ ایسے ہی دوا کے بغیر نا جانے کیسے سو جاتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ساری فکریں، ساری پریشانیاں ختم ہو گئی تھیں۔ اکیلے رہ جانے کا خوف ختم ہوا تھا تو یوں لگ رہا تھا زندگی میں ہر آزمائش اور ہر ڈر ختم ہو گیا تھا۔ ہر دکھ، ہر پریشانی اور ہر اذیت ختم ہو گئی تھی۔

"براق تم ہو؟"

وہ ٹیبل لیمپ آن کرتے ہوئے بولی۔

"میرے علاوہ کون ہو سکتا ہے فری؟"

وہ بھی نرم سی آواز میں اس کے قریب آتا ہوا بولا۔

"اتنی دیر کہاں لگا دی؟"

وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھتی اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کرتے ہوئے بولی۔

"بس ایک ضروری کام تھا۔"

www.novelsclubb.com

وہ نیم اندھیرے میں اس کا سراپہ دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔"

وہ بے چاری سی آواز میں بولی تو براق ہنس دیا۔

"فریش ہو کر کپڑے بدل لو۔ ہم ڈنر باہر کریں گے۔"

وہ اس کے بال سہلا کر بستر سے اٹھ گیا۔

"ابراش سے ملاقات کب ہے؟"

وہ بستر سے نکلتے ہوئے بولی تو براق نے گہرا سانس بھرا۔

"کل جاؤں گا۔"

وہ اس سے ملتے ہوئے کترا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی۔ صرف وہی اسے جانتی تھی۔

"میں بھی ساتھ چلوں گی۔"

وہ پوچھ نہیں رہی تھی، بتا رہی تھی۔ جانتی تھی کہ براق کو اموشنل سپورٹ کی ضرورت ہو گی۔ اپنے دوست کو دشمن کے روپ میں دیکھنا اتنا ہی تکلیف دہ تھا جیسے کہ کسی نے کلیجہ کھینچ نکالا ہو۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یس میڈم۔"

وہ مسکرا کر بولا تو مصفرہ بھی اسے ایک نظر دیکھتی مسکرا دی۔ پھر کمرے کو روشن کرتی جب بیگ کی جانب بڑھی تو براق کہنے لگا۔

"تیار ہو کر آ جاؤ۔ میں لاؤنج میں ویٹ کر رہا ہوں۔ ایک دو ضروری کالز کرنی ہیں۔"

وہ اسے بولتا ہوا اپنے ہی کمرے کے لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھی سر ہلاتی کپڑے نکالتی فریش ہونے کے لیے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ایک ریسٹورنٹ میں تھے۔

مصفرہ نے کریم رنگ کی کھلی ٹرٹل نیک سویٹر شرٹ کے ساتھ بھورے رنگ کی لمبی پیروں کو چھوتی سکرٹ پہن رکھی تھی۔ انگلیوں پر سرخ نیل پینٹ لگا تھا۔ بالوں کو ہلکا سا بل ڈال کر کھلا چھوڑ دیا۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے آویزے تھے اور انگلی میں اس کی دی گئی پتیوں والی انگوٹھی۔ وہ دل لگا کر سادگی سے تیار ہوئی تھی۔ آخر شوہر کے ساتھ پہلی ڈنر ڈیٹ جو تھی۔

اس کے برعکس براق نے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ کے ساتھ گہرے نیلے رنگ کی فارمل پینٹ پہن رکھی تھی اور کریم رنگ کے سویٹ کے بازو اس کے گلے میں مفلر کی طرح بندھے تھے۔ وہ اب مسکرا کر اس کی پسند پوچھتا ہوا کھانا آرڈر کر رہا تھا۔ کھانا آرڈر کرنے کے بعد وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"تمہیں پتا ہے تم آج کیسی لگ رہی ہو؟"

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ اسے سن کر مسکرا دی۔

"تم بتاؤ؟"

وہ سننا چاہ رہی تھی اور وہ بتانا چاہ رہا تھا۔

"جیسے کسی مصور کی مکمل تصویر ہو۔"

وہ بولا تو مصفرہ ہنس دی۔ وہ اس کے ساتھ ہوتی تھی تو ہمیشہ مسکراتی تھی۔ نا چاہتے ہوئے بھی۔ اور چاہتے ہوئے بھی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہیں مجھ سے محبت کب ہوئی؟"

www.novelsclubb.com

وہ اس سے پوچھ بیٹھی۔ وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔ ارد گرد نگاہیں دوڑائی۔ تو ریسٹورنٹ بہت مصروف سا تھا۔ ہر کوئی اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھا۔ کوئی ان کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"بتاؤں گا۔ لیکن ابھی نہیں۔"

وہ اس کے جواب پر بھنویں سکیڑے اسے دیکھنے لگی۔

"پھر کب؟"

"جب صرف ہم دونوں ہوں گے۔"

وہ بھی مسکرا کر اسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔ اس کی ایکسائٹمنٹ پر براق کا دل چاہا وہ دل کھول کر مسکرائے لیکن وہ باہر نکل کر کبھی اتنا نہیں مسکرایا تھا جتنا آج مصفرہ کی موجودگی میں مسکرا رہا تھا۔ وہ سخت سے تاثرات جو ہر وقت اس کے چہرے پر موجود ہوتے تھے، وہ خود بخود اس کے ساتھ ہونے پر ختم ہو جاتے تھے۔

"تو کیا دی براق مرزا کو پبلک میں محبت کا اظہار کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے؟"

مصفرہ نے آس پاس ایک نگاہ دوڑا کر آہستگی سے بولا تھا۔ وہ اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"اگر میں ہاں کہوں تو کیا تم ہنسو گی؟"

کیا معصومیت تھی جس سے سوال کیا گیا تھا۔

"بالکل ہنسوں گی۔"

کیا سچائی تھی جس سے اعتراف کیا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ہاں مجھے شرم آتی ہے ہلکی سی۔"

وہ گردن کے پیچھے ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تو مصفرہ سچ میں دل کھول کر ہنس دی۔ ار گرد موجود کچھ لوگوں نے انہیں پلٹ کر دیکھا تو وہ مصفرہ کی جانب دیکھتا خود بھی ہنس دیا۔

اس کے گلابی پڑتے چہرے کو دیکھ کر مصفرہ ایک بار پھر ہنس دی۔ براق مرزا دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں سے اسے ہنستا ہوا دیکھتا رہا۔ وہ دیکھ رہا تھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مجھ سے کوئی پوچھے پھول کھلنے کا عمل

میں اس کو تیرے ہنسنے کا قصہ سناؤں

=======

وہ رات جتنی خوبصورت تھی اگلا روزان دونوں کے لیے اتنا ہی مشکل تھا۔ مصفرہ کو ہمت دینا نہیں آتی تھی۔ لیکن وہ براق کو ہمت دینا چاہتی تھی۔ وہ اس کی مضبوطی بننا چاہتی تھی نا کہ کمزوری۔ محبت بہت کچھ سکھا دیتی ہے تو ہمت دینا بھی سکھا دی تھی۔ وہ دونوں پولیس سٹیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر میں براق ابراش سے ملنے جانے والا تھا۔ اسے سپیشل قسم کی جیل میں رکھا گیا تھا۔ جہاں روشنی تک کے لیے جگہ نہ ہوتی تھی۔ وہ جیل کے سب سے سیاہ اور تاریک حصے میں موجود تھا۔ وہ دونوں کیپٹن آیان میر کے ساتھ پرمیشن لیٹر کا انتظار کر رہے تھے۔ ابراش سے کسی کو ملنے کی اجازت نہیں تھی۔

"تمہاری یہاں پوسٹنگ کب کوئی آیان ؟"

وہ سامنے موجود اپنے جونئیر سے پوچھ رہا تھا۔

"میری پوسٹنگ نہیں ہوئی سر۔ میں لاہور ہی ہوتا ہوں۔ یہاں تو بس ابراش کے کیس کے سلسلے میں آیا ہوں۔ جیسے ہی کورٹ کی جانب سے اس کا کوئی فیصلہ آئے گا، میں واپس لاہور چلا جاؤں گا۔"

وہ ایک خوش اخلاق سا پچیس سے چھبیس سال کا مرد تھا۔ گہری سیاہ آنکھیں اور اس پر مڑی ہوئی پلکیں اسے ہینڈسم بنا رہی تھیں۔

"اور عمر بھی ساتھ ہی ہوتا ہے؟"

وہ اس سے اس کے ساتھی کا پوچھ رہا تھا۔ مصفرہ خاموشی سے چائے پیتے ہوئے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

"کچھ کیسز میں ساتھ ہوتا ہے اور کچھ میں نہیں۔ لیکن ملاقات ہوتی رہتی ہے فیملی فنکشنز پر۔"

وہ بھی چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بول رہا تھا۔ وہ جہاں بیٹھے تھے وہ کیپٹن آیان میر کا آفس تھا جو وقتی طور پر اسے ملا ہوا تھا۔ براق اور مصفرہ سامنے موجود ملاقاتی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں مجھے معلوم ہوا تھا کہ عمر کی شادی تمہاری بہن سی ہوئی ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا تو آیان بھی مسکرا دیا۔اس کی مسکراہٹ بھی خوبصورت تھی۔

"آیان اور عمر ٹریننگ میں دوست بنے تھے اور ان کی دوستی کافی مزے دار سی تھی۔یہ سڑیل سا اور عمر چلبلا سا۔"

براق سر گھمائے مصفرہ کو بتا رہا تھا۔وہ بھی مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے سن رہی تھی۔آیان اپنے آپ کو سڑیل کہلانے پر ہنس دیا۔

"سر اب آپ ایسے نہ کہیں۔سب سے زیادہ سڑیل تو آپ تھے۔"

وہ ہنس کر بولا تھا تو براق بھی مسکرا دیا۔آیان اب مصفرہ کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"بھابھی! یہ ہماری ٹیم کے لیڈر اپائنٹ ہوئے تھے اور ہم نے اپنی ساری ٹریننگ صرف ان کی سفاکی اور بے رحمی کی باتیں کرتے ہوئے گزاری تھی۔یہ جتنے سخت اور کھڑوس تھے، اتنے ہی سمجھدار اور سپورٹو بھی۔"

وہ مسکرا کر اب براق کے سامنے ہی اس کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا۔ براق چائے کا کپ لبوں کو لگائے مسکرا کر سن رہا تھا۔

"ہاں! ان کی سفاک اور سخت ٹریننگ سے تو میں بھی واقف ہوں۔"

وہ بے چارگی سے بولی تو براق کا گھونٹ گلے میں اٹکا تھا۔۔۔اس کے 'ان' کہنے پر۔

جبکہ آیان اور مصفرہ اپنے مشترکہ دکھ پر ہنسے تھے۔

"بھابھی آپ نے پھر بھی ان سے شادی کرلی؟"

وہ حیرت سے پوچھ بیٹھا۔اس کے سوال پر براق ہنس دیا۔ مصفرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکرا دی۔

"محبت تو پھر اندھی ہوتی ہے۔"

وہ بولی تو براق مسکرا دیا۔ آیان حیرت سے اسے دیکھے گیا جو پہلی بار اتنا مسکرا رہا تھا۔ اسے بھی کسی کی یاد آئی جس کی موجودگی میں وہ اسی طرح مسکراتا رہتا تھا۔

"کیوں آیان بیٹا! تم بھی تو اپنی ٹیم کے سب سے کھڑوس اور سنجیدہ بندے تھے۔ تمہیں بھی تو کسی نے قبول کیا ہے نا؟"

وہ اب اس کی ٹانگ کھینچ رہا تھا۔اب کی بار آیان ہنسا تھا۔

"سر ایک جھلی سے محبت ہوگئی تھی تو زندگی سنور گئی ورنہ ہم جیسے سنجیدہ بندوں کو کوئی کہاں برداشت کرتا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا تھا تو براق کی نظریں مصفرہ پر اٹھیں۔

"ہاں۔ہم جیسوں کو صرف محبت کرنے والی ہی جھیل سکتی ہے کیپٹن آیان۔"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جو چائے پی رہی تھی۔نگاہیں کپ پر جمی تھیں۔

"سچ میں سر۔زندگی میں محبت نہ ہوتی تو ہماری زندگی سرد،بے رنگ اور سنجیدہ ہی رہتی۔"

وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو براق اس کی بات سے متفق سر ہلا گیا۔

"سخت عاشق لگ رہے ہو کیپٹن۔"

اس کی بات پر وہ تینوں ہنس دیے۔

"پروموشن کب ہو رہی ہے؟"

وہ اب پروفیشنل انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

"امید ہے اس کیس کے بعد ہو جائے سر۔"

وہ ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے انہیں ٹیبل پر جمائے بولا۔

"وش یو ویری بیسٹ آف لک۔ تم اور عمر دونوں ہی بہت قابل ہو۔ خوشی ہوئی اتنے عرصے بعد مل کر۔"

براق کے کہنے پر وہ مسکراتا ہوا سر اثبات میں ہلاتا داد وصول کر گیا۔

"آپ کا شکریہ سئنیر۔"

براق سر کے خم سے شکریہ وصول کر گیا۔ تبھی دروازہ کھلا تو براق کو آنے کا کہہ کر آفیسر باہر نکل گیا۔

"میں آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔ باہر انتظار کرتا ہوں آجائیں۔"

آیان کہتا ہوا اپنی کرسی سے اٹھ گیا اور ٹوپی اٹھا کر سر پر جمائی۔ وہ آرمی یونیفارم میں ملبوس تھا اور یہ خاکی وردی اس پر بہت جچ رہی تھی۔ براق سر ہلاتا کرسی سے اٹھ گیا۔

"تم یہیں انتظار کرو میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اسے بولتا ہوا اٹھا تو مصفرہ بھی اٹھ گئی۔

"اسے معاف کر دینا براق۔"

وہ بولی تو براق نے گہری سانس بھر کر سر ہلا دیا۔ مشکل جنگ تھی جو وہ خود سے لڑ رہا تھا۔ مصفرہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور ہلکا سا دبا کر اسے ہمت دی تو وہ اس کے گرم ہاتھ کے لمس پر مسکراتا ہوا اس کا گال تھپتھپا کر آفس سے نکل گیا۔ اور مصفرہ وہیں کیپٹن آیان میر کے آفس کا چکر کاٹتی اس کا انتظار کرنے لگی۔

==============

آیان کے ساتھ چلتے ہوئے ہر بڑھتے قدم پر براق کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ ایک اندھیری سی جگہ تھی۔ سیڑھیاں اتر کر بیسمنٹ میں بنائے گئے ان جیل کے کمروں میں فقط ایک ایک قیدی تھا اور جن میں سے زیادہ تر سیریل کلر تھے۔ اور سب کے سب ہی خطرناک۔ راہداری کے موڑ پر ایک دروازہ تھا۔ آیان وہیں رک گیا اور اسے آگے کا رستہ بتا کر دروازہ بند کیے اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ ابراش کے سیل کے عین باہر کھڑا ہوتا گلہ کھنکھار گیا۔ بلب کی ہلکی سی روشنی اس پوری راہداری

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کو روشن کیے ہوئے تھی۔وہ اس کے گلہ کنھکھارنے پر متوجہ ہوا تو مسکراتا ہوا

سلاخوں کے پاس آکھڑا ہوا۔

"بڑی دیر کردی مہربان آتے آتے۔"

براق نے چہرے پر سرد سے تاثرات سجا لیے۔

"کیوں ملنا چاہتے تھے؟"

وہ اسی سرد لہجے میں بولا جیسے کسی مجرم سے بات کر رہا ہو۔ابراش بھی سنجیدہ ہو گیا۔

اس کا حلیہ رف سا تھا۔قیدی والے کپڑوں میں بال بکھرے ہوئے تھے اور داڑھی

بڑھی ہوئی۔اس کی دائیں کلائی پر سکارپیو کا ٹیٹو تھا۔

"میں معافی کا طلب گار ہوں۔"

وہ سنجیدہ مگر نرم لہجے میں کہنے لگا۔براق اس سے نگاہیں چرا رہا تھا۔

"میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔"

اس نے ہموار سے لہجے میں جوابا کہا۔جواب میں وہ کچھ دیر خاموش رہا۔

"مجھ پر ایک احسان کرو گے؟"

لہجہ التجائیہ تھا۔

"بولو۔"

لہجہ سفاک تھا۔

"مجھے معاف مت کرو۔میں معافی کا طلب گار ہوں لیکن تم مجھے معاف مت کرنا۔"

اب کی بار براق نے اپنی سرمئی آنکھیں اس کی سبز مائل آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ اس رف سے حلیے میں بھی بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

وہ اب کی بار کچھ آہستگی سے بولا تھا۔لہجے کی سختی ماند پڑنے لگی۔

"تم کر سکتے ہو۔میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہیں معاف کرنا نہیں آتا۔"

وہ ایسے بولا جیسے یاد کروا رہا ہو کہ تمہیں تو معاف کرنا نہیں آتا اور میں یہ بات اچھے سے جانتا ہوں۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہیں معاف کیا تو جان لیا کہ مجھے معاف کرنا آتا ہے۔"

وہ بھی کچھ سرد لہجے میں جواباً بولا تھا۔ خود کو نرم پڑنے سے باز رکھا۔ ابر آتش خاموش رہا۔ وہ گہری سانس بھر کر زخمی لہجے میں دوبارہ گویا ہوا۔

"میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا۔"

لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔ زخمی سا۔ دوست کی بے وفائی اور غداری یاد آئی تھی۔

"نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تمہیں معلوم ہے نا ابلیس بھی شیطان بننے سے پہلے فرشتہ تھا۔ میں بھی ابلیس ثابت ہوا۔"

وہ آہستگی سے اعتراف کر رہا تھا۔ وہ گنہگار تھا اور اپنے گناہوں پر شرم سار بھی نہیں تھا۔ اسے دکھ تھا تو صرف اپنے دوست کو کھو دینے کا تھا۔

"میں نے تمہیں محبتوں اور چاہتوں کا پورا سمندر دیا تھا ابر لیکن تم سیراب نہ ہو سکے۔"

وہ اس سے شکوہ کر رہا تھا۔ جواباً ابر آتش سلاخوں سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

"مجھ جیسے لوگوں سے سمندر نہیں سنبھالے جاتے مرزا غالب۔ مجھ جیسے لوگ قطروں کے عادی ہوتے ہیں۔اوقات سے بڑھ کر مل جائے تو وہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔"

براق نے اس کے الفاظ پر اپنی آنکھیں موند کر کھولی تھیں۔

"مجھے بتاؤ کہ مجھ سے کہاں غلطی ہوئی ابر۔"

وہ اب کی بار نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔جیسے سچ میں جاننا چاہ رہا ہو کہ اس سب میں اس نے کیا غلط کیا تھا۔

"تم کہیں غلط نہیں تھے، مجھ ہی کو خراب ہونا تھا۔تم تو وہ چراغ تھے جو مجھے روشنی میں رکھے ہوئے تھا لیکن مجھے اس چراغ کے نیچے موجود اندھیرا زیادہ بھایا۔"

وہ اس کے جواب پر گہرا سانس بھرتا اذیت آنکھوں میں سموئے کہنے لگا۔

"میں امید کرتا ہوں ہم دوبارہ نہیں ملیں گے۔"

وہ کہہ کر رخ پھیر گیا لیکن اس کے قدم جم گئے۔ابر آش کے اگلے الفاظ اس کے قدم منجمند کر گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم دنیا کو بچانے والے، ایک چیز بھول جاتے ہو کہ ستارہ کتنا بھی چمکدار کیوں نہ ہو ۔۔وہ ایک دن بجھ جاتا ہے لیکن خلا کی سیاہی ہمیشہ ابدی ہوتی ہے۔۔۔میں وہی سیاہی ہوں۔"

اس نے پلٹ کر ایک زخمی نگاہ اس پر ڈالی جو سلاخوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے اسے دیکھ کر بول رہا تھا۔

"نہ تم خلا کی سیاہی تھے اور نہ میں ستارہ۔تم وہی بنتے گئے جس سے تمہیں روکا گیا۔"

وہ کہتے ہوئے پلٹ گیا۔ لیکن ابرآش گویا ہوا۔

"ہم دوبارہ ضرور ملیں گے مرزا غالب۔اور تم بھی یہ بات اچھے سے جانتے ہو کہ یہ سلاخیں زیادہ دیر تک میرا مقدر نہیں بن سکتیں۔"

اب کی بار جب بولا تو اس کا رخ ابرآش کی جانب نہیں تھا۔

"میں جانتا ہوں۔میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک روز تم پھر سے میرے روبرو کھڑے ہو گے۔لیکن ایک بات تم بھی جان لو ابرآش اعوان کہ یہ آخری ملاقات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی جو ایک پرانے دوست کی حیثیت سے کی تھی۔اب جب کبھی زندگی ہمیں ملوائے گی تو تم مرزا غالب سے نہیں براق مرزا سے ملو گے!"

وہ کہتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔دروازے کے پار موجود آیان بھی براق کو واپس آتا دیکھ کر اس کے پیچھے چل دیا۔براق نے اسے مصفرہ کو بھیجنے کا کہا اور اس سے الوادعی ملاقات کرتا باہر پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔اس کے تاثرات سنجیدہ تھے اور کافی حد تک سرد بھی۔وہ اپنے ماتھے پر گہری شکنوں کے جال کے ساتھ پولیس اسٹیشن سے نکل آیا تھا۔اسے تازہ ہوا میں گہری سانسیں لینی تھیں۔

یہ تو طے تھا کہ دو تین سال سے زیادہ وہ اس جیل میں قید نہیں رہ سکتا تھا۔وہ باہر آئے گا اور ضرور آئے گا،اس بات سے براق اچھی طرح واقف تھا۔

میرے ہم نفس میرے ہم نوا

مجھے دوست بن کے دغا نہ دے

میں ہوں دردِ عشق سے جاں بہ لب

مجھے زندگی کی دعا نہ دے

www.novelsclubb.com

مصفرہ پریشانی سے اسے ڈھونڈتی ہوئی اس تک پہنچی تھی جو گاڑی پر ہاتھ رکھے جھکے سر کے ساتھ گہرے سانس بھر کے خود کو نارمل کر رہا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور ایک ہاتھ اس کے بازو پر رکھتی اسی متوجہ کر گئی۔

"براق!"

اس کے پکارنے کی دیر تھی کہ براق نے لمحے کے ہزاروں حصے میں اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ مصفرہ تو ششدر سی کھڑی رہ گئی۔ ایک وہ پل تھا جب دو لوگوں میں بیٹھ کر اسے محبت کا اظہار کرتے ہوئے شرم آرہی تھی اور اب وہ پولیس سٹیشن کی پارکنگ میں کھڑا اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

وہ نرمی سے پوچھ بیٹھی۔ ارد گرد کچھ پولیس آفیسرز انہیں مڑ کر دیکھنے لگے تو مصفرہ نے دہکتے گالوں کے ساتھ اسے خود سے الگ کیا۔ پولیس سٹیشن کے باہر کھڑے آیان میر نے سارا منظر دیکھا تو سر جھکا کر بس ہنس دیا۔ اسے اپنے سینئر سے اتنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

محبت بھری حرکت کی امید نہیں تھی۔سر جھٹکتا ان دو محبت کرنے والوں کو وہیں چھوڑتا وہ اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ہاتھ میں تھامے فون سے وہ کسی کا نمبر بھی ملا رہا تھا۔قریب سے دیکھنے پر پہلے دو لفظ نظر آئے تھے 'اتیچ-اے'۔اور ساتھ ہی دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تو وہ بھی کان سے فون لگاتا اپنے آفس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

دوسری جانب مصفرہ اسے خود سے الگ کرتی اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے پوچھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو نا؟ مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹاتا مسکرادیا۔

"اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ایک بوجھ تھا جو کندھے سے اتر گیا ہے۔تمہارا شکریہ۔"

وہ کہتے ہوئے مسکرادیا تو مسکرا بھی گہری سانس بھرتی شکر ادا کر گئی۔

"چلو چلتے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا۔

"کدھر جارہے ہیں۔"

وہ اشتیاق سے پوچھ بیٹھی۔

"فلحال تو ہم ہوٹل جائیں گے۔وہاں سے سامان پیک کر کے ہم کہیں اور جارہے ہیں۔"

وہ اسے بتاتے ہوئے گاڑی پارکنگ سے نکال گیا۔اب وہ ٹھیک تھا۔اس نے اپنے جذبات اور اعصاب دونوں کو کنڑول کر لیا تھا۔آج سے وہ کسی ابر کو نہیں جانتا تھا۔ وہ صرف اس کے لیے ابر آتش اعوان تھا۔جو اس کے ملک کا دشمن تھا۔اس کا دوست آج کے دن مر گیا تھا۔اور جو براق کے لیے مر گیا سو گزر ہمیشہ کے لیے مر گیا۔

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ہوٹل کی جانب روانہ ہو گئے۔

==========

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل سے نکل کر ایک انجان رستے پر گامزن تھے۔ براق مسلسل فون میں مصروف تھا۔ کبھی کسی کو کال تو کبھی کسی کو کال۔ مصفرہ بھی میسج پر عدن سے باتیں کررہی تھی۔ براق کال کرتے ہوئے ڈرائیونگ کررہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کال کاٹ کر ایک انجان گھر کے سامنے گاڑی روکی تو مصفرہ نے نگاہیں اٹھا کر باہر دیکھا۔ وہ ایک سوسائیٹی تھی۔ جہاں ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت چھوٹے چھوٹے بنگلے تھے۔ وہ اشتیاق سے گاڑی سے باہر نکلی۔ براق اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا ہوا اسی گھر کے گیٹ کے سامنے کھڑے شخص سے کوئی بات کررہا تھا۔ مصفرہ ادھر ادھر اشتیاق سے چھوٹے چھوٹے مگر نفیس بنگلے دیکھ رہی تھی۔ براق نے اس بوڑھے آدمی سے چابی لی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

"آجاؤ فری۔"

وہ اسے آواز دیتا اپنی جانب متوجہ کر گیا۔

"یہ کس کا گھر ہے؟"

مصفرہ بھی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔وہ گاڑی سے سامان نکالتا ہوا واپس دروازے کے سامنے آکر رکا اور ہاتھ بڑھا کر چابی گیٹ پر لگے تالے میں ڈال دی۔

کچھ دیر کی مشقت کے بعد تالا کھل گیا۔

تب تک مصفرہ اس گھر کے باہر لگی تختی کو پڑھ چکی تھی۔

"میجر مزمل مغل!"

وہ زیر لب بڑبڑائی۔تو کیا یہ اس کا گھر تھا؟اس کے والدین کا گھر؟ جہاں وہ پیدا ہوئی؟ جسے لوگ آبائی گھر کہتے ہیں؟ناجانے آنکھوں میں یکدم نمی کیوں اتری تھی۔

"آجاؤ فری۔یہ تمہارا ہی گھر ہے۔"

وہ اسے اندر آنے کا بول رہا تھا جو شاید اندر جا کر سامان بھی رکھ چکا تھا۔اس کا ہاتھ تھامے اسے اندر لے آیا۔وہ مردہ قدموں سے چلتی گئی۔اس گھر کو تلاش کرنے کی اس نے کتنی کوشش کی تھی۔کئی سال۔پھر امید چھوڑ دی۔اور آج وہ یہاں کھڑی تھی۔

اندر داخل ہوتے ہی چھوٹا سا صاف ستھرا لان تھا۔وہ چونکی۔

"یہ اتنا صاف کیسے ؟کوئی رہتا ہے کیا یہاں ؟"

وہ پتھر سے بنی روش پر چلتی ہوئی اس سے پوچھ بیٹھی جو اسے آگے بڑھنے کے لیے ہمت دیے ہوئے تھا۔

"نہیں !کوئی رہتا نہیں ہے۔لیکن کل یہاں آکر صفائی کروائی تھی کیونکہ اس گھر کی بیٹی اتنے سال بعد آرہی تھی۔"

وہ اس کو دیکھے گئی۔وہ اس کے لیے کیا کیا کیے جارہا تھا؟وہ اس کا ہر زخم بھرتا جارہا تھا؟کیا یہی ہوتی ہے ایک زخم کی شفا؟کیا ایسے ہی سب اذیتوں کا ازالہ ہو جاتا ہے ؟ اس کی آنکھوں میں نا جانے کیوں نمی آنے لگی۔دل بھاری ہونے لگا۔گلہ رندھ گیا۔

"رومت مصفرہ۔شادی کے بعد پہلی بار اپنے گھر آئی ہو۔خوشی خوشی آؤ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اسے سمجھاتے ہوئے اس کی آنکھوں سے نکلے آنسو صاف کر گیا تو وہ بھی سمجھتے ہوئے آنکھیں صاف کرتی مسکرا کر اس کے ہمراہ آگے بڑھ گئی۔لان ختم ہوا تو چھوٹا سی دو منزلہ بنگلہ تھا۔وہ چھوٹا سا گھر تھا لیکن بنگلے کے طرز کا بنا ہوا تھا۔

"ویلکم ہوم۔"

براق کی آواز پر وہ گہرا سانس بھرتی دروازہ کھولتی اندر بڑھ آئی۔ہر چیز صاف ستھری اور ویسی ہی تھی۔مصفرہ کو لگا اسے کوئی کھویا ہوا خزانہ مل گیا ہو۔

"یہ گھر تمہارے نام تھا،اس لیے مجھے ڈھونڈنے میں مشکل نہیں ہوئی۔"

اور یہیں مصفرہ کو سمجھ آ گئی کہ وہ اس گھر کو ڈھونڈنے میں کیا غلطی کرتی آئی ہے۔

وہ ارد گرد اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔اندر داخل ہوتے ہی بھورے اور بیج رنگ کے امتزاج کا لاؤنج تھا جس کی ایک دیوار شیشے کی تھی۔وہاں سے آتی روشنی پورے گھر کو منور کر رہی تھی۔لاؤنج کے اندر ہی بائیں جانب کچن موجود تھا جو اوپن تھا اور دائیں جانب سیڑھیاں تھیں۔

شیشے کی دیوار کے عین سامنے ایک ہی رو میں دو کمرے تھے۔وہ قدم بڑھاتی ان کمروں کی جانب بڑھی۔

ان میں سے ایک اس کے والدین کا کمرہ تھا۔جو نیلے اور سفید رنگ کے امتزاج کا تھا۔وہاں جگہ جگہ ان کی تصویریں بھی لگی ہوئی تھیں۔اس نے اپنی ماں کی تصویر پہلے دیکھ رکھی تھی لیکن اس کا ذہن وہ بھول گیا تھا۔اب عرصے بعد اپنے والدین کی تصویر نظروں کی سامنے آئی تو وہ فریم ہاتھوں میں تھامے نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

براق دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"دیکھیں ماں ڈیڈا! میں خوش ہوں۔آپ کی مصفرہ نے زندگی کی ساری جنگیں جیت لی ہیں۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر ان کی فریم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی اور پھر اختتام پر وہ باری باری دونوں کی تصویر چوم گئی۔اقف یہ چھوٹی عمروں میں یتیم ہونے والے لوگ۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک نظر سارے کمرے کو دیکھا۔ باری باری ہر چیز کو۔ڈریسنگ ٹیبل پر آج بھی ویسے ہی اس کی ماں اور باپ کے پرفیوم اور کچھ چیزیں سجی تھیں۔ مزمل نے اپنی بیوی کے مرنے کے بعد بھی اس کی کوئی چیز آگے پیچھے نہیں کی تھی۔ صفائی کے دوران ان کی جگہ آگے پیچھے ہو جاتی تھی لیکن وہ وہاں سے کبھی اٹھائی نہیں گئیں۔

وہ ہر چیز کو چھو کر محسوس کر رہی تھی جیسے اپنے والدین کا لمس محسوس کرنا چاہتی ہو۔ بار بار آنکھوں میں آئی نمی جھٹک رہی تھی۔ وہ خوش تھی لیکن اس کی آنکھوں میں آتی نمی اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ انہیں محسوس کرنے کے لیے تڑپ رہی ہے۔

مصفرہ نے گہرا سانس بھر کر ان کے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

وہ ساتھ والے کمرے میں آئی جو شاید گیسٹ روم تھا۔

"اصولاً تو یہ کمرہ میرا ہونا چاہیے تھا۔"

وہ ہنس کر بولی تو براق بھی کمرے کا دروازہ بند کرتا مسکرا دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم شروع سے ادھر ہی تھی۔ لیکن جب تم چھ یا سات سال کی ہوئی تو تم نے اوپر والا کمرہ لینے کی ضد کی۔ کیونکہ تمہارے مطابق نیچے والا کمرہ تمہاری چیزوں کے لیے چھوٹا تھا اور اس میں شیشے کی دیوار بھی نہیں تھی۔"

براق نے اسے مسکرا کر بتایا تو وہ سیڑھیاں چڑھتی حیرت سے مڑ کر اسے دیکھنی لگی۔

"تمہیں کیسے معلوم۔"

اس کے جواب میں وہ کندھے اچکا گیا۔

"مجھے بچپن کی ساری باتیں یاد ہیں۔ جس روز تم نے کمرہ تبدیل کیا تھا، اس روز مزمل انکل نے بابا کو کال کر کے تمہاری سوچ بتائی تھی جس پر ماما اور بابا دونوں بہت ہنسے تھے۔"

وہ اس کی بات پر خجل سی ہوتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ تو وہ بھی سر جھٹک کر مسکراتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر دو کمرے تھے۔ سیڑھیوں کے بالکل سیدھ میں دونوں کمروں کے درمیان کھڑکی تھی جہاں ایک صوفہ موجود تھا اور سامنے ہی ٹیبل اور کھڑکی کے اطراف میں بنی شیلف پر کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ وہ ایک چھوٹی سی لائبریری کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ دونوں اطراف میں بنے کمرے ایک دوسرے کے عین سامنے تھے۔ بالکل اسی طرح جیسے خوشاب میں براق اور منسا لوگوں کا کمرہ ہوا کرتا تھا۔ جس کمرے کو وہ منسا اور مصفرہ کے آرام کی وجہ سے چھوڑ گیا تھا۔ وہ لائبریری کو دیکھتی ہوئی اشتیاق سے دونوں کمروں کی جانب نظریں گھما گئی۔

"ان میں سے میرا کمرہ کونسا ہے؟"

وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔ براق نے دائیں کمرے کی جانب اشارہ کر دیا۔ خوشاب میں بھی ان کا کمرہ دائیاں تھا اور اس کے سامنے موجود کمرہ براق کا تھا اور یہاں بھی۔

"اور یہ کمرہ؟"

www.novelsclubb.com

وہ بائیں کمرے کی جانب اشارہ کر کے پوچھ گئی۔

"یہ جب کبھی ہم رہنے آتے تھے تو حماس اور میں یہاں رکتے تھے۔"

وہ مسکرا کر بولا تو مصفرہ بائیں کمرے کی جانب بڑھی۔اس کمرے میں دو سنگل بیڈ تھے جو ایک کونے میں موجود تھے۔ہلکے نیلے اور آسمانی رنگ کے امتزاج کا بنا ہوا کمرہ بہت سادگی سے سجا ہوا تھا۔

وہ سارا کمرہ دیکھتی ہوئی اب باہر نکلی تو براق بھی اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔اب وہ اپنے کمرے کے باہر کھڑی تھی۔براق نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے تھے۔

"یہ کس لیے؟"

وہ حیرت سے پوچھ بیٹھی۔

"شش سرپرائز ہے ایک۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولا تو مصفرہ اثبات میں سر ہلا گئی۔براق نے دروازہ کھول کر بتیاں جلادیں اور آہستگی سے اس کی آنکھوں سے ہاتھ بھی ہٹا دیا۔

مصفرہ کی آنکھیں جب روشنی کی عادی ہوئیں تو وہ حیران رہ گئی۔اس کا پورا کمرہ پھولوں کے رنگ برنگے بکوں سے بھرا ہوا تھا۔کچھ جگہ پر موم بتیاں بھی لگی تھیں اور ہر طرف پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔گلاس وال کے اوپر فیری لائٹس لگی تھیں۔وہ حیرت سے مڑ کر اسے دیکھنے لگی جو فاتحانہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب۔۔۔یہ سب تم نے کیا؟"

وہ لبوں پر ہاتھ رکھے حیرت سے پوچھ رہی تھی۔براق نے ایک نظر اسے سر تا پیر دیکھا تھا۔وہ آج خوبصورت لگ رہی تھی۔اور یوں مسکراتے ہوئے اور خوبصورت لگی تھی۔اس نے سیاہ کھلے سے بند گلے والی سویٹر شرٹ کے ساتھ سیاہ سکرٹ پہن رکھی تھی۔کورٹ اس نے نیچے ہی اتار دیا تھا کیونکہ گھر اندر سے گرم تھا۔بال آج یونہی کھلے چھوڑے ہوئے تھے اور ہلکا سا میک اپ بھی کر رکھا تھا۔اور اسے یوں مسکراتی وہ مزید حسین لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اس کا ہاتھ تھامے گلاس وال کا دروازہ کھولے اسے بالکنی میں لے آیا۔ یہ بالکنی گھر کے پچھلی طرف تھی۔ پوری بالکنی فیری لائٹس سے سجی تھی۔ عین وسط میں دو ٹیبلز تھے جس پر سفید مخملی چادر بچھی تھی اور اس پر ایک کیک موجود تھا۔ موم بتیاں لگی ہوئی تھیں اور دونوں اطراف میں ایک ایک کرسی بھی موجود تھی۔

چاروں کونوں میں پھول گرے ہوئے تھے۔

"یہ سب کتنا خواب ناک سا ہے۔"

وہ پورے دل سے مسکراتی ہوئی بولی تو براق اسے ساتھ لیے کرسی پر بٹھا گیا۔ اور خود دوسری کرسی پر جا بیٹا۔

ٹیبل پر موجود چاکلیٹ کیک پر سفید کریم سے انگریزی میں "ویلکم ہوم" لکھا تھا۔ وہ مسکرا دی۔ پھر چھری اٹھاتی کیک کاٹ کر اسکی جانب بڑھا گئی۔ وہ مسکرا کر اس کے ہاتھ سے کیک کھا گیا اور خود بھی اسے کھلا گیا۔ پھر وہ اٹھا اور اسکے سامنے آ بیٹھا۔ وہ اس کے قدموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اور مصفرہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام گیا تھا۔ مصفرہ ششدر سی اسے دیکھے گئی۔

www.novelsclubb.com

"جانتی ہو مجھے کب کب تم سے محبت ہوئی ہے؟"

وہ اس سے پوچھ رہا تھا لیکن مصفرہ سر جھکائے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"جب تم مجھے گھور کر اپنی سرد نگاہوں سے دیکھتی تھی تو میں مسکرا دیتا تھا۔ مجھے اپنی مسکراہٹ پر شک ہونے لگا۔"

وہ بول رہا تھا۔

"پھر تم جب ارد گرد ہوتی تھی تو مجھے تمہارا آس پاس ہونا اچھا لگنے لگا۔ یوں پسندیدگی کی شروعات ہو گئی۔"

وہ سن رہی تھی۔

"پھر مجھے تمہیں جاننے کا تجسس ہوا۔ میں تمہیں کھوجتا گیا اور تمہارے بارے میں کھوجتے کھوجتے مجھے احساس ہوا کہ میں پسندیدگی کے اگلے مقام پر سفر کر رہا ہوں۔"

اب وہ صرف بول نہیں رہا تھا۔ وہ اپنے الفاظ سے سحر پھونک رہا تھا۔ محبت کی سنہری دیوی ہر طرف اترنے لگی۔ سنہری اور سفید روشنی انہیں منور کرنے لگی۔

"پھر میں ڈر گیا۔ میں ڈر گیا کہ اگر میں نے تمہیں کھو دیا تو؟ اگر میں تمہیں محبت نہ دے سکا تو؟ اگر تم مجھے نہ ملی تو؟"

وہ اس کے الفاظ کے سحر میں آرہی تھی۔ سرمئی آنکھوں میں امڈتے محبت کے سنہری دیے ہر طرف روشنی بکھیرنے لگے۔

"پھر اپنے ڈر کو پرے دھکیلا تو مجھے سب اچھا لگنے لگا۔ وہ نئی نئی محبت تھی۔ نیا نیا خمار۔ مجھے تمہاری ہر ادا مسکرانے پر مجبور کرنے لگی۔ مجھے محبت راس آنے لگی۔"

اس کی بھوری آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکی سی نمی بھی تھی۔ اس کا محبوب اس کا عاشق بنا بیٹھا تھا۔ اور اسے کیا چاہیے تھا؟

"پھر مشن کے مکمل ہونے کے بعد تمہیں کھو دینے کا خوف دوبارہ حاوی ہو گیا۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ تم ہی میری زیست کا حاصل ہو۔"

اس کے الفاظ پر مصفرہ آنکھیں موند گئی۔ ایک اشک پلکوں کی بار توڑ کر چہرے کی زینت بنا جسے نرمی سے بے مول ہونے سے پہلے چن لیا گیا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں آج اعتراف کرتا ہوں کہ براق مرزا کو مصفرہ مغل سے اتنی محبت ہے کہ وہ اس کے بغیر اپنی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتا۔"

وہ بولتا ہوا اسکے ہاتھ چوم گیا۔ یہ اس کا پسندیدہ کام تھا۔ مصفرہ کے ہاتھوں کو لبوں سے لگا کر معتبر کرنا۔ مصفرہ نے نم آنکھیں کھولیں اور کرسی سے اٹھ کر زمین پر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔ محبت کی دیوی مزید سفید اور سنہری ہو گئی۔

"تمہاری فری بھی تم سے بہت محبت کرتی ہے براق۔ اتنی محبت کہ اسے ڈر لگتا ہے کہیں وہ اس محبت کی تیز آندھی میں کسی طوفاں کی زد میں نہ آ جائے۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں آمنے سامنے تھے۔ براق نے مسکرا کر اس کے ہاتھوں پر دوبارہ بوسا دیا۔ یہ شاید اسکی محبت کو قبول کرنے کا شکریہ تھا۔

"میں تمہیں ہر طوفان، ہر بھنور اور ہر مشکل سے ہاتھ کھینچ کر آزاد کروالوں گا۔"

وہ آگے بڑھتا اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کر گیا تو مصفرہ کی آنکھ سے ایک خوشی کا آنسو بہا تھا۔ محبت کی دیوی جھوم اٹھی۔ ایک اور محب کو اسکا محبوب مل گیا تھا۔ محبت زمین پر ایک بار پھر امر ہو گئی تھی۔ سنہری اور سفید روشنی کے ہالے میں

وہ دونوں روتے ہوئے ہنس دیے تھے۔ براق نے اسے زمین سے اٹھا کر اندر کی جانب بڑھایا کیونکہ باہر ڈھلتی شام کے ساتھ سردی بھی زیادہ ہو گئی تھی۔

اس کے بعد انہوں نے ڈھیر ساری باتیں کیں جس میں زیادہ تر مصفرہ بول رہی تھی۔ وہ آج بہت خوش تھی۔ اسکے دل میں موجود نامکمل خواہش بھی آج مکمل ہو گئی تھی۔ براق بس اسکا مسکراتا چہرہ دیکھتے ہوئے اسے سن رہا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ محبت کس قدر مضبوطی سے اس کے دل میں جڑیں پکڑ چکی تھی۔

اگر یہ کہہ دو بغیر میرے
نہیں گزارہ، تو میں تمہارا
یا اس پہ مبنی کوئی تاثر
کوئی اشارہ، تو میں تمہارا
غرور پرور انا کا مالک
کچھ اس طرح کے ہیں نام میرے
مگر قسم سے جو تم نے

اک نام بھی پکارا، تو میں تمہارا

تم اپنی شرطوں پہ کھیل کھیلو

میں جیسے چاہوں لگاؤں بازی

اگر میں جیتی تو تم ہو میری

اگر میں ہارا، تو میں تمہارا

=========

تین چار روز وہ وہیں کراچی میں رکے تھے۔ اچھی یادیں بنائی تھیں اور ہر جگہ گھومے پھرے تھے۔ آخری تین دنوں میں انہوں نے مل کر ہائیر اتھارٹی سے ایک کمپین چلائی تھی۔ جس کے مطابق ہر شہر، ہر قصبے اور ہر دیہات میں آرگن سمگلنگ کے بارے میں انفارمیشن دی گئی تھی۔ لوگوں کو اس سے آگاہ کرتے ہوئے ہوشیار کیا گیا تھا۔ باقی کا کام سوشل میڈیا نے کیا تھا۔ لوگوں کو آگاہی دینے کے لیے بڑی بڑی کمپنیوں کو اپروچ کر کے گورنمنٹ کی جانب سے وہ کمپین چلائی گئی تھی۔ ہر سکول، ہر کالج اور ہر یونیورسٹی میں اس کے متعلق سیمینار ہوئے تھے۔ دو سے تین

سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا تھا۔اس دوران سب اپنی زندگیوں میں مصروف ہو چکے تھے۔مصفرہ ابھی بھی پرائیویٹ ڈیٹیکٹیو کے طور پر کام کرتی تھی۔حماس بھی اپنے کام میں مکمل طور پر خود کو مصروف کر چکا تھا۔براق بھی اکثر ہی کیس کے سلسلے میں گھر سے باہر رہا کرتا تھا۔اور ماجدہ بیگم سب کا گھر میں انتظار کرتی تھیں۔ان کے ہونے سے ماں کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔باہس کی شادی ہو چکی تھی۔عدن اور سہیل اپنے دونوں بچوں کے ساتھ ابھی بھی باہر ایک پر سکون زندگی گزار رہے تھے۔

یونہی زندگی پر سکون سی گزرنے لگی۔ان کی شادی کو تین سال ہو چکے تھے۔اور آج براق دو ماہ بعد گھر لوٹ رہا تھا۔ماجدہ بیگم اور مصفرہ نے مل کر اچھا خاصہ کھانے کا اہتمام کیا تھا۔وہ نماز پڑھنے کے لیے چلی گئیں تو مصفرہ ساری ڈشز کو دیکھنے لگی۔

اسے ابھی بھی میٹھے پر ڈیکوریشن کرنی تھی۔

"بھابھی ماں!"

وہ اس کے بلانے پر چونکی۔ حیرت سے مڑ کر کچن کاؤنٹر پر کھڑے حماس کو دیکھا جو ان تین سالوں میں مزید ہینڈسم ہو گیا تھا۔

"یہ تم مجھے بھابھی کب سے بلانے لگے۔"

ساتھ ساتھ وہ کھیر کے اوپر ڈرائے فروٹس بھی سجا رہی تھی۔

"تب سے جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں چاچو بننے والا ہوں۔"

وہ بتیسی دکھاتا ہوا بولا تو مصفرہ نے اسے گھورا۔ کچھ ہفتے پہلے اس کی طبیعت ناساز تھی۔ براق کے موجود نہ ہونے پر حماس ہی اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا۔ اور اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ کئی لمحے تو وہ ششدر رہی لیکن پھر حماس کے پوچھنے پر اس نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ تشویش ناک ہو گیا۔ وہ خاموشی سے سیدھا ماجدہ بیگم کے کمرے میں گئی تھی۔ حماس بھی پریشانی سے وہاں آیا تھا۔ وہ ان کے گلے لگے رو رہی تھی۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ماں جی۔ میں کیسے۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ رو رہی تھی۔ حماس سمجھ نہ سکا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔ وہ بھی کمرے میں چلا آیا۔ وہ اپنی بہن کو لے کر پریشان تھا۔ جو بھی تھا مصفرہ اسے سچ میں اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ اس نے کبھی اسے بھابھی سمجھا ہی نہیں تھا۔ ہمیشہ بڑی بہن کی طرح سمجھا تھا۔ اس کو یوں روتا دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"بچے یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو؟ سب ٹھیک رہے گا۔ میں ہوں نا۔"

وہ مسکرا کر اسے سمجھاتے ہوئے اس کا سر ماتھا چوم گئیں تو مصفرہ کو کچھ تسلی ہوئی۔

"براق کو بتایا؟"

وہ ان کے سوال پر نفی میں سر ہلا گئی۔

"سب سے پہلے آپ کو بتایا ہے۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔ اتنی بڑی زمہ داری۔"

وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔

"پریشان مت ہو۔ تمہیں تو شکر گزار ہونا چاہیے۔ براق کی تو عید ہو جائے گی۔"

وہ مسکرا کر بولیں تو حماس کنفیوز سا دروازے میں ہی کھڑا رہا۔وہ سمجھ نہ سکا کہ یہاں ہو کیا رہا ہے۔دو منٹ پہلے مصفرہ رو رہی تھی اور اب وہ مسکرا کر شرم سے لال ہو رہی تھی۔

"کوئی مجھے بتائے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اچنبے سے پوچھ بیٹھا تو وہ دونوں خواتین اس کے کنفیوز تاثرات دیکھ کر ہنس دیں۔

ماجدہ بیگم نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ اندر آ گیا۔

"تم چاچو بننے والے ہو۔"

ماجدہ بیگم کے بولنے پر حماس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے مصفرہ کی جانب دیکھا تھا جو نگاہیں جھکائے سرخ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔وہ گلابی ہوتے گالوں سے مسکرا رہی تھی۔

"سچ میں؟؟؟"

وہ اتنی زور سے چیخا کہ مصفرہ اور ماجدہ بیگم ہنس دی۔

"بھابھی ماں!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ یکدم ہی بولتا ہوا مصفرہ کے قدموں کے پاس بیٹھا تھا۔

"آپ نے ہمارے گھر میں ہمیشہ خوشیاں ہی پھیلائی ہیں۔ میں بہت خوش ہوں۔"

وہ خوشی سے چہکتا ہوا مصفرہ کے پاس آ بیٹھا تھا۔ یوں دیکھ رہا تھا جیسے اب وہ بہت معتبر ہو گئی ہو۔ جیسے کسی بزرگ کی دعا کے لیے کوئی بیٹھا ہو۔ مصفرہ ہنستی ہوئی اس کے کندھے پر تھپک لگاتی اسے وہاں سے اٹھا گئی۔ ماجدہ بیگم نے مصفرہ کے سر پر پیار دیا اور ڈھیر ساری دعائیں دے ڈالیں۔

"لیکن میں چاہتی ہوں کہ براق کو کوئی اس بارے میں ابھی نہ بتائے۔ وہ اپنا کام چھوڑ کر آ جائے گا۔ اور میں اسے آمنے سامنے بتانا چاہتی ہوں۔ اس کے تاثرات دیکھنا چاہتی ہوں۔"

مصفرہ کے کہنے پر ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم جیسا چاہو بیٹا۔ جب بھی بتاؤ خود بتانا۔ وہ تمہارے منہ سے جاننے کا حقدار ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اسے پیار سے پچکارتے ہوئے اپنے ساتھ لگا گئیں تو مصفرہ بھی مسکرا دی۔ کچھ دیر پہلے وہ پریشان تھی لیکن اب وہ خوش تھی۔ بہت خوش۔

واپس کچن میں دیکھیں تو حماس اور مصفرہ ویسے ہی کھڑے تھے۔

"باز آ جاؤ۔"

وہ مسکرا کر اسے ٹوک گئی۔

"حماس اب تم بھی شادی کر لو۔"

مصفرہ نے ایک بار پھر اسے سمجھانا چاہا۔ پھر وہی بات۔ حماس کچن کاؤنٹر کی کرسیوں پر بیٹھ کر جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں، چنٹو بھی میری شادی میں شامل ہو۔"

وہ شرارت سے کہتا ہوا بولا تو مصفرہ نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔ اس کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک بہانہ موجود تھا۔

"اسے شادی میں شامل ہونے کا کوئی شوق نہیں۔۔ تم شادی کر لو، وہ بعد میں تمہاری خوشیوں میں شامل ہو جائے گا۔"

مصفرہ بھی آج اسے منانے کا ارادہ کر چکی تھی۔

"لیکن میں چاہتا ہوں جب وہ چلتا پھرتا بھاگتا دوڑتا ہو، تب میں شادی کرواؤں تا کہ وہ اچھے سے شادی انجوائے کر سکے۔"

مصفرہ تو اس کے جواب پر سر پکڑ کر رہ گئی۔ کھیر کا باؤل وہ سجا چکی تھی۔ اب وہ اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"دیکھو حماس! تمہاری عمر گزر رہی ہے۔ ہر بار نئے بہانے گڑھ کر تم خود کو بچا نہیں سکتے۔"

وہ اسے سنجیدگی سے سمجھا رہی تھی۔ حماس نے کچن کاؤنٹر پر موجود سیب اٹھا کر دانتوں میں دبایا۔

"عمر ہی تو نہیں گزر رہی بھابھی ماں۔"

وہ سیب اٹھائے وہاں سے نکل گیا۔ وہ ایسے ہی کرتا تھا۔ ہر بار شادی کی بات پر پہلو بچا کر نکل جاتا تھا۔ اب وہ پہلے کی طرح ہنستا بولتا بھی نہیں تھا۔ لیکن جب سے اسے چاچو بننے کی خبر ملی تھی وہ خوش تھا۔ وہ کافی حد تک بدل گیا تھا۔ اپنے فارغ وقت

میں وہ لان میں بیٹھا کسی سوچ میں گم پایا جاتا۔اس نے ڈائریز لکھنا شروع کر دی تھیں اور شاید ان تین سالوں میں وہ بارہ ڈائریز بھر چکا تھا۔اکثر اوقات میں وہ ماجدہ بیگم کے کمرے میں پایا جاتا۔مصفرہ کو تنگ کرنا بھی اس نے کم کر دیا تھا۔براق کو بھی کم ہی چھیڑا کرتا تھا۔شرارتیں تو جیسے ختم ہی ہو گئ تھیں۔لیکن پھر بھی خوش دکھتا تھا یا شاید وہ ایسا ظاہر کرتا تھا۔

ہوتے ہیں نا کچھ لوگ جو لاکھ دکھوں اور تکلیفوں کے بعد بھی خوش دکھتے ہیں۔وہ انہی میں سے ایک تھا۔

===========

براق کو گھر آئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ان دو گھنٹوں میں انہوں نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا تھا۔لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پی تھی اور خوب باتیں کی تھیں۔ان دو ماہ میں ہوئی ہر چیز کے بارے میں سوائے سب سے ضروری خبر کے۔

گھر میں خوشی کا سماں تھا اور چہکنے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ماجدہ بیگم آرام کرنے کی غرض سے اٹھ کر کمرے میں گئیں تو وہ تینوں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔پھر حماس

بھی کچھ دیر بعد اٹھ گیا تو براق بھی تھکاوٹ کے باعث اٹھ کر کمرے میں آگیا۔ کچن سمیٹ کر مصفرہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو براق آرام دہ لباس میں ملبوس تھا۔ وہ اس کی جانب دیکھتا مسکراکر اس کی جانب بڑھا تو مصفرہ نے پیچھے رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ حیرت سے وہیں رک گیا۔ مصفرہ مسکراہٹ دباتی آرام دہ کپڑے اٹھاتی واشروم میں گھس گئی۔ براق کشمکش میں مبتلا پریشانی سے چکر کاٹ رہا گیا۔ وہ جب سے آیا تھا تب سے تو مصفرہ ٹھیک تھی لیکن اب اس نے اسے کیوں روکا تھا؟ جیسے ہی مصفرہ باتھ روم سے باہر نکلی، براق نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا۔

"کیا ہوا ہے مصفرہ؟ کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟"

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔ مصفرہ نے مسکراہٹ دبائی اور اس کا ہاتھ جھٹک کر صوفے سے اٹھتی سنگھار میز کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ وہ مزید پریشان ہوا۔

"فری؟؟ مجھے بتاو۔ مجھ سے بات کرو۔ یوں مجھ سے منہ مت پھیرو؟"

وہ اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو مصفرہ وہاں سے ہٹتی بستر پر آ بیٹھی۔ وہ مزید پریشان ہو گیا۔

"کیوں ناراض ہو۔ میری کوئی بات بری لگی ہے؟ میں سوری کرتا ہوں۔ ایسے تو مجھے اگنور نہ کرو۔"

وہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا جو بستر پر براجمان ہو چکی تھی۔

"کچھ تو بولو۔"

براق نے اس کے بازو آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا تو وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بستر پر سیدھی ہو بیٹھی۔

"میں تمہیں اگنور کر رہی ہوں؟ جو تم تب سے اگنور کر رہے ہو اس کا کیا؟"

وہ حیران ہوا تھا۔ اس نے تو اسے اگنور نہیں کیا۔ وہ تو جب سے آیا تھا تب سے والہانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی تعریف کر رہا تھا۔ اسے چھیڑ رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح۔

"میں نے تمہیں کب اگنور کیا؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیرت سے پوچھ بیٹھا۔

"مجھے نہیں۔"

وہ مصنوعی غصے سے بولی۔

"پھر کسے؟"

وہ کنفیوز ہوا۔

"ہمارے بے بی کو۔جب سے آئے ہو ایک بار بھی پوچھا؟"

وہ ٹھٹک کر رک گیا۔

"یہ کیا بول رہی ہو مصفرہ؟"

وہ سنجیدہ ہوا۔کنفیوز بھی تھا۔

" صحیح تو بول رہی ہوں۔کیسے باپ بنو گے۔۔ چچچ!"

وہ مسکراہٹ دبا کر اسے افسوس سے دیکھ رہی تھی۔

"فری یہ مت بولنا کہ تم مزاق کر رہی ہو۔"

وہ ششدر سا کھڑا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں کیوں جھوٹ بولوں گی؟ یہ رہی رپورٹس!"

وہ سائیڈ ٹیبل کی دراز کھول کر اسے رپورٹس تھما گئی۔ براق نے کانپتے ہاتھوں سے وہ کھولیں اور وہاں سب لکھا تھا۔ مطلب وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ سب سچ تھا۔ رپورٹس وہیں رکھتا وہ قدم بہ قدم جھکتا ہوا گھٹنوں کے بل اس کے قدموں میں بیٹھتا ہوا اسے کی ٹانگوں کے ساتھ سر ٹکا گیا۔ وہ اپنے جذبات کی انتہا پر تھا۔

"تم نے مجھے مکمل کر دیا فری۔ تم نے میری زندگی کو مکمل کر دیا۔"

وہ کہتا ہوا خوشی سے رو دیا۔ مصفرہ کی آنکھیں بھی خوشی سے نم ہو گئیں۔ وہ اسے اٹھائے خود بھی اس کے ساتھ زمین پر آ بیٹھی۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا تھا۔ جب کبھی جذبات کا اظہار نہ کر پاتا ہو وہ اس کے سامنے اپنی اناؤں کو رد کر کے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا تھا۔ وہ بھی اس کے سامنے آ بیٹھی۔ اس کی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔

"تم میرے لیے کسی معجزے کی طرح ہو۔ تم ہر بار میرے لیے خوشی کی نوید لائی ہو۔ میں ساری عمر کے لیے تمہارا قرض دار ہو گیا ہوں۔"

وہ کہتا ہوا اس کا ہاتھ تھامتا اپنے لبوں سے لگا گیا۔ان تین سالوں میں سب کچھ بدل گیا تھا۔اگر نہیں بدلا تھا تو براق کی یہ عادت نہیں بدلی تھی۔وہ مصفرہ کے ہاتوں پر بوسہ دینے کے بہانے تلاشتہ تھا۔

اب کی بار محبت کی سفید دیوی ان پر مہربان ہوتی ان کی زندگی مکمل کر گئی۔

ساری عمر زندگی کی تلخیوں کو سہتے ہوئے وہ دو کردار اب مکمل ہو گئے تھے۔محبت انہیں راس آئی تھی۔اب ان کی ایک خود کی فیملی ہونے والی تھی۔وہ دنیا کی فکروں سے آزاد ایک دوسرے سے ماتھا جوڑے خوشی کے آنسو رو رہے تھے۔

دو محبت کے دیے جو ساری عمر جلنے والے تھے۔

جنہیں محبت راس آجائے تو ان کی ساری عمر موسم بہار میں گزرتی ہے۔خزاں کا موسم بھی بہار معلوم ہوتا ہے۔خزاں ان کے در پر کبھی دستک نہیں دیتی اور پھر ایسا ہی ہوا۔

مصفرہ اور براق کے در پر خزاں نے کبھی دستک نہ دی۔

وہ موسم بہار کے قیدی بن کر رہ گئے۔

مصفرہ کو اس کے سارے زخموں کی دوا مل گئی تھی۔اس کی اذیتوں کا ازالہ ایسے ہوا تھا کہ اسے اپنا کوئی غم، کوئی دکھ، کوئی زخم یاد نہیں تھا۔

وہ مہربان جو کہانیوں کی کوکھ میں بڑی ہوئی

اُسے غرض نہیں کہ کسی نے اُس سے جھوٹ بول کے

تمام عمر کے لیے دلوں میں چھید کر دیے

اُسے غرض نہیں کہ کتنے لوگ

اُس کی چھاؤں میں پلے بڑھے

اُسے غرض نہیں کہ کون اسکا نام استعمال کر کے

رب ذوالجلال سے حرام کو حلال کہہ کر مانگتا ہے

اور سوچتا ہے،اور سوچتا ہے کہ اُس کو کچھ پتا نہیں

اُسے پتا ہے اور اسے سب پتا ہے

مگر وہ اس زماں مکاں کے دائروں سے دور

اپنا ایک ادھورا خواب بن رہی ہے.

جس کو سن کر کائنات اپنی باقیات پر نظر کرے گی

مجھے بھی اس شفیق ہاتھ نے بھنور سے کھینچ کر

طلب تو کچھ نہیں کیا ہے

مگر میں اس کے دل پہ رنگ پھینک کر بتاؤں گا

کہ سچ بہت حسین ہے۔

(تہذیب حافی)

=========

ان کرداروں کی جنگ تو اس ملک کی حفاظت کرتے ہوئے ساری عمر جاری رہنی تھی۔اس حساس موضوع پر لکھ کر میں نے اپنا فرض نبھا دیا لیکن آپ کا فرض تب پورا ہو گا جب آپ آرگن سمگلنگ کے حوالے سے سب کو روشناس کروائیں گے۔ اس کہانی میں لکھے تمام سین افسانوی تھے لیکن آرگن سمگلنگ والا مسئلہ بالکل سچ تھا۔

امید کرتی ہوں کہ آپ نے کرداروں کے ساتھ اچھے سے انجوائے کیا ہو گا۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شکریہ!

ملتے ہیں ایک نئے سفر کے ساتھ۔

نئے کرداروں کے ساتھ۔

تب تک کے لیے۔

فی امان اللہ!

مجھے اپنا لکھا معیوب لگے

وقت لکھے گا تعارف میرا۔

==========

www.novelsclubb.com